حیاتِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ
اور فتاویٰ رضویہ شریف
سے اخذ شدہ مسائل
پر مشتمل ایک مفید تالیف

# رہنمائے کامل

جلد اوّل

حضرت علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائیل
میں ڈاون لوڈ کرنے کے ٹیلگرام
پر ان چینل و گروپ کو جوائن
کریں

https://telegram.me/Tehqiqat
https://telegram.me/faizanealahazrat
https://telegram.me/FiqaHanfiBooks
https://t.me/misbahilibrary
آرکایو لنک
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
https://archive.org/details/@muhammad_tariq_hanafi_sunni_lahori
بلوگسپوٹ لنک
http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۷۸۶

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ............ رہنمائے کامل 1 تا 12

موضوع ............ فقہ

مصنف ............ مفتی محمد اکمل قادری

تعداد صفحات ............ 600

تعداد ............ 1100

ہدیہ ............

سال اشاعت ............ نومبر 2007ء

ناشر ............ مکتبہ اعلیٰ حضرت

﴿ملنے کا پتہ﴾

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
042-7247301, 0300-8842540

میلاد پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# اسے تو پڑھ لیں

الحمدللہ رب العلمین میں آج یہ تحریر لکھتے ہوئے انتہائی خوشی و مسرت محسوس کرر ہا ہوں کہ تقریباً سات سال قبل جب ''مکتبہ اعلیٰ حضرت'' نے اشاعت کتب کا سلسلہ جاری کیا تو اس قدر کامیابی و کامرانی کی کہ اُمید نہیں کی جاسکتی تھی لیکن ''فیضانِ اعلیٰ حضرت'' ہے کہ کچھ ہی عرصہ میں ''مکتبہ اعلیٰ حضرت'' کا شمار چند اچھے اداروں کے ناموں کی فہرست میں قارئین نے خود ہی درج فرمادیا جس کے لیے میں ان کا احسان مند ہوں اور اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے اب تو عالم یہ ہے کہ دیگر اداروں نے ہمارے طباعتی معیار کی ''نقل'' کرنا بھی شروع کردی ہے۔

اگرچہ میرے نزدیک ابھی ہم اس اعلیٰ معیار کی کتب شائع تو نہیں کرسکے جس معیار کی کرنا چاہیے تھیں لیکن اس کے لیے کوشش و جستجو جاری ہے امید ہے کہ قارئین کی نگاہِ محبت واُلفت رہی تو عنقریب ایسی مطبوعات شائع کی جائیں گی کہ کوئی دادِ تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے'' دعا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فرمائیں'' کہ اللہ عزوجل استقامت عطا فرمائے اور نظرِ بد سے بچائے۔

اب کچھ اس کتاب کے بارے عرض کروں کہ زیرِ نظر ''مجموعہ'' ہمارے ابتدائی رسائل جو بنام رہنمائے کامل شائع ہوئے تھے ان کا گلدستہ ہے اور یہ کُل 12 رسائل پر مشتمل ہے جو وقتاً فوقتاً منظرِ عام پر آتے رہے اور قارئین کے دلوں میں جگہ پاتے رہے۔

ان رسائل میں تقریباً 220 مسائل کو فتاویٰ رضویہ سے اخذ کر کے آسان فہم انداز میں پیش کیا گیا تھا۔ اب اس کو نئی ترتیب کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے تاکہ قارئین کی لائبریریوں کی زینت بن سکے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہماری کوشش کو قبول فرما اور ہمیں مزید خدمت مسلکِ اعلیٰ حضرت کی توفیق سعادت عطا فرما۔

خادم العلم والعلماء

محمد اجمل

اا ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۲ نومبر ۲۰۰۷ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# فہرست

## اسے تو پڑھ لیں



| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | **رہنمائے کامل نمبر 1** | 19 |
| i | عرض ناشر | 20 |
| ii | تاثرات: علامہ مولانا شمس الھدیٰ المصباحی | 22 |
| iii | اسے ضرور پڑھئے | 24 |
| iv | عرضِ مؤلف | 39 |
| | **فہرست فتاویٰ** | |
| 1 | نجومی سے قسمت کا حال معلوم کرنا | 41 |
| 2 | تصویر اور پیشۂ تصویر | 43 |
| 3 | عمامہ باندھنے کا مسنون طریقہ | 44 |
| 4 | دعائے افطار، روزہ کھولنے سے پہلے یا بعد میں؟ | 45 |
| 5 | رات میں آئینہ دیکھنا؟ | 47 |
| 6 | پردے کا ضابطہ کلیہ؟ | 47 |
| 7 | لمبی مونچھیں رکھنا؟ | 49 |
| 8 | مردوں کو مہندی لگانا؟ | 51 |
| 9 | لوہے، پیتل کے زیور بیچنا؟ | 51 |
| 10 | وارث اور مالِ حرام | 52 |
| 11 | کافر و مرتد کے ہاں نوکری کرنا؟ | 55 |
| 12 | دونوں طرف سے شرط لگانا؟ | 57 |



for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 13 | وجد کا حکم؟ | 59 |
| 14 | انگریزی سیکھنا کیسا؟ | 61 |
| 15 | منقبت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ | 64 |
| | رہنمائے کامل نمبر 2 | 65 |
| v | عرضِ ناشر | 66 |
| vi | تاثرات: علامہ مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی | 67 |
| vii | اسے ضرور پڑھئے | 68 |
| viii | عرضِ مؤلف | 73 |
| | فہرست فتاویٰ | |
| 16 | محرم الحرام میں سبیل، لنگر اور ذکرِ شہادت کا حکم | 75 |
| 17 | مجلسِ مرثیہ خوانی میں شرکت | 78 |
| 18 | تعزیہ داری کا حکم | 80 |
| 19 | یومِ عاشورہ میں علاماتِ سوگ اختیار کرنا کیسا؟ | 85 |
| 20 | محرم الحرام میں مروجہ رسومات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا اور یزید کو کافر وملعون کہنے کا حکم | 86 |
| 21 | پرانے متبرک صفحات کا حکم | 88 |
| 22 | گناہوں بھری دعوت میں شرکت کا حکم | 95 |
| 23 | روحوں کو حاضر کرنا کیسا؟ | 98 |
| 24 | بلا اجازت کسی کی چیز استعمال کرنا | 103 |
| 25 | غیر مرد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چوڑیاں پہننا | 104 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 26 | کانچ کی چوڑیاں پہننا | 106 |
| 27 | شطرنج اور تاش وغیرہ کھیلنے کا حکم | 107 |
| 28 | جانور پالنے اور لڑانے کا حکم | 108 |
| | **رہنمائے کامل نمبر 3** | 111 |
| ix | عرضِ ناشر | 112 |
| x | تاثرات: علامہ مفتی محمد اشفاق احمد قادری رضوی | 113 |
| xi | اسے ضرور پڑھیے | 115 |


## فہرست فتاویٰ


| | | |
|---|---|---|
| 29 | ماہِ صفر کی رسومات | 120 |
| 30 | قیامِ میلاد شریف ایک مخصوص وقت میں کیوں؟ | 120 |
| 31 | ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ کی حقیقت | 122 |
| 32 | غیرِ صحابہ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کا استعمال | 123 |
| 33 | حدیث ''جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے، وہ انہیں میں سے ہے'' کا درست مفہوم | 125 |
| 34 | نقشِ نعل پاک سے برکت حاصل کرنا اور اس پر کچھ لکھنا کیسا؟ | 137 |
| 35 | مدینہ کو یثرب کہنا کیسا؟ | 142 |
| 36 | روٹی کے چار ٹکڑے کرنا کیسا؟ | 146 |
| 37 | حرام و حلال کمانے والے کے ہاں کھانا کیسا؟ | 147 |
| 38 | ''اگر اسے نہ چھپوایا تو نقصان ہوگا'' اس قسم کے مضمون پر مشتمل پرچوں کا حکم | 149 |
| 39 | بذریعہ خط بیعت ہونا کیسا؟ | 151 |
| 40 | لوہے، تانبے کا چھلا، شوقیہ یا بغرضِ علاج پہننا کیسا؟ | 152 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 41 | کیا عالم کے لئے سند ضروری ہے؟ | 154 |
| | **رہنمائے کامل نمبر 4** | 157 |
| xii | عرضِ ناشر | 158 |
| xiii | تاثرات: علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی | 159 |
| xiv | پہلے اسے پڑھئے | 161 |
| | **فہرست فتاویٰ** | |
| 42 | گیارہویں کرنا کیسا؟ | 169 |
| 43 | بزرگانِ دین کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا کیسا؟ | 170 |
| 44 | غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے مبارکہ | 171 |
| 45 | غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرامات کا حکم | 172 |
| 46 | شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تمام اولیاء سے افضل ہیں | 175 |
| 47 | اقامت سے پہلے درودِ پاک پڑھنا کیسا؟ | 182 |
| 48 | ستر کھلے ہونے کی حالت میں کعبۃ اللہ کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا کیسا؟ | 184 |
| 49 | خوابوں کی اقسام | 187 |
| 50 | مسجد میں سوال کرنا کیسا؟ | 189 |
| 51 | کسی کو شیطان کہنا کیسا؟ | 191 |
| 52 | عورت جنت میں کس خاوند کے ساتھ ہوگی؟ | 192 |
| 53 | عمامہ شریف کی مقدار اور لباسِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم | 192 |
| 54 | نمازِ فجر کے لئے جگانا کیسا؟ | 194 |
| 55 | عورت کا ملازمت کرنا کیسا؟ | 196 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 56 | بزرگوں کی زبان سے نکلنے والے بظاہر قابلِ گرفت الفاظ کا حکم | 199 |
| | رہنمائے کامل نمبر 5 | 203 |
| xv | پہلے اسے پڑھیے | 204 |
| xvi | تاثرات: علامہ مولانا ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی | 205 |
| xvii | عرضِ مؤلف | 206 |
| | فہرست فتاویٰ | |
| 57 | مرد کے لئے چاندی کی انگوٹھی کا مسئلہ | 209 |
| 58 | عمامے کے دو شملے رکھنا بھی سنت ہے | 212 |
| 59 | تصویر والے کپڑے کی خرید و فروخت اور اس کے ساتھ نماز کا حکم | 214 |
| 60 | داڑھی شریف کی حد، بچی، خط اور بال چھوٹے کروانے کا مسئلہ | 216 |
| 61 | گناہوں کی ترغیب دینے والے کی توبہ | 222 |
| 62 | نام سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (م) لکھنے کا مسئلہ | 229 |
| 63 | اخبار یا کتاب میں لکھی ہوئی آیتِ پاک کو بلا وضو چھونے کا مسئلہ | 230 |
| 64 | سانپ کو قتل کرنا | 233 |
| 65 | کندھوں سے نیچے بال رکھنا | 242 |
| 66 | ہزدہ ہزار (یعنی اٹھارہ ہزار) عالم سے کیا مراد ہے؟ | 243 |
| 67 | علاج کرنا کس کے لئے جائز ہے؟ | 244 |
| 68 | فرشتوں کو روح قبض کرنے میں غلطی لاحق ہونا | 247 |
| 69 | منقبت | 248 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 249 | **رہنمائے کامل نمبر 6** | |
| 250 | پہلے اسے پڑھئے | xviii |
| 251 | تاثرات: حافظ محمد یوسف چشتی | xix |
| 253 | عرضِ مؤلف | xx |
| | **فہرست فتاویٰ** | |
| 257 | اللہ تعالیٰ کے لئے احاطۂ ذاتی کا قائل ہونا | 70 |
| 264 | کفار کی اقسام | 71 |
| 270 | بلند مکان بنانا | 72 |
| 271 | عملیات وتعویزات کرنا کیسا؟ | 73 |
| 273 | نامِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سن کر انگوٹھے چومنا | 74 |
| 275 | ایمانِ کامل کی تعریف | 75 |
| 277 | کیا طریقت اور شریعت کے احکام میں کوئی فرق ہے؟ | 76 |
| 278 | عاق کرنے کی شرعی حیثیت | 77 |
| 280 | اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر سوال | 78 |
| 285 | عالمِ دین کا اولاد کی دینی تربیت سے غافل ہونا | 79 |
| 286 | اسقاطِ حمل کرنا کیسا؟ | 80 |
| 287 | عالمِ دین کی بداخلاقی کے سبب دینی مسئلہ دریافت نہ کرنا | 81 |
| 290 | کسی دوسرے کی چیز گم کردی تو؟ | 82 |
| 292 | مسجد میں بغرضِ حفاظت جوتیاں رکھنے کا حکم | 83 |
| 293 | کسی چیز کو اپنے اُوپر حرام کر لینے کا حکم | 84 |



for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 294 | منقبت | 85 |
| 295 | رہنمائے کامل نمبر 7 | |
| 296 | پہلے اسے پڑھئے | xxi |
| 297 | تاثرات: علامہ مولانا مفتی محمد عبد السلام قادری | xxii |
| 300 | عرضِ مؤلف | xxiii |
| | فہرست فتاویٰ | |
| 302 | آتش بازی کا حکم | 86 |
| 303 | بالوں میں روزانہ کنگھا کرنا کیسا؟ | 87 |
| 305 | مسائل کی کتابوں میں مکروہ لکھا ہو تو کیا مراد ہوگی؟ | 88 |
| 307 | نقالوں کو پیسہ دینا کیسا؟ | 89 |
| 309 | گیارہویں کے لئے زبردستی پیسے کاٹنا کیسا؟ | 90 |
| 310 | سودی پیسے والی دکان میں نوکری کرنا | 91 |
| 312 | وعظ کے پیسے لینا کیسا؟ | 92 |
| 314 | بیعانہ ضبط کرنا کیسا؟ | 93 |
| 316 | ملاوٹ والی چیز بیچنا جائز یا ناجائز؟ | 94 |
| 321 | چوری کا مال خریدنا | 95 |
| 322 | ایک جھوٹی روایت اور اس کے بیان کرنے والے کا حکم | 96 |
| 323 | منکرِ حدیث کا حکم اور اسے عاجز کرنے کا طریقہ | 97 |
| 327 | لاعلمی میں کلمۂ کفر نکل جانے اور تجدیدِ نکاح کا حکم | 98 |
| 329 | معجزاتِ انبیاء (علیہم السلام) کا انکار کرنا | 99 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 100 | کفریہ عبارات لکھنے اور چھاپنے کا حکم | 330 |
| 101 | انبیاء (علیہم السلام) کا ان کے پیشوں کے ساتھ ذکر کرنا | 331 |
| 102 | کافر کو کافر کہنا کیسا؟ | 333 |
| 103 | حضرتِ یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں سے متعلق حکم | 334 |
| 104 | ایک مسجد کے قرآن دوسری مسجد میں بھیجنا | 336 |
| 105 | مسجدوں کے گنبد و مینار کا حکم | 338 |
| | **رہنمائے کامل نمبر 8** | 341 |
| xxiv | پہلے اسے پڑھئے | 342 |
| xxv | تاثرات: علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری | 343 |
| xxvi | عرضِ مؤلف | 344 |
| | **فہرست فتاویٰ** | |
| 106 | مجنونہ اور معتوہہ عورت کے تصرفات کا حکم | 347 |
| 107 | لڑکے اور لڑکی کے بالغ ہونے کی عمریں | 351 |
| 108 | کون سا پیسہ حرام ہے؟ اور مالِ حرام سے خریدی گئی اشیاء کے استعمال کرنے کا حکم | 353 |
| 109 | وقف شدہ زمین پر قبضہ کرنا کیسا؟ | 361 |
| 110 | مالک کی اجازت کے بغیر تنخواہ سے زیادہ مال لینے کا حکم | 364 |
| 111 | سجدوں کے درمیان دعا پڑھنا کیسا؟ | 367 |
| 112 | درودِ پاک کون سا، کتنا اور کس طرح پڑھا جائے؟ | 368 |
| 113 | نماز میں تکبیراتِ انتقال کا سنت طریقہ | 370 |
| 114 | امام کے دعا مانگنے سے پہلے چلے جانا کیسا؟ | 374 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 374 | دعا کس رخ مانگی جائے؟ | 115 |
| 375 | نماز میں الحمد سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا | 116 |
| 376 | کیا نماز میں پڑھی جانے والی ہر چیز کے معانی سیکھنا فرض ہیں؟ | 117 |
| 377 | بعدِ نماز، مصلے کا کنارہ موڑنے کا مسئلہ | 118 |
| 379 | نامِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سن کر یا کہہ کر درودِ پاک پڑھنے کا شرعی حکم | 119 |
| 384 | بآوازِ بلند ذکرِ الٰہی کرنے کی شرائط | 120 |
| 385 | **رہنمائے کامل نمبر 9** | |
| 386 | پہلے اسے پڑھئے | xxvii |
| 387 | تاثرات: علامہ مولانا حافظ عون محمد سعیدی | xxviii |
| 390 | عرضِ مؤلف | xxix |
| | **فہرست فتاویٰ** | |
| 392 | جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والا مشرک؟ | 121 |
| 393 | بلا عذر نماز قضاء کرنے والا فاسق ہے | 122 |
| 393 | تبلیغِ دین کے لئے گھروں سے نکلنا کیسا؟ | 123 |
| 395 | بعدِ عصر، قرآن پاک کی تلاوت کا حکم | 124 |
| 397 | ناپاک زمین پر نماز ادا کرنے کا طریقہ | 125 |
| 399 | بارش کے لئے اذان دینا | 126 |
| 399 | عیسائی کی چھوئی ہوئی مٹھائی کھانے کا حکم | 127 |
| 402 | اقامت میں امام و مقتدی کب کھڑے ہوں؟ | 128 |
| 408 | دوبارہ اذان دینے سے رک جانے کا مسئلہ | 129 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 130 | اقامت کہنے کا مسئلہ | 410 |
| 131 | اقامت میں رخ دائیں بائیں کرنا | 410 |
| 132 | جماعتِ اولیٰ کی تعریف | 412 |
| 133 | اوقاتِ مستحبہ کو چھوڑ کو نماز پڑھنا | 413 |
| 134 | داڑھی منڈوں کو اگلی صف سے ہٹانا کیسا؟ | 414 |
| 135 | جماعتِ ثانی جائز ہے | 415 |
| 136 | مرد کا فقط عورتوں کی امامت کرنا | 417 |
| 137 | سمجھ دار نابالغ صف میں کہاں کھڑا ہو؟ | 419 |
| 138 | جماعتِ ثانیہ نظر انداز کر کے تنہا نماز پڑھنا | 421 |
| 139 | نماز میں امام کے لئے مصلیٰ مخصوص کرنا | 428 |
| 140 | کھانے کے حاضر ہونے کے وقت جماعت ترک کرنا | 428 |
| 141 | منقبت | 430 |
| | **رہنمائے کامل نمبر 10** | 431 |
| xxx | پہلے اسے پڑھئے | 432 |
| xxxi | تاثرات: علامہ مولانا ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی | 433 |
| xxxii | عرضِ مؤلف | 434 |


## فہرست فتاویٰ


| | | |
|---|---|---|
| 142 | جنازہ اٹھانے کا سنت طریقہ | 436 |
| 143 | میت والے گھر میں روٹی پکانا | 437 |
| 144 | مردے کے بال و ناخن وغیرہ کاٹنے کا مسئلہ | 438 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 145 | شوہر کا بیوی کی میت کو غسل دینا | 439 |
| 146 | بعدِ غسلِ میت، گھڑے توڑ دینا کیسا؟ | 444 |
| 147 | شوہر کا بیوی کے جنازے کو ہاتھ لگانا کیسا؟ | 445 |
| 148 | جنازے کے ساتھ نعتیں پڑھنا | 446 |
| 149 | بے نمازی کا نمازِ جنازہ | 447 |
| 150 | شیعہ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم | 449 |
| 151 | ہیجڑے کی نمازِ جنازہ | 452 |
| 152 | امام کا مصلّٰی پر نمازِ جنازہ ادا کرنا کیسا؟ | 452 |
| 153 | نمازِ جنازہ میں سلام کا صحیح طریقہ | 454 |
| 154 | بعدِ دفن نمازِ جنازہ | 455 |
| 155 | مسجد میں نمازِ جنازہ | 457 |
| 156 | پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ............؟ | 459 |
| 157 | پیرو مرشد کا ہاتھ چومنا | 462 |
| 158 | اندھے سے پردہ؟ | 465 |
| 159 | جانور کا نسب کس سے......؟ | 466 |
| 160 | کیمرے کی تصویر کا حکم | 467 |
| 161 | ایصالِ ثواب کے لئے اجرت پر قرآن پڑھنا | 469 |
| 162 | بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نیاز کا مردوں کو کھانا کیسا؟ | 473 |
| 163 | بوقتِ ضرورت حرام کا کھانا یا استعمال کرنا کیسا؟ | 474 |
| 164 | بعدِ تلاوت، قرآن کو ماتھے پر رکھنا کیسا؟ | 474 |
| 165 | منقبت | 476 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| | رہنمائے کامل نمبر 11 | 477 |
| xxxiii | عرضِ ناشر | 478 |
| xxxiv | تاثرات: علامہ مولانا محمد اسحاق افتخاری رضوی | 479 |
| xxxv | عرضِ مؤلف | 483 |
| | **فہرست فتاویٰ** | |
| 166 | غیرِ عالم کو وعظ کہنا کیسا؟ | 485 |
| 167 | جن کے دیئے ہوئے پیسے کا حکم | 486 |
| 168 | تعویز کے اثرات حق یا......؟ | 488 |
| 169 | عبادت میں مشغول کو سلام کرنا | 489 |
| 170 | دورانِ ذکر حالتِ وجد طاری ہونا | 489 |
| 171 | عورت، گھر اور گھوڑے میں نحوست | 490 |
| 172 | پان کھانے کا حکم | 491 |
| 173 | گناہ گاروں کے لئے بددعا کرنا | 492 |
| 174 | کیا کچا انڈا کھانا حرام ہے؟ | 493 |
| 175 | شادی بیاہ میں دف بجانا | 494 |
| 176 | شادی بیاہ کی محافل میں نعت شریف پڑھنا | 495 |
| 177 | شدید حاجت میں سود لینا کیسا؟ | 497 |
| 178 | قرضِ حسنہ دینے کے بعد واپسی کا مطالبہ کرنا | 499 |
| 179 | محرم کے بغیر حج اور گناہ میں شوہر کی اطاعت کا حکم | 500 |
| 180 | تعریفِ رشوت، اس کا لینا دینا، تسبیح کس چیز کی ہو؟ اور خطبے کے وقت سلام وکلام | 501 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 502 | نماز وغیرہ نماز میں ننگے سر رہنا | 181 |
| 505 | چوری کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا | 182 |
| 506 | باعمامہ مقتدی کا بغیر عمامے والے امام کی اقتداء کرنا | 183 |
| 508 | عشاء کے آخری نوافل بیٹھ کر پڑھنا | 184 |
| 509 | سنتیں ادا کرنے کے بعد دنیاوی باتیں کرنا | 185 |
| 510 | دعائے قنوت کی بجائے ''قل ھواللہ'' پڑھنا | 186 |
| 512 | دیر سے آنے والے کا امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے کا طریقہ | 187 |
| 514 | بعدِ نماز، بلند آواز سے ذکر کرنا | 188 |
| 516 | افیون بیچنا کیسا؟ | 189 |
| 517 | قادیانیوں کے ساتھ خرید وفروخت | 190 |
| 518 | نماز میں گری ہوئی ٹوپی اٹھا لینا اور کسی کے لئے رکوع طویل کرنا | 191 |
| 521 | نماز میں آیتِ درود سن کر درودِ پاک پڑھنے کا حکم | 192 |
| 522 | منقبت | 193 |
| 523 | **رہنمائے کامل نمبر 12** | |
| 524 | عرضِ ناشر | xxxvi |
| 525 | تاثرات: علامہ مولانا حافظ فضل الدین نقشبندی | xxxvii |
| 527 | عرضِ مؤلف | xxxviii |


## فہرست فتاویٰ


| | | |
|---|---|---|
| 529 | رمضان میں وتر باجماعت پڑھنا افضل ہیں.. یا.. بوقتِ تہجد تنہا پڑھنا | 194 |
| 529 | کچھ تراویح نکل جانے کے بعد بقیہ، امام کے ساتھ پڑھنا کیسا؟ | 195 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 196 | دس رکعات تراویح ایک سلام سے پڑھنا کیسا؟ | 530 |
| 197 | نابالغ کے پیچھے بالغوں کے تراویح پڑھنے کا حکم؟ | 532 |
| 198 | بیس رکعات تراویح کو بدعت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قرار دینا کیسا؟ | 533 |
| 199 | تراویح رمضان کی کتنی راتوں میں پڑھنی چاہیئے؟<br>نیز ان میں ختمِ قرآن اور ان کی قضا کا کیا حکم ہے؟ | 536 |
| 200 | تراویح کی ہر رکعت میں الحمد کے بعد فقط سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا؟ | 538 |
| 201 | تراویح میں ایک بار جہر سے بسم اللہ پڑھنے کا حکم | 539 |
| 202 | تراویح کی ہر چار رکعات کے بعد دعا مانگنا.. اور.. حافظ کو دو جگہ<br>تراویح کی جماعت کروانا کیسا؟ | 540 |
| 203 | ایک ہی شخص کا دو مقامات پر پوری تراویح پڑھانا | 545 |
| 204 | عشاء کے فرض تنہا پڑھنے والے کا وتر کی جماعت میں شامل ہونا | 547 |
| 205 | ایک تراویح میں دو ختمِ قرآن | 548 |
| 206 | جان بوجھ کر تراویح نہ پڑھنا | 549 |
| 207 | ذکرِ ولادتِ رسول. افضل..یا.. تراویح میں قرآن پڑھنا؟ | 551 |
| 208 | امام تراویح میں مشغول ہو، اس مسجد میں فرض کی جماعتِ ثانی قائم کرنا کیسا؟ | 553 |
| 209 | شبینہ کا حکم | 555 |
| 210 | حرام رزق سے سحری وافطاری کا حکم | 564 |
| 211 | نابالغ اگر روزہ توڑ دے تو..؟ | 564 |
| 212 | سفرِ جنگ میں روزے کا حکم | 568 |
| 213 | جھوٹی خبر پر روزہ افطار کرنے کا حکم | 573 |
| 214 | عورت سے معانقہ یا خیال باندھنے کے بناء پر انزال کا حکم | 574 |


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

| | | |
|---|---|---|
| 215 | پان کھا کر سونا اور صبح اُٹھ کر روزہ کی نیت کرنا کیسا؟ | 576 |
| 216 | حالتِ روزہ میں باحتیاط پان وتمباکو اور نسوار کھانے کا حکم | 577 |
| 217 | روزہ میں کھٹی ڈکار کا حکم نیز روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟ | 579 |
| 218 | ہلاکت کے خوف کی بناء پر روزہ توڑنے کا حکم | 580 |
| 219 | کسی کے مجبور کرنے سے روزہ توڑنے پر قضا ہے یا کفارہ؟ | 581 |
| 220 | مریض کے لئے روزوں کا حکم اور ایک دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنا کیسا؟ | 582 |
| 221 | مریض کو روزہ کا فدیہ دینا، جائز یا ناجائز؟ | 584 |
| 222 | شیخِ فانی کی عمر اور اس کے لئے اعمال میں تخفیف کا حکم | 586 |
| 223 | حالتِ روزہ میں منجن ومسواک کا حکم | 587 |
| 224 | حالتِ روزہ میں مذی نکلنے اور زوجہ کی شرم گاہ دیکھنے کا حکم | 589 |
| 225 | حالتِ جنابت میں روزہ رکھنے کا حکم | 594 |
| 226 | سحری کے لئے جگانے اور وقت ختم ہونے کی خبر دینے کے لئے سائرن بجانے کا حکم | 595 |
| 227 | سنت ونفل اعتکاف کا وقت | 596 |


☆.............................☆.............................☆

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرضِ ناشر

مکتبہء اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس مبارک سلسلے کے آغاز کا عزمِ پاکیزہ کیا ہے کہ "فتاویٰ رضویہ" میں موجود فتاویٰ کو عوام الناس کے براہِ راست استفادہ کے لئے انتہائی آسان فہم کر کے پیش کرنے کا شرف حاصل کیا جائے"۔ اس رسالے میں فتاویٰ رضویہ جلد دہم سے 14 فتاویٰ کا انتخاب کیا گیا ہے، جن کو درج کرنے کی مندرجہ ذیل صورت ہوگی۔

(1) پہلے سوال وجواب بعینہٖ نقل کیا گیا ہے۔ (2) سوال وجواب میں جو لفظ مشکل محسوس ہوا، اس کا آسان معنیٰ اس کے آگے قوسین میں لکھ دیا گیا ہے۔ (3) جہاں عربی عبارت کا ترجمہ نہ تھا، وہاں ترجمہ کے ساتھ ساتھ عبارت پر اعراب بھی لگا دیئے گئے ہیں۔ (4) جہاں آیات واحادیث کا حوالہ نہ تھا، وہاں حوالہ جات بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔ (5) بعض اوقات سوال وجواب میں کئی صورتیں بیان کی جاتی ہیں جن کی بناء پر ہر ذہن "مسئلے کی نوعیت" یا "جواب کا مضمون" سمجھنے میں مکمل طور پر کامیابی حاصل نہیں کر پاتا۔ اسی بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سوال وجواب کو نقل کرنے کے بعد "وضاحت وخلاصہ" کا عنوان قائم کیا گیا ہے جس میں "صورتِ مسئلہ" یا "تفصیلی جواب" آسان الفاظ میں لکھ دیا گیا ہے، جس سے نہ صرف نفسِ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو گی بلکہ دوسروں کو سمجھانا بھی سہل محسوس ہوگا۔

مدینہ :۔ بعض مسائل میں وضاحت وخلاصہ کی ضرورت نہ تھی، لیکن دیگر مسائل سے موافقت کی بناء پر ہر مسئلے کے تحت یہ عنوان قائم کر دیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں یہ ہماری پہلی کوشش ہے۔ تمام قارئینِ کرام (عوام وخواص) سے گزارش ہے کہ اگر اس طریقے کو "تعلیماتِ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے عام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرنے کے سلسلے" میں موثر پائیں تو اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال کر ہماری حوصلہ افزائی کیلئے چند سطریں تحریر فرما کر "مکتبہ ءاعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے پتے" پر ضرور روانہ فرمائیں' نیز اگر اس سلسلے میں کوئی بہتر مشورہ عنایت فرمانا چاہیں تو احسانِ عظیم تصور کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ تاحیات اخلاص کے ساتھ دین و مسلک کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم مکتبہ ءاعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ

"محمد اجمل عطاری عفی عنہ"

## ایمان کی موت

"اپنے اور اپنے اہلِ خانہ کے ایمان کو ہلاکت و بربادی کے دہانے پر پہنچانے والے نادان مسلمانوں کے دل ہلا دینے والی ایک بے احد اہم تحریر" جس کو زیرِ مطالعہ رکھنے کی برکت سے نہ صرف ایمان کی حفاظت ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ بے شمار گناہوں سے نجات بھی حاصل ہو جائے گی۔

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

عنقریب منظر عام پر آنے والی ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# "تقریظ شریف"

فاضلِ جلیل، عالمِ نبیل، استاذ العلماء والفضلاء، فقیہہ العصر، عاشقِ خیرِالبشرﷺ جامع المعقول والمنقول، سرمایہء اہلسنت، پروانہء مجددِ دین و ملت رضی اللہ عنہ

## حضرت علامہ مولانا شمس الھدٰی المصباحی

دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ذی الجلالۃ والصلوۃ والسلام علی صاحب الرسالۃ الذی لا تجتمع امتہ علی الضلالۃ ؐ[1] وبعد

عزیز مکرم حضرت مولانا محمد اکمل قادری عطاری صاحب زید فضلہ[2] سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، انتہائی متواضع، مؤدب اور امام اہلِ سنن، فخرِ زمین و زمن فاضلِ بریلوی قدس سرہ کی الفت و عقیدت میں وار فتگی کی حد تک پایا۔

عزیزِ موصوف نے ایک رسالہ مسمّٰی "رہنمائے کامل" کا مسودہ پیش فرمایا۔ ماشاء اللہ (عزوجل) "فتاوٰی رضویہ شریف" سے منتخب مسائل کا یہ گلدستہ "لوگوں کی اصلاح کے لئے عظیم پیشکش" ہے، پھر ان کی "توضیح و خلاصہ" نے "مزید عام فہم" بنادیا ہے۔ تعلیماتِ امام احمد رضا قدس سرہ کو عام کرنے کا یہ قدم "مستحسن اور قابلِ تقلید" ہے۔

دعا ہے کہ اللہ عزوجل، فاضلِ موصوف کے ان کاموں میں برکتیں عطا فرمائے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور ان کی اس سعی کو مشکور بنائے' مزید خدماتِ دین کی توفیق سے نوازے۔

فالله هو الموفق والمعين[3]

دعاجو و دعاگو

شمس الہدیٰ رضوی عفی عنہ

خادم جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (انڈیا)

12/ شعبان المکرّم سن 1420ھ

بمطابق 21 نومبر 1999ء بروز اتوار

---

1۔ تمام خوبیاں صاحب عزت و مرتبہ اللہ عزوجل کیلئے ہیں اور درود سلام نازل ہوں اس صاحب رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر کہ جس کی امت (کبھی) گمراہی پر جمع نہ ہو گی۔

2۔ (اللہ تعالیٰ) اسکے علم و ہنر میں اضافہ فرمائے

3۔ پس اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا کرنے اور مدد فرمانے والا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# اسے ضرور پڑھئے

دنیاو آخرت میں ترقی وکامرانی کیلئے کسی ہادی وراہنما کی اشد ضرورت کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا' پھر راہنما جتنا کامل اور کثیر فضائل وکمالات و خصائص کا مالک ہو گا' فلاح وکامیابی کا حصول بھی اتنا ہی زیادہ آسان و یقینی بنتا چلا جائے گا۔

یقیناً اللہ عزوجل کا پاکیزہ کلام اور اس کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بیش قیمت احادیثِ مبارکہ ، دو ایسے عظیم علمی سمندر ہیں کہ جن کی تہہ میں قدم قدم پر ہدایت وراہنمائی کے بے شمار قیمتی جواہرات بکھرے پڑے ہیں۔ جس نے اپنی راہنمائی کیلئے ان دو ذرائع کا انتخاب کرنے کی سعادتِ عظمٰی حاصل کی اس کا سیدھے راستے سے بھٹک جانا اور گمراہی میں جا پڑنا قریب قریب ناممکنات میں سے ہے۔ لیکن یہ ایک مُسَلَّم (یعنی تسلیم شدہ) حقیقت ہے کہ جس طرح سمندر میں ہیروں کے وجود پر مطلع ہو جانے کے باوجود ان تک رسائی ہر شخص کے بس کی بات نہیں بلکہ ایک ماہر غوطہ خور کی ضرورت ہے' بالکل اسی طرح ان "علوم و فنون کے سمندروں" سے مسائل و ضوابط کے قیمتی موتی نکالنے کیلئے ایک "حاذق عالمِ دین" اور "کامل فقیہہ متین" کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ جس طرح "فنِ غوطہ خوری" سے ناواقف شخص ہیروں کے لالچ میں سمندر میں کود کر جان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے' اسی طرح قرآن وحدیث میں براہِ راست یا براہِ جہالت غور و تفکر بھی بعض اوقات انسان کی تباہی و بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے "يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا" (ترجمہ کنزالایمان)۔ اللہ تعالیٰ بہتیروں (بہت سوں) کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں (بہت سوں) کو ہدایت فرماتا ہے[1]۔

---

(1) (پ1،بقرہ،26)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پھر جیسے سمندر سے ہیرے نکالنے کے سلسلے میں ہر "ایرے غیرے نتھو خیرے" پر اعتماد نہیں کیا جاتا بلکہ خوب ماہر و تجربہ کار شخص کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں، بالکل اسی طرح قرآن وحدیث سے صحیح مطالب ومفاہیم ومسائل اخذ کرنے کیلئے صرف عالم کہلوانے والے کا نہیں بلکہ حقیقتاً کسی مختلف فنون میں ماہر، متقی، پرہیزگار، پُر اخلاص، احکامِ شرع کی پاسداری کرنے والے، باعمل اور بہترین قوتِ حافظہ کے مالک عالمِ دین وراہنما کا انتخاب کرنا بے حد ضروری ہے۔ اِن شاء اللہ عزوجل یہ انتخاب میدانِ محشر میں عزت ونجات کا سببِ عظیم واقع ہوگا۔

الحمد للہ عزوجل! رشد وہدایت وراہنمائی کیلئے معیارِ کامل اور مذکورہ صفات و کمالات کی حامل شخصیات میں سے ایک نام "اعلیٰحضرت امامِ اہلسنت شاہ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ" بھی ہے۔ اس دعویٰ کی صداقت کا یقینِ کامل اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ہم اس بے نظیر ولاجواب وحیرت انگیز شخصیت کے "زندگی کے کچھ حالات" "ان کے علمی مقامات" اور "سیرتِ پاکیزہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے پُرکیف واقعات" کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ اس سعادت کے حصول کے بعد ان شاء اللہ عزوجل ہماری زبانیں ہی نہیں بلکہ قلوب بھی خوش دلی وپختہ یقین کے ساتھ اس بات کی گواہی دیں گے کہ "اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ" بلاشک وشبہ ایک ایسی عظیم اور کامل شخصیت ہیں کہ جنہیں زندگی کے مختلف شعبوں میں بحیثیتِ رہنما منتخب کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صرف خوش نصیبوں کا ہی حصہ ہے۔

مدینہ :۔ درجِ ذیل حالات وواقعات "حیاتِ اعلیٰحضرت" "مجددِ اعظم" اور "معارفِ رضا" (رضی اللہ عنہ) نامی کتب سے اخذ کیے گئے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**آپ کے مختصر حالاتِ زندگی :۔** آپ کی ولادتِ مبارکہ 10/ شوال المکرّم 1272ھ بمطابق 14/ جون 1856ء کو بروزِ پیر' بریلی شریف (بھارت) میں ہوئی۔

آپ کا پیدائشی نام "محمد" رکھا گیا۔ جبکہ دادا جان نے "احمد رضا" تجویز فرمایا۔ والدِ محترم اور دیگر رشتہ دار "احمد میاں" اور والدۂ ماجدہ پیار سے "امّن میاں" کہہ کر مخاطب فرماتی تھیں۔ آپ کا تاریخی نام "المختار (1272ھ)" ہے۔ اور آپ اپنے نامِ مبارک کے شروع میں "عبدالمصطفیٰ" (یعنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام) لکھا کرتے تھے اور عشاقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان آپ "اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ "اور" فاضلِ بریلوی" کے القابات سے مشہور و معروف ہیں۔

## بشارتیں :

(1) آپ کی بڑی ہمشیرہ ارشاد فرماتی ہیں کہ "جب اعلیٰحضرت (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے تو میرے والد (مولانا شاہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ) ان کو جناب دادا جان (حضرت مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں لے گئے' انہوں نے گود میں لے کر بشارت ارشاد فرمائی کہ "میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم بنے گا"۔

(2) جس وقت آپ والدۂ محترمہ کے شکم شریف میں تھے' والد ماجد نے ایک عجیب خواب دیکھا جس کے باعث پریشانی کے عالم میں رات گزاری' صبح حضرت سراپا فیض و برکت علامہ مولانا رضا علی خاں صاحب سے تمام واقعہ بیان فرمایا۔ حضرت نے جواباً فرمایا "بہت مبارک خواب ہے' بشارت ہو کہ پروردگارِ عالم تمہارے نطفے سے ایک بیٹا عطا فرمائے گا جو علم کے دریا بہائے گا اور اس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیلے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گی۔"

## علمِ دین کا حصول :۔

آپ نے ابتدائی کتب ایک مولوی صاحب سے پڑھیں۔ پھر میزان و منشعب (علمِ صرف کی ابتدائی کتب) مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مروجہ علوم و فنون اپنے والدِ محترم سے پڑھ کر صرف 13 سال 10 ماہ کی عمر شریف میں 14 / رمضان المبارک 1286ھ بمطابق 1870ء کو سندِ فراغت حاصل کی۔ اسی دن رضاعت کے ایک مسئلے کا جواب لکھ کر والدِ ماجد کی خدمت میں پیش کیا جو بالکل درست تھا' اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ اس دن سے آخر عمر (یعنی تقریباً ساڑھے باون سال) تک مسلسل فتویٰ نویسی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے فتاویٰ کا عظیم مجموعہ "فتاویٰ رضویہ" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

آپ اپنے فتاویٰ کی پہلی جلد کے بارے میں خود ارشاد فرماتے ہیں کہ "بظاہر اس میں 114 فتوے اور 28 رسالے ہیں' مگر بحمد اللہ تعالیٰ ہزارہا مسائل پر مشتمل ہے جن میں صدہا (یعنی سینکڑوں) وہ ہیں کہ اس کتاب کے علاوہ کہیں نہ ملیں گے"۔

حکیم محمد سعید مرحوم چیئرمین ہمدرد ٹرسٹ پاکستان' آپ کے فتاویٰ کے بارے میں فرماتے تھے "میرے نزدیک ان کے فتاویٰ کی اہمیت اس لئے نہیں ہے کہ وہ کثیر در کثیر فقہی جزئیات کے مجموعے ہیں' بلکہ ان کا خاص امتیاز یہ ہے کہ ان میں تحقیق کا وہ اسلوب و معیار نظر آتا ہے جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہاء میں نظر آتی ہیں' میرا مطلب ہے کہ قرآنی نصوص (یعنی آیاتِ قرآنیہ) اور سننِ نبویہ (یعنی احادیثِ مبارکہ) کی تشریح و تعبیر اور ان سے احکام کے استنباط (یعنی نکالنے) کے لئے قدیم فقہاء جملہ (یعنی تمام) علوم و وسائل سے کام لیتے تھے اور یہ خصوصیت مولانا کے فتاویٰ میں موجود ہے"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ میں سائنسی وطبّی رنگ دیکھ کر عالمِ حیرت و تعجب میں ڈوب کر مزید تحریر فرماتے ہیں"" فاضلِ بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لئے "سائنس اور طب" کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ لفظ کی معنویت (یعنی باطن پن) کی تحقیق کیلئے کن علمی مصادر (یعنی علمی سرچشموں) کی طرف رجوع کرنا چاہیئے' اس لئے ان کے فتاویٰ میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں' مگر طب اور اس علم کے دیگر شعبے مثلاً کیمیا (کیمسٹری) اور علم الاحجار کو تقدم (یعنی اولیت) حاصل ہے اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے حوالے ان کے ہاں ملتے ہیں' اس سے ان کی دقتِ نظر (یعنی نظر و فکر کی گہرائی و باریکی) اور طبّی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں صرف ایک مفتی نہیں بلکہ محقق طبیب بھی معلوم ہوتے ہیں' جس سے ان کے تحقیقی اسلوب (یعنی طریقہ و طرز) اور معیارِ دین و طب کے باہمی (یعنی آپس کے) تعلق کی بھی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے"۔

## شادی مبارکہ :۔

آپ کی شادی 1291ھ میں جناب فضل حسین صاحب کی بڑی صاحبزادی "ارشاد بیگم" سے ہوئی۔

## اولاد شریف :۔

آپ کی سات اولادیں ہوئیں جن میں سے دو صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں :

(1) حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ "حجۃ الاسلام" (اسلام کی دلیل) کے لقب سے مشہور ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(2) حضرت مولانا شاہ مفتی مصطفیٰ رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ "مفتی اعظم ہند" کے لقب سے مشہور ہیں۔

(3) مصطفائی بیگم (4) کنیز حسن (5) کنیز حسین (6) کنیز حسنین

(7) مرتضائی بیگم

## بیعت شریف :۔

آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں جمادی الاولیٰ 1294ھ میں شرفِ بیعت سے مشرف ہوا"۔ آپ بغرضِ بیعت حضرت علامہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایونی کے ساتھ "حضرت سید شاہ آلِ رسول احمدی نوری رضی اللہ عنہ" کی خدمت سراپا برکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا "آیئے ہم تو کئی روز سے انتظار کر رہے تھے"۔ پھر آپ کو مرید کیا اور اسی وقت تمام سلسلوں (یعنی قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ) میں بیعت کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمادی۔ نیز بزرگوں کے تبرکات اور ایک صندوقچی جو "وظیفہ کی صندوقچی" کہلاتی تھی، عنایت فرمائی اور ساتھ ہی ان وظائف کی اجازت بھی عطا فرمادی۔ دیگر مریدین نے مبتلائے رشک ہو کر عرض کی "حضور! اس بچے پر اتنا کرم؟" فرمایا "تم احمد رضا کو کیا جانو" یہ فرما کر رونے لگے پھر فرمایا "اگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "آلِ رسول! تو دنیا سے کیا لایا؟ تو میں "احمد رضا" کو پیش کر دوں گا"۔ مزید فرمایا "یہ چشم و چراغِ خاندانِ برکات ہیں، اوروں (یعنی دوسروں) کو تیار ہونا پڑتا ہے، یہ بالکل تیار آئے تھے، انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی"۔

## زیارتِ حرمینِ شریفین :۔

آپ نے دو مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی، پہلی مرتبہ 1295ھ میں اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دوسری مرتبہ 1323ھ میں شرف حاصل ہوا۔ دوسری بار جب زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو شوقِ دیدار میں روضہ ٔ انور کے سامنے درودِ پاک پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ شفیعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم ضرور عزت افزائی فرمائیں گے۔ لیکن پہلی شب دیدار نہ ہوا' چنانچہ فراقِ زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بے قرار ہو کر ایک غزل لکھی جس کا مطلع[1] یہ تھا۔

وہ سوئے[2] لالہ زار[3] پھرتے[4] ہیں  تیرے دن اے بہار پھرتے[5] ہیں

اور مقطع[6] میں احساسِ محرومی کی طرف اشارہ فرمایا۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا  تجھ سے شیدا[7] ہزار پھرتے[8] ہیں

آپ کے شوقِ زیارت میں تڑپنے کا یہ عاشقانہ انداز بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہو گیا اور آپ نے اپنی چشمانِ سر سے "محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم" کی زیارت کی سعادتِ عظمیٰ حاصل کر لی۔ سبحان اللہ عزوجل۔

## وصال شریف :۔

آپ کا وصالِ مبارک 25/ صفر 1340ھ بمطابق 1921ھ بروزِ جمعہ ہوا۔ جس وقت آپ کی روحِ مبارک' جسمِ مقدس سے باہر تشریف لائی اس وقت موذن اذان کے یہ کلمات ادا کر رہا تھا "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ (آؤ بھلائی کی طرف)"۔

**انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

---

(1) غزل یا قصیدے کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعوں میں قافیے ہوں۔
(2) سمت 'طرف
(3) باغ
(4) یعنی رخ کرتے ہیں۔
(5) یعنی بدل جاتے ہیں
(6) غزل یا قصیدے کا آخری شعر جس میں شاعر کا تخلص آتا ہے۔
(7) اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے یہاں بطور عاجزی لفظ کتے کا استعمال کیا تھا
(8) چکر لگانا۔ گھومنا پھرنا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# "اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ"

## تقویٰ و پرہیزگاری و احتیاط و خوفِ خدا عزوجل :۔

(1) جب اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے پہلا روزہ رکھا تو روزہ کشائی کی تقریب کا انتظام کیا گیا۔ دوپہر کے وقت آپ کے والد آپ کو اس کمرے میں لے گئے جہاں فیرینی کے پیالے رکھے ہوئے تھے۔ دروازہ اندر سے لگا کر ایک پیالہ اٹھا کر ارشاد فرمایا "لو یہ کھالو"۔ آپ نے عرض کی "میرا تو روزہ ہے میں کیسے کھا سکتا ہوں؟" ارشاد فرمایا "بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے 'اسے کھالو' میں نے دروازہ بند کر دیا ہے کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے"۔ آپ نے عرض کی "جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے"۔ یہ سنتے ہی حضور کے والدِ ماجد کی چشمانِ مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔

(2) جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ "ایک مرتبہ حضرت کی چشمانِ مبارک دکھنی آگئیں۔ اس دوران میں ہر وقتِ حاضریٔ مسجد' متعدد بار ایسا اتفاق ہوا کہ کبھی قبلِ نماز اور کبھی بعدِ نماز مجھے پاس بلایا اور فرمایا "سید صاحب! دیکھئے تو' آنکھ کے حلقے سے پانی باہر تو نہیں آیا' ورنہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا"۔ [1]

(3) مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی فرماتے ہیں کہ "میں نے ایک سال بریلی شریف میں رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا' اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ مسجد میں آتے تو فرماتے "جی بہت چاہتا ہے کہ میں بھی اعتکاف کروں' مگر فرصت نہیں ملتی"۔ آخر 26 تاریخ کو ارشاد فرمایا "آج سے میں بھی معتکف ہو ہی جاؤں"۔ آپ بعدِ افطار پان کھایا کرتے [2] کھانا کھاتے ہوئے میں نے کسی بھی دن نہ

---

(1) یہ احتیاط اس مسئلے کے پیش نظر تھی کہ "آنکھ میں کوئی دانہ یا بیماری ہو' ان وجوہ سے جو آنسو یا پانی بہے وضو توڑ دے گا" (عالمگیری)

(2) "حیات اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ" میں مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "آپ نے اخیر عمر شریف میں پان چھوڑ دیا تھا ورنہ پہلے بہت کثرت سے "بغیر زردے" کے استعمال فرماتے تھے"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دیکھا۔ صرف سحری میں ایک چھوٹے سے پیالے میں فیرینی اور ایک پیالی میں چٹنی آیا کرتی، وہی تناول فرماتے۔ ایک دن میں نے عرض کی حضور! فیرینی اور چٹنی کا کیا جوڑ؟" فرمایا "نمک سے کھانا شروع کرنا اور نمک پر ہی ختم کرنا سنت ہے"۔ ایک دن شام کو پان نہ آئے۔ یہ آپ کی بہت پختہ عادت تھی کہ کھانے کی کوئی چیز طلب نہ فرماتے تھے، لہٰذا خاموش رہے۔ مگر چونکہ پان کے بہت عادی تھے، چنانچہ ناگواری ضرور پیدا ہوئی۔ مغرب کے تقریباً دو گھنٹے بعد گھر کا ملازم بچہ پان لایا، حضرت نے اسے چپت (یعنی تھپڑ) مار کر فرمایا "اتنی دیر میں لایا؟" اسکے بعد سحری کے وقت سحری کھا کر مسجد کے دروازے پر تشریف لائے۔ اس وقت رحیم اللہ خاں ملازم اور میں، دو شخص مسجد میں تھے۔ فرمایا "آپ دونوں میرے کام میں مخل نہ ہوں"۔ میں نے گھبرا کر عرض کی حضور! ہم تو خادم ہیں، کسی کام میں دخل اندازی کیسے کر سکتے ہیں؟" پھر آپ نے پان لانے والے اسی ملازم بچے کو بلوایا اور فرمایا "شام کو میں نے غلطی کی جو تمہارے چپت ماری، قصور تو دیر سے بھیجنے والے کا تھا، لہٰذا اب تم میرے سر پر چپت مارو"[1]۔ یہ کہہ کر ٹوپی اتار دی۔ ہم دونوں مضطرب اور دم بخود ہو گئے، وہ بچہ بھی سخت پریشان ہو گیا۔ ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور! میں نے معاف کیا"۔ فرمایا "تم نابالغ ہو تمہیں معاف کرنے کا حق نہیں تم چپت مارو"۔ مگر وہ ہمت نہ کر سکا۔ پھر آپ نے اپنا بکس منگوایا اور مٹھی بھر پیسے نکالے، وہ پیسے دکھا کر فرمایا "سارے تمہیں دے دوں گا تم چپت مارو"۔ مگر وہ بے چارہ یہی کہتا رہا کہ "حضور! میں نے معاف کیا"۔ آخرِ کار آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بہت سے چپتیں اپنے سر مبارک پر لگائیں اور پھر اسے پیسے دے کر رخصت کر دیا"۔

(1) یہ میدانِ محشر میں اللہ تعالیٰ کی باز پرس کر لینے کے خوف کی بناء پر تھا سبحان اللہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(4) مولوی محمد حسین صاحب چشتی رحمتہ اللہ فرماتے تھے کہ "اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ جس قدر احتیاط سے نماز پڑھتے تھے آج کل یہ بات نظر نہیں آتی، ہمیشہ میری دو رکعت، ان کی ایک رکعت ہوتی تھی (یعنی آپ کی ایک رکعت کے برابر ہوتی تھی) اور دوسرے لوگ میری چار رکعت میں کم سے کم 6 رکعت بلکہ 8 رکعت پڑھا کرتے تھے۔

## احکامِ شرع کی پاسداری :۔

ایک مرتبہ آپ "مدرستہ الحدیث پیلی بھیت" کے سالانہ جلسے میں تشریف لائے۔ بعدِ فراغت ایک صبح حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ "پیلی بھیت" کے مشہور بزرگ شاہ جی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ "شاہ صاحب بغیر پردے کے عورتوں کو بیعت کر رہے تھے' آپ احکامِ شرع پر کمالِ غیرت کے تقاضے کے سبب بغیر ملے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔ جب شاہ جی کو معلوم ہوا تو اسٹیشن پر خود ملنے کیلئے آئے اور آئندہ عورتوں کو پردے میں بیعت کرنے کا وعدہ کیا' تب آپ نے ان سے ہاتھ ملایا اور گلے ملے"۔

## ذات کی خاطر غصہ نہ کرنا :۔

آپ کے ایک مرید نے جو کہ ابھی نئے نئے بیعت ہوئے تھے' آپ کے نام آنے والے خطوط میں سے ایک خط پڑھا جس میں آپ کو بے شمار گالیاں لکھی گئی تھیں۔ یہ سخت غصے میں آگئے اور اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ سے گالیاں لکھنے والے پر مقدمہ کرنے کی درخواست کی تاکہ دوسروں کو بھی عبرت و نصیحت ہو۔ آپ نے اندر سے کئی ایسے خطوط منگوائے جن میں آپ کی بہت زیادہ تعریفیں کی گئی تھیں۔ اس مرید کو یہ خطوط پڑھوانے کے بعد ارشاد فرمایا "پہلے ان تعریف کرنے والوں کو انعام و اکرام و

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جاگیر و عطیات سے مالامال کر دیجئے پھر گالی دینے والوں کو سزا دلوانے کی فکر کیجئے گا"۔ اس نے عرض کی کہ "یہ تو میری وسعت سے باہر ہے"۔ فرمایا "جب آپ مخلص کو نفع نہیں پہنچا سکتے تو مخالف کو نقصان بھی مت پہنچایئے"۔

## اخلاص :

سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نے جانگیر خانصاحب قادری رضوی ساکن محلّہ چھپی ٹولہ قلعہ سے فرمایا کہ "مجھے ایک پیپا (کنستر) مٹی کے تیل کی ضرورت ہے" کیونکہ وہ تیل فروخت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک پیپا تیل لیکر حاضر ہوئے۔ حضور نے قیمت دریافت فرمائی۔ انہوں نے اس وقت جو قیمت تھی اس کا اظہار بایں الفاظ (یعنی ان الفاظ کے ساتھ) فرمایا "ویسے تو اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کر کے اتنی دے دیں"۔ اس پر حضور نے فرمایا "مجھ سے وہی قیمت لیجئے جو سب سے لیتے ہیں"۔ انہوں نے عرض کیا "نہیں حضور آپ میرے بزرگ ہیں، عالم ہیں، آپ سے عام بکری (یعنی فروخت) کے دام کیسے لے سکتا ہوں؟" حضور نے فرمایا "معاف کیجئے گا میں علم نہیں بیچتا ہوں" اور وہی عام بکری کے دام خانصاحب کو دیئے۔

انہیں کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے بدایونی پیڑوں کی ایک کوری (یعنی نئی) ہانڈی پیش کی۔ حضور نے فرمایا "کیسے تکلیف فرمائی؟" انہوں نے کہا کہ حضور کو سلام کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور جواب سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے، پھر دریافت فرمایا "کوئی کام ہے؟" انہوں نے عرض کیا کچھ نہیں۔ حضور محض مزاج پرسی (یعنی خیریت معلوم کرنے) کیلئے آیا تھا۔ ارشاد فرمایا "عنایت و نوازش" اور قدرے سکوت (یعنی خاموش رہنے) کے بعد حضور نے پھر بایں الفاظ (یعنی ان الفاظ کے ساتھ) مخاطب فرمایا "کچھ فرمایئے گا؟"۔ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا۔ اس کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بعد حضور نے وہ شیرینی مکان میں بھجوادی۔ تھوڑی دیر کے بعد ان صاحب نے ایک تعویذ کی درخواست پیش کی۔ ارشاد فرمایا کہ میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا مگر آپ نے کچھ نہ بتایا۔ اچھا تشریف رکھئے اور اپنے بھا۔ نجے علی احمد خاں صاحب مرحوم کے پاس سے تعویذ منگا کر (کہ یہ کام انہیں کے متعلق تھا) ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ صاحب نے حضور کا اشارہ پاتے ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھ دی جسے حضور نے بایں الفاظ واپس فرمایا "اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جایئے میرے یہاں تعویذ بکتا نہیں ہے"۔ انہوں نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ فرمایا۔ بالآخر وہ بے چارے اپنی شیرینی واپس لیتے گئے۔"

## علمی مقام :۔

اللہ تعالٰی نے آپ کو کسبی[1] "و وھبی[2]" دونوں طرح کے علوم کی دولت سے

مالامال فرمایا تھا' آپ کے پاس علمِ لدنی کی دولتِ کثیر کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ آپ نے صرف 6 سال کی عمر میں' ربیع الاول کے مبارک مہینے میں "شفیعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک" کے موضوع پر تقریباً 2 گھنٹے تک ایسا علوم و معارف سے لبریز بیان فرمایا کہ سامعین وجد میں آکر تصویرِ حیرت بن گئے۔

آپ نے بعض علوم اپنے والدِ محترم سے حاصل کئے جبکہ کثیر علوم کی معرفت و مہارت کے سلسلے میں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست رہنمائی فرمائی گئی' جن علوم و فنون پر آپ کو کامل دسترس حاصل تھی ان کی تعداد کم و بیش "55" ہے جن کی تفصیل درجِ ذیل ہے :

(1) علم قرآن (2) علم حدیث (3) اصولِ حدیث (4) فقہ (5) اصولِ فقہ (6) تفسیر (7) جدل (8) عقائد (9) کلام (10) نحو (11) صرف (12) معانی (13) بیان (14) بدیع

---

(1) اپنی کوشش سے حاصل کیا ہوا۔ (2) قدرت کی طرف سے دیا گیا۔ اسے علم لدنی بھی کہتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(15) منطق (16) مناظرہ (17) فلسفہ (18) تکسیر (19) ہیئت (20) حساب (21) ہندسہ (22) قراۃ (23) تجوید (24) تصوف (25) سلوک (26) اخلاق (27) اسماء الرجال (28) سیر (29) تاریخ (30) نعت (31) ادب (32) ارثماطیقی (33) جبر و مقابلہ (34) حساب سلینی (35) لوگار ثمات (36) توقیت (37) مناظرہ و مرایا (38) زیجات (39) مثلث کروی (40) مثلث مسطح (41) ہیئت جدیدہ (42) مربعات (43) جفر (44) زائرجہ (45) اکر (46) علم الفرائض (47) ریاضی (48) عروض و قواضی (49) موسیقی (50) نجوم او فاق (51) فنِ تاریخ (52) نظم و نثرِ فارسی (53) نظم و نثرِ ہندی (54) خطِ نسخ (55) خطِ نستعلیق۔

پھر ان علوم و فنون پر دسترسِ کامل پر ہی بس نہیں بلکہ تقریباً ہر فن کے بارے میں کوئی نہ کوئی یادگار بھی چھوڑی ہے' چنانچہ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً 1000 تک پہنچتی ہے۔

اس تمام علمی سرمائے کے علاوہ آپ کا فقہی شاہکار "فتاوٰی رضویہ" بھی ہے' جس کی تقریباً 12 جلدیں ہیں جن میں سے بعض جلدیں بڑے سائز کے 1000 صفحات سے زائد پر مشتمل ہیں۔

## آپ کی دو اہم خصوصیات :۔

آپ کی لاتعداد خصوصیات میں سے ایک "اغلاط سے محفوظ ہونا" بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس خصوصیت سے آپ کو آپ کے بچپن میں ہی نواز دیا تھا چنانچہ سید ایوب علی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب' حضور اعلحضرت (رضی اللہ عنہ) کو قرآنِ پاک پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز مولوی صاحب کسی لفظ میں بار بار زبر پڑھاتے لیکن آپ کی زبان سے زیر ہی نکلتا۔ یہ دیکھ کر آپ کے دادا جان نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قرآن منگا کر دیکھا تو کاتب سے غلطی سے زیر کی جگہ زبر لگ گیا تھا' چنانچہ آپ جیسا پڑھتے تھے وہی درست تھا۔ جب دادا جان نے پوچھا کہ "جیسا استاد صاحب کہتے تھے ویسا کیوں نہیں پڑھتے تھے؟" تو آپ نے جواب دیا کہ "میں اس کا ارادہ کرتا تھا لیکن زبان پر قابو نہ پاتا تھا"۔

علماءِ کرام رضی اللہ عنہم ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ نے ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ تحریر فرمائے لیکن کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ سے کوئی غلطی واقع ہو گئی ہو جس کے باعث دوبارہ رجوع کرنا پڑا ہو۔

ماہِ شوال 79ھ میں ناگپور (بھارت) میں جشنِ یومِ ولادتِ اعلیٰحضرت بریلوی رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں منعقد ہونے والے ایک عظیم الشان جلسے میں خطبہء صدارت ارشاد فرماتے ہوئے "اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی باکرامت صحبتِ بابرکت سے طویل عرصے تک فیوض و برکات کی دولت سمیٹنے والے خطیبِ مشرق حضرت محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ" نے ان الفاظ میں آپ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی: "علمائے دین کے اعلیٰ کارنامے چودہ صدی سے چلے آرہے ہیں مگر لغزشِ قلم (یعنی قلم کی غلطی) و سبقتِ لسان (یعنی زبان کی بڑائی) سے بھی محفوظ رہنا یہ اپنے بس کی بات نہیں' زورِ قلم میں بکثرت فخر پسندی میں آگئے' بعض مجدد پسندی پر اتر آئے' تصانیف میں خود آرائیاں (یعنی خود کو بنانے سنوارنے کی کوششیں) بھی ملتی ہیں' لفظوں کے استعمال میں بھی بے احتیاطیاں ہو جاتی ہیں' حوالہ جات میں اصل کے بغیر نقل پر ہی قناعت کر لی گئی ہے' لیکن ہم کو اور ہمارے ساتھ سارے علمائے عرب و عجم کو اعتراف ہے کہ "حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی یا حضرت بحر العلوم فرنگی محلی اور یا پھر اعلیٰحضرت رضی اللہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عنہم" کی زبان و قلم کا یہ حال دیکھا کہ "مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے اور زبان و قلم نقطہ برابر خطا کرے اس کو نا ممکن بنادیا ہے" ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ (یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سبب ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے) اس عنوان پر غور کرنا ہو تو "فتاویٰ رضویہ" کا گہرا مطالعہ کر ڈالئے"۔

اور دوسری خصوصیت "بے مثل قوت حافظہ کا مالک ہونا" ہے۔ جیسا کہ:

(1) اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ خود فرماتے تھے کہ میرے استاد جب مجھے سبق پڑھادیا کرتے تو میں ایک دو مرتبہ دیکھ کر کتاب بند کر دیتا۔ پھر جب سبق سنتے تو حرف بحرف' لفظ بلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے' ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ "احمد میاں! یہ تو بتاؤ کہ تم آدمی ہو یا جن ؟ کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے لیکن تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی"۔

(2) بعض ناواقف حضرات آپ کے نام کے آگے "حافظ" لکھ دیا کرتے تھے۔ آپ نے صرف اس نیت سے کہ "بندگانِ خدا عزوجل کا کہنا غلط نہ ہو" روزانہ ایک سپارہ سن کر حفظ کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ صرف ایک ماہ میں پورا قرآنِ پاک حفظ کر لیا۔

(3) مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ طبیب نے لکھنے سے منع کر دیا۔ چنانچہ دوران بیماری مجھ سے فتاویٰ لکھوایا کرتے۔ جو فتویٰ لکھوانا ہوتا اس کا کچھ مضمون زبانی لکھوا کر فرماتے کہ فلاں الماری میں سے فلاں کتاب کی فلاں جلد نکالو' اس کے فلاں صفحے پر فلاں لائن میں یہ مضمون لکھا ہو گا' اسے نقل فرمالیجئے"۔ میں جب مطلوبہ صفحہ کھولتا تو مضمون کو اسی مقام پر پاتا جہاں آپ نے ارشاد فرمایا تھا"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## عرضِ مولف :۔

یہاں تک مطالعہ فرمانے کے بعد آپ بخوبی جان گئے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل "اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی شخصیتِ پاکیزہ کو لاتعداد اوصاف و کمالات سے مزین فرمایا تھا"(1)۔ اس موقع پر اپنے آپ سے

سنجیدگی کے ساتھ درج ذیل سوالات کے جوابات طلب کیجئے۔

سوال نمبر 1 : کیا ایسی باصلاحیت و باکرامت شخصیت کو اپنا قائدو رہنما تسلیم کرنا' اس کی تعلیمات پر "عقل کی آنکھیں بند کرکے" عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کرنا اور اس کی مخالفت بلکہ مخالفت کرنے والے سے خود کو بچا کر رکھنا دانش مندوں اور خوش نصیبوں کا حصہ نہیں ؟

سوال نمبر 2 : اس کے برعکس' کیا ایسی نادرو نایاب شخصیت کے دامنِ کرم کو چھوڑ کر "خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والوں' مصلحتوں کا شکار ہو کر دین و مسلک میں فاسد ترامیم ڈھونڈنے والوں' بزرگوں کی بارگاہ میں گستاخی پر ابھارنے اور بعض اوقات حرام کو حلال ثابت کرنے والی تعلیمات کو عام کرنے کی مذموم سازش میں مبتلا ہونے والوں' اور صرف اپنی عزت بنانے کے چکر میں گستاخانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے اپنے قلوب میں نرم گوشہ رکھنے والوں" کو اپنا ہادی و رہنما بنانے کی "کوششِ مکروہ" بدبختی و جہالت کی واضح علامت نہیں ؟

یقیناً مطالعہ فرمانے والے سمجھ دار قارئین' دونوں سوالوں کے جواب زبانی و قلبی اقرار کے ذریعے ہی دینا پسند فرمائیں گے' اور اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اقراری جواب کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی

---

(1) بیان کردہ فضائل اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات کا ایک مختصر ترین حصہ ہیں اگر بالتفصیل جاننا چاہیں تو "حیات اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ" "سیرت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ" اور "حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ" کا مطالعہ فرمایئے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دریافت فرمائیں کہ "اعلٰحضرت رضی اللہ عنہ کی عظیم شخصیت کی رہنمائے کامل ہونے کی حقیقت" کو تسلیم کر لینے کے بعد' ان سے ہدایت ورہنمائی کے حصول کی کیا صورت اختیار کی جائے ؟

جواب میں "سگِ عطار" عرض گزار ہے کہ اس کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ آپ "فتاویٰ رضویہ" کو جو "قرآن و حدیث و بزرگانِ دین کے اقوال و افعال سے حاصل ہونے والی تعلیمات کا حسین و جمیل شاہکار" ہے' اپنے زیرِ مطالعہ رکھئے اور زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں اسی سے رہنمائی کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

اس مخلصانہ مشورے پر ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں فوراً یہ سوال پیدا ہو کہ "فتاویٰ رضویہ" کے "فنی اصطلاحوں پر مشتمل مضامین" کا سمجھنا بے حد مشکل ہے اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک عام انسان اس سے براہِ راست فیوض و برکات حاصل کر سکے ؟ نیز بے شمار ایسے نو پید مسائل ہیں کہ جو زمانۂ اعلٰحضرت رضی اللہ عنہ میں موجود ہی نہ تھے' لہٰذا ان کے حل کیلئے کون سی صورت اختیار کی جائے ؟

مذکورہ سوال کے پہلے حصے کا جواب ان شاء اللہ عزوجل "آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ مختصر سا رسالہ دے گا"۔ مطالعہ فرما کر دیکھ لیجئے۔

دوسرے حصے کے جواب میں عرض ہے کہ ان کے حل کیلئے یا تو آپ موجودہ دور کے علماءِ اہلسنت میں سے "محتاط علماءِ کرام" کے فتاویٰ پر اعتماد کریں یا پھر اس سلسلے میں "مکتبہء اعلٰحضرت رضی اللہ عنہ" سے وقتاً فوقتاً شائع کردہ فتاویٰ کا مطالعہ فرماتے رہئے' ان شاء اللہ عزوجل ادارہ' محتاط علماءِ کرام سے "انتہائی احتیاط پر مشتمل فتاویٰ" حاصل کر کے عوام الناس میں عام کرنے کی سعادت حاصل کرتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں "اعلٰحضرت رضی اللہ عنہ" سے سچی عقیدت و محبت اور ان کی تعلیمات پر تاحیات سختی کے ساتھ کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد اکمل عطا قادری عطاری عفی عنہ

3 شعبان المعظم 1420ھ بمطابق 22 نومبر 1999ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# نجومی سے قسمت کا حال معلوم کرنا

مسئلہ نمبر 1 : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ " کاہنوں (یعنی غیب دانی کا دعویٰ کرنے والوں) اور جوتشیوں (یعنی نجومیوں) سے ہاتھ دکھلا کر بھلا یا بُرا دریافت کرنا کیسا ہے ؟"

الجواب : کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا بُرا دریافت کرنا اگر "بطورِ اعتقاد ہو" یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو "کفرِ خالص" ہے۔ اسی کو حدیث میں فرمایا "فَقَدْ کَفَرَ بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (یعنی پس تحقیق اس نے اس چیز کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کی گئی[1]) اور اگر بطورِ اعتقاد و تَیَقُّن (یعنی یقین کرنے کے طور پر) نہ ہو مگر میل ورغبت (یعنی خواہش کرنے) کے ساتھ ہو تو "گناہِ کبیرہ" ہے، اسی کو حدیث میں فرمایا "لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلٰوۃَ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً۔ اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا"[2]۔ اور اگر بطور ہزل واستہزاء (یعنی ہنسی مذاق کے طور پر) ہو تو" عبث ومکروہ وحماقت" (یعنی بے کار و ناپسندیدہ و بیوقوفی) ہے ہاں اگر بقصدِ تعجیز (یعنی اسے عاجز کرنے کے ارادے کے ساتھ) ہو "تو حرج نہیں" واللہ تعالیٰ اعلم (اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے)

## وضاحت وخلاصہ :

خلاصہ یہ ہوا کہ "نجومی سے قسمت کے بارے میں دریافت کرنا چار حال سے خالی نہ ہوگا "یا تو اس کے حق ہونے کا یقین ہے" "یا" قلبی خواہش کی بناء پر ہے "یا

(1) سنن الدارمی (2) کنز العمال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"بطورِ مذاق ہے" یا "اسے عاجز کرنا مقصود ہے" بصورتِ اول کفر، بصورتِ ثانی حرام و گناہِ کبیرہ، بصورتِ ثالث مکروہ اور بصورتِ رابع مباح یعنی نہ گناہ نہ ثواب۔

**نقشے کے ذریعے مزید آسانی :۔**

### نجومی کے پاس جانے کی صورتیں

| صورت | حکم |
|---|---|
| اس کے حق ہونے کا یقین ہے | کفر |
| قلبی خواہش کی بناء پر ہے | گناہِ کبیرہ |
| بطورِ مذاق ہے | مکروہ و حماقت |
| اسے عاجز کرنا مقصود ہے | جائز و مباح |

**تنبیہ :**

چوتھی صورت لکھنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ اس پر عمل کی کوشش بھی کی جائے بلکہ اس صورت میں بھی نہ جانا ہی بہتر ہے، خصوصاً کمزور یقین رکھنے والے اسلامی بھائیوں کو تو بے حد احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بقصدِ تعجیز کچھ معلوم کرنے پر نجومی کا "تکا" صحیح لگ جائے جس کے نتیجے میں "اس کے باطل ہونے کے یقین میں کمزوری واقع ہونا" عین ممکن ہے اور پھر یہی کمزوری کفر یا گناہ میں مبتلاء کروانے کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نجومیوں کے پاس جانے سے بچنے اور اگر خدانخواستہ گئے تھے تو اس پر کامل توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# تصویر اور پیشہء تصویر

مسئلہ نمبر 2: ان دو مسئلوں کے بارے میں علمائے کرام کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

(1) تصویر کھینچنا جائز ہے یا نہیں؟ (2) پیشہء تصویر (یعنی تصویر کے پیشے کی اجرت سے) اُکل و شُرب (یعنی کھانا اور پینا) کیسا ہے؟"

الجواب: (1) جاندار کی تصویر کھینچنی حرام ہے، صحیح حدیث میں ارشاد ہوا "اَشَدُّ النَّاسِ عَذَاباً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِیاً اَوْ قَتَلَهُ نَبِیٌّ وَالْمُصَوِّرُوْنَ۔ قیامت میں سب سے سخت تر عذاب اس پر ہوگا جس نے کسی نبی (علیہ السلام) کو شہید کیا یا جسے کسی نبی (علیہ السلام) نے قتل کیا اور مصور (یعنی تصویر بنانے والے)"[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(2) تصویر حرام کے پیشے سے اکل و شرب جائز نہیں کہ وہ کسبِ خبیث (یعنی ناپاک و گندہ پیشہ) ہے۔

## وضاحت و خلاصہ:

معلوم ہوا کہ جاندار مثلاً انسان، جانوروں یا جنوں وغیرہ کی تصاویر بنانا (چاہے ہاتھ سے ہو یا کیمرے سے) حرام ہے۔ نیز جاندار چیزوں کی فوٹو گرافی کی کمائی ناجائز ہے۔

مدینہ:۔ لیکن یاد رکھئے کہ تصویر بنوانے کی بعض صورتیں قابلِ گرفت نہیں، مثلاً پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کے لئے۔ ان کا بیان ان شاء اللہ عزوجل رہنمائے کامل سلسلہء اشاعت نمبر 2" میں بالتفصیل آئے گا۔

اللہ تعالیٰ تصویر بنانے، بنوانے اور اس کا پیشہ اختیار کرنے سے بچنے نیز ان

---

(1) کنز العمال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گناہوں کے مرتکب اسلامی بھائیوں کو موت سے پہلے پہلے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

# عمامہ باندھنے کا مسنون طریقہ

مسئلہ نمبر 3 : "کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طریقہء مسنونہ (یعنی سنت کے مطابق طریقہ) دستار (یعنی عمامہ) باندھنے کا کیا ہے؟ دہنی (یعنی سیدھی) طرف سے یا بائیں (یعنی الٹی) طرف سے؟"

الجواب : حدیث میں ہے "كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِيْ تَنَعُّلِهٖ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بات میں دہنی طرف سے ابتداء کو پسند فرماتے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں"(1)۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ عمامہ کا پہلا پیچ سر کی "دہنی جانب" جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

وضاحت وخلاصہ :

عمامہ کا پہلا پیچ سیدھی جانب لے جا کر عمامہ باندھنے کی ابتداء کرنا "سنتِ مستحبہ" ہے جس کی ادائیگی پر ان شاء اللہ عزوجل ڈھیروں ثواب ہاتھ آئے گا۔

اللہ عزوجل ہر مسلمان بھائی کو موت سے پہلے پہلے اس سنتِ مبارکہ کو اپنانے اور اس پر استقامت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

---

(1) بخاری شریف

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## دعائے افطار، روزہ کھولنے سے پہلے یا بعد میں؟

مسئلہ نمبر 4: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں دعائے افطار "اَللّٰھُمَّ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ" قبل از افطار (یعنی افطار سے پہلے) پڑھنی چاہئے یا بعد افطار؟ مظاہر حق (جو کہ) قطب الدین حسن اور اشعۃ اللمعات (جو کہ) شیخ عبد الحق (محدث دہلوی رضی اللہ عنہما کی تصنیفات ہیں) میں "افطرت" کا ترجمہ بصیغہ ماضی (یعنی ماضی کے لفظ کے ساتھ) ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعاء، آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد افطار کے پڑھتے تھے، چنانچہ "ابن الملک" نے بھی اسی کو لکھا ہے، قولِ ابن ملک کو کہ "آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، دعاءِ مذکور بعد افطار کے پڑھتے تھے"، نواب قطب الدین حسن دہلوی نے "مظاہر حق شرح مشکوٰۃ" میں نقل کیا ہے، لیکن بعض کتابوں میں لکھتے ہیں کہ دعاءِ مذکورہ بالا قبل افطار پڑھنی چاہئے"۔ **بینوا توجروا** (بیان کیجئے اجر دیئے جائیں گے)

الجواب:۔ فی الواقع (یعنی حقیقت میں) اس (دعا) کا محل (یعنی ادائیگی کا موقع) بعد افطار ہے۔ **اَبُوْ دَاؤُدَ عَنْ مَعَاذِ بْنِ زَھْرَۃَ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کَانَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَحَمْلُ اَفْطَرَ عَلٰی مَعْنٰی اِرَادَۃِ الْاِفْطَارِ وَصَرْفُ عَنِ الْحَقِیْقَۃِ مِنْ دُوْنِ حَاجَۃٍ اِلَیْہِ وَذَا لَا یَجُوْزُ وَھٰکَذَا فِیْ اَفْطَرْتُ** (یعنی ابو داؤد شریف میں حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کو یہ خبر پہنچی کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو کہتے "اے اللہ (عزوجل)! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کیا"۔ پس افطر کو افطار کرنے کے ارادے پر محمول کرنا اور بغیر کسی ضرورت کے اسے (یعنی ماضی کے صیغے کو) اس کی حقیقت سے پھیرنا جائز نہیں ہے اور اسی (افطر کی) طرح کا معاملہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(لفظ) افطرت (یعنی میں نے افطار کیا) میں بھی ہے۔ مولانا علی قاری رحمۃ علیہ الباری "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں فرماتے ہیں،

(كَانَ اِذَا اَفْطَرَ قَالَ) اَىْ دَعَا وَقَالَ ابْنُ الْمَلَكِ اَىْ قَرَأَ بَعْدَ الْاِفْطَارِ۔ یعنی (رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم) جب افطار کرتے تو فرماتے) یعنی دعا کرتے اور ابن ملک نے کہا "یعنی افطار کے بعد (یہ) دعا پڑھتے"۔ واللہ تعالیٰ اعلم (اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے)

## وضاحت و خلاصہ :۔

جواب کی وضاحت و خلاصہ یہ ہے کہ "یہ دعا افطار کے بعد ہی پڑھی جائے گی۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ حدیثِ پاک میں دو لفظ "**افطر**" اور "**افطرت**" دونوں ماضی کے صیغے ہیں یعنی ایسے الفاظ ہیں جو گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کر رہے ہیں۔ اور یہ ضابطہ ہے کہ کسی لفظ کو بغیر ضرورت اس کے حقیقی معنی سے پھیر کر "مجازی معنی" میں استعمال کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ ان دونوں الفاظ سے حقیقی و اصلی ماضی والا معنی ہی مراد لیا جائے گا نہ کہ مجازی معنی مراد لیتے ہوئے یوں کہا جائے کہ **افطر** سے مراد "افطار کا ارادہ کرتے" اور **افطرت** سے "میں نے افطار کا ارادہ کیا" ہے۔ جب یہ متعین ہو گیا کہ **افطر** سے مراد "آپ نے افطار کیا" اور **افطرت** "سے "میں نے افطار کیا" ہی ہے تو اب ہر سمجھ دار اسلامی بھائی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ الفاظ ادا کرنا اسی وقت درست ہو سکتا ہے کہ جب پہلے "افطار کیا جا چکا ہو"۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان بھائی و بہن کو اس دعا کو اس کی صحیح جگہ اور درست وقت میں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# رات میں آئینہ دیکھنا

مسئلہ نمبر 5 : "رات کے وقت آئینہ دیکھنا منع ہے یا نہیں؟ خصوصاً عورتوں کو کہ اپنے خاوند کے لئے بناؤ سنگھار کرتے وقت آئینہ دیکھنے کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔"

الجواب : رات کو آئینہ دیکھنے میں کوئی "ممانعت" نہیں۔ بعض عوام کا خیال ہے کہ "اس سے منہ پر جھائیاں پڑ جاتی ہیں" اس کا بھی کوئی ثبوت نہ شرعاً ہے نہ طباً نہ تجربۃً۔ اور عورت کہ اپنے شوہر کے لئے سنگھار کے لئے آئینہ دیکھے' ثوابِ عظیم کی مستحق ہے اور "ثواب کی بات" بے اصل خیالات کی بناء پر منع نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

وضاحت و خلاصہ :

رات میں آئینہ دیکھنا بالکل جائز ہے' کسی اسلامی بہن کا اپنے شوہر کیلئے اپنی ذات کو سنوارنا بھی عبادت و باعث ثواب ہے اور "سنی سنائی باتوں" اور "خیالی دلیلوں" کے باعث کسی چیز کو ناجائز و ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تاحیات "جاہلانہ خیالات" سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

# پردے کا ضابطہ کلیہ

مسئلہ نمبر 6 : بہو اپنے خسر سے پردہ کرے یا نہ کرے؟ اسی طرح جیٹھ دیور کا کیا حکم ہے؟

الجواب : جیٹھ اور دیور سے پردہ واجب ہے کہ وہ نامحرم ہیں اور خسر سے پردہ واجب نہیں جائز ہے۔ اس کا ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ نامحرموں سے پردہ مطلقاً (یعنی بغیر کسی قید کے) واجب اور محارمِ نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب' اگر کرے گی تو گناہ گار ہوگی اور محارمِ غیر نسبی مثل علاقہ ء مصاہرت و رضاعت' ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز'

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مصلحت و حالت پر لحاظ ہو گا۔ اسی واسطے علما نے لکھا ہے کہ "جوان ساس کو داماد سے پردہ مناسب ہے' یہی حکم خسر و بہو کا ہے (یعنی اگر خسر جوان ہو تو بہو کو اس سے پردہ مناسب ہے) اور جہاں معاذاللہ (اللہ محفوظ رکھے) مَظَنّہء فتنہ (یعنی مقامِ گمانِ فتنہ) ہو' پردہ واجب ہو جائے گا"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت و خلاصہ :

پہلے چند باتیں یاد رکھئے۔

(1) نامحرم' اجنبی یا اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس سے نکاح جائز ہو۔

(2) محارمِ نسبی سے خاندان کے وہ افراد مراد ہیں جن سے نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہو۔ جیسے عورت کے لئے سگا باپ' بھائی' چچا' ماموں' بھتیجا یا بھانجا وغیرہ۔

(3) محارمِ غیر نسبی' وہ افراد کہ جن سے کسی اور تعلق کی بناء پر نکاح حرام ہو مثلاً بوجہِ مصاہرت (یعنی دامادی کے رشتے کی وجہ سے جیسے داماد کیلئے ساس اور بہو کے لئے سسر)۔ یا بوجہِ رضاعت (یعنی دودھ شریک ہونے کی وجہ سے جیسے رضاعی بھائی یا بہن)۔

اب مذکورہ بالا مسئلے کا خلاصہ یہ ہے کہ سامنے والا شخص چار حال سے خالی نہ ہو گا کہ "یا تو وہ نامحرم ہے" یا "نسبی لحاظ سے محرم ہے" یا "دامادی کے رشتے کے لحاظ سے محرم ہے" یا "دودھ شریک ہونے کی بناء پر محرم ہے"۔

پہلی صورت میں پردہ واجب' دوسری صورت میں ناجائز و ممنوع۔ تیسری اور چوتھی صورت پھر دو حال سے خالی نہیں کہ وہ محارم بوڑھے ہیں یا جوان۔ پہلی صورت میں پردہ نہ کرنا جائز۔ دوسری صورت (یعنی جبکہ جوان ہوں) پھر دو حال سے خالی نہیں۔ فتنہ کا اندیشہ ہے یا نہیں؟ بصورتِ اول پردہ واجب اور بصورتِ ثانی جائز و مناسب"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**مدینہ :۔** پردے کا مطلب یہ ہے کہ اتنے موٹے کپڑے پہنے ہوں کہ جسم کی رنگت ظاہر نہ ہوتی ہو نیز خوب ڈھیلے ڈھالے ہوں نہ کہ اتنے چست کہ جس سے جسم کا نقشہ سمجھ میں آجاتا ہو نیز اتنی موٹی چادر بھی ضروری ہے کہ جس سے بالوں کی سیاہی بالکل نظر نہ آئے چنانچہ باریک دوپٹہ ناکافی رہے گا۔ فی زمانہ چہرہ بھی مکمل طور پر چھپانا ضروری ہے۔

**نقشے کے ذریعے مزید آسانی :۔**

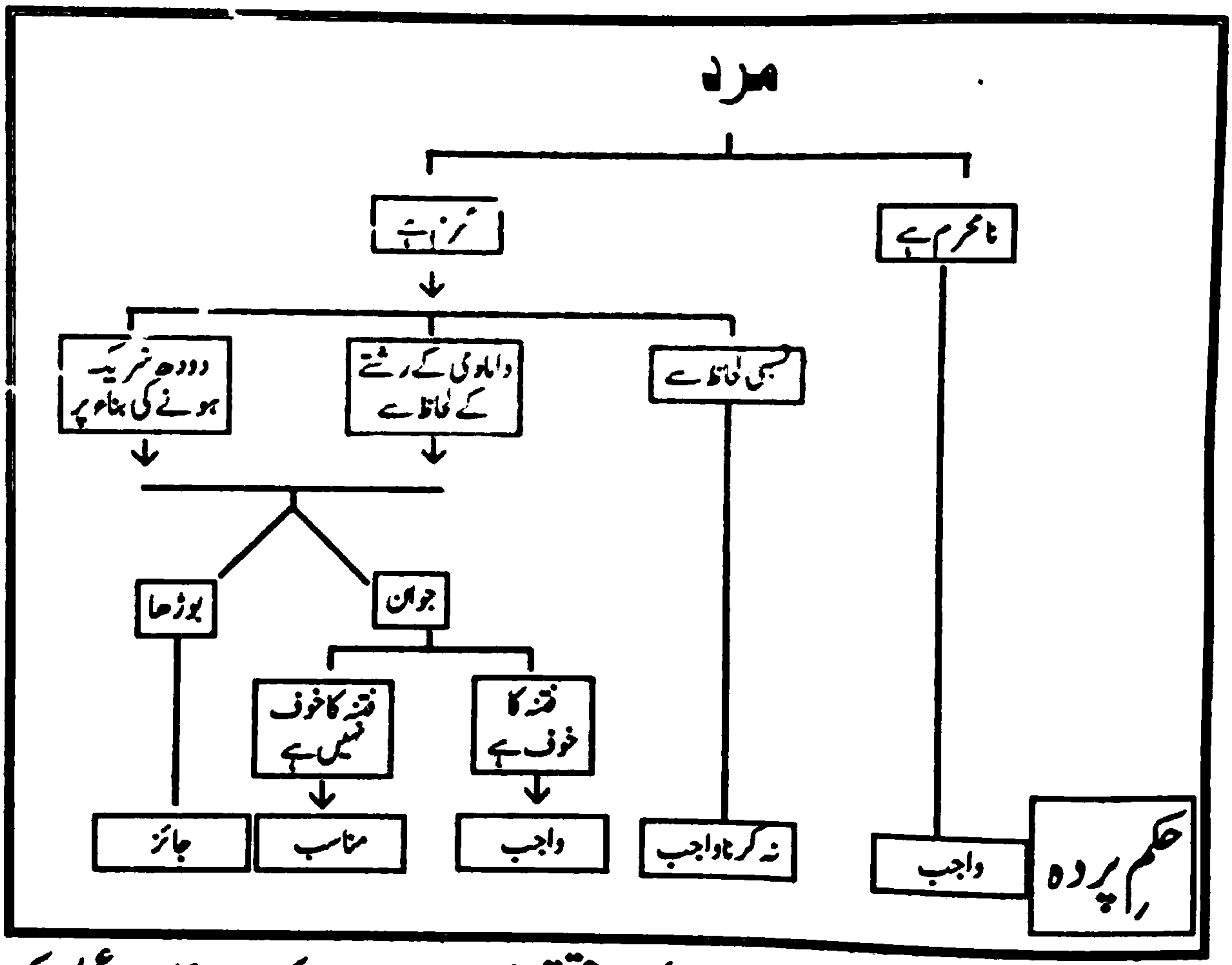


اللہ تعالیٰ تمام اسلامی بہنوں کو "حقیقی شرم وحیا" اور مذکورہ مسئلے پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## لمبی مونچھیں رکھنا

**مسئلہ نمبر 7 :** مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ منہ میں آئے کیا حکم ہے؟ زید کہتا ہے ترکی لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الجواب : مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں حرام وگناہ وسنتِ مشرکین و مجوس و یہود ونصاریٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجے کی صحیح حدیث میں فرماتے ہیں ''**أحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰی وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ**۔ رواہ **الامام الطحاوی عن انس بن مالك**۔ (یعنی مونچھیں خوب اچھی طرح پست کرو اور داڑھیوں کو چھوڑ دو[1] اور یہودیوں سے مشابہت نہ کرو' اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)۔

**وَلَفْظُ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَارْخُوا اللُّحٰی وَخَالِفُوا الْمَجُوْسَ** مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو''۔

''فوجی جاہل تُرکوں کا فعل حجت ہے'' یا ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد؟'' واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :

معلوم ہوا کہ داڑھیاں چھوٹی اور مونچھیں لمبی رکھنا غیر مسلموں کا طریقہ ہے' مونچھیں خوب پست کرنی چاہئیں' اتنی لمبی رکھنا کہ اوپر کا ہونٹ ہی چھپ جائے اور پانی یا چائے وغیرہ پیتے وقت مونچھیں اس میں داخل ہوں' مکروہ و ممنوع ہے۔ نیز ہمارے لئے کسی عام امتی کا فعل نہیں بلکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان دلیل ہے' چنانچہ سعادت مندی یہی ہے کہ اگر کسی شخص کا کوئی عمل ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قولِ مبارک کے خلاف ہو تو اس ارشادِ مبارک کو پیش نظر رکھیں اس شخص کے عمل کو فوراً نظر انداز کر دیں۔

---

(۱) داڑھی کی شرعی حد اور دیگر تفصیل کے لئے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی تصنیف ''لَمْعَتُہ الضُّحٰی فِیْ اِعْفَاءِ اللُّحٰی'' ملاحظہ فرمایئے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بھائیوں کو مونچھیں پست کرنے اور داڑھیاں بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

# مَردوں کو مہندی لگانا

مسئلہ نمبر 8: مردوں کیلئے مہندی کا استعمال شوقیہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس قدر عضو بدن میں؟

الجواب: ہاتھ پاؤں میں مہندی کی رنگت مرد کیلئے حرام ہے اور سر اور داڑھی میں مستحب۔

وضاحت و خلاصہ:

عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے مرد کو ہاتھ یا پاؤں میں مہندی لگانا گناہ جبکہ سر یا داڑھی شریف میں افضل و باعثِ ثواب ہے۔ لیکن اچھی طرح یاد رہے کہ یہاں زرد رنگ والی مہندی مراد ہے نہ کہ کالے رنگ والی کیونکہ کالے رنگ کی مہندی مطلقاً ممنوع ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بھائیوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے کے بارے میں احتیاط کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

# لوہے' پیتل کے زیور بیچنا

مسئلہ نمبر 9: ایک شخص لوہے اور پیتل کا زیور بیچتا ہے اور ہندو مسلمان سب خریدتے ہیں اور ہر قوم کے ہاتھ وہ بیچتا ہے' غرضیکہ وہ جانتا ہے کہ جب مسلمان خریدیں گے تو اس کو پہنیں گے تو ایسی چیزوں کا فروخت کرنا مسلمان کے ہاتھ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: مسلمان کے ہاتھ بیچنا مکروہِ تحریمی ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وضاحت و خلاصہ :

مکروہِ تحریمی وہ فعل ہے جس کا کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے' لیکن اس کا گناہ فعلِ حرام سے کم درجے کا ہے۔ اس کا ایک آدھ بار کرنا گناہ صغیرہ اور چند بار کرنا یا عادت ہی بنالینا گناہِ کبیرہ ہے۔

چونکہ لوہا' پیتل وغیرہ کا زیور پہننا مسلمان مرد و عورت دونوں کو ممنوع ہے لہٰذا بیچنا بھی ناجائز و گناہ ہے۔ ترمذی و ابوداؤد میں ہے کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے ؟" اس نے وہ انگوٹھی پھینک دی' پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کیا بات ہے کہ تو جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہے ؟" اس نے اسے بھی پھینک دیا اور عرض کی یارسولَ اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں ؟" فرمایا "چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو (یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی ہو)"۔

درِ مختار میں ہے "لوہا' پیتل' تانبا' جست وغیرہ' ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کیلئے ناجائز ہیں"

اللہ تعالیٰ ہمیں ناجائز چیزیں بیچنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## وارث اور مالِ حرام

مسئلہ نمبر 10 : اگر زید تمام عمر سود کا مال جمع کرتا رہا اور اس کے بیٹے عمرو کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ تمام مال سود کا ہے تو اس صورت میں زید کے مرنے کے بعد' وہ تمام مال عمرو کے حق میں حلال ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اور عمرو کو معلوم نہ ہونے کی صورت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں کہ یہ مال سود کا ہے یا تجارت کا یا کسی اور حلال کمائی کا مگر در حقیقت وہ مال سود کا تھا' اگر وہ (اس) مال کو حلال سمجھ کر کھائے تو کون گناہ گار ہو گا؟

الجواب: وارث (یعنی عمرو) اگر جانتا ہے کہ "فلاں روپیہ سود کا ہے" تو اسے اس کا لینا جائز نہیں' مُورِث (وارث بنانے والے یعنی زید) نے جس سے لیا تھا' اسے واپس دے یا تَصَدُّق (یعنی صدقہ) کرے۔ اور اگر کسی معین روپے کے بارے میں علم نہیں' اتنا جانتا ہے کہ اس میں اس قدر (یعنی اتنی مقدار میں) روپے حرام کے ہیں تو اتنا روپیہ مستحق کو پہنچائے اور اگر یہ بھی معلوم نہیں تو لینے والے (یعنی زید) پر وبال اور اس کے (یعنی عمرو کے) لئے حلال"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:

خلاصہ یہ ہوا کہ "جب کوئی شخص مالِ حرام مثلاً سود' رشوت' چوری یا غصب شدہ وغیرہ چھوڑ کر مرے تو وارث دو حال سے خالی نہ ہو گا۔ وہ معیّن مالِ حرام کے بارے میں جانتا ہے یا نہیں۔ بصورت اول پھر دو حال سے خالی نہیں کہ وہ اصل مالک کو بھی جانتا ہے یا نہیں۔ اگر جانتا تو یہ مال اس تک پہنچانا واجب ہے اور اگر نہیں جانتا تو نامعلوم مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔ اور دوسری صورت میں یعنی جبکہ معین مالِ حرام کے بارے میں نہیں جانتا تو یہ صورت پھر دو حال سے خالی نہیں کہ مالِ حرام کی مقدار معلوم ہے یا نہیں۔ بصورت اول اتنی مقدار میں مال' اصل مالک تک پہنچائے اور مالک معلوم نہ ہو تو اس کی طرف سے صدقہ کر دے۔ اور بصورتِ ثانی یعنی جبکہ مقدار بھی معلوم نہیں تو اب اس کے لئے کل حلال اور مورث کے سر پر وبال۔

## مثال کے ذریعے مزید وضاحت:

زید 5 لاکھ روپے چھوڑ کر مرا جن میں سے 3 لاکھ حلال کے بنک میں اور 2

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لاکھ سود کے گھر کی تجوری میں ہیں۔اب وارث کو معلوم ہے کہ تجوری والے پیسے سود کے ہیں چنانچہ ان کو اصل مالک تک پہنچائے اور نہ معلوم ہو تو صدقہ کرے۔

اور اگر کل 5 لاکھ روپے تجوری میں ہیں لیکن وارث اتنا جانتا ہے کہ ان میں سے 2 لاکھ سود کے ہیں تو 2 لاکھ نکال کر سابقہ معاملہ کرے۔اور اگر ان 5 لاکھ کے بارے میں نہیں جانتا کہ اس میں سے کتنے اور کون کون سے روپے سود کے اور کتنے حلال کے ہیں تو اب اس کیلئے کل پانچ لاکھ حلال ہوں گے۔

نقشے کے ذریعے مزید آسانی :۔

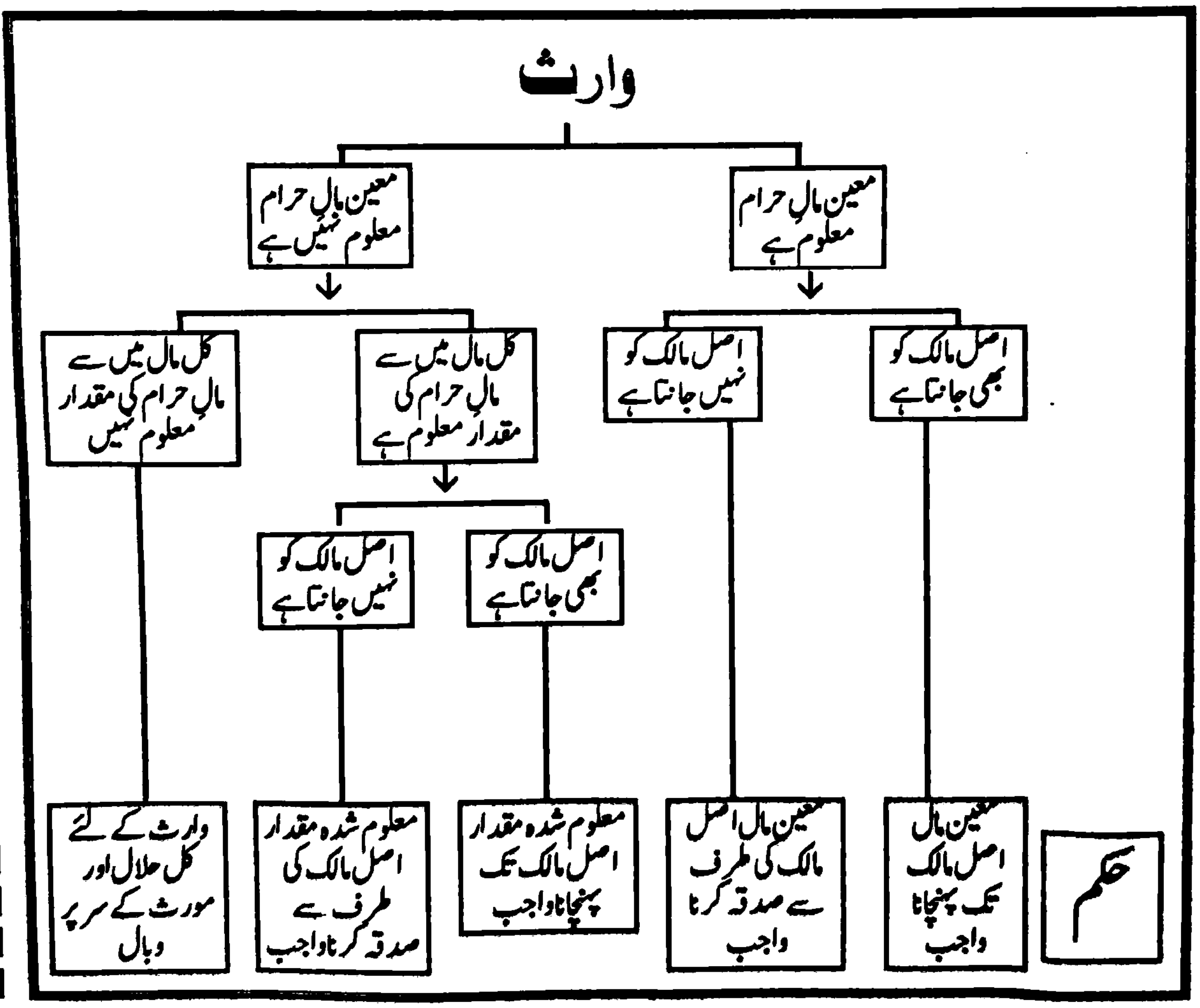


اللہ تعالیٰ مالِ حرام سے سب کو محفوظ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# کافر و مرتد کے ہاں نوکری

**مسئلہ نمبر 11 :** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ اگر کوئی مسلمان سنی کسی وہابی یا یہودی یا نصرانی (یعنی عیسائی) یا کافروں میں سے کسی کے ساتھ گفتگو کرے یا ان میں سے کسی کے پاس بیٹھے یا ان میں سے کسی کی نوکری کرے تو آیا مسلمان بھی کافر ہے یا نہیں؟ اور اگر یہ کافر نہیں اور اس مسلمان کو کسی دوسرے نے کافر کہا تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

**الجواب :** کافر اصلی غیر مرتد (جیسے یہودی، نصرانی وغیرہ) کی وہ نوکری کہ جس میں کوئی امرِ ناجائز شرعی (یعنی شرعی لحاظ سے ناجائز کام) کرنا نہ پڑے "جائز" ہے اور کسی دنیوی معاملے کی گفتگو اس سے کرنا اور اس لئے کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا بھی منع نہیں، اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں مرتد (جیسے وہابی، دیوبندی)[1] کے ساتھ یہ سب باتیں مطلقاً منع ہیں اور کافر اس وقت بھی نہ ہوگا، مگر یہ کہ اس کے مذہب و عقیدۂ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا۔ بغیر ثبوتِ وجہِ کفر (یعنی کفر کی کسی صورت کے ثبوت کے بغیر) کسی مسلمان کو کافر کہنا، سخت گناہِ عظیم ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ "وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے"[2]۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت و خلاصہ :**

مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسی چیز کا انکار کر دے جو "ضروریاتِ دین" سے ہو۔

---

(1) ان کے ارتداد کی تفصیل "تمہید ایمان" اور "حسام الحرمین" میں پڑھیے۔ یہ بھی اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف ہیں۔ (2) مسلم شریف

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ضروریاتِ دین کی تعریف فرماتے ہوئے "افقہ الفقہاء اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ" ارشاد فرماتے ہیں "ضروریاتِ دین کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ امور (یعنی چیزیں) کہ جن کے علم میں خواص و عوام برابر شریک ہوں"۔ میں کہتا ہوں کہ عوام سے وہ لوگ مراد ہیں جن کا دین کے ساتھ تعلق اور علماءِ دین کے ساتھ میل جول ہے' ورنہ بہت سے جاہل دیہاتی' خصوصاً ہندوستان اور مشرق میں ایسے ہیں جو کئی ضروریاتِ دین کو نہیں جانتے' (بات) یہ نہیں کہ وہ ان امور کے منکر (یعنی انکار کرنے والے) ہیں بلکہ ان سے غافل ہیں"۔ (فتاویٰ رضویہ۔ جلد اول)

چند ضروریات دین یہ ہیں :

پانچ نمازوں کی فرضیت' رمضان کے روزوں کی فرضیت' تعظیمِ خدا اور رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم)' اللہ تعالیٰ کی وحدانیت' قرآن کا کلام الٰہی ہونا' جنت دوزخ و حشر و قیامت وغیرہ کا وجود۔

خلاصہ یہ ہوا کہ کافرِ اصلی کے پاس جائز کاموں پر مشتمل نوکری کرنا جائز ہے نیز دنیاوی ضرورت کیلئے ان سے بات چیت کرنا اور اس مقصد کیلئے کچھ دیر ان کے پاس ٹھہرنا ممنوع نہیں۔

جبکہ مرتد سے بات چیت یا اس کے پاس نوکری کرنا نیز اس کی صحبت میں بیٹھنا ناجائز و ممنوع ہے کیونکہ اکثر صحبت کی وجہ سے ان سے نفرت میں کمی کا آنا لازمی امر ہے اور پھر یہی کمیءِ نفرت ان کے عقائدِ باطلہ کے بارے میں شک وشبے میں گرفتار کروادیتی ہے اور ان کے غلیظ عقائد کے غلط ہونے میں شک و شبہ پیدا ہو جانا دائرہ اسلام سے خارج کروادیتا ہے۔

نیز کسی مسلمان کو کافر کہنے سے پہلے غور کرلیں کہ واقعی اس سے کوئی کفر سرزد ہوا بھی ہے یا نہیں ؟ اور اس کے لئے وسیع علمِ دین درکار ہے' ناقص معلومات کے ساتھ خود کو "بہت زیادہ صاحب علم سمجھنے کی خوش فہمی" میں مبتلاء ہو کر کسی کو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بلاوجہ کافر قرار دے دینا کہیں "حضرت" کے ایمان کے خاتمے کا سبب ہی نہ بن جائے۔

نقشے کے ذریعے مزید آسانی :۔

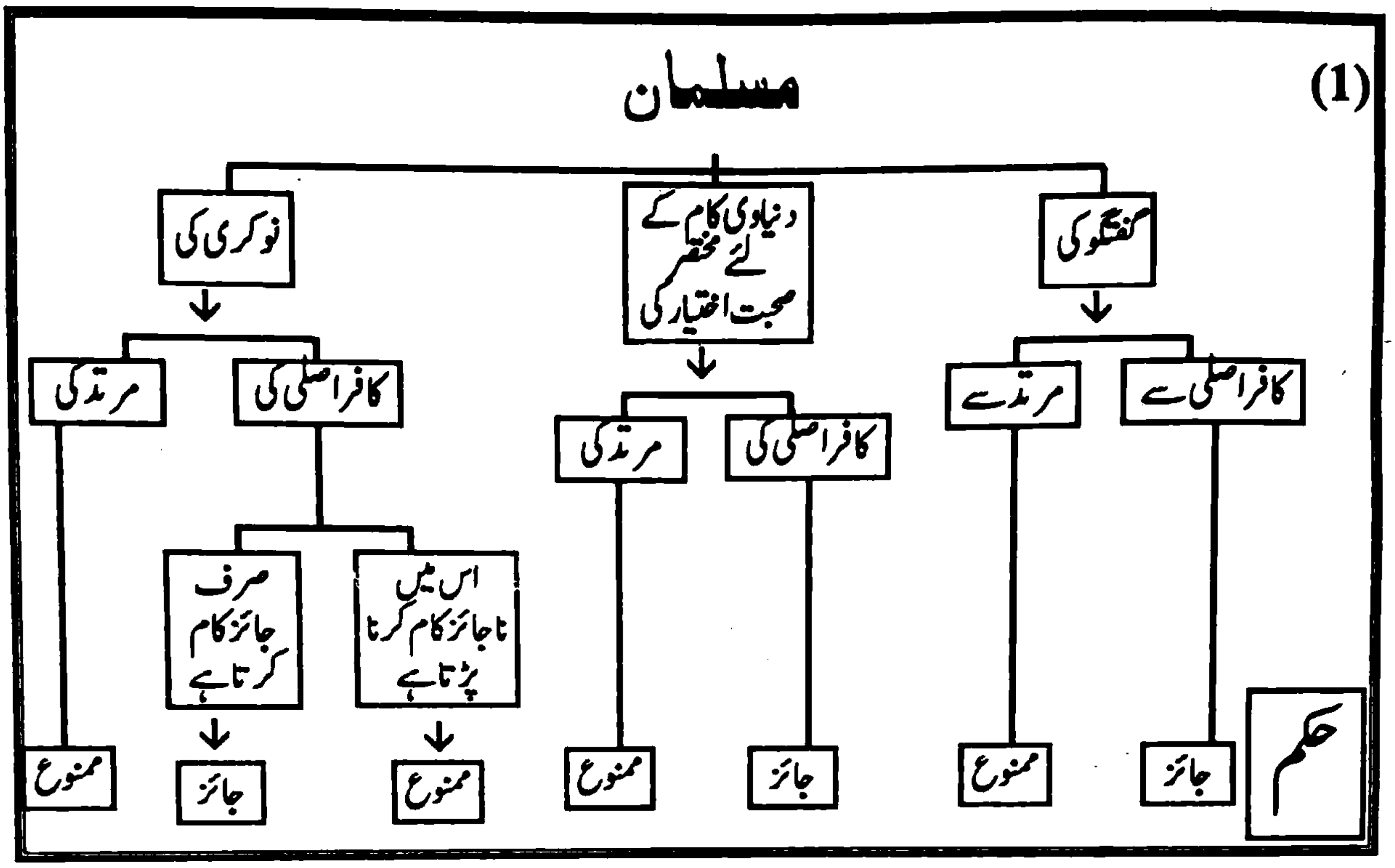


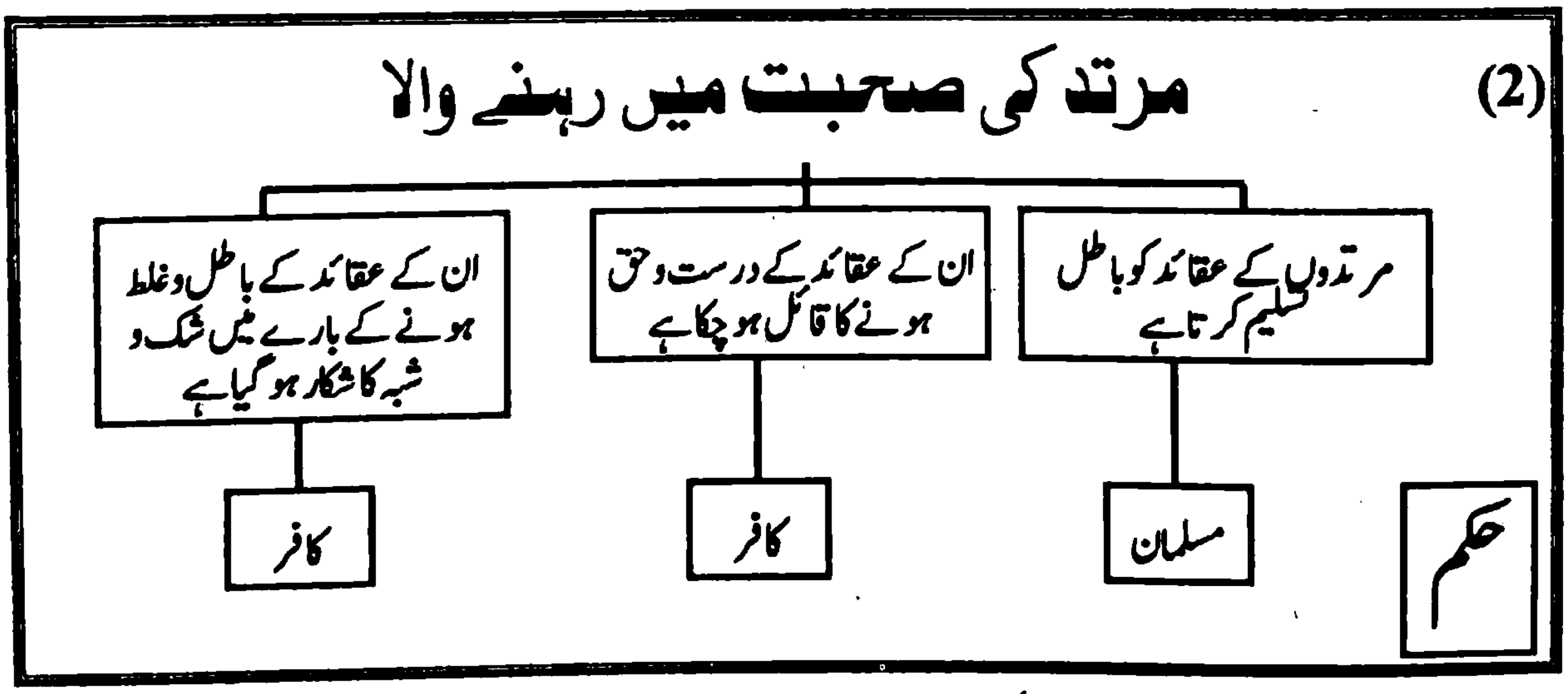


اللہ تعالیٰ بدمذہبوں کی صحبت اور مسلمان بھائیوں کو بلاوجہ کافر قرار دینے کی نحوست سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## دونوں طرف سے شرط لگانا

مسئلہ نمبر12 : کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کسی امر (یعنی کام یا معاملے) کے ثبوت (یعنی ثابت ہونے) یا عدمِ ثبوت (یعنی ثابت نہ ہونے) پر مسلمین عاقلین (یعنی سمجھ و

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عقل وشعور رکھنے والے دو مسلمانوں) کا طرفین (یعنی دونوں جانب) سے شرطِ مالی لگانا حرام ہے یا حلال؟ نیز طرفین میں سے ایک کا دعویٰ ثابت ہو جانے پر شرط کے مطابق دوسرے کی طرف سے آیا ہوا مال کھانا حرام ہے یا حلال؟ **بینوا جزاکم اللہ** (بیان کیجئے اللہ آپ کو جزا عطا فرمائے)۔

**الجواب:** طرفین سے شرط بُدنا (یعنی لگانا) حرام ہے، تنویر الابصار میں ہے "**حَلَّ الْجَعْلُ اِنْ شُرِطَ الْمَالُ مِنْ جَانِبٍ وَاحِدٍ وَحَرُمَ لَوْ شُرِطَ مِنَ الْجَانِبَیْنِ**۔ (اگر ایک جانب سے مال کی شرط لگائی گئی تو شرط باندھنا حلال ہے اور اگر دونوں جانبوں سے شرط لگائی تو حرام ہے)۔

جب طرفین سے شرط بدی (یعنی لگائی) گئی تو جو جیتے اسے "مال لینا اور کھانا" اور ہارنے والے کو اسے "مال دینا" سب حرام۔ **لِاَنَّهُ خَبِیْثٌ حَصَلَ بِسَبَبٍ خَبِیْثٍ**۔ (اس لئے کہ وہ خبیث مال ہے جو خبیث سبب سے حاصل ہوا ہے)۔

**وضاحت وخلاصہ:**

خلاصہ یہ ہوا کہ ایک جانب سے شرط لگانا جائز ہے مثلاً زید نے عمرو سے کہا کہ "کل فلاں شخص ضرور آئے گا اگر نہ آیا تو میں تجھے 1000 روپے دوں گا"۔ جواب میں عمرو نے کچھ دعویٰ نہیں کیا۔ تو یہ یکطرفہ شرط جائز اور پوری ہونے پر پیسے لینا دینا بھی ممنوع نہیں۔

اور اگر زید کے جواب میں عمرو یوں کہتا کہ "اور میں کہتا ہوں کہ وہ ہرگز نہیں آئے گا اگر آ گیا تو میں تجھے 1000 روپے دوں گا" تو یہ دو طرفہ شرط حرام اور کسی ایک کے جیتنے کی صورت میں مال لینا دینا بھی ناجائز و ممنوع۔

اللہ تعالیٰ ہمیں طرفین سے شرط لگانے سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# "وجد کا حکم"

**مسئلہ نمبر 13 :** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ مجلسِ وعظ یا میلاد شریف میں لوگوں کو وجد آجاتے ہیں، اس میں پاگل کی طرح ہاتھ اور پاؤں ہلاتے ہیں، یہ کیسے جائز ہے ؟ یہ کیا بات ہے ؟ بعض آدمی سر ہلاتے ہیں، بے ہوش نہیں ہوتے یہ کیا بات ہے ؟ کیا یہ علاماتِ عشق ہیں یا کیا ہے ؟

**الجواب :**

اس کی دو صورتیں ہیں، "وجد" کہ حقیقتاً دل بے اختیار ہو جائے، اس پر تو مطالبہ (یعنی دعویٰ کرنے) کے کوئی معنی نہیں"۔ دوسرے تواجد یعنی باختیار (یعنی اختیار کے ساتھ) خود وجد کی سی حالت بنانا، یہ اگر لوگوں کو دکھاوے کے لئے ہو تو "حرام" ہے اور ریاء اور شرکِ خفی (یعنی پوشیدہ شرک) ہے اور اگر لوگوں کی طرف نظر (یعنی توجہ) اصلاً (یعنی بالکل بھی) نہ ہو بلکہ اہل اللہ (یعنی بزرگانِ دین) سے تشبہ (یعنی ان کی مانند ہونا) اور بتکلف ان کی (جیسی) حالت بنانا کہ امام حجۃ الاسلام (یعنی امام غزالی رضی اللہ عنہ) وغیرہ اکابر (یعنی بڑے لوگوں) نے فرمایا ہے کہ "اچھی نیت سے (باختیار) حالت بناتے بناتے حقیقت مل جاتی ہے اور تکلیف (یعنی تکلف کرنا) دفع (یعنی دور) ہو کر تواجد سے وجد ہو جاتا ہے"۔ تو یہ ضرور محمود (یعنی پسندیدہ) ہے۔ مگر اس کے لئے خلوت (یعنی تنہائی) مناسب ہے۔ مجمع ہونا اور ریاء (یعنی دکھاوے) سے بچنا بہت دشوار ہے۔ پھر بھی دیکھنے والوں کو "بدگمانی" حرام ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

**یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ** ۔ اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں[1]۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ

---

(1) ترجمہ کنزالایمان (پ26 الحجرات 12)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

علیہ وسلم فرماتے ہیں' اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ۔ گمان (یعنی بد گمانی) سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے"۔ جسے وجد میں دیکھو یہی سمجھو کہ اس کی حالت حقیقی ہے اور اگر تم پر ظاہر ہو جائے کہ وہ ہوش میں ہے اور با ختیار خود ایسی حرکات کر رہا ہے تو اسے صورت دوم پر محمول کرو (یعنی گمان کرو) جو محمود ہے یعنی محض اللہ کے لئے نیکوں سے تشبہ کرتا ہے نہ کہ لوگوں کے دکھاوے کو۔ ان دونوں صورتوں (یعنی تشبہ اور ریاء والی) میں نیت ہی کا تو فرق ہے اور نیت امرِ باطن (یعنی پوشیدہ معاملہ) جس پر اطلاع اللہ و رسول کو ہے جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو اپنی طرف سے (یعنی بد گمانی کرتے ہوئے) بری نیت قرار دے لینا' برے ہی دل کا کام ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں' اَلظَّنُّ الْخَبِيْثُ اِنَّمَا يَنْشَاءُ مِنَ الْقَلْبِ الْخَبِيْثِ۔ خبیث گمان' خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے"۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)۔

والله تعالیٰ اعلم

وضاحت و خلاصہ :۔

جواب کا خلاصہ یہ ہو گا کہ "سوال میں مذکورہ صورت والا دو حال سے خالی نہ ہو گا۔ اس پر یہ کیفیت بے اختیار طاری ہوئی ہے یا اختیار کے ساتھ۔ بصورتِ اول جائز اور نا قابل گرفت ہے۔ جب کہ دوسری صورت پھر دو حال سے خالی نہیں' اس نے ریاکاری کی نیت کی ہے یا بزرگانِ دین سے مشابہت اختیار کرنے کی (کیونکہ بزرگانِ دین پر اس قسم کی کیفیات کا طاری ہونا ثابت ہے)' بصورت اول مکروہ و حرام ہے اور بصورت ثانی جائز و حلال۔

لیکن بہر حال دیکھنے والوں کو ہر حالت میں حسنِ ظن قائم رکھنا ہی واجب ہے' بد گمانی میں مبتلاء ہونے کی صورت میں سخت گناہ گار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مذکورہ مسئلہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نقشے کے ذریعے مزید آسانی :۔

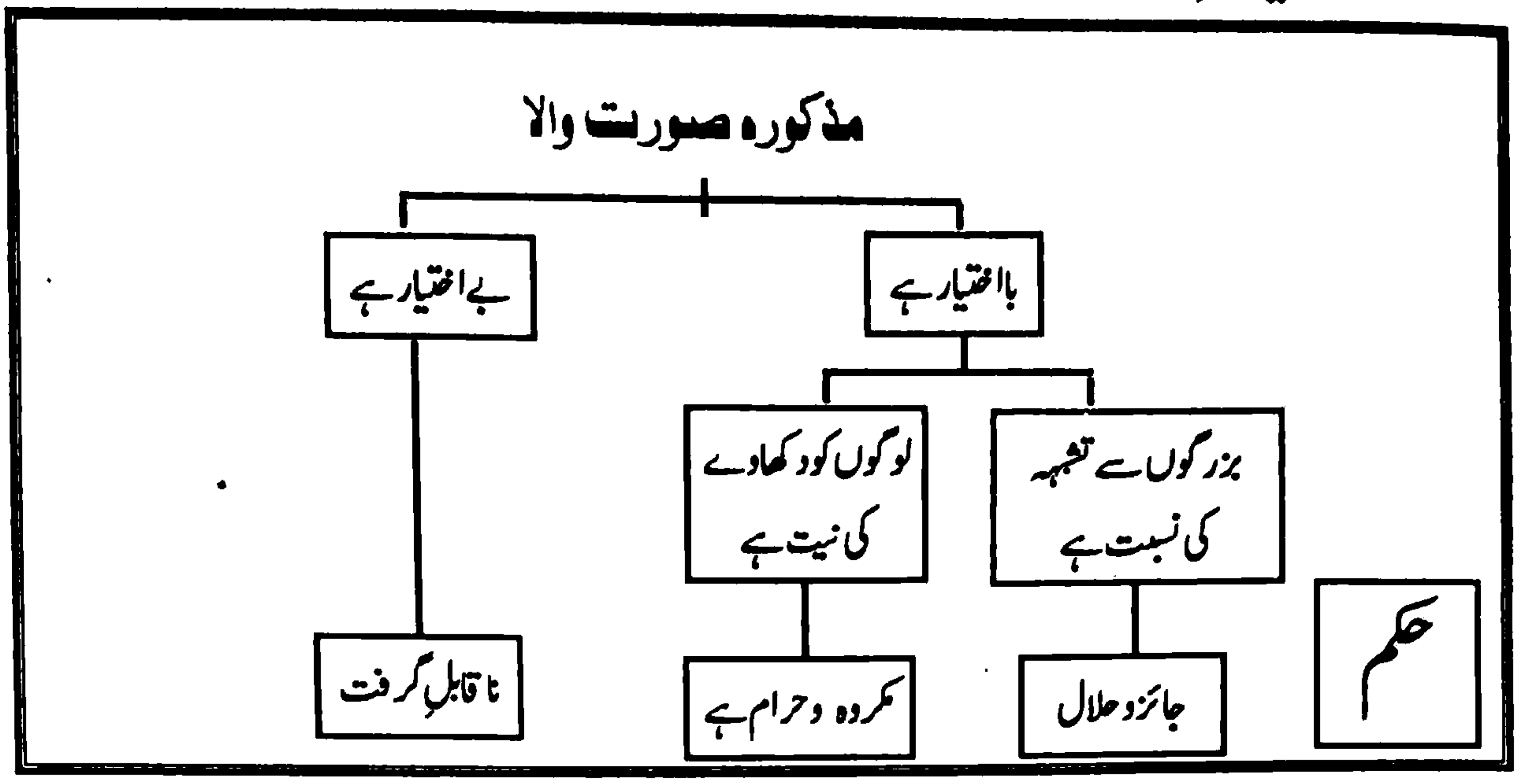


# "انگریزی سیکھنا کیسا؟"

**مسئلہ نمبر 14 :** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟

**الجواب :**

ذی علم (یعنی علم رکھنے والا) مسلمان اگر "بنیتِ ردِ نصاریٰ (یعنی عیسائیوں کے عقائدِ باطلہ کا رد کرنے کی نیت سے) انگریزی پڑھے' اجر پائے گا اور دنیا کے لئے صرف زبان سیکھنے یا حساب' اقلیدس (اشکال ریاضی اور ہندسے کا علم) اور جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں' بشرطیکہ ہمہ تن (یعنی مکمل طور پر) اس میں مصروف ہو کر اپنے "دین وعلم سے غافل نہ ہو جائے" ورنہ جو چیز اپنا دین وعلم' بقدرِ فرض (یعنی فرض کی ہوئی مقدار کے) سیکھنے میں مانع آئے (یعنی رکاوٹ بنے) "حرام" ہے۔ اسی طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائدِ باطلہ مثل انکارِ وجودِ آسمان وغیرہ درج ہیں' ان کا پڑھنا بھی روا (یعنی جائز ودرست) نہیں"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

وضاحت وخلاصہ :۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وضاحت وخلاصہ :۔

انگریزی زبان سیکھنا دو حال سے خالی نہیں۔ دینِ اسلام کو تقویت پہنچانے کے لئے سیکھ رہا ہے یا صرف دنیاوی اغراض کے لئے۔ بصورتِ اول جائز و باعثِ ثواب اور بصورتِ ثانی مباح یعنی نہ گناہ نہ ثواب۔

اسی طرح دنیاوی علوم کا سیکھنا بھی دو حال سے خالی نہ ہوگا۔ یہ علوم بذاتِ خود جائز ہیں یا ناجائز و عقائدِ باطلہ پر مشتمل ہیں۔ دوسری صورت میں سیکھنا ناجائز۔ پہلی صورت پھر دو حال سے خالی نہیں۔ ان کو سیکھنے کے باعث غائبِ ختم علمِ دین کی اتنی مقدار سیکھنے سے بھی محروم رہ جاتا ہے کہ جو شریعت نے ہر بالغ وعاقل مسلمان مرد وعورت پر سیکھنی فرض قرار دی ہے یا محروم نہیں رہتا بلکہ ساتھ ساتھ علمِ دین بھی سیکھ رہا ہے۔ پہلی صورت میں ان علوم کا سیکھنا حرام اور دوسری صورت میں جائز۔

نقشے کے ذریعے مزید آسانی :۔

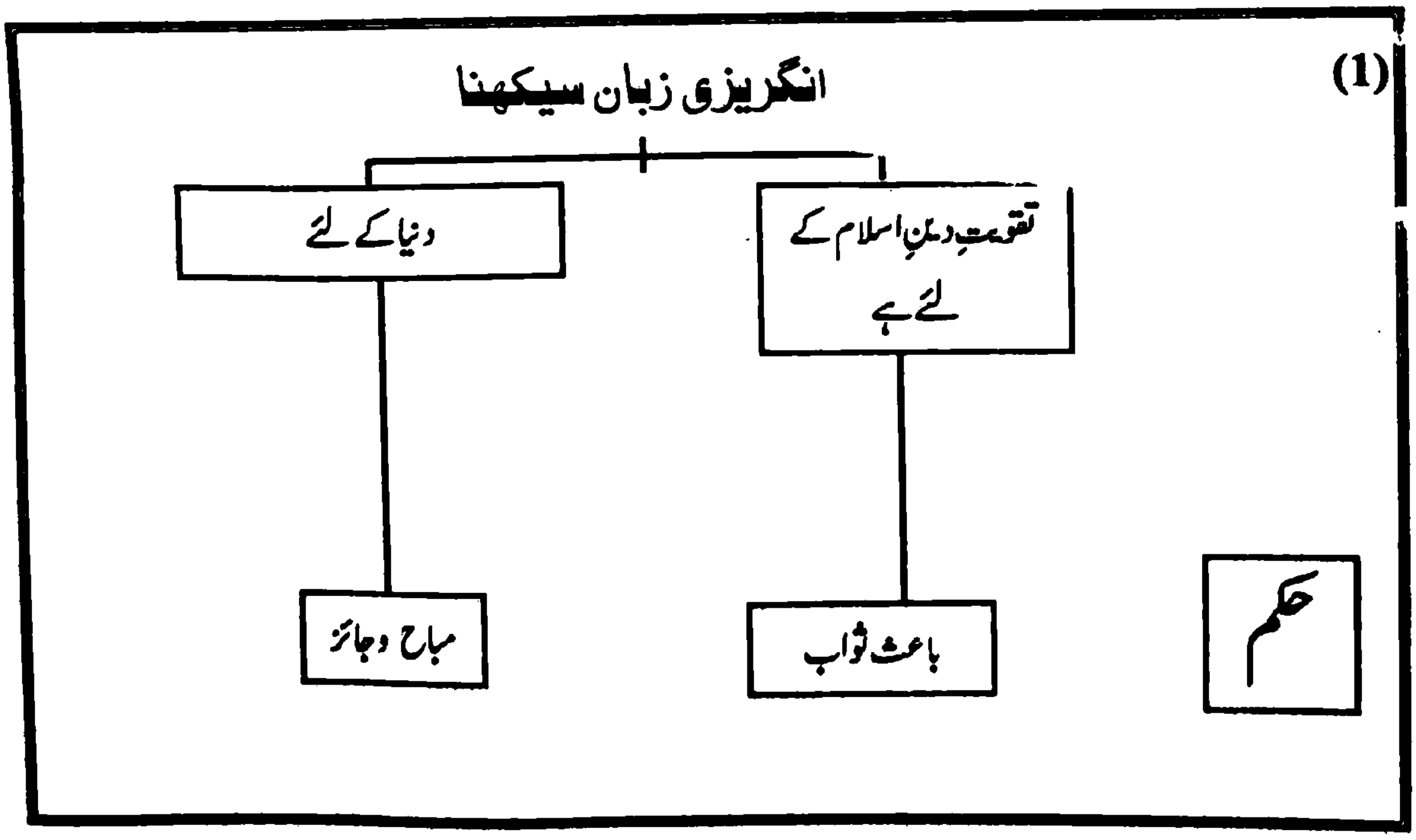


نوٹ : علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری کی خودکشی کے موضوع پر کتاب نجات یا ہلاکت کا عنقریب انگریزی ترجمہ شائع ہونے والا ہے۔ (ادارہ)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

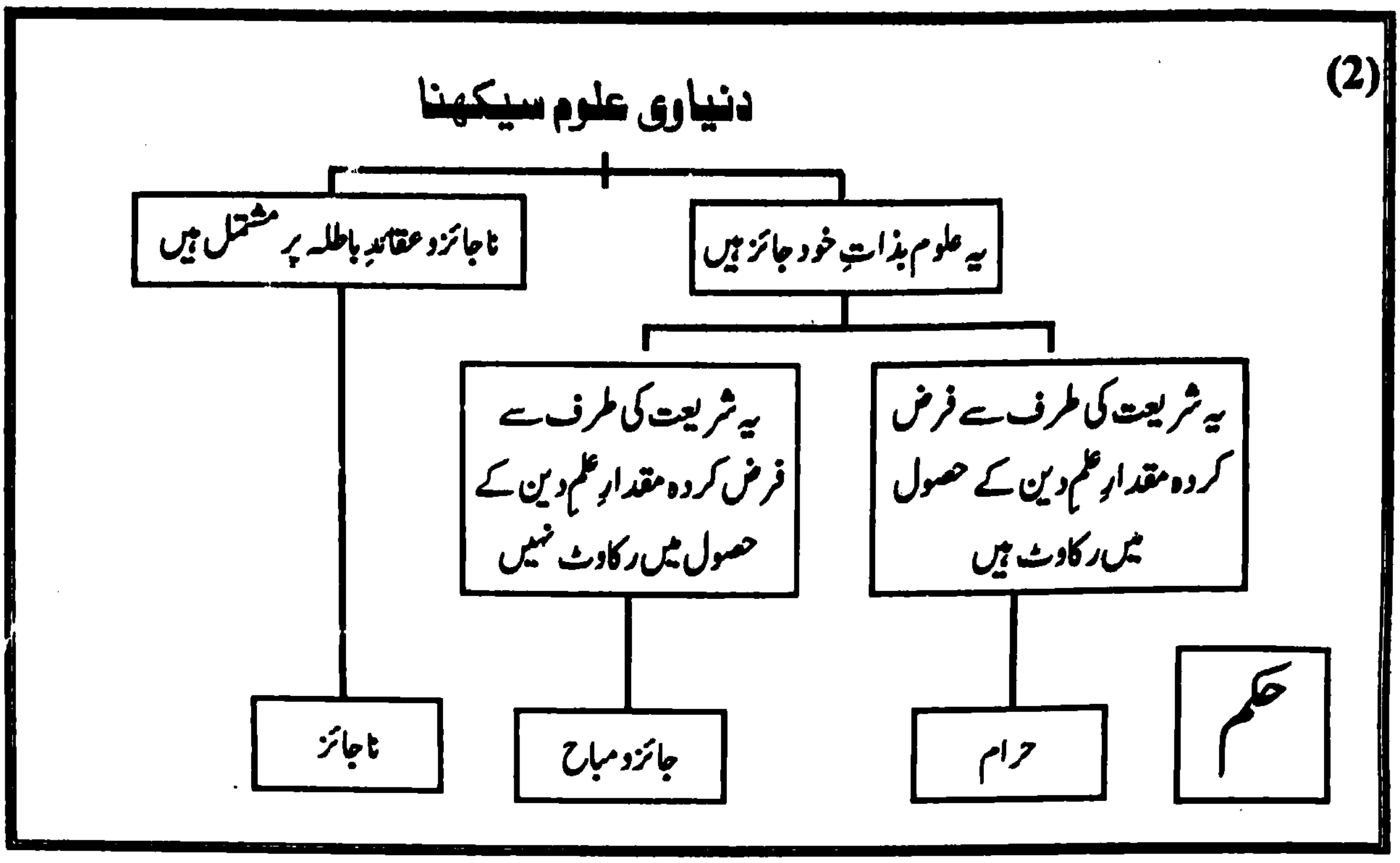


تمت بالخیر

اسے بھی پڑھیے

۷۸۶، ۷۸۶/۹۲ لکھنے اور مدینہ مدینہ کہہ کر کسی کو
مخاطب کرنے کے جواز کے بارے میں
۳ بہترین فتاویٰ
"۷۸۶، ۷۸۶/۹۲ اور مدینہ مدینہ"
ضرور پڑھیے۔

پیش کش

مکتبہ اعلیٰحضرت مزنگ لاہور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# نعمتِ ربُ العلیٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ

نعمتِ ربُ العلیٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ
عاشقِ خیرالوریٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ

جس کی شہرت چار سو احمد رضا رضی اللہ عنہ
جس کا چرچا ہر جگہ احمد رضا رضی اللہ عنہ

خائفِ ربِّ جلیل و متقی
پیکرِ حسن و وفا احمد رضا رضی اللہ عنہ

لائقِ تقلید ہے سیرت تری
ہر عمل سنت ترا احمد رضا رضی اللہ عنہ

پوچھئے گر چشمۂ فیضِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
دل بھی دے دل سے صدا احمد رضا رضی اللہ عنہ

جس کی کرنیں ہیں ظفؔر امجؔد نعیم(1)
وہ سراجِ(2) پُر ضیاء احمد رضا رضی اللہ عنہ

اس کی ہم کو بھی عطا خیرات ہو
جو کرم تجھ پر ہوا احمد رضا رضی اللہ عنہ

کیوں عطا نہ ان کا بیڑا پار ہو
راہ نما جن کا ہوا احمد رضا رضی اللہ عنہ

(علامہ محمد اکمل عطؔا قادری عطاری)

---

(1) یہ تینوں آپ کے خلفاء کرام رضی اللہ عنہم ہیں یعنی حضرت مولانا ظفر الدین بہاری، حضرت مولانا محمد امجد علی اور حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ عنہم (2) سورج

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیحضرت رضی تعالیٰ عنہ اور فتاویٰ رضویہ سے
اخذ شدہ فتاویٰ پر مشتمل ایک مفید تالیف

سلسلہ نمبر 2

# رہنمائے کامل

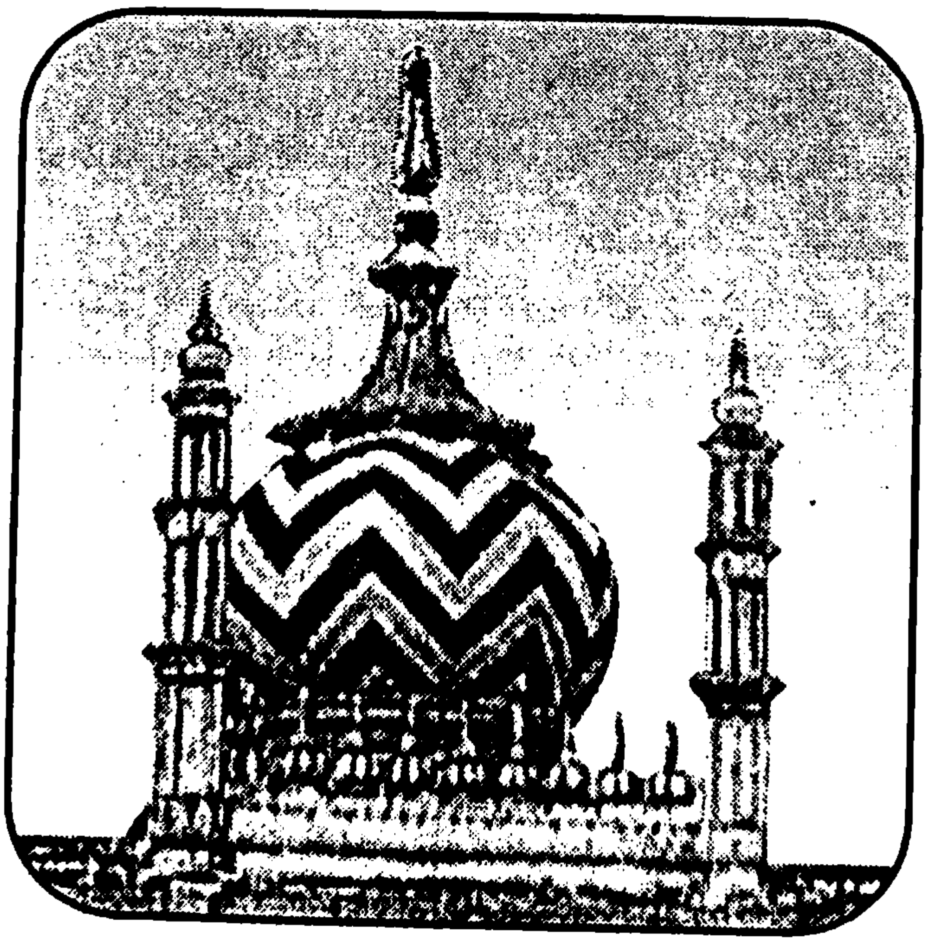

مُصنّفہ

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرضِ ناشر

الحمد اللہ عزوجل "رہنمائے کامل (سلسلہ اشاعت نمبر 1)" کی کامیاب اشاعت کے بعد اب "اس سلسلے کا دوسرا رسالہ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ فتاویٰ رضویہ شریف کے مسائل کو عام فہم کرنے کی ادارے کی اس مخلصانہ کوشش کو عوام وخواص سب نے بہت سراہا اور مزید بہتری کے لئے مشورے بھی عنایت فرمائے۔ اس سلسلے میں علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری مدظلہ العالی کے استاذِ محترم "حضرت علامہ مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی دامت فیوضھم" کے تاثرات اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے۔

موجودہ رسالے میں ﴿13﴾ فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جن میں پہلے ﴿5﴾ فتوے محرم الحرام سے متعلقہ ہیں، جبکہ دیگر مسائل مختلف عنوانات کے تحت ہیں جیسا کہ فہرست کو پڑھ کر معلوم کیا جاسکتا ہے۔

اس رسالے میں بھی "مشکل الفاظ کو آسان کرنے"، "عربی عبارات کے ترجمے اور حوالے" اور "وضاحت وخلاصے کا عنوان قائم کرتے ہوئے مسئلے کو آسان طریقے سے سمجھانے" کی سعی احسن کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔

"سلسلہ اشاعت نمبر 1" میں چونکہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تعارف بیان کر دیا گیا ہے چنانچہ اس مرتبہ صرف آپ کی سیرتِ پاک سے متعلق مزید واقعات کا اضافہ کیا گیا ہے، اگر کوئی بھائی امام اہلِ سنت رضی اللہ عنہ کے مختصر وجامع حالاتِ زندگی جاننا چاہیں تو ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ رہنمائے کامل سلسلہ اشاعت نمبر 1 کا مطالعہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تعلیماتِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے عام کرنے کے سلسلے میں عملی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

محمد اجمل عطاری

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ

26 مارچ 2000

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# ﴿تاثرات﴾

## استاذ العلماء و الفقهاء، جامع المعقول و المنقول
## شیخ الحدیث و التفسیر، نائبِ حبیبِ خبیر
### فخرِ اہلسنت، عاشقِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ
### مفتی اعظم پاکستان

جناب حضرت علامہ مولانا محمد عبدالقیوم ہزاروی دامت برکاتھم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"رہنمائے کامل" کے عنوان سے شائع کردہ رسالہ "مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور" کی اہم خدمت ہے۔ معاشرہ سے متعلق یہ ضروری مسائل عوام کی رہنمائی کے لئے ضروری ہیں، "فتاویٰ رضویہ" سے ایسے مسائل ماخوذ کر کے سہل انداز سے عوام تک پہنچانا "دینی خدمت" ہے۔

عزیزم "مولانا فاضل نوجوان محمد اکمل قادری زید مجدہ" کی یہ ترتیب و انتخاب، ان کی صحیح سوچ اور فہم و فراست پر دال ہے، اس کام کو مزید آگے بڑھانے اور اس طرح منتخب مسائل کو عوام تک پہنچانے کے لئے، مزید رسائل مرتب کر کے شائع کریں تو اشاعتِ دین میں اہم خدمت ہو گی۔

میری دعا ہے کہ "اللہ تعالیٰ بوسیلہ سید العالمین ﷺ "مرتب و ناشر کی خدمت" کو قبول فرمائے اور ان کو مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد عبدالقیوم ہزاروی (مدظلہ العالی)

لاہور

۱۵ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# اسے ضرور پڑھئے

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ "کسی "رہنمائے کامل" کی رہنمائی کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کے بغیر منزلِ مقصود تک پہنچ جانا، ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے"۔ چنانچہ معاملات چاہے "دینی ہوں یا دنیاوی"، ایک کامل استاد کی ضرورت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ خصوصاً اخروی معاملات میں تو اس کی ضرورت واہمیت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے، کیونکہ دنیاوی امور میں استاد کی صحبت سے محرومی فقط بعض علوم وفنون سے ناواقفی کا سبب ہی بنے گی، جس کی تلافی کثرتِ تجربات کی بناء پر ممکن ہے، لیکن اخروی معاملات میں صرف تجربات و مشاہدات سے کامیابی کے حصول کی کوشش سے مطلوبہ نتائج کا حاصل کرلینا، تقریباً ناممکنات میں سے ہے۔ بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ "بغیر رہنما کے دینی امور میں تجربہ کاری کی جرأت، بعض اوقات ایمان و عمل سے ہی محروم کروا دیتی ہے، جیسا کہ عام مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ لھذا ضروری ہے کہ ہم بھی اپنی رہنمائی کے لئے "ایک عظیم و کامل رہنما" کا انتخاب کریں اور پھر اس کی مکمل و جامع تعلیمات کی روشنی میں فلاح و کامرانی کا سفر بعافیت طے کرتے چلے جائیں۔

الحمدللہ "آقائے نعمت، امامِ اہلسنت، اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن" ایک ایسی ہی کامل ترین شخصیت ہیں کہ جنھیں اپنی ہدایت کے حصول اور اس پر استقامت کے سلسلے میں ہادی و رہنما تسلیم کرلینا، سعادت مندی و خوش بختی کی عظیم علامت ہے۔ اگر کوئی آپ کی عظمت و رفعتِ علمی کا تھوڑا بہت اندازہ کرنا چاہے تو درجِ ذیل محققین کے تاثرات کو نگاہِ غور و تفکر سے پڑھنے کا شرف حاصل کرے۔

چنانچہ

﴿1﴾ ڈاکٹر حسن رضا اعظمی مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں کہ "اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کا جائزہ لینے کے بعد ہر وہ شخص جس نے مشہور فقہاء کی تصانیف کا مطالعہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا ہو گا، اس نتیجہ پر بہت آسانی سے پہنچ سکتا ہے کہ "امام ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ روایت اور رنگِ اجتہاد سے مزین فکر، جو ان کی خصوصیت تھی، ان کے بعد صرف اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو ملی اور مسائل کی تنقیح (یعنی تحقیق)، فقہ کی جملہ (یعنی تمام) متداول (یعنی مروجہ) کتب پر نظر رکھتے ہوئے، "جو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مسلمہ (یعنی تسلیم شدہ) خصوصیت تھی"، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے حق میں مقدر ہو گئی، گویا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ بیک وقت "ابنِ ہمام" بھی تھے اور "ابنِ عابدین" بھی. (فقیہہ الاسلام)

﴿2﴾ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں (ایم. اے، ایل. ایل. بی، پی. ایچ. ڈی، ڈی. لٹ) سابق صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد (سندھ. پاکستان) فرماتے ہیں "اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ اپنے دور کے "بے مثل علماء" میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے "فضل وکمال، ذہانت و فطانت، طباعی (یعنی غیر معمولی ذہانت) و دراکی (یعنی سمجھ داری) کے سامنے بڑے بڑے علماء و فضلاء، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین و مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے، مختصر یہ کہ وہ کون سا علم ہے جو انھیں نہیں آتا تھا، وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہ تھے۔" (ہفت روزہ افق)

﴿3﴾ڈاکٹر وحید اشرف (ایم. اے، پی. ایچ. ڈی) بڑودہ یونیورسٹی (بھارت) فرماتے ہیں "دنیائے اسلام میں ایسی شخصیتوں کی کمی نہیں جنھوں نے اپنے علم و عقل اور بصیرت سے ساری دنیا کو مستفیض و متبحر کیا ہے، ابنِ سینا، عمر خیام، امام رازی، امام غزالی، البیرونی، فارابی، ابنِ رشد وغیرہ وہ شخصیتیں ہیں جن کے علمی کارناموں پر رہتی دنیا تک فخر کیا جائے گا۔ ان میں کوئی فلسفہ و حکمت کا امام ہے، کوئی ریاضی و ہیئت کا، کوئی فلسفۂ اخلاق کا اور کوئی فلسفۂ یونان کا، لیکن ان سب سے زیادہ حیرت انگیز شخصیت سرزمینِ ہندوستان میں پیدا ہوئی اور موجودہ صدی ہی میں اس نے دنیا کو الوداع کہا۔ "مولانا احمد رضا خان" کی شخصیت ایسی پہلو دار اور جامع علوم ہے کہ "آپ کے کسی پہلو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پر سیر حاصل بحث کے لئے اس فن کا ماہر ہی اس سے عہدہ بر آء ہو سکتا ہے۔" (انوارِ ر

﴿4﴾ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ (پروفیسر کلیۃ الشریعۃ۔ محمد بن سعود یونیورسٹی (ریاض) سعودی عرب) لکھتے ہیں "میرے ایک دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے، ان کے پاس "فتاویٰ رضویہ" کی ایک جلد موجود تھی۔ میں نے جلدی جلدی میں ایک عربی فتوے کا مطالعہ کیا، عبارت کی روانی اور کتاب و سنت و اقوالِ سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک ہی فتوے کے مطالعے کے بعد میں نے یہ رائے قائم کرلی کہ "یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے۔"

(امام احمد رضا، اربابِ علم و دانش کی نظر میں)

﴿5﴾ ڈاکٹر ملک زادہ منظور (ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی، لکھنؤ یونیورسٹی، بھارت) فرماتے ہیں "مجددِ اسلام حضرت مولانا احمد رضا خان اگر ایک طرف تبحرِ علمی، زہد و تقویٰ اور روحانی تصرفات کے معیاری نمونہ تھے تو دوسری طرف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بے پناہ محبت و عقیدت بھی مثالی تھی۔ انھوں نے اپنی علمی اور دینی صلاحیتوں سے مسلمانوں میں جو ذہنی انقلاب پیدا کیا اس کی شہادت ہماری پوری صدی دے رہی ہے۔" (امام احمد رضا، اربابِ علم و دانش کی نظر میں)

مندرجہ بالا اقوالِ مبارکہ سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی علمی وسعت کا اندازہ کرنے کے ساتھ ساتھ، آپ کی سیرتِ کریمہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ بھی لے لیا جائے تو حصولِ رہنمائی کے لئے آپ کی شخصیت پر "کامل اعتماد" کرنے کے سلسلے میں یہ مبارک کوشش ان شاء اللہ عزوجل بے حد مفید ثابت ہوگی، چنانچہ

**آپ کی عاجزی** :۔ حضرت سید صاحب موصوف (یعنی حضرت شاہ اسمٰعیل حسن میاں صاحب مارہری) قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ "ایک بار میرے اصرار سے مولانا (یعنی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ) نے مزارِ صاحب البرکات قدس سرہ پر اپنے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

والدِ ماجد قبلہ کا مؤلفہ (یعنی تالیف شدہ) مولود شریف (سرور القلوب فی ذکرِ مولد المحبوب) بھی پڑھا ہے۔ جامع حالات غفرلہ (یعنی مولانا ظفر الدین بہاری) کہتا ہے "تواضع وانکسار کی یہ حد ہے، اس لئے کہ کتاب دیکھ کر ایک "معمولی مولوی" بھی پڑھنا پسند نہیں کرتا، بلکہ لوگ اس کو شانِ علم کے خلاف سمجھتے ہیں، میں نے بہتیروں (یعنی بہت سوں) کو دیکھا ہے کہ مبلغِ علم ان کا اردو میں میلاد کی چند کتابیں، مگر ان کو دیکھ کر نہیں پڑھا کرتے بلکہ ایک مسلسل مضمون یاد کر لیا اور اسی کو زبانی جابجا پڑھا کرتے ہیں۔

**مدینہ** :۔ معلوم ہوا کہ کتاب دیکھ کر لوگوں کے سامنے بیان کرنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی سنت اور عاجزی کی زبردست علامت ہے، اسے معاذ اللہ کم علمی و محرومیٔ صلاحیت پر محمول کرنا، خود "محمول کرنے والے" کی "جہالت" و "کم فہمی" پر دال ہے۔

**احترامِ آلِ رسول ﷺ** :۔ جامع حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ کہتا ہے کہ "میرے قیامِ بریلی شریف کے زمانہ میں ایک سید صاحب تشریف لائے اور زنانہ دروازے کے قریب جا کر آواز دی "دِلواؤ سید کو"، اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ نے اپنی آمدنی سے اخراجاتِ دینیہ کے لئے دو سو ماہوار مقرر فرمایا تھا، اس مہینے کے روپے اسی دن حضرت منجھلے میاں رحمۃ اللہ علیہ نے حاضر کئے تھے، جس میں دس روپے کے نوٹ، پانچ روپے، اٹھنیاں، چونیاں، دونیاں، پیسے سب تھے۔ اس زمانہ میں ایک روپے کا نوٹ نہ چلا تھا، نہ اکنی (یعنی ایک پائی) کا رواج ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سید صاحب کی آواز سنتے ہی آفس بکس کا وہ حصہ، جس میں یہ رقمیں تھیں، لے کر باہر تشریف لائے اور ان سید صاحب کی خدمت میں پیش کر کے فرمایا "حضور حاضر ہیں۔" سید صاحب اس رقم کو دیر تک دیکھتے رہے، جو ایک ایک رقم علٰیحدہ علٰیحدہ رکھی ہوئی تھی، اس کے بعد چونی کے خانہ میں سے ایک چونی اٹھالی اور فرمایا "بس آپ لے جایئے۔" اسی وقت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم سے فرمایا "جب سید صاحب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو دیکھو، ایک چونی نذر کردیا کرو، ان کو مانگنے کی ضرورت نہ پڑے۔ حضرتِ حسن میاں رضی اللہ عنہ نے کیا خوب نعتیہ شعر کہا ہے، یہ اسی کا اتباع ہے،

کیوں اپنی گلی میں وہ رواداِر صدا ہو　　جو بھیک لئے راہِ گدا دیکھ رہا ہو

وہ سید صاحب بھی واقعی سید تھے، اور وقتِ ضرورت، بقدرِ ضرورت ہی سوال کرتے تھے، ورنہ وہ اگر چاہتے تو دس بیس روپے کے نوٹ اٹھالیتے، بلکہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے میرے دریافت کرنے پر فرمایا "اس وقت سید صاحب اگر پورے دوسو روپے لے لیتے تو مجھے اصلاً عذر نہ ہوتا، میں تو لایا ہی اسی غرض سے تھا، میں نے وہ رقم ایک سائل کے سامنے نہیں پیش کی تھی بلکہ اولادِ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر لایا تھا۔　　صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

**پاسِ شرع** :۔ جناب حاجی کفایت اللہ صاحب، جناب حاجی خدا بخش صاحب کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ "ایک دن میں نے صبح کی نماز اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی، جب اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نماز پڑھ چکے تو ایک مسافر صاحب آئے ہوئے تھے، انھوں نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو ایک خط دیا، وہ صاحب اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے، جس وقت وہ مرید ہوئے تھے، ان کی داڑھی حدِ شرع سے کم تھی، انھوں نے خواہش کی کہ "کوئی وظیفہ حضور مجھ کو تعلیم فرمائیں"، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "جس وقت تمھاری داڑھی حدِ شرع (یعنی تھوڑی کے نیچے ایک مشت) کے مطابق ہو جائے گی اس وقت میں وظیفہ بتادوں گا۔" وہ صاحب اس کے متعلق ایک بزرگ کا سفارشی خط لائے تھے کہ "ان کو کچھ بتادیا جائے۔" حضرت نے فرمایا "جب تک تم داڑھی حدِ شرع تک بڑھا کر نہ آؤ گے اس وقت تک تم کسی کی سفارش لاؤ، تم کو کچھ نہیں بتاؤں گا، جب داڑھی تمھاری حدِ شرع کے مطابق ہو جائے گی میں خود ہی بتادوں گا، اس میں کسی کی سفارش کی ضرورت نہیں۔"

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرضِ مؤلف

محققین کے تاثرات اور مختصر بیان کردہ واقعات مطالعہ فرمانے کے بعد آپ بخوبی جان گئے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم ﷺ کے طفیل اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی شخصیتِ پاکیزہ کو لاتعداد اوصاف و کمالات سے مزین فرمایا تھا۔ اس موقع پر اپنے آپ سے سنجیدگی کے ساتھ درجِ ذیل سوالات کے جوابات طلب کیجئے۔

سوال نمبر 1 : کیا ایسی باصلاحیت وباکرامت شخصیت کو اپنا قائد ورہنما تسلیم کرنا، اس کی تعلیمات پر "عقل کی آنکھیں بند کر کے" عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کرنا اور اس کی مخالفت بلکہ مخالفت کرنے والے سے خود کو بچا کر رکھنا، دانش مندوں اور خوش نصیبوں کا حصہ نہیں ؟

سوال نمبر2: اس کے برعکس، کیا ایسی نادرونایاب شخصیت کے دامنِ کرم کو چھوڑ کر "خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والوں، مصلحتوں کا شکار ہو کر دین ومسلک میں فاسد ترامیم ڈھونڈنے والوں' بزرگوں کی بارگاہ میں گستاخی پر ابھارنے' اور بعض اوقات حرام کو حلال ثابت کرنے والی تعلیمات کو عام کرنے کی مذموم سازش میں مبتلا ہونے والوں' اور صرف اپنی عزت بنانے کے چکر میں گستاخانِ رسول (ﷺ) کے لئے اپنے قلوب میں نرم گوشہ رکھنے والوں "کو اپنا ہادی ورہنما بنانے کی" کوششِ مکروہ" بدبختی وجہالت کی واضح علامت نہیں ؟

یقیناً مطالعہ فرمانے والے سمجھ دار قارئین' دونوں سوالوں کے جوابات زبانی و قلبی اقرار کے ذریعے ہی پسند فرمائیں گے، اور اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ اقراری جواب کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی دریافت فرمائیں کہ "اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی عظیم شخصیت کی رہنمائے کامل ہونے کی حقیقت کو تسلیم

---

ا۔ انہیان کردہ فضائل اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات کا مختصر حصہ ہیں، اگر بالتفصیل جاننا چاہیں تو "حیاتِ اعلیٰ حضرت، سیرتِ اعلیٰ حضرت، حیات مولانا احمد رضا خان رضی اللہ عنہ "کا مطالعہ فرمائیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کر لینے کے بعد، ان سے ہدایت ور ہنمائی کے حصول کی کیا صورت اختیار کی جائے ؟

جواب میں "سگِ عطار" نصیحت گزار ہے کہ اس کی صورت یہ ہونی چاہیئے کہ آپ فتاویٰ رضویہ کو جو "قران وحدیث وبزرگانِ دین کے اقوال وافعال سے حاصل ہونے والی تعلیمات کا حسین وجمیل شاہکار" ہے، اپنے زیرِ مطالعہ رکھئے اور زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں اسی سے رہنمائی کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

اس مخلصانہ مشورے پر ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں فوراً یہ سوال پیدا ہو کہ "فتاویٰ رضویہ" کے "فنی اصطلاحوں پر مشتمل مضامین" کا سمجھنا بے حد مشکل ہے اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک عام انسان اس سے براہِ راست فیوض وبرکات حاصل کر سکے ؟ نیز بے شمار ایسے نو پید مسائل ہیں کہ جو زمانۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ میں موجود ہی نہ تھے، لہٰذا ان کے حل کے لئے کون سی صورت اختیار کی جائے ؟

مذکورہ سوال کے پہلے حصے کا جواب حاصل کرنے کے لئے "رہنمائے کامل سلسلہ نمبر 1" اور موجودہ رسالے کا مطالعہ فرما کر دیکھ لیجئے۔

دوسرے حصے کے جواب میں عرض ہے کہ ان کے حل کے لئے یا تو آپ موجودہ دور کے علمائے اہلِ سنت میں سے "محتاط علمائے کرام" کے فتاویٰ پر اعتماد کریں یا پھر اس سلسلے میں "مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ" سے وقتاً فوقتاً شائع کردہ فتاویٰ کا مطالعہ فرماتے رہیئے، ان شاء اللہ عزوجل ادارہ، محتاط علمائے کرام سے "انتہائی احتیاط پر مشتمل فتاویٰ" حاصل کر کے عوام الناس میں عام کرنے کی سعادت حاصل کرتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں "اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سچی عقیدت ومحبت اور ان کی تعلیمات پر تاحیات سختی کے ساتھ کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد اکمل عطا قادری عطاری عفی عنہ

۱۹ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ بمطابق 26 مارچ 2000

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء والمرسلین
الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ و علی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

## محرم الحرام میں سبیل،لنگر اور ذکرِ شہادت کا حکم

**مسئلہ** :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ ”یوم عاشورہ (یعنی دس محرم الحرام) میں سبیل لگانے اور کھانا کھلانے اور لنگر لٹانے کے بارے میں ”دیوبند“ کے علماء ممانعت کرتے ہیں، نیز کتبِ شہادت کو بھی (منع کرتے ہیں)، جو امر صحیح ہو عند الشرع (یعنی شریعت کے نزدیک جوبات درست ہو)، ارقام (یعنی تحریر) فرمائیں اور مجلسِ محرم میں ذکرِ شہادت اور مرثیہ سننا کیسا ہے؟ **بینوا توجروا**

**الجواب** :۔ ”پانی یا شربت کی سبیل لگانا“ جبکہ نیت محمود (یعنی اچھی نیت) اور خالصاً (یعنی خالص طور پر) لوجہ اللہ (یعنی اللہ تعالی کی رضا کے لئے) ثواب رسانیٔ ارواحِ طیبہ ائمہ اطہار (ائمہ اطہار کو ثواب پہنچانا) مقصود ہو بلا شبہ بہتر و مستحب وکارِ ثواب ہے۔ حدیث میں ہے ”رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”**اذا کثرت ذنوبك فاسق الماء علی الماء تتناثر کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف** جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا، گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے“ **رواہ الخطیب عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ ﴿کنز العمال﴾**

اسی طرح ”کھانا کھلانا، لنگر بانٹنا“ بھی مندوب وباعثِ اجر ہے۔ حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”**ان اللہ عزوجل یباھی ملئکتہ بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ**، اللہ تعالی اپنے ان بندوں سے جو لوگوں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو کھانا کھلاتے ہیں، فرشتوں کے ساتھ مباھات(یعنی فخر)فرماتا ہے(کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کررہے ہیں)رواہ ابوالشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلا.(اسے ابو شیخ نے حسن سے "الثواب" میں مرسلاروایت کیا ہے)﴿الترغیب والترھیب﴾

"لنگر لٹانا" جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں، کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں، کچھ زمین پر گرتی ہیں، پاؤں کے نیچے آتی ہیں، یہ منع ہے کہ اس میں رزقِ الٰہی کی بے تعظیمی ہے، بہت علماء نے توروپوں پیسوں کا لٹانا، جس طرح دلہن دولھا کی نچھاور میں معمول ہے، منع فرمایا ہے کہ روپیہ پیسہ کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لئے بنایا ہے تو اسے پھینکنا نہ چاہیے۔ پھر روٹی کا پھینکنا تو سخت بے ہودہ ہے۔"بزازیہ کتاب الکراھۃ النوع الرابع فی الھدایہ المیراث" میں ہے"**ھل یباح نثر الدراھم قیل لا بأس به وعلی ھذا الدنانیر والفلوس و قد یستدل من کرہ بقوله ﷺ الدراھم والدنانیر ختمان من خواتیم اللہ تعالی فمن ذھب بخاتم من خواتیم اللہ تعالی قضیت حاجته**"(یعنی کیادراہم کالٹانا جائز ہے ؟کہا گیا ہے کہ "اس میں کوئی حرج نہیں۔"اور انھیں پر دینار اور پیسوں کو قیاس کیا گیا ہے۔اور جس نے اس لٹانے کو مکروہ قرار دیا اس نے رسولِ اکرم ﷺ کے اس قولِ مبارک سے دلیل پکڑی ہے کہ "دراہم اور دنانیر اللہ تعالیٰ کی مہروں میں سے دو مہریں ہیں، پس جو اللہ تعالیٰ کی مہروں میں سے کسی مہر کو لے جائے گا تو اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔)

"کتبِ شہادت" جو آج کل رائج ہیں، اکثر حکایاتِ موضوعہ(یعنی جھوٹی حکایات)وروایاتِ باطلہ پر مشتمل ہیں، یوہیں "مرثیے"، ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا سب "گناہ وحرام" ہے۔حدیث میں ہے "**نھی رسول اللہ ﷺ عن**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**المراثی** رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا" رواہ ابوداؤد والحاکم عن عبداللہ بن ابی اوفی (اسے ابو داود اور حاکم نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت کیا) ایسے ہی ذکرِ شہادت کو (یعنی جو خرافاتِ مذکورہ پر مشتمل ہو) امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں کماذکرہ الامام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ (جیساکہ اسے امام ابنِ حجر مکی نے "الصواعق المحرقہ" میں ذکر فرمایا ہے)

ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا مَلَکْ (یعنی فرشتے) یا اہلِ بیت یا صحابی کی توہینِ شان کا مبالغۂ مدح (یعنی تعریف میں حد درجہ زیادتی) وغیرہ میں مذکور نہ ہو، نہ وہاں مَیں (یعنی غرور و تکبر) یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریبان دری (یعنی گریبان پھاڑنا) یا ماتم یا تَصَنُّعْ (یعنی بناوٹ) یا تجدیدِ غم (یعنی غم تازہ کرنا) وغیرہ ممنوعاتِ شرعیہ ہوں، تو ذکر شریف، فضائل و مناقبِ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بلاشبہہ "موجبِ ثواب ونزولِ رحمت" ہے "**عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ** (یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے ﴿الاسرار المرفوعہ لعلی القاری﴾) ولھذا الامام ابن حجر مکی بعد بیانِ مذکور کے فرماتے ہیں "**ماذکرمن حرمۃروایۃقتل الحسین ومابعدہ لاینافی ما ذکرتہ فی ھذاالکتاب لان ھذاالبیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وابرأتھم من کل نقص بخلاف ما یفعلہ الوعاظ والجھلۃفانھم یاتون بالاخبارالکاذبۃو الموضوعۃ ونحوھاولایبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ** (یہ جو ذکر کیا گیا ہے کہ "حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اس کے بعد کے واقعات بیان کرنا حرام ہیں، (یہ قول) اس کے مخالف نہیں جو (ہماری) اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے اس لئے کہ یہ "صحابۂ کرام کی عظمت اور ان کی ہر عیب سے بری ہونے پر مشتمل ایسا حق بیان ہے کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے (اور یہ ہمارا مذکورہ بیان) اس کے بر خلاف ہے کہ "جو واعظین اور جاہل حضرات کرتے ہیں، کیونکہ وہ جھوٹی، من گھڑت اور اسی کی مثل روایات بیان کرتے ہیں، اور جن مقامات سے ان روایات کو حاصل کیا وہ بھی بیان نہیں کرتے اور حق وہی ہے کہ جس پر اعتقاد رکھنا واجب ہو.)"

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصہ یہ ہوا کہ "پانی پلانا و کھانا کھلانا" باعثِ ثواب اور رضائے الٰہی کے حصول کا سبب ہے، لیکن کھانا کھلانے میں ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ جس کے باعث اس کی بے ادبی نہ ہو۔

نیز "کتبِ شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ اگر روایاتِ صحیحہ پر مشتمل ہوں اور محفل میں کوئی ناجائز امور بھی نہ ہوں مثلاً کسی نبی یا فرشتے یا اہلِ بیت یا صحابی کی توہین پر مشتمل کلمات ادا کرنا، نوحہ کرنا، سینہ پیٹنا، گریبان پھاڑنا، ماتم کرنا اور بناوٹ وریاکاری وغیرہ، تو ایسی روایات کا سننا سنانا اور اس محفل میں شرکت کرنا جائز وباعثِ نزولِ رحمت ورنہ حرام وناجائز۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح مسئلہ بیان کرنے، اسے ذہن میں محفوظ رکھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## مجلسِ مرثیہ خوانی میں شرکت

**مسئلہ** :۔ مجلس مرثیہ خوانئ اہلِ شیعہ میں اہلِ سنت وجماعت کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** :۔ "حرام" ہے، حدیث میں ہے "رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "من کثر سواد قوم فھو منھم (جو جس قوم کا مجمع بڑھائے وہ انھیں میں سے ہے)" وہ بدزبان، ناپاک لوگ اکثر "تبرا (یعنی صحابہ کرام پر لعن طعن)" بک جاتے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہیں اسطرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی ،اور متواتر سنا گیا ہے کہ ”سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں ،اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کے ناپاک قلیتن کا پانی ملاتے ہیں۔“اور کچھ نہ ہو تو وہ روایاتِ موضوعہ (یعنی جھوٹی روایات) وکلماتِ شنیعہ (یعنی برے کلمات) وماتمِ حرام سے خالی نہیں ہوتے اور یہ (یعنی سنی حضرات) دیکھیں گے ، سنیں گے اور منع نہ کر سکیں گے ،ایسی جگہ جانا ”حرام“ ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے”**فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ**“﴿ترجمہ؛تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو (الانعام پ۷ آیۃ ۶۸)﴾

## وضاحت وخلاصہ :۔

چونکہ ان کی محافل میں درجِ ذیل ”خرافات“

موجود ہیں ،لھذا شرکت کرنا ”حرام وممنوع“۔

﴿1﴾ صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم پر لعن طعن کرنا، خصوصاً حضرتِ ابو بکر و عمرِ فاروق رضی اللہ عنھما پر، حالانکہ ”بخاری شریف (**کتاب المناقب۔باب فضائلِ اصحاب النبی ﷺ**) میں ہے کہ ”حضرتِ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ نے مجھے ”ذاتِ سلاسل“ کا امیرِ لشکر بنا کر روانہ فرمایا ،جب میں واپس آیا تو آپ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا ”آدمیوں (یعنی انسانوں) میں آپ کو سب سے زیادہ کس کے ساتھ محبت ہے ؟“ فرمایا، ”عائشہ رضی اللہ عنھا کے ساتھ۔“میں نے پھر عرض کیا، ”مردوں میں سے ؟“ فرمایا، ”ان کے والد (یعنی حضرتِ ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ۔“میں نے عرض کی، ”پھر ؟“ فرمایا، ”عمر بن خطاب۔“پھر چند دوسرے حضرات کے نام لئے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿2﴾ کثیر افراد کے بیان کے مطابق ان کی محفل میں شریک ہونے والے "اہلِ سنت والجماعت" حضرات کو "نجاست ملا پانی" پلایا جاتا ہے۔

﴿۳﴾ ایسی روایات بیان کی جاتی ہیں جو "جھوٹی، من گھڑت، بے ہودہ اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنھم کی "بے صبری و شکوہ شکایت" پر دلالت کرنے والی ہوتی ہیں۔

﴿۴﴾ ماتم ہوتا ہے، حالانکہ "بخاری شریف (کتاب الجنائز. باب لیس منا من شق الجیوب) میں ہے کہ "حضرتِ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے "جو (کسی کے مرنے پر) "منہ پر طمانچہ مارے" اور "گریبان پھاڑے" اور "جاہلیت کا پکارنا پکارے (یعنی نوحہ کرے)" وہ ہم میں سے نہیں۔"

﴿۵﴾ برائی ہوتی دیکھ کر ہاتھ یا زبان سے روکنا "واجب" اور روکنے پر "قادر نہ ہو" تو وہاں سے "ہٹ جانا واجب" جب کہ شرکت کی صورت میں ان واجبات پر عمل ممکن نہیں۔

﴿۶﴾ حدیثِ پاک میں ہے کہ "جو کسی قوم کی تعداد بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔" (کنز العمال)

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ و شعور و ہمتِ عمل عطا فرمائے۔ آمین

## تعزیہ داری کا حکم

**مسئلہ** :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے۔ **بینوا توجروا**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**الجواب** :۔ تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ "روضۂ پرنور حضور شہزادہ گلگون قبا حسین شہیدِ ظلم و جفا صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علی جدہ الکریم وعلیہ (یعنی آپ اور آپ کے جدِ کریم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلامتی نازل ہو) کی صحیح نقل (یعنی کاغذ و گتے سے گنبد و مینار و ستون و دیواریں وغیرہ) بنا کر، بہ نیتِ تبرک مکان میں رکھنا"، اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ "تصویرِ مکانات وغیرھا، ہر غیرِ جاندار کی بنانا رکھنا، سب جائز اور ایسی (تصویروں) میں کہ معظمانِ دین (دین کی قابلِ تعظیم شخصیات) کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں" ان کی تمثال (یعنی صورت) بہ نیتِ تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز، جیسے صد ہا سال (یعنی سینکڑوں سال) سے طبقہ فطبقہ (یعنی درجہ بدرجہ) ائمہ دین و علمائے معتمدین، نعلینِ شریفین حضورِ سید الکونین ﷺ کے نقشے بناتے اور ان کے فوائدِ جلیلہ (یعنی بڑے فائدوں) و منافعِ جزیلہ (یعنی عظیم منافع)، (کے بارے) میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشتباہ (یعنی شبہ) ہو امام علامہ تلمسانی کی "فتح المتعال" وغیرہ مطالعہ کرے، مگر جُہّالِ بے خِرَد (یعنی بے عقل جاہلوں) نے اس اصل کو بالکل نیست و نابود کر کے صد ہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعتِ مطہرہ سے الامان الامان (پناہ، پناہ) کی صدائیں آئیں "اول" تو نفسِ تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراشی، نئی گڑھت (یعنی نئی بنائی ہوئی بات) جسے اس نقل سے کچھ علاقہ (یعنی تعلق) نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، اور کسی میں بے ہودہ طمطراق (یعنی شان و شوکت)، پھر کوچہ بکوچہ (یعنی گلی گلی) و دشت بدشت (یعنی میدان بمیدان)، اشاعتِ غم (یعنی غم پھیلانے یا شہرت دینے) کے لئے ان کا گشت اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی (یعنی شور ڈالنا)، کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کررہا ہے، کوئی مشغولِ طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی ان مایۂ بدعات (یعنی بدعتوں کی اصل) کو معاذاللہ جلوہ گاہِ حضرتِ امام علیٰ جدہ و علیہ الصلوۃ والسلام سمجھ کر، اس ابرک پنی (یعنی چمکیلے کاغذ) سے مرادیں مانگتا، منتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے باجے تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل (یعنی ملاپ)، اور طرح طرح کے بے ہودہ کھیل، ان سب پر طُرّہ (یعنی غالب) ہیں۔ غرض عشرۂ محرم الحرام کہ "اگلی شریعتوں سے اس شریعتِ پاک تک نہایت بابرکت و محلِ عبادت ٹھہرا ہوا تھا"، ان بے ہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبالِ ابتداع (یعنی بدعت ایجاد کرنے کے وبال) کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطورِ خیرات نہ رکھا۔ ریاو تفاخر، علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزقِ الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے دیتے ہیں، گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت (بے کاری) ہو رہی ہے، مگر نام تو ہو گیا کہ "فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں." اب بہارِ عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسومِ جشن، یہ کچھ (یعنی یہ تمام باتیں) اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ (بھی) کہ گویا یہ ساختہ تصویریں (یعنی خود تیار کردہ تصویریں) بعینہا حضرات شہداء رضی اللہ عنہ کے جنازے ہیں۔ کچھ نوچ اتار، باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے، یہ ہر سال اضاعت کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان کا"، ہمارے بھائیوں (یعنی وہ سنّی جو اس قسم کی حرکات کرتے ہیں) کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے، آمین۔ اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ (یعنی غیر پسندیدہ طریقے) کا نام ہے، قطعاً "بدعت وناجائز وحرام" ہے، ہاں اگر اہلِ اسلام، صرف جائز طور پر حضراتِ شہدائے کرام رضی اللہ عنہ کی ارواحِ طیبہ کو ایصالِ ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے، تو کس قدر خوب و محبوب تھا اور اگر نظرِ شوق و محبت میں نقلِ روضۂ انور کی بھی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ "صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعتِ غم و تصنع الم ونوحہ زنی وماتم کنی و دیگر امورِ شنیعہ (یعنی برے کاموں) وبدعات قطعیہ (یعنی قطعی طور پر نئے پیدا شدہ خلافِ سنت کاموں) سے بچتے"، اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا، مگر اب ایسی نقل میں بھی اہلِ بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہلِ اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات (یعنی بدعتوں میں مبتلاء ہونے) کا اندیشہ ہے، اور حدیث میں آیا ہے "**اتقوا مواضع التهم** (یعنی تہمت کی جگہوں سے بچو)" اور 'وارد ہوا' "**من كان يؤمن بالله واليوم الاخر ط فلايقف مواقف التهم** (یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو تہمت کی جگہ پر نہ ٹھہرے)" لہٰذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اوسے بقصدِ تبرک (یعنی برکت حاصل کرنے کی نیت کے ساتھ)، بے آمیزشِ مَنہِیّات (یعنی ممنوعہ اشیاء کو ملائے بغیر) اپنے پاس رکھے، جس طرح حرمینِ محترمین سے کعبہ معظّمہ اور روضۂ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبورِ پرنور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علیٰ من اتبع الھدی (اور سلامتی ہو اس شخص پر کہ جو ھدایت کہ پیروی کرے)۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

## وضاحت و خلاصہ :۔

(۱) تعزیہ کی اصل صرف یہ ہے کہ "کاغذ و گتے وغیرہ" سے حضرتِ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک کی نقل تیار کر کے، حصولِ برکت کے لئے اپنے پاس رکھی جائے، اس میں شرعی لحاظ سے کوئی ممانعت و قباحت نہیں۔

(۲) لیکن چونکہ فی زمانہ مروجہ تعزیہ داری، مذکورہ "ناجائز و حرام امور" پر مشتمل ہوتی ہے لھذا ان میں مشغول ہونا یا ایسے مجمع میں شرکت کرنا بھی "حرام و ممنوع" ہوگا۔

(۳) اگر کوئی ان خرافات سے بچ کر روضہ انور کی نقل بنائے، تو اس میں بھی "دو وجہ" سے احتیاط کا حکم دیا جائے گا۔

(i) اس میں "اہلِ بدعت" سے مشابہت ہے، جس کے باعث لوگوں کی جانب سے "تہمت" کا صحیح اندیشہ ہے۔

(ii) مستقبل میں عین ممکن ہے کہ "اس شخص کی آنے والی نسلیں اور دیگر اقارب "بدعت کی نحوست" میں مبتلاء ہو جائیں۔"

(۴) صحیح اور محفوظ ترین طریقہ یہ ہے کہ "ایک کاغذ پر قلم، سیاہی وغیرہ سے مزارِ مبارک کا نقش بنا کر اسے بطورِ تبرک اپنے پاس رکھے، اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہر قسم کی ممنوعہ اشیاء و افعال سے خود کو بچائے۔"

اللہ تعالیٰ ان "ناجائز و حرام خرافات" سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے۔ آمین

## یومِ عاشورہ میں علاماتِ سوگ اختیار کرنا کیسا؟

**مسئلہ** :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ ٔ مرسلین (دامت برکاتھم العالیہ) مسائل درجِ ذیل میں کہ

(۱) بعض اہلِ سنت و جماعت، "۱۰ محرم الحرام" کو نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں، کہتے ہیں کہ بعدِ دفن تعزیہ روٹی پکائی جاوے گی۔

(۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے ہیں۔

(۳) ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے ہیں۔

(۴) ان ایام میں سوائے امام حسین رضی اللہ عنہ کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے۔" آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب** :۔ یہ تینوں باتیں "سوگ" ہیں اور سوگ "حرام" ہے اور چوتھی بات "جہالت" ہے، ہر مہینہ، ہر تاریخ میں، ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت و خلاصہ :۔

خلاصہ یہ ہوا کہ "پہلی تین باتیں "سوگ" ہونے کی وجہ سے "حرام" ہیں۔ "بخاری شریف (کتاب الجنائز۔ باب احداد المرأۃ علی غیر زوجھا) میں ہے کہ "ام المؤمنین امِ حبیبہ اور ام المؤمنین زینت بنت جحش رضی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے تو اسے یہ "حلال" نہیں کہ "کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے، سوائے شوہر کے کہ اس پر چار مہینے، دس دن سوگ کرے۔"

اور چونکہ چوتھی بات پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں بلکہ شریعت کا اس کی ممانعت کے بارے میں خاموش رہنا ہی ان دنوں میں "دیگر بزرگانِ دین کی نیازوں" کی اجازت پر دال (یعنی دلالت کرنے والا) ہے، چنانچہ یہ "قیود" جہالت میں شمار کی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو "خلافِ شرع امور" اور "مبتلائے جہالت" ہونے سے محفوظ فرمائے۔ آمین

## محرم الحرام میں مروجہ رسومات، "صحابۂ کرام کو بُرا اور یزید کو کافر وملعون کہنے" کا حکم

**مسئلہ** :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ محرم میں "تعزیہ بنانا اور اس سے منتیں مرادیں مانگنی، علم اٹھانے، مہندی چڑھانا، بچوں کو سبز کپڑے پہنانے اور اون کے گلے میں ڈوریاں باندھ کر ان کو حضرت امامِ حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بنانا، دس روز تک سوگوار رہنا اور اس کے بعد سویم اور دسواں چالیسواں کرنا، ایسے مرثیوں کا پڑھنا، جس میں اہلبیت کے سر پیٹنے اور بین کرنے، خلافِ شرع امور کا ذکر ہے اور یہ کہ ان مراسم کی ادائیگی کو حبِ اہلِ بیت سمجھنا، عام طور سے "ہمراہیانِ یزید" کو "لعین مردود کافر" کہنا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو برا کہنا اور اس کو بھی مقتضائے حبِ علی (یعنی حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا تقاضا) سمجھنا، حضرت امامِ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو جملہ (یعنی تمام) انبیاء سے بھی رتبہ میں بڑھکر سمجھنا، بایں خیال (یعنی اس خیال کے ساتھ) کہ حضراتِ صوفیہ نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے اور ایسا سمجھنے کو عینِ ایمان کہنا کیسا ہے۔ **بینوا توجروا**

**الجواب:**۔ حضرات امامین رضی اللہ عنہما، خواہ کسی غیرِ نبی کو "کسی نبی سے افضل" کہنا "کفر" ہے۔ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کو برا کہنا "رفض (یعنی رافضی ہونا)" ہے۔ ہمراہیانِ یزید یعنی جو، ان مظالم ملعونہ میں اس کے ممدود معاون تھے، ضرور "خبیث و مردود" تھے اور "کافر و ملعون" کہنے میں اختلاف ہے۔ ہمارے امام (یعنی امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ) کا مذھب (یعنی طریقہ) سکوت (یعنی خاموشی) ہے، اور جو کہے، وہ بھی موردِ الزام نہیں (یعنی اسے بھی کچھ نہ کہا جائے گا) کہ یہ بھی امام احمد وغیرہ بعض ائمہ اہلِ سنت کا مذھب ہے۔ سوم، دسواں، چالیسواں ایصالِ ثواب ہیں۔ اور یہ تخصیصاتِ عرفیہ (یعنی رسمی طور پر خاص کرنا) ہیں اور ایصالِ ثواب مستحب، باقی مراسم کہ سوال میں مذکور ہوئے، سب ممنوع و ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصے کے طور پر درجِ ذیل امور کا یادرکھنا بے حد ضروری و مفید ہے۔

﴿1﴾ غیرِ نبی کو کسی بھی نبی سے افضل واعلیٰ کہنا "کفر" ہے۔

﴿2﴾ چونکہ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول ﷺ ہیں،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چنانچہ انھیں یا دیگر صحابہ کو برا کہنا "رفض (یعنی رافضی ہونا)" ہے۔

**مدینہ**:۔روافض کا حکم بیان کرتے ہوئے علامہ ابنِ ہمام رحمۃ اللہ علیہ "فتح القدیر" میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "روافض کا حکم یہ ہے کہ "جو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کو خلفاءِ ثلثہ (یعنی حضرتِ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم) پر فضیلت دے، وہ "بدعتی" ہے اور جو حضرتِ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما کی خلافت کا انکار کرے وہ "کافر" ہے۔

﴿3﴾ یزید اور اس کے ساتھیوں کو "کافر و ملعون" کہنا اور نہ کہنا دونوں درست ہیں۔

﴿4﴾ تیجہ چالیسواں وغیرہ جائز ہیں کیونکہ کوئی بھی انھیں "شرعی لحاظ" سے "ضروری وواجب" نہیں سمجھتا اور "شریعت کی جانب سے خاص سمجھے بغیر "کسی فعل کی ادائیگی کے لئے "کسی وقت کو خاص کر لینا" بالکل "جائز" ہے۔ (جیسا کہ نمازوں کی جماعت کے لئے وقت مقرر کرنا۔)

﴿5﴾ باقی مذکورہ رسومات ممنوع و ناجائز ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے اہلِ خانہ کو ہر قسم کی "ناجائز رسومات" سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## پرانے متبرک صفحات کا حکم

**مسئلہ**:۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مُتَدَیِّن (یعنی دین اسلام کو اختیار کرنے والا) مُتَّبِعِ سنتِ رسول ﷺ (یعنی رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنے والا) نے پارہائے کُہْنَہٗ فرسودہ قرآن شریف (یعنی قرآن پاک کے پرانے صفحات) اور قواعدِ بغدادی اور قواعدِ ابجد کو جو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لڑکوں کے دستِ مالش (یعنی ہاتھوں کی رگڑ) سے پھٹے ہوئے تھے' اس مصلحت سے کہ اون کی بے ادبی نہ ہو اور پاؤں کے تلے نہ آویں، بدونِ قصدِ توہین (یعنی توہین کے ارادے کے بغیر) بسندِ حدیثِ بخاری (یعنی بخاری شریف کی حدیثِ پاک کی دلیل کے سبب) کہ 'جوبابُ جمعِ القرآن میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے" **امر بما سواہ من القران فی کل صحیفة اومصحف ان یحرق** (یعنی حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم ارشاد فرمایا کہ "قرآن کے علاوہ کسی بھی صحیفے یا مصحف میں جو کچھ بھی ہے اسے جلادیا جائے)، ان کو جلادیا۔ آیا یہ شخص اہلِ سنت کے نزدیک بلحاظِ مصلحت وسندِ مذکورو اَدِلَّہ شَرَعِیَّہ (یعنی مذکورہ مصلحت اور سند اور شرعی دلیلوں کا لحاظ کرنے) کے (سبب) صواب (یعنی درستگی) پر ہے یا خطا پر؟ کتبِ معتبرہ سے جواب فرمادیں۔ **بینوا توجروا** (بیان کیجئے اجر دیئے جاؤ گے۔)

**الجواب**: ۔اِحراقِ مصحفِ بوسیدہ وغیر منتفع (یعنی بوسیدہ اور ایسا قرآنِ پاک کہ جس سے نفع اٹھانا اب ممکن نہ رہا ہو کو جلادینے کا مسئلہ) علما میں **مُختَلَفٌ فِیہ** ہے (یعنی اس میں علماء کا اختلاف ہے) اور فتویٰ اس پر ہے کہ "جائز نہیں" **قال فی الفتاوی عالمگیریه المصحف اذا صار خلقا و تعذر القراۃ منها لایحرق بالنار اشار الشیبانی الی هذا فی السیر الکبیر به ناخذ کذا فی الذخیرہ** (فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ "جب مصحف شریف بوسیدہ ہو جائے اور اس سے پڑھنا دشوار ہو تو اسے آگ میں نہ جلایا جائے، شیبانی نے "سیرِ کبیر" میں اس کی طرف اشارہ فرمایا اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، اسی طرح "ذخیرہ" میں ہے") بلکہ ایسے مصاحف کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردینا چاہئے، **فیها**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ایضاالمصحف اذا صار خلقالا یقرء منه و یخاف ان یضیع یجعل فی خرقة طاہرة ویدفن و دفنه اولی من وضعه موضعا یخاف ان سیقع علیه النجاسة و نحوذلك و یلحد له لانه لو شق و دفن یحتاج الی اهالة التراب علیه و فی ذلك نوع تحقیر الا اذا جعل فو قه سقف بحیث لا یصل التراب علیه فهو حسن ایضا کذافی الغرائب (اور اسی "فتاوی عالمگیری" میں یہ بھی ہے کہ "مصحف جب بوسیدہ ہو جائے اور اس سے تلاوت نہ کی جاسکے اور اس کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو تو اسے ایک پاک کپڑے کے ٹکڑے میں رکھ کر دفن کر دیا جائے، اور اسے دفن کر دینا، ایسی جگہ رکھ دینے سے بہتر ہے کہ جہاں اس پر نجاست اور اسی کی مثل کوئی چیز گرنے کا خوف ہو۔ اور (دفن کرتے وقت) لحد بنائی جائے کیونکہ اگر اسے صندوق نما قبر میں دفنایا گیا تو (یقیناً) اس پر مٹی ڈالنے کی ضرورت ہو گی اور اس فعل میں ایک قسم کی تحقیر ہے مگر (اس وقت تحقیر محسوس نہ ہو گی کہ) جب اس کے اوپر ایسی چھت بنا دی جائے کہ جس کے باعث، مٹی مصحف شریف تک نہ پہنچ سکے، تو یہ بھی بہتر ہے، اسی طرح "غرائب" میں ہے۔ "صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہ احراق (یعنی جلانا) واقع ہوا کما فی حدیث البخاری (یعنی جیسا کہ حدیثِ بخاری میں ہے، تو یہ) بغرض رفعِ فتنہ و فساد (یعنی فتنہ و فساد کو دور کرنے کی غرض سے) تھا اور بالکلیہ (یعنی مکمل طور پر) رفع اوس کا (یعنی فتنہ و فساد کا اٹھ جانا) اسی طریقہ میں منحصر کہ صورتِ دفن میں "ان لوگوں سے جنھیں مصاحفِ محرقہ (یعنی جلے ہوئے مصاحف) اور ان کی ترتیبِ خلافِ واقع (یعنی واقع کے بر خلاف ترتیب) پر اصرار تھا"، احتمالِ اخراج (یعنی نکال لینے کا گمان) تھا بخلا ف ما نحن فیه (بر خلاف اس صورت کے کہ جس میں ہم ہیں) کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"یہاں مقصود، حفظِ مصحف (یعنی مصحف شریف کی حفاظت) ہے بے ادبی اور ضائع ہو جانے سے"، اور "یہ امر (یعنی مصحف شریف کی "بے ادبی اور ضائع ہو جانے سے حفاظت) طریقہ ء دفن میں "کہ مختارِ علماء (یعنی علماء کا پسندیدہ) ہے کما مر بنهج احسن (یعنی جیسا کہ بہترین طریقے سے گزر گیا)"، حاصل (ہے)، البتہ "قواعدِ بغدادی و ابجد اور سب کتبِ غیر منتفع بہا ماورائے مصحفِ کریم (یعنی قرآنِ پاک کے علاوہ ایسی کتابیں کہ جن سے نفع اٹھانا ممکن نہ ہو) کو جلا دینا، بعد محوِ اسمائے باری عزاسمہ اور اسمائے رسل و ملائکہ صلی اللہ تعالی علیہم اجمعین (یعنی اللہ تعالیٰ، رسولوں اور فرشتوں کے ناموں کو مٹا دینے) کے (بعد) جائز ہے کما فی الد ر المختا ر الکتب التی لا ینتفع بها محی عنها واسم اللہ ملائکتہ ورسولہ یحر ق البا قی۔ (یعنی جیسا کہ "درِ مختار" میں ہے کہ "ایسی کتابوں سے کہ "جن سے نفع نہ اٹھایا جا سکتا ہو"، اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کے نام مٹا کر، باقی کو جلا دیا جائے۔") واللہ تعالی اعلم (اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے۔)

## وضاحت و خلاصہ :-

سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ "ایک شخص جو "مسلمان وسنتِ رسول ﷺ کی پیروی کرنے والا" ہے، اس نے بخاری شریف کی مذکورہ حدیثِ پاک کو دلیل بناتے ہوئے قرآنِ پاک اور بچوں کے عربی قاعدے بغیر ارادۂ توہین، صرف بے ادبی سے بچانے کے لئے جلادئے ہیں، اس فعلِ احراق کی بناء پر یہ شخص علماءِ اہلسنت کے نزدیک خطا پر ہے یا درستگی پر ؟

جواب کے خلاصے میں پہلی قابلِ غور بات تو یہ ہے کہ "مذکورہ شخص کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

موجودہ زمانے میں "مقدس صفحات کے جلانے کو، درست قرار دینے کے لئے دورِ صحابۂ کرام کے احراق پر قیاس کرنا درست نہیں"، کیونکہ وہاں پر مقصود "فتنہ وفساد" کو دور کرنا تھا، جب کہ یہاں پر صرف "بے ادبی" سے محفوظ رکھنا پیشِ نظر ہے۔ اب چونکہ مذکورہ شخص کے مقیس (یعنی جس کو قیاس کیا گیا، اور وہ "موجودہ دور میں بے ادبی سے محفوظ رکھنے کیلئے مقدس صفحات کو جلادینا ہے) اور مقیس علیہ (یعنی جس پر قیاس کیا گیا، اور وہ دورِ صحابہ میں "فتنہ وفساد" کے رفع کے لئے صفحاتِ پاکیزہ کو جلادینا ہے) میں علتِ مشترکہ موجود نہیں، جو کہ ایک چیز کو دوسری چیز پر قیاس کرنے کے لئے شرط ہے، لھذا اس کا یہ قیاس بھی درست قرار نہیں دیا جائے گا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ "بوسیدہ صفحات دو حال سے خالی نہ ہوں گے کہ "ان کا تعلق قرآن سے ہے یا غیرِ قرآن سے۔ دوسری صورت میں اگر ان پر اسمائے الٰہیہ وانبیاء وملائکہ (عزوجل وعلیہم الصلوۃ والسلام) لکھے ہوں تو ان اسمائے مبارکہ کو مٹا کر (اور مٹانا ممکن نہ ہو تو کسی طرح علیحدہ کر کے) باقی صفحات کو بغیر کسی اختلاف کے جلادینا جائز ہے۔

"پہلی صورت" (یعنی اگر صفحات کا تعلق قرآن سے ہو) کے بارے میں علماءِ اسلام کی آراء مختلف ہیں۔ بعض احراق کو درست وجائز خیال فرماتے ہیں جبکہ بعض اسے نامناسب گمان کرتے ہوئے "دفن کرنے" کو فوقیت دیتے ہیں، اور اب یہی دوسری رائے "مختار و پسندیدہ" ہے اور اب اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

پھر دفن کرنا بھی دو حال سے خالی نہ ہو گا، اس کے لئے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿i﴾ لحد بنائی جائے گی. "یا" ﴿ii﴾ شق (یعنی صندوق نما) بنائی جائے گی.

صورتِ اول "سب سے بہترین طریقہ" ہے، جب کہ دوسری صورت پھر دو حال سے خالی نہ گی، گڑھے میں صفحاتِ قرآنی رکھ کر براہِ راست ان پر مٹی ڈال دی گئی ہے یا پھر پہلے تختہ اور پھر تختے پر مٹی ڈالی گئی ہے، صورت اول" ایک قسم کی تحقیر" پائی جانے کی بناء پر "غیر مناسب و غیر مستحسن" جب کہ صورتِ ثانی بالکل" جائز و احسن۔"

## نقشے کے ذریعے مزید وضاحت:۔

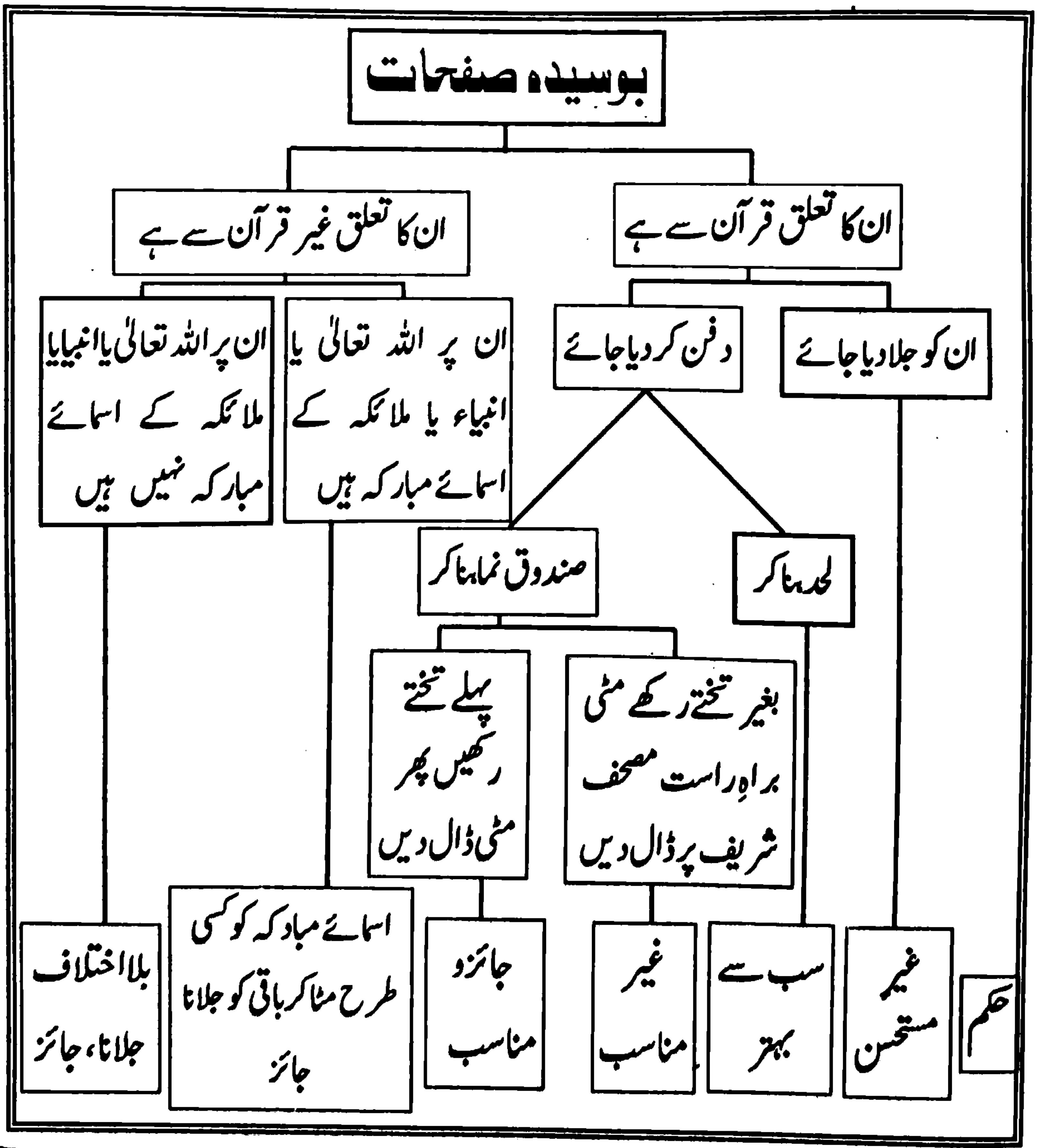


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**مدینہ** :۔..... مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ضمناً، "صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم کے احراق کے بارے میں چند کلمات درج کر دیئے جائیں.... چنانچہ،

اس بارے میں "حضرت علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ" اپنی "بخاری شریف" کی شرح "عمدۃ القاری (جلد ۱۳. صفحہ ۵۳۶)" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں جو مجموعہ تیار کیا گیا تھا، وہ سورتوں کے الگ الگ صحائف تھے، ہر سورت میں آیات، ترتیب سے تھیں لیکن تمام سورتیں متفرق تھیں، ترتیب وار نہ تھیں اور حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے جو مصحف جمع کیا وہ مرتب تھا اس میں سورتیں ترتیب وار تھیں۔ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے جو باقی صحائف کو جلانے کا حکم دیا تھا، اس کا "علامہ کرمانی" نے یہ جواب دیا ہے کہ ایسی آیات کہ "جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی" یا "جو قبیلۂ قریش کی لغت پر نہ تھیں" یا "آیات کے ساتھ جو تفسیر لکھی ہوئی تھی"، اس کو جلانے کا حکم دیا تھا، قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "آیات کو دھو کر پھر الفاظ کے نشانات کو ختم کرنے میں مبالغہ کرنے کے لئے کاغذات کو جلایا تھا"، علامہ ابنِ بطال نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ "بے ادبی سے بچانے کے لئے جن کتابوں میں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہے، ان کو جلا دیا جائے لیکن یہ جلانے کی صورت اس دور میں تھی اور اب اگر قرآنِ مجید کے کسی ورق کو زائل کرنا ہو تو اس کو دھونا بہتر ہے اور ہمارے اصحابِ حنفیہ رضی اللہ عنھم نے یہ کہا کہ "جب مصحف بوسیدہ ہو جائے اور وہ نفع پہنچانے کے قابل نہ رہے تو اس کو ایسی پاک جگہ دفن کر دیا جائے جو لوگوں کے پیروں تلے آنے سے بعید (یعنی دور) ہو۔"

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور حضرتِ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو صحائف جلائے تھے ان پر قرآنِ مجید کے بوسیدہ اوراق کو قیاس نہیں کرنا چاہئیے کیونکہ انھوں نے ان اوراق کو جلایا تھا کہ "جن کا قرآن ہونا ان کے نزدیک ثابت نہیں تھا یا جو الفاظ تفاسیرِ قرآن کے الفاظ کے ساتھ اس طرح ملے ہوئے تھے کہ جن کا الگ کرنا ممکن نہ تھا، انھوں نے جلانے کو اس لئے اختیار کیا تھا تا کہ کوئی شخص یہ شک نہ کرے کہ انھوں نے قرآنِ مجید کا کچھ حصہ ترک کر دیا ہے، کیونکہ اگر وہ واقعی طور پر قرآن ہوتا تو کوئی مسلمان اس جلانے کو جائز نہ کہتا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انھوں نے اس کی راکھ کو محفوظ کرنے اور نجاست سے بچانے کا حکم بھی نہیں دیا اور بحث ان (صحائف) کے بارے میں ہے کہ جن کا قرآن ہونا قطعیت سے ثابت ہے جب اس کے اوراق بوسیدہ ہو جائیں تو ان کو دھونا متعین ہے یا نہیں؟ بلکہ چاہئیے یہ کہ دھونے کے بعد اس کا دھوون پی لیا جائے کیونکہ قرآن ہر بیماری کی دوا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں مقدس صفحات کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے. آمین

## گناہوں بھری دعوت میں شرکت کا حکم

**مسئلہ** :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک بارات یہاں سے پیلی بھیت (کے علاقے میں) جائے گی۔ میزبان وعدہ کرتا ہے کہ کوئی ممنوعِ شرعی (یعنی شرعی لحاظ سے ممنوع کام) بارات کے ساتھ راہ میں نہ ہوگا اسٹیشن ریل، پیلی بھیت پر پہنچ کر سب ہمراہیوں کو کھانا کھلایا جائے گا اور ان میں جو لوگ ممنوعاتِ شرعیہ سے پرہیز رکھتے ہیں انھیں کھانا کھلاتے ہی دلہن کے مکان پر معا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بھیج دیا جائے گا کہ وہ علیحدہ مکانوں میں قیام کریں اور ممنوعات کے جلسہ سے پہلے انہیں بھیجنے کے بعد بالات ہمراہ "باجہ" وغیرہ کے دولہن کے گھر جائے گی اور وہاں دوسرے مکان میں "ناچ" اور "آتش بازی" وغیرہ ہوگی اس صورت میں ایسی بارات کی شرکت درست ہے یا نہیں؟ اور کچھ لوگوں نے عہد نامہ لکھا تھا کہ جو اپنی شادیوں میں ناچ گانا کریں گے ہم ہرگز ان سے نہ ملیں گے، انھیں بھی شرکت (کرنی) چاہئے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان کیجئے اجر دیئے جاؤ گے۔)

**الجواب**:۔ اگر یہ شخص جانتا ہے کہ میری خاطر (یعنی آؤ بھگت) ان لوگوں کو ایسی عزیز ہے کہ بحالتِ منکراتِ شرعیہ (یعنی شرعی اعتبار سے ممنوعہ چیزوں کی موجودگی کی حالت) میں شرکت سے انکار کروں گا تو وہ مجبورانہ ممنوعات سے باز رہیں گے اور میرا شریک نہ ہونا گوارہ نہ کریں گے تو اس پر واجب ہے کہ بے ترکِ منکرات (یعنی ممنوعہ چیزوں کے ترک کئے جانے کے بغیر) شرکت سے انکار کر دے۔ "خزائن المفتین" میں ہے" **رجل اتخذ ضيافة القرابة او وليمة و اتخذ مجلسا لاهل الفساد فدعا رجلا الى الوليمه قالوا ان كان هذا الرجل بحال لو امتنع عن الا جا بة منعهم عن فسقهم لاتباح الاجابة بل يجب عليه ان لا يجيب لانه نهي عن المنكر** (یعنی ایک شخص نے رشتہ داروں یا ولیمہ کی دعوت کا اہتمام کیا اور اس میں اہلِ فساد کی ایک مجلس بھی منعقد کی، پھر اس نے کسی شخص کو ولیمے کی دعوت دی، تو فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر یہ مدعو شخص ایسا مرتبہ رکھتا ہے کہ "اگر اس نے شرکت سے انکار کیا تو یہ انکار کرنا ان لوگوں کو "فسق وفجور" سے روک دے گا، تو شرکت جائز قرار نہ دی جائے گی بلکہ اس شخص پر واجب ہے کہ دعوت قبول نہ کرے اس لئے کہ اسے برائی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سے روکا گیا ہے۔) اور اگر جانتا ہے کہ میری عزت و عظمت ان کی نگاہوں میں ایسی ہے کہ میں ساتھ ہوں گا تو وہ منکراتِ شرعیہ نہ کر سکیں گے، تو اس پر واجب و موجبِ ثوابِ عظیم (یعنی ثوابِ عظیم کو واجب کرنے والا) ہے کہ شریک ہو' ردالمحتار میں ہے" اذا علم انهم يتركون ذلك احتراما له فعليه ان يذهب اتقاني (یعنی یہ مدعو شخص اگر جانے کہ "(میرے شرکت کرنے پر) میرے احترام کی وجہ سے یہ لوگ برائیوں کو چھوڑ دیں گے تو اس پر واجب ہے کہ دعوت میں جائے۔)" اور اگر یہ دونوں صورتیں نہیں تو اگر جانتا ہے کہ جہاں کھانا کھلایا جائے گا' وہیں منکرات شرعیہ ہوں گے اور بارات والے کا وعدہ محض حیلہ ہی حیلہ ہے تو ہرگز نہ جائے ،قال تعالی " فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿ترجمہ: تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو (الانعام پ۷ آیۃ ۶۸)﴾ "ہدایہ" میں ہے "لو علم قبل الحضور لايحضر لانه لم يلزمه حق الدعوة (یعنی اگر اس شخص کو شرکت سے پہلے ہی معلوم ہو گیا کہ "جہاں کھانا کھلایا جائے گا وہیں منکراتِ شرعیہ ہیں" تو اسے دعوت قبول کرنا لازم نہیں)۔ کفایہ میں ہے "لان اجابة الدعوة انما تلزم اذا كانت الدعوة على وجه السنة" (یعنی اس لئے کہ دعوت کا قبول کرنا محض اس وقت لازم ہوتا جب کہ وہ دعوت سنت کے مطابق قائم کی گئی ہوتی) اور اگر واقعی ایسا ہی ہے کہ نفسِ دعوت منکرات سے خالی ہو گی اگرچہ دوسرے مکان میں لوگ مشغولِ گناہ ہوں تو شرکت میں کوئی حرج نہیں قال تعالی "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ط" ﴿ترجمہ: اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی (فاطر پ۲۲ آیۃ ۱۸)﴾۔ "غایۃ" یہ کہ میزبان گناہ گار ہے۔ پھر شرعاً گناہگار کی دعوت بھی دعوت ہے جب کہ وہ گناہ پر مشتمل نہ ہو، خزانۃ المفتین میں ہے "ان لم يكن الرجل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بحال لو لم یجب لا یمنعهم عن الفسق لا باس بان یجیب و یطعم و ینکر معصیتهم وفسقهم لانه اجابته الدعوة واجبة او مند وبة فلا تمنع بمعصیة اقترنت بها (یعنی اگر مدعو شخص اس مرتبہ کا نہ ہو کہ اگر یہ دعوت قبول نہ کرے تو وہ اس کی وجہ سے برائی سے باز آجائیں گے، تو (اب) اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ دعوت قبول کرے، وہاں کھانا کھائے اور ان کے فسق وفجور کا انکار کرے، اس لئے کہ یہ دعوت کا قبول کرنا ہے اور دعوت کا قبول کرنا واجب ہے یا مستحب، چنانچہ دعوت کے ساتھ برائیوں کا ملا ہونا اس قبول کرنے کو منع نہیں کرسکتا)۔ مگر عالم اگر جائے (یعنی گمان کرے) کہ میری اتنی شرکت پر بھی عوام مجھے متہم و مطعون کریں گے (یعنی تہمت لگائیں گے اور طعنہ زنی کریں گے) تو نہ جائے کہ "مواقع تہمت (یعنی تہمت کی جگہوں) سے بچنا چاہیے اور مسلمانوں پر فتح باب غیبت (یعنی غیبت کا دروازہ کھولنا) ممنوع ہے" عن النبی ﷺ "من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقف مواقف التہم" ذکرہ الشر نبلالی وغیرہ (یعنی جو اللہ تعالیٰ اور یوم حشر پر ایمان رکھتا ہے، وہ تہمت والے مقامات پر نہ ٹھہرے۔ اس کو شرنبلالی وغیرہ نے ذکر کیا)۔ "یونہی وہ عہد کرتے وقت یہ نہ جانیں کہ خلاف عہد (یعنی وعدہ خلافی کرنا) معیوب (یعنی عیب دار) ہے" قال تعالیٰ "و اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا" ترجمہ: اور عہد پورا کرو بیشک عہد سے سوال ہوتا ہے۔ (بنی اسرائیل ۱۵، آیۃ ۳۴) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت و خلاصہ:

خلاصہ یہ ہوا کہ جس شخص کو بھی "منکرات سے بھرپور محفل" میں دعوت دی گئی تو سب سے پہلے اسے غور کرنا پڑے گا کہ تبلیغ والے شرعی حکم اس کے باعث گناہوں کا سلسلہ رک سکتا ہے یا شرکت نہ

ہونے کی بناء پر۔ بصورتِ اول، شرکت کرنا "واجب" اور بصورتِ ثانی "رک جانا لازم" اور اگر اس کی شرکت یا عدمِ شرکت سے کچھ بھی فرق نہ پڑے گا تو اب غور کرے کہ "شرکت کے باعث لوگوں کی طرف سے تہمت یا طعنہ زنی وغیرہ کا صحیح اندیشہ ہے یا نہیں۔ بصورتِ اول "شرکت کرنا ممنوع" بصورتِ ثانی، پھر غور کرے کہ "محفل میں جس جگہ بٹھایا جائے گا، ناجائز و ممنوع کام وہیں پر ہو رہے ہیں یا کسی دوسرے مقام پر۔ بصورتِ اول شرکت "حرام" اور بصورتِ ثانی جائز۔

**نقشے کے ذریعے مزید وضاحت:**

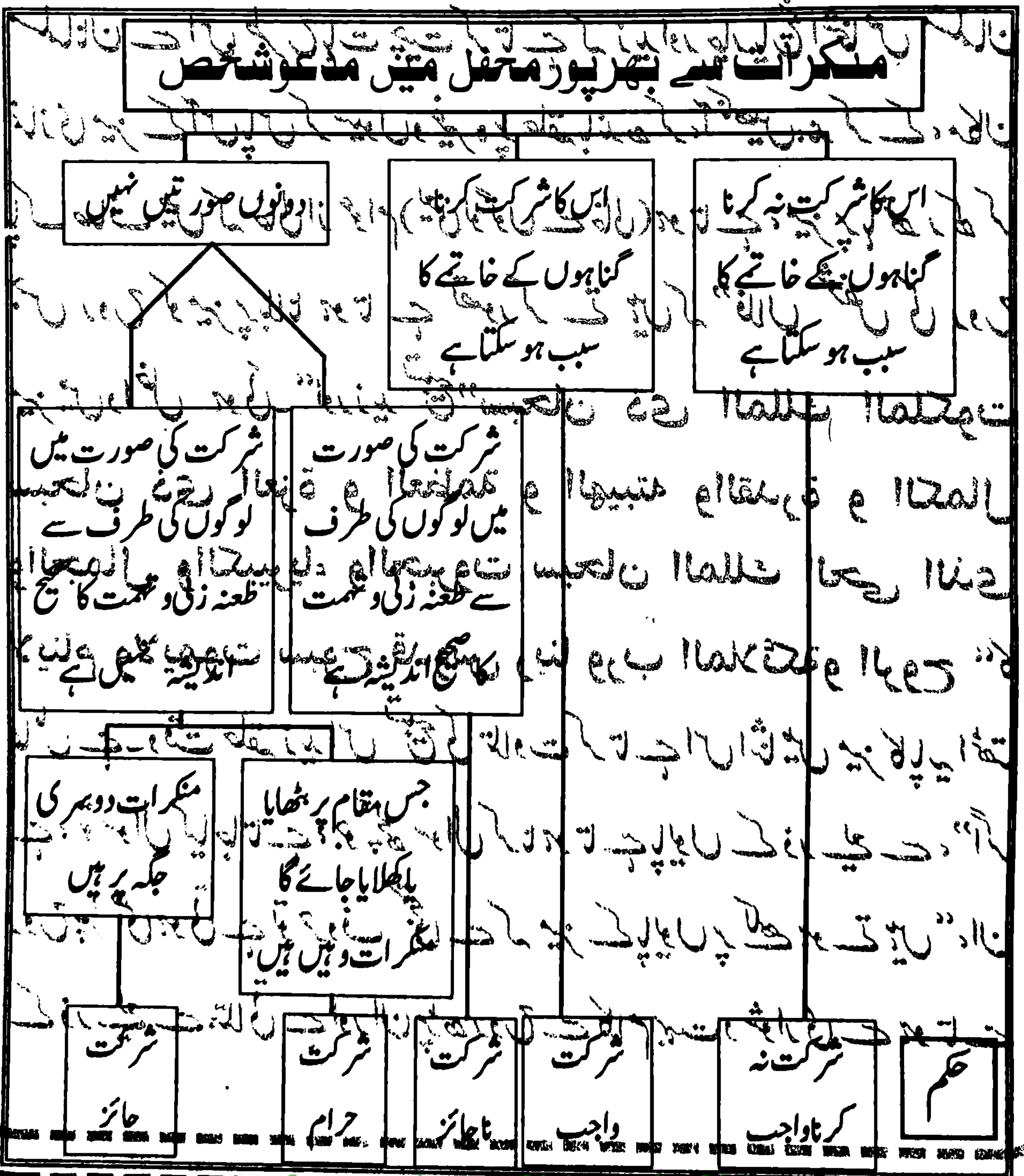


https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت قبول کرنے سے پہلے ان تمام باتوں پر "خوب غورو تفکر" کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## روحوں کو حاضر کرنا کیسا؟

**مسئلہ** :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مسلمان متقی، تصور سے بذریعہ میز کہ سہ پایا (یعنی تین پائے والی) ہوتی ہے اور تختہ پر اس کے آیات قرآنِ عظیم کی مع تسمیہ (یعنی بسم اللہ شریف کے ساتھ) لکھی ہوتی ہیں اور میز مذکورہ کے تینوں پایوں پر حروفِ تہجی (یعنی ا، ب، ت وغیرہ) لکھے ہوتے ہیں ارواحِ مسلمانان سے اس طرح بات چیت کرتا ہے کہ زید اور چار پانچ اشخاص مسلمان نمازی میز کے آس پاس کرسیوں وغیرہ پر حلقہ باندھ کر، آنکھیں بند کر کے، مکان پاک صاف میں کہ خالی از عوام (یعنی لوگوں سے خالی) ہوتا ہے، میز پر ہاتھ رکھ کر جس روح کو میز پر بلانا ہوتا ہے تصور کرتے ہیں کہ "فلاں شخص کی روح میز میں داخل ہوئی۔" اور زید تسبیح "**سبحان ذی الملك الملكوت سبحان ذی العزة و العظمة و الهيبته والقدرة و الكمال والجمال والكبيرياء والجبروت سبحان الملك الحی الذی لاینام ولایموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائكةو الروح** "کا عامل ہے۔ وقت حلقہ زید اس تسبیح کی تلاوت کرتا ہے اس اثنا میں میز کا پایہ اٹھتا ہے، تو سوال کیا جاتا ہے، جو کچھ سوال کرنا ہوتا ہے پایوں کے ذریعے سے، "اگر روح پڑھی ہوتی ہے تو حروف تہجی سے کہ میز کے پایوں پر لکھے ہوتے ہیں"، ان کے ذریعے سے بتلاتی ہے اور ان پڑھ روح سے کلام بہت دشواری سے ہوتا ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور بعض روح تو بہت کچھ بیان کرتی ہیں یہاں تک کہ جو کچھ اس پر عذاب اور ثواب بعد مرنے کے ہوتا ہے، بتلاتی ہے اور اپنے گھر وغیرہ کی کیفیت بھی بیان کر دیتی ہے اور اکثر اتفاق ایسا ہوا کہ جو کچھ کسی نے پڑھ کر بخشا وہ بھی بتلا دیا۔ تو کیا ایسی میز سے کسی قسم کی قباحت (یعنی برائی و خرابی) از روئے شرع شریف لازم آتی ہے؟ کیونکہ ظاہر میں کوئی فعل خلافِ (شرع) نہیں معلوم ہوتا۔ **بینوا توجروا**

**الجواب** :۔ اگر اس کی حقیقت اسی قدر ہے تو فی نفسہ (بذاتِ خود) اس فعل میں حرج نہیں معلوم ہوتا جب کہ روحوں کا بلانا واقعیت (یعنی حقیقت) رکھتا ہو اور یہ بظاہر دشوار معلوم ہوتا ہے (کیونکہ) جو ارواح مُعَذَّب (یعنی عذاب میں گرفتار) و مَحبُوس (یعنی مقید) ہیں، العیاذ باللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی پناہ) ان کا آنا کیا معنی؟ اور جو ارواحِ طیبہ معظّمہ ہیں ان کا بلانا سوئے ادب (یعنی بے ادبی) سے خالی نہیں ہوتا۔ بظاہر اس عامل کے صرف تصور کا تصرف (معلوم) ہوتا ہے اس تقدیر پر (یعنی اس صورت میں) اسے (یعنی جواب کو) ارواح کی طرف نسبت کرنا ''کذب'' اور ''دھوکا'' اور ''محض ناجائز'' ہوگا۔ اس کا امتحان بہت آسان ہے ''جن علوم سے یہ عامل آگاہ نہ ہوگا ان کے کسی جاننے والے کی روح بلائے اور ان علوم کا سوال کیجئے مثلاً ہندسہ و ہیئات کے واسطے نصیر طوسی کی روح بلائے، اگر وہ دقائقِ علومِ ہندسہ (یعنی علم ہندسہ کی باریکیوں) کا جواب دے دے، جن سے یہ عامل ناواقف ہو، تو احتمالِ صدق (یعنی سچ کا گمان) ہو سکتا ہے، اگرچہ (اس صورت میں) دوسرا احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مُعَلِّمُ الْمَلَکُوت (یعنی شیطان) کا کوئی کرشمہ ہو، اگر جواب نہ دے سکے تو ''دھوکا'' ظاہر ہے۔ بعض اوقات تجربہ ہوا ہے کہ ''میز نے وہ ہی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جواب دیتے ہیں جو عامل کے علم میں ہیں، اس سے زیادہ میز کچھ نہ بتا سکی،

بالجملہ (خلاصہ یہ کہ) اس سے احتراز (یعنی بچنا) ہی چاہیے۔ واللہ تعالٰی اعلم

## وضاحت و خلاصہ:-

خلاصہ یہ ہوا کہ "اس عامل کی طرف سے "روح کے جواب" دینے کا دعویٰ تین حال سے خالی نہ ہوگا۔ ﴿۱﴾ اس کے تصور کے تصرف کا نتیجہ ہوگا۔ ﴿۲﴾ حقیقت پر مشتمل ہوگا۔ ﴿۳﴾ شیطان کی کارستانی ہوگی۔

☆ پہلی صورت میں "جوابات" کو روح کی طرف منسوب کرنا "جھوٹ" اور "دھوکا" ہوگا۔

☆ دوسری صورت بظاہر مشکل ہے کیونکہ ارواح دو حال سے خالی نہیں (۱) وہ عذاب میں گرفتار ہیں۔ (۲) نیک و پاکیزہ و معظمہ ہیں۔

پہلی صورت میں ان کا آنا ممکن ہی نہیں، کیونکہ معذب روحیں، مقید ہوتی ہیں۔ جب کہ دوسری صورت میں ان کا بلانا "بے ادبی میں داخل ہے۔ (اور نیک و پرہیزگار عامل سے اس بے ادبی کا صدور بہت مشکل ہے۔)

☆ تیسری صورت میں موجودہ قباحت کا سمجھنا بہت آسان ہے۔ (اور ایسے عامل پر اعتماد "ایمان کی بربادی" کا سبب بن سکتا ہے۔)

نتیجہ یہ نکلا کہ "چونکہ مذکورہ صورتوں میں "دھوکے"، "جھوٹ" اور "گمراہی" کا صحیح اندیشہ موجود ہے، (اور بظاہر فائدہ کچھ بھی نہیں) لہذا اس کوشش اور "ایسے مقامات" پر جانے سے بچنا ہی بہتر ہے۔

اللہ تعالٰی ہمیں توفیق احتیاط عطا فرمائے۔ آمین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# بلا اجازت کسی کی چیز استعمال کرنا

**مسئلہ:** زید کہتا ہے کہ دستور ہے کہ پرائے درختوں سے مسواک یا قہوہ "بلا اجازت مالک" وغیرہ بلکہ لوگ توڑتے ہیں "یا" مٹی، کسی کے مکان کی بعد کلوخ استنجاء (یعنی استنجاء کے ڈھیلے) کے لئے بلا اجازت لیتے ہیں یا تنکا برائے خلال دندان (یعنی دانتوں کے خلال کے لیے) کسی شخص کے چھپر (یعنی پھوس کے سائبان) سے کھینچ لیتے ہیں اور اس پر کوئی نگہ فروگذاشت "مالک" شے کی طرف سے نہیں ہوتی ہے۔ آیا یہ جائز ہے کہ "بلا اجازت" لینا و تصرف میں لانا ہیں یا نہیں؟

**الجواب:** ۔ایسی شے جس کی "عادۃً اجازت" ہے اور اس پر "مالک مطلع" ہو گا تو "اصلاً (یعنی بالکل) ناگوار، نہ ہوگا"، اس کے لینے میں "حرج نہیں" ورنہ "حرام"۔

واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت و خلاصہ:۔

"مختصر و جامع تفصیل" سے معلوم ہوا کہ "جس چیز کو بلا اجازت استعمال کیا گیا، وہ دو حال سے خالی نہ ہوگی، "مالک اس پر مطلع ہو کر دل میں ناگواری محسوس کرے گا یا نہیں؟" بصورتِ اولیٰ غیرِ مالک کے لیے اس کا استعمال "حرام" اور بصورتِ ثانی، "جائز و مباح"۔

**مدینہ:** ۔بہتر یہ ہے کہ "بلا اجازتِ مالک، اس کی کسی چیز کو استعمال ہی نہ کیا جائے، کیونکہ بعض اوقات ہمارا گمان ہوتا ہے کہ "مالک شے، ہمارے بلا اجازت استعمال کا بالکل برا نہ مانے گا، لیکن معاملہ بالکل اس کے برعکس ہوتا ہے۔ کیونکہ قلبی کیفیات تبدیل ہوتی رہتی ہیں، چنانچہ بعض اوقات انسان بڑے بڑے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نقصانات پر بھی مسکراتا نظر آتا ہے اور کبھی کبھار چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہی قوتِ برداشت جواب دے جاتی ہے۔لھذا چیز کے مالک، چاہے آپ کے بھائی بہن ہوں یا کوئی بے تکلف دوست، ہر ایک سے اجازت طلب کرنے کی عادت ڈالنا "گناہ گار ہونے سے محفوظ رہنے کے لئے" بے حد ضروری ہے۔

پان والے کی چھالیہ، پھل والے کے پھل، خشک میوے والے کی مونگ پھلی و چلغوزے اور سبزی والے کی سبزیاں، "اپنا حق سمجھتے ہوئے "بغیر اجازت، اٹھا کر کھا جانے والے حضرات، مذکورہ مسئلے پر خوب اچھی طرح بار بار غور کریں۔

## نقشے کے ذریعے مزید آسانی :۔

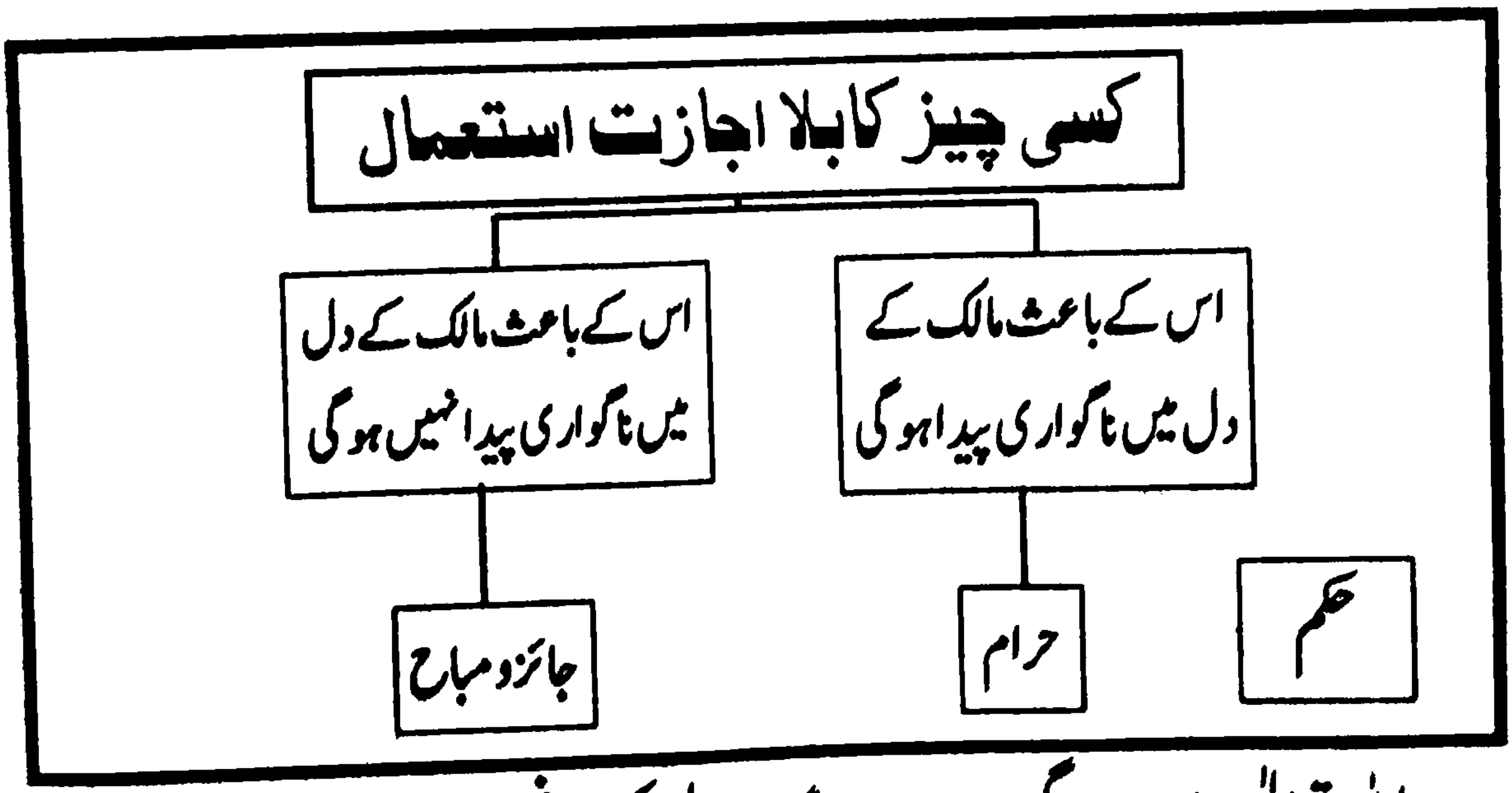


اللہ تعالیٰ سابقہ زندگی پر محاسبانہ نگاہ ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## غیر مرد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چوڑیاں پہننا

**مسئلہ** :۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے (کے بارے) میں کہ "اکثر عورتیں مَنِہار (یعنی چوڑیاں، بنانے اور بیچنے والے) کو بلا کر "پردہ میں سے ہاتھ نکال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کر، منہار کے ہاتھ میں دے کر چوڑیاں پہنتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں ؟ اور بعض عورتیں اپنے مردوں (یعنی شوہر وغیرہ) کے سامنے، منہار سے چوڑیاں پہنتی ہیں اور بعض شخص خود اپنی موجودگی میں بلا پردہ کے اپنی عورت کو چوڑیاں پہنواتا ہے، یہ چوڑیاں غیر مرد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر، "خواہ پردے میں سے یا بلا پردہ کے، جائز ہے یا نہیں ؟

**الجواب** :۔ "حرام، حرام، حرام" ہے، ہاتھ دکھانا غیر مرد کو "حرام" ہے، اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا "حرام" ہے، جو مرد اسے اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روا (یعنی جائز) رکھتے ہیں، دَیُّوث (یعنی بے غیرت) ہیں۔

## وضاحت و خلاصہ :۔

ترمذی شریف (باب المنان بمااعطا) میں ہے کہ "حضرتِ سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین اشخاص کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا، "ایک "(دنیا کے کاموں) میں والدین کی نافرمانی کرنے والا، "دوسری "وہ عورت جو مردوں کا بھیس بنائے اور "تیسرا "دیوث (یعنی بدکاری سے دیدہ دانستہ چشم پوشی کرنے والا)۔

چونکہ عورتوں کا خود کو غیر مردوں سے چھپانا "واجب "ہے، لھذا ان کے سامنے اپنا ہاتھ نکالنا، بلکہ رضا و خوشی کے ساتھ ان کے ہاتھ میں دے دینا، "حرام و ناجائز و ممنوع "ہے۔ اور اگر یہ تمام معاملہ خود گھر کے سرپرست کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سامنے ہو اور اس کی مرضی سے ہو رہا ہو تو شرعی لحاظ سے عورت کے ساتھ ساتھ اس شخص کی بھی گرفت ہوگی۔" (مذکورہ مسئلے سے وہ مسلمان حضرات خاص طور پر سبق حاصل فرمائیں کہ "جو عید کے دنوں میں اپنے گھر کی عورتوں کو خود بازار لے جا کر غیر مردوں سے چوڑیاں پہنوانے میں فخر محسوس کیا کرتے ہیں۔) اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی شرم و حیاء عطا فرمائے آمین

## کانچ کی چوڑیاں پہننا

**مسئلہ**: چوڑیاں کانچ کی عورتوں کو پہننا جائز ہیں یا نا جائز؟

**الجواب**: جائز ہیں لعدم المنع الشرعي (یعنی کسی شرعی رکاوٹ کے نہ ہونے کی وجہ سے) بلکہ شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے مستحب (یعنی باعث فضل و باعث ثواب)" و انما الاعمال بالنیات (اور اعمال کا ثواب نیتوں کے ساتھ ہے)" بلکہ شوہر یا ماں باپ کا حکم ہو تو واجب "لحرمة العقوق و لوجوب طاعة الزوج فيما يرجع الى الزوجية۔ (یعنی ماں باپ کی نافرمانی کے "حرام" ہونے اور ان مسائل میں کہ جو "زوجیت" سے تعلق رکھتے ہیں، شوہر کی اطاعت کے واجب ہونے کی وجہ سے۔) واللہ تعالیٰ اعلم

## خلاصہ

عورت کا چوڑیاں پہننا، تین حال سے خالی نہیں۔ (۱) اپنی خواہش کی بناء پر ہے۔ (۲) شوہر کے لئے سنگھار کی نیت سے ہے۔ (۳) ماں باپ یا شوہر کے حکم کے جواب میں ہے۔ بصورت اول "جائز و مباح"، بصورت ثانی "مستحب و باعث ثواب" اور بصورت ثالث "واجب" ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ ہمیں مسئلے کی صورتیں یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## شطرنج اور تاش وغیرہ کھیلنے کا حکم

**مسئلہ:۔** (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گنجفہ (ایک کھیل کہ جس میں ۹۶ پتے ہوتے ہیں اور تین کھلاڑی)، شطرنج، تاش، بھگور کھیلنے والے کے واسطے کیا حکم ہے؟ **بینوا و توجروا**

**الجواب:** گنجفہ، تاش "حرام مطلق (یعنی بغیر کسی شرط کے حرام) ہیں کہ ان میں علاوہ لھو ولعب (یعنی تفریح) کے "تصویروں کی تعظیم" ہے اور "بگھور" ایسا "جیون"، "کمینوں کا کھیل" ہے اور "منع" اور صحیح یہ ہے کہ شطرنج بھی "جائز نہیں" مگر "چھ شرطوں" سے "**اولاً**" بدکر (یعنی شرط لگا کر) نہ ہو۔ "**ثانیاً**" اس پر قسم نہ کھائی جائے "**ثالثاً**" فحش نہ بکا جائے "**رابعاً**" اس کے سبب نماز یا جماعت میں تاخیر نہ کی جائے "**خامساً**" اہر راہ نہ ہو، گوشے میں ہو "**سادساً**" نادراً کبھی کبھی ہو۔ پہلی تین شرطیں تو آسان ہیں مگر پچھلی (یعنی آخری) تین پر عمل نادر (یعنی کمیاب) ہے بلکہ "ششم (یعنی چھٹی)" پر عمل سخت دشوار ہے (کہ) شوق کے بعد نادراً ہونا کوئی معنی ہی نہیں لھذا راہ سلامت یہ ہے کہ "مطلقاً منع" ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت و خلاصہ

خلاصہ یہ ہوا کہ "حرام ایسے کھیل کہ جن میں وقت کے ضائع ہونے کے ساتھ ساتھ تصویر کی تعظیم بھی لازم آتی ہو، حرام و ممنوع ہیں اور ایسے کھیل جو دیکھنے لوگوں کی طرف منسوب ہوں، وہ بھی "ناجائز و ممنوع" اور اگر ان میں ایسی کوئی بات بھی نہ ہو تو پھر بھی وہ کھیل کھیلنا عبث و فضول ہے جائز قرار دیا جا سکتا ہے کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جب مذکورہ بالا "چھ" شرطیں پائی جائیں۔اور چونکہ ان شرائط کا لحاظ کرنا فی زمانہ ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے ،لھذا بہتر یہ ہے کہ ایسے کھیل بھی" مطلقاً ممنوع" قرار دے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے فضول وبے کار کاموں سے محفوظ فرمائے۔امین

## جانور پالنے اور لڑانے کا حکم

**مسئلہ** :۔ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ پالنا طیور یعنی طوطا، طوطی لال(ایک چھوٹا سا خوش آواز پرندہ) مینا، پدی، خروس خانگی(یعنی گھریلو مرغ) کابغرض جی لگنے(یعنی شوقیہ)اور لڑوانا ان کا علی الرسم(یعنی بطور رواج) کیسا ہے بینوا توجروا

**الجواب** :۔ لڑانا "مطلقاً ناجائز و گناہ" ہے کہ سبب ایذائے بے گناہ(یعنی بے گناہ کو تکلیف دینے کا سبب) ہے۔ حدیث صحیح میں ہے" **نهی رسول الله ﷺ عن التحریش بین البهائم**"رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنة وصححه عن ابن عباس رضی الله عنه (یعنی رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو ایک دوسرے کے خلاف برانگیختہ کرنے سے منع فرمایا۔اسے ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنھما سے حسن و صحیح قرار دیا)اور جانوران خانگی (یعنی پالتو جانور) مثل خروس(یعنی مرغ) ماکیاں(مرغی) و کبوتر اہلی (یعنی گھریلو کبوتر)وغیرہا کا پالنا بلا شبہ جائز ہے جبکہ "انھیں ایذا سے بچائے "اور"آب ودانہ کی خوب خبر گیری رکھے۔" خود حدیث میں خروس سپید(یعنی سفید مرغ)پالنے کی ترغیب ہے"**البیهقی عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ الدیك یؤذن بالصلاة من اتخذ دیكا ابیض حفظ من ثلاثه من كل شیطان ساحروكا هن وفی الباب عن زیدالانصاری رضی الله**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عنه عند الحارث فی مسنده وعن انس بن مالك عند ابی الشیخ فی العظمة وعن خالد بن معدان مرسلاعندالبغوی فی المعجم وعن ام المومنین وعن انس عند الحارث وعن وغیرهم رضی الله عنهم"(امام بیہقی، ابنِ عمر رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "مرغا نماز کی اذان دیتا ہے، جس نے سفید مرغا پالا، تو وہ تین چیزوں سے اس کی حفاظت کرے گا یعنی شیطان اور جادوگر اور غیب دانی کا دعوٰی کرنے والے کے شر سے۔)

مگر خبر گیری کی یہ تاکید ہے کہ دن میں "ستر ۷۰ دفعہ (یعنی بہت زیادہ مرتبہ) دانہ پانی" دکھائے کما ورد فی الحدیث (جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے) ورنہ پالنا اور بھوکا پیاسا رکھنا "سخت گناہ" ہے، "فانه ظلم والظلم علی الحیوان الاشد من الظلم علی الذمی الاشد من الظلم علی مسلم کما نص علیه فی الدرمختار (یعنی کیونکہ یہ ظلم ہے اور حیوان پر ظلم کرنا "ذمی (کافر) پر ظلم سے شدید ہے اور ذمی پر ظلم کرنا "مسلمان" پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ جیسا کہ اس پر درمختار میں نص فرمائی گئی ہے) وقد قال رسول ﷺ کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت﴿یعنی بے شک آدمی کے گناہ ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اس چیز کو ضائع کردے جو کفایت کرنے والی ہو۔﴾ رواه الاحمد ابو داؤدو النسائی والحاکم و البیهقی عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما "بسند صحیح

رہا جانوران وحشی کا پالنا جیسے طوطی مینا لال بلبل وغیرہ تو عالمگیری میں "قنیہ" سے اس کی ممانعت نقل کی، اگرچہ آب و دانہ میں تقصیر نہ کرے "حیث قال حبس بلبلا فی قفص و علفهالا یجوز کذا فی القنیه"﴿یعنی فرمایا کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی شخص نے بلبل کو قید کیا اور (چاہے) اسے دانہ پانی (بھی) دیا، تو (پھر بھی اس کا پالنا) جائز نہیں ہے۔ مگر نص صریح (یعنی واضح نص)، حدیث صحیح (صحیح حدیث) واقوال ائمہ نقد و تنقیح (یعنی محققین علماء کے اقوال) سے صاف جواز و اباحت (یعنی جائز و مباح ہونا) مستفاد (یعنی حاصل شدہ) ہے، جبکہ خبر گیری مذکور (یعنی ایسی خبر گیری جو ذکر کی گئی یعنی دن میں ستر بار دانہ پانی دکھانا) بروجہ کافی (یعنی عملی طور پر) بجالائے (یعنی انجام دے)۔

## وضاحت و خلاصہ:۔

نتیجہ یہ نکلا کہ "جانوروں کا پالنا دو حال سے خالی نہ ہوگا ﴿1﴾ لڑانے کے لئے پالے گئے ہیں یا ﴿2﴾ صرف شوق پورا کرنے کے لئے صورتِ اول پالنا "حرام"۔ اور دوسری صورت پھر دو حال سے خالی نہیں کہ ﴿1﴾ ان کے دانہ پانی کا اچھی طرح دھیان رکھا جاتا ہے یا ﴿2﴾ نہیں رکھا جاتا۔ صورتِ اول پالنا "جائز و مباح" اور صورتِ ثانی "حرام و گناہ"

## نقشے کے ذریعے مزید وضاحت:۔

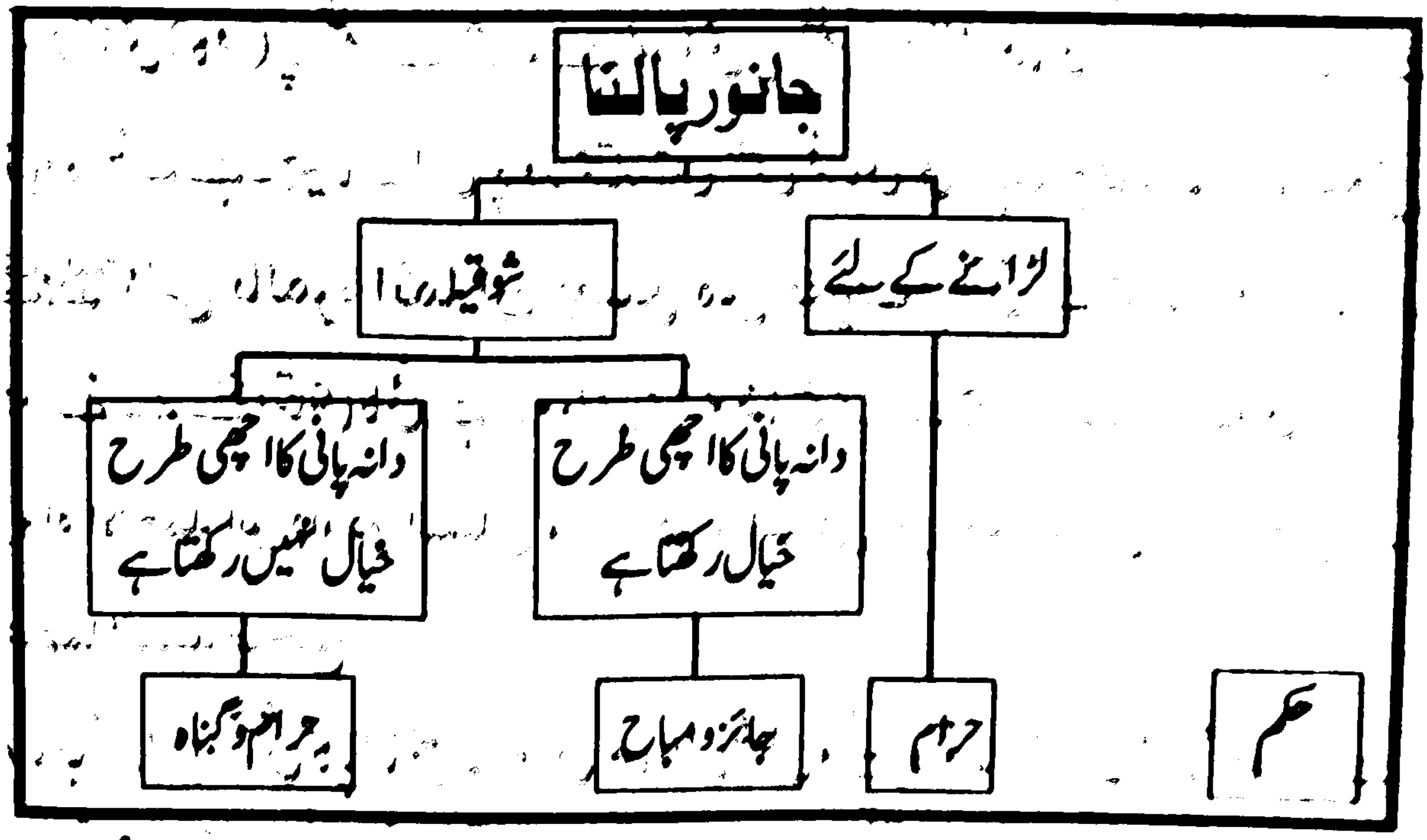


اللہ تعالیٰ ہمیں جانوروں کے معاملے میں خاص طور پر احتیاط کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فتاویٰ رضویہ سے
اخذ شدہ فتاویٰ پر مشتمل ایک مفید تالیف

سلسلہ نمبر 3

# رہنمائے کامل

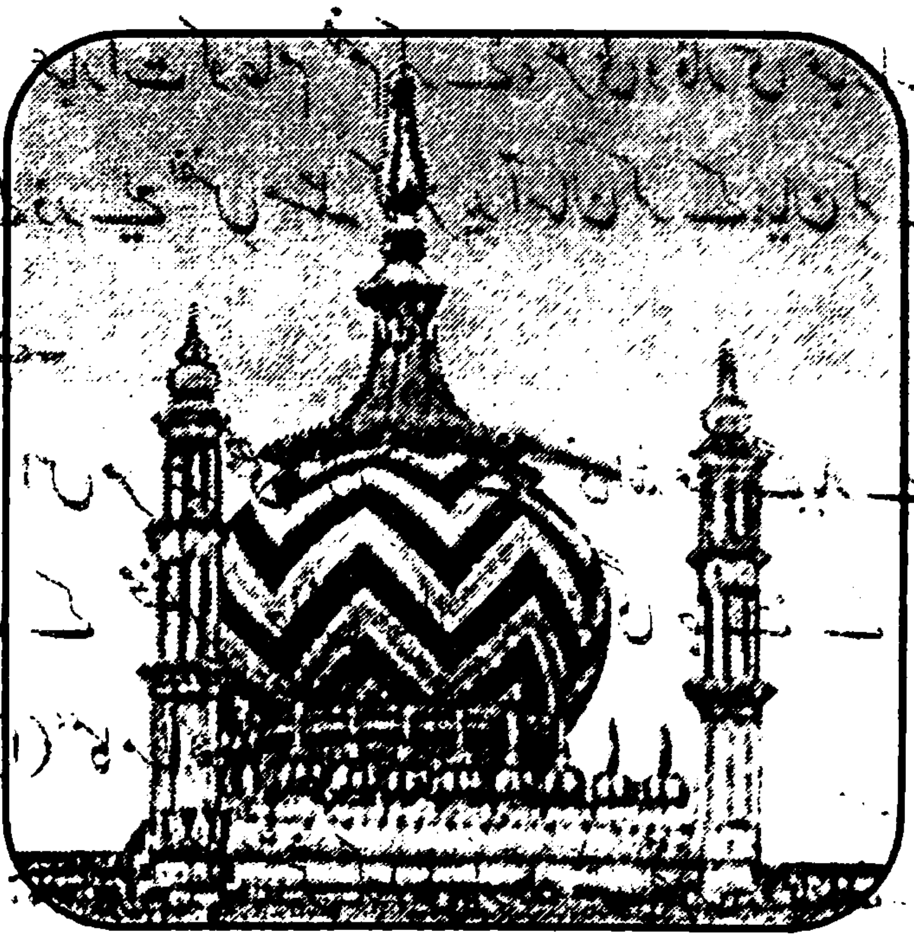

مصنف

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرضِ ناشر

اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے "فیضانِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ" بنام "رہنمائے کامل" عافیت کے ساتھ جاری وساری ہے۔ سابقہ دو سلسلے خواص و عوام میں مقبولیت حاصل کر چکے ہیں اور اب اس سلسلے کا تیسرا رسالہ پیشِ خدمت ہے۔ حسبِ توقع اسے بھی "نسبتِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ" کی برکت سے بے حد پزیرائی حاصل ہو گی۔ ان شاء اللہ عزوجل

اس مرتبہ کے سلسلۂ اشاعت میں "علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری مدظلہ العالی کے استادِ محترم جناب "حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق صاحب دامت برکاتھم العالیہ" کے تاثرات شاملِ اشاعت کئے گئے ہیں اور مختلف و اہم موضوعات پر تقریباً ۱۴۳ فتاویٰ کا انتخاب کیا گیا ہے، جن کے عنوانات فہرست میں ملاحظہ فرمائے جا سکتے ہیں۔

عبارات کو عام فہم کرنے، عربی و فارسی عبارات کے ترجمے اور وضاحت و خلاصہ کے ذریعے نفسِ مسئلہ کو مزید آسان کر کے بیان کرنے کا سلسلہ حسبِ سابق قائم رکھا گیا ہے۔

اس مرتبہ بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بارے میں چند واقعات ڈالے گئے ہیں، آپ کے مختصر و جامع حالاتِ زندگی جاننے کے لئے "رہنمائے کامل سلسلۂ اشاعت (۱)" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

محمد اجمل عطاری عفی عنہ

۱۹ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ بمطابق 24 مئی 2000ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## ﴿تاثرات﴾

### فاضلِ جلیل، عالمِ نبیل، استاذ العلماء والفضلاء، محسنِ اہلسنت
### حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق احمد قادری رضوی مد ظلہ العالی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک حقیقتِ مسلمہ اور اظہر من الشمس امر ہے کہ "فتاویٰ رضویہ" انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے لئے "رہنمائے کامل" کی حیثیت رکھتا ہے۔ فقہِ اسلامی کا تعلق انسانی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق عملی مسائل سے ہے، اس پر قلم اٹھانا اسی عالم کو زیب دیتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے معاشرتِ انسانی سے متعلق تمام علوم پر "کامل دسترس" اور "بصیرتِ تامہ" عطا فرمائی ہو۔

بفضلہ تعالیٰ یہ تمام صفات اور شرائط "امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین و ملت، امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان میں بدرجہ اتم موجود ہیں، جس پر آپ کی تصنیفِ منیف "فتاویٰ رضویہ" شاہد عادل ہے۔ اسی لئے ڈاکٹر اقبال جیسے مفکر نے بھی "فتاویٰ رضویہ" کا مطالعہ فرمانے کے بعد، آپ کو اپنے زمانے کے "ابو حنیفہ" کہلانے کا حقدار ٹھہرایا۔

فتاویٰ رضویہ کی مسلمہ اہمیت و افادیت کے باوجود اس "رہنمائے کامل" سے عوام الناس کی رہنمائی کے لئے "سلیس اور عام فہم انداز میں عقائد و اعمال سے متعلق مسائلِ ضروریہ کی وضاحت و تشریح کے لئے کسی خداداد صلاحیت رکھنے والے "اکمل انسان" کی ضرورت تھی۔ الحمد للہ تعالیٰ یہ سعادت اہلِ سنت کے لئے "باعثِ صد افتخار، عزیز القدر، علامہ محمد اکمل عطا قادری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رضوی" کے حصے میں آئی، جنھوں نے "رہنمائے کامل" کے نام سے یہ کام شروع کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں دو کتابچے سامنے آچکے ہیں، جن میں موصوف نے "عام فہم انداز" میں "اہم فتاواجات" کی "وضاحت و خلاصہ، عنوانات اور نقشہ جات" کے ذریعے ایک "بہترین طرزِ نگارش" کی بنیاد رکھی ہے، جو کہ ان کے "جذبۂ اخلاص، اساتذۂ کرام کی محبت بھری دعاؤں اور مرشدِ کامل کی نگاہ سے مجددِ سنت علیہ الرحمہ کے جاری وساری فیض" کی غماز ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک ﷺ کے طفیل اسے "اسم با مسمی" بنائے اور عزیزم محمد اکمل عطاء صاحب کے قلم و فکر میں مزید برکتیں عطاء کر کے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق، صلاحیتیں اور وسائل مرحمت فرمائے۔

دعاء گو فقیر محمد اشفاق احمد غفرلہ

۲۱ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ حال مقیم داتا نگر لاہور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# اسے ضرور پڑھئے

دنیا میں مختلف قسم کے انسان پائے جاتے ہیں، "کچھ تو ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں ہر معاملے میں ایک کامل رہنما کی ضرورت ہوتی ہے لیکن وہ اپنے قلبی تکبر یا غفلت و سستی کی بنا پر تلاشِ رہنما سے غافل رہ کر پے در پے نقصانات کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔" اور "بعض وہ ہوتے ہیں کہ جو اپنے لئے ایک رہنما کی ضرورت کا احساس کر کے سنجیدگی کے ساتھ اس کی تلاش شروع کر دیتے ہیں لیکن وہ اپنی "کم علمی" و "کسی کو پرکھنے کی صلاحیت سے محرومی" کی بناء پر "رہنما نما گمراہ" کا انتخاب کر کے گمراہی کی گہری دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔" اور "بعض وہ ہوتے ہیں کہ جنہیں اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے کسی کامل رہنما تک پہنچنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے اور اس طرح وہ اس ہادی و مربی کی صحبتِ کامل کی برکت سے منزل و مقصود حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔" اور "بعض لوگ وہ ہوتے ہیں کہ جنہیں اللہ عزوجل لوگوں کی رہنمائی کے لئے منتخب فرمالیتا ہے، اس مقصد کی تکمیل کے لئے انہیں بے شمار صلاحیتوں، اچھی عادات واطوار اور علم دین کی دولتِ لازوال سے مالامال کیا جاتا ہے، جو لوگ ان تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں وہ حقیقتاً اللہ عزوجل تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور جب انہیں بارگاہِ رب العزت میں مقبولیت حاصل ہو جائے تو دنیا و آخرت میں کامیابیاں ان کے قدم چومتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

الحمد للہ! ایسی ہی بارگاہِ خداوندی کی منتخب کردہ شخصیتوں میں سے ایک شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن بھی ہیں، زندگی کے جس بھی پہلو کے بارے میں معلومات حاصل کرنا مقصود ہوں ان کی تحریرات کا مطالعہ فرمالیجئے، ان شاء اللہ مکمل طور پر رہنمائی کی دولت حاصل ہوگی۔ یقیناً جب اس قسم کی شخصیت موجود ہو اور ہم اپنے لئے ایک رہنما کی ضرورت بھی شدت کے ساتھ محسوس کر رہے ہوں تو پھر حصولِ رہنمائی کے عمل میں سستی و غفلت اختیار کرنا، "بے وقوفی و بدبختی" کی واضح علامت قرار دی جائے گی۔

اگر اعلیٰ حضرت کی شخصیت کے رہنمائے کامل ہونے کے دعوی پر دلیل مطلوب و

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مقصود ہو تو رہنمائے کامل سلسلۂ اشاعت نمبر ا اور نمبر ۲ کا مطالعہ فرمانے کے ساتھ ساتھ درجِ ذیل واقعات پر بھی غور فرمائیں، ان شاء اللہ ہم یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ واقعی ان کی شخصیت ایک ایسی ہی شخصیت ہے کہ جسے زندگی کے ہر شعبے میں اپنا رہنما بنانا خوش نصیبوں کا حصہ ہے اور جب دل اس بات کی گواہی دے کہ واقعی آپ کی شخصیت کی راہنمائی میں منزل و مقصود تک پہنچنا آسان ہے تو پھر ہمیں اس سلسلے میں بالکل دیر نہیں کرنی چاہئے۔ اب ذیل میں اعلیٰ حضرت کی سیرت کے چند واقعات بغور ملاحظہ فرمایئے۔

**ایمان کی پختگی**:۔ ان کا ایمان کس قدر پختہ تھا اور سرورِ کائنات ﷺ کے ارشادات پر کس درجہ یقین تھا اسکی ایک مثال انہی کی زبانِ قلم سے سنئے،

"بریلی میں مرضِ طاعون بشدت تھا، ایک دن میرے مسوڑھوں میں ورم ہوا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بند ہو گیا، بخار بہت شدید اور کان کے پیچھے گلٹیاں، طبیب نے بغور دیکھ کر سات آٹھ مرتبہ کہا "یہ وہی ہے، یہ وہی ہے یعنی طاعون"۔ میں بالکل کلام نہ کر سکتا تھا اس لئے انہیں جواب نہ دے سکا حالانکہ میں خوب جانتا تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں، نہ مجھے طاعون ہے اور نہ ان شاء اللہ العزیز کبھی ہو گا اس لئے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر وہ دعا پڑھ لی ہے' جسے حضور سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا' کہ جو کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا اس بلا سے محفوظ رہے گا، وہ دعا یہ ہے "الحمد لله الذی عافانی مما ابتلاك به وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضيلا" جن جن امراض کے مریضوں، جن جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اسے پڑھا' الحمد للہ آج تک ان بلاؤں سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا، مجھے ارشادِ حدیث پر اطمئنان تھا کہ مجھے طاعون کبھی نہ ہو گا، آخر شب میں کرب بڑھا، میرے دل نے درگاہِ الٰہی میں عرض کی "اللهم صدق الحبيب وكذب الطبيب (اے اللہ! اپنے حبیب ﷺ کا سچا اور طبیب کا جھوٹا ہونا ظاہر فرمادے)۔" کسی نے میرے دہنے کان پر منہ رکھ کر کہا "مسواک اور سیاہ مرچیں۔" لوگ باری باری میرے لئے جاگتے تھے، اس وقت جو شخص جاگ رہا تھا' میں نے اسے بلایا اور اسے مسواک اور سیاہ مرچ کا اشارہ کیا۔ وہ مسواک تو سمجھ گئے، گول

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مرچ کس طرح سمجھیں۔ غرض بمشکل سمجھے جب دونوں چیزیں آئیں بدقت میں نے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھ کر سیاہ مرچ کا سفوف چھوڑ دیا کہ دانتوں نے بند ہو کر دبا لیا پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں تھوڑی ہی دیر تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی مگر کوئی تکلیف واذیت محسوس نہ ہوئی اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی اور بحمد اللہ وہ گلٹیاں جاتی رہیں منہ کھل گیا میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ آپ کا وہ طاعون بفضلہ تعالیٰ دفعہ ہو گیا۔ دو تین روز میں بخار بھی جاتا رہا۔

**تبحر علمی وقوت حافظہ**:۔ اعلیٰ حضرت کے ایک شاگرد جو فتاوی کی تحریر کے کام پر لگائے گئے تھے ایک عجیب وغریب واقعہ حضرت کی ذہانت اور حافظے کا یوں بیان کرتے ہیں "ایک مرتبہ پندرہ بطن (یعنی ۱۵ پشتوں) کا مناسخہ (فقہِ اسلامی میں ایک قاعدہ جس کی رو سے وارثوں کے حصے ٹھرائے جاتے ہیں) آیا چونکہ اعلیٰ حضرت کی رائے میں مولانا سید محمد صاحب نے فنِ حساب کی تکمیل باضابطہ کی تھی اور آنہ پائی کا حساب بالکل آسانی سے کرتے تھے لہٰذا یہ مناسخہ انہی کے سپرد کر دیا گیا۔ مولانا سید محمد صاحب کا بیان ہے کہ ان کا سارا دن اسی مناسخہ کے حل کرنے میں لگ گیا، شام کو اعلیٰ حضرت کی عادت کریمہ کے مطابق جب بعد نمازِ عصر پھاٹک میں نشست ہوئی اور فتاویٰ پیش کئے جانے لگے تو میں نے بھی اپنا قلم بند کیا ہوا جواب اس امید کے ساتھ پیش کیا کہ آج اعلیٰ حضرت کی داد لوں گا۔ پہلے استفتاء سنایا کہ فلاں مرا اور اتنے وارث چھوڑے اور پھر فلاں مرا اور اتنے چھوڑے غرض پندرہ اموات واقع ہونے کے بعد زندوں پر ان کے حقِ شرعی کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا تھا۔ مرنے والے تو پندرہ تھے مگر زندہ وارثوں کی تعداد پچاس سے اوپر تھی، دورانِ بیانِ استفتاء کیا دیکھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت سنتے سنتے اپنی انگلیوں کو بھی حرکت دے رہے ہیں۔ استفتاء ختم ہوا ہی تھا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا "آپ نے فلاں کو اتنا فلاں کو اتنا حصہ دیا، غرض درجنوں وارثوں کے نام اور ان کے حصے بتا دیئے" اس وقت کا میرا حال دنیا کی کوئی طاقت ظاہر نہیں کر سکتی، علوم ومعار

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ف کی یہ غیر معمولی حاضر جوابیاں جس کی کوئی مثال سننے میں نہیں آئی۔" (انوار رضا)

## عرض مؤلف

مختصر طور پر بیان کردہ واقعات کا مطالعہ فرمانے کے بعد آپ بخوبی جان گئے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ السلام کے طفیل اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی شخصیت پاکیزہ کو لاتعداد اوصاف و کمالات سے مزین فرمایا تھا۔ اس موقع پر اپ آپ سے سنجیدگی کے ساتھ درج ذیل سوالات کے جوابات طلب کیجئے۔

سوال نمبر 1 : کیا ایسی باصلاحیت وباکرامت شخصیت کو اپنا قائد و رہنما تسلیم کر کے اس کی تعلیمات پر "عقل کی آنکھیں بند کر کے" عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کرنا، اس کی مخالفت بلکہ مخالفت کرنے والے سے خود کو بچا کر رکھنا، دانش مندوں اور خوش نصیبوں کا حصہ نہیں؟

سوال نمبر 2 : اس کے برعکس، کیا ایسی نادر ونایاب شخصیت کے دامنِ کرم کو چھوڑ کر "خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والوں، مصلحتوں کا شکار ہوکر دین و مسلک میں فاسد ترامیم ڈھونڈنے والوں، بزرگوں کی بارگاہ میں گستاخی پر ابھارنے، اور بعض اوقات حرام کو حلال ثابت کرنے والی تعلیمات کو عام کرنے کی مذموم سازش میں مبتلا ہونے والوں اور صرف اپنی عزت بنانے کے چکر میں گستاخانِ رسول (علیہ السلام) کے لئے اپنے قلوب میں نرم گوشہ رکھنے والوں" کو اپنا ہادی و رہنما بنانے کی "کوششِ مکروہ" بدبختی و جہالت کی واضح علامت نہیں؟

یقیناً مطالعہ فرمانے والے سمجھ دار قارئین، دونوں سوالوں کے جوابات زبانی و قلبی اقرار کے ذریعے ہی پسند فرمائیں گے، اور اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے ایسا ہونا بھی چاہیئے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اقراری جواب کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی دریافت فرمائیں کہ "اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی عظیم شخصیت کی رہنمائے کامل ہونے کی حقیقت کو تسلیم

---

ے بیان کردہ فضائل اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات کا مختصر حصہ ہیں، اگر بالتفصیل جاننا چاہیں تو "حیاتِ اعلیٰ حضرت، سیرتِ اعلیٰ حضرت، حیات مولانا احمد رضا خان رضی اللہ عنہ" کا مطالعہ فرمائیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کر لینے کے بعد، ان سے ہدایت ورہنمائی کے حصول کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

جواب میں "سگِ عطار" عرض گزار ہے کہ اس کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ آپ فتاویٰ رضویہ کو کہ جو "قرآن وحدیث وبزرگانِ دین کے اقوال وافعال سے حاصل ہونے والی تعلیمات کا حسین وجمیل شاہکار" ہے، اپنے زیرِ مطالعہ رکھئے اور زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں اسی سے رہنمائی کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

اس مخلصانہ مشورے پر ہوسکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں فوراً یہ سوال پیدا ہو کہ "فتاویٰ رضویہ" کے "فنی اصطلاحوں پر مشتمل مضامین" کا سمجھنا بے حد مشکل ہے اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک عام انسان اس سے براہِ راست فیوض وبرکات حاصل کر سکے؟ نیز بے شمار ایسے نو پید مسائل ہیں کہ جو زمانۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ میں موجود ہی نہ تھے، لہٰذا ان کے حل کے لئے کون سی صورت اختیار کی جائے؟

مذکورہ سوال کے پہلے حصے کا جواب حاصل کرنے کے لئے "رہنمائے کامل سلسلہ نمبر 1 اور نمبر 2" اور موجودہ رسالے کا مطالعہ فرما کر دیکھ لیجئے۔

دوسرے حصے کے جواب میں عرض ہے کہ ان کے حل کے لئے یا تو آپ موجودہ دور کے علمائے اہلِ سنت میں سے "محتاط علمائے کرام" کے فتاویٰ پر اعتماد کریں یا پھر اس سلسلے میں "مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ" سے وقتاً فوقتاً شائع کردہ فتاویٰ کا مطالعہ فرماتے رہئے، ان شاء اللہ عزوجل ادارہ، محتاط علمائے کرام سے "انتہائی احتیاط پر مشتمل فتاویٰ" حاصل کر کے عوام الناس میں عام کرنے کی سعادت حاصل کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں "اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سچی عقیدت ومحبت اور ان کی تعلیمات پر تاحیات سختی کے ساتھ کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد اکمل عطا قادری عطاری عفی عنہ

۱۹ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ بمطابق 24 مئی 2000ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## {ماہِ صفر کی رسومات}

**مسئلہ:۔** ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ (یعنی آخری بدھ) کو (سورۂ یٰسین شریف کے ساتویں سلام "قولا من رب رحیم" وغیرہ جلسہ (یعنی کسی محفل) میں پڑھ کر اور آم کے سات پتوں پر رکھ کر، ایک نئے گھڑے میں پانی منگا کر، اس میں پتے دھو کر، بطور تبرک سب کو پلانا جائز ہے یا نہیں؟

**{الجواب}**

قرآن عظیم کی ہر آیت ہمیشہ نور وھدیٰ وبرکت وشفاء ہے اور اس "چہار شنبہ" کی تخصیص، محض بے معنی (یعنی مذکورہ افعال کی ادائیگی کے لئے ماہِ صفر کے بدھ کے روز کو ہی خاص کرلینا کوئی ضروری نہیں)، بہر حال نفسِ فعل (یعنی محض مذکورہ فعل) میں حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ مذکورہ افعال میں شریعت کی جانب سے ممانعت وارد نہیں لھذا ان کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا جائے کہ "جب تک شریعت کی جانب سے کسی نیک عمل کے لئے کوئی وقت مخصوص نہ ہو، محض اپنی طرف سے کسی بھی عمل کو کسی مخصوص وقت کے ساتھ خاص سمجھنا "بے اصل وبے معنی ونا مناسب" ہے۔ اللہ عزوجل مسئلہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {قیامِ میلاد شریف ایک مخصوص وقت میں کیوں؟}

**مسئلہ:۔** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ "قیامِ میلاد شریف اگر مطلقاً ذکرِ خیر کی وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا جاتا؟ اس لئے کہ اول سے ذکرِ خیر ہی ہوتا ہے" اور "اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں، تو کیا حضور ﷺ اول وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے؟ اگر ہوتے ہیں تو ابتداءِ مجلس مبارک، قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا؟ اور اگر نہیں تو کیا فظہر فولد (ﷺ) (یعنی "آپ ﷺ رونق افروز ہوئے پھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی"۔ کہنے) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے ہیں اور تا قیام تشریف فرما رہتے ہیں اور فوراً لوگوں کے بیٹھتے ہی تشریف لے جاتے ہیں؟ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "حضور کا آنا لوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں کے فظہر فولد کہنے پر موقوف ہے" کیا زید کا یہ کہنا لغو ہے یا نہیں اور اسکا کافی جواب کیا ہے؟ بینوا توجروا

## الجواب

زید کی یہ سب حماقتیں، جہالتیں، سفاہتیں ہیں، مہمل ولایعنی شقوق (یعنی بے ہودہ و لغو صورتیں) اپنی طرف سے ایجاد کئے اور جو وجہِ حقیقی ہے اس کی طرف ہدایت نہ ہوئی (اور وہ یہ ہے کہ) تعظیمِ ذکرِ اقدس، مثل تعظیمِ ذاتِ انور ہے ﷺ۔ تعظیمِ ذات باختلافِ حالات (یعنی حالات کے مختلف ہونے کے ساتھ) مختلف ہوتی ہے۔ معظم (یعنی قابلِ تعظیم ذات) کے قدوم (یعنی آنے) کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور (یعنی تشریف فرما ہونے) کے وقت بادب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے۔ ذکر شریف میں بھی ذکرِ قدوم کی تعظیم، قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم، بادب قعود (یعنی بیٹھنے) سے۔ ولکن الوھابیۃ قوم لایعقلون (یعنی اور لیکن وہابی ایک بے عقل قوم ہے)۔ واللہ تعالی اعلم

### وضاحت وخلاصہ :۔

معلوم ہوا کہ "کسی معظم شخصیت کے ذکر کی تعظیم، بالکل اس کی ذات کی تعظیم کی ہی مثل ہے، چنانچہ اگر سرکار ﷺ ہمارے سامنے اپنے جسم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اطہر کے ساتھ تشریف لاتے تو یقیناً ہم کھڑے ہو کر ہی آپ کا استقبال کرتے، پس بعینہ اسی طرح جس وقت آپ کی دنیا میں آمد کا ذکر کیا جاتا ہے تو ہم اس ذکرِ خیر کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اور اگر پیارے آقا ﷺ آنے کے بعد محفل میں جلوہ افروز ہوتے تو یقیناً ہم انتہائی باادب طریقے سے آپ کی خدمت میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کرتے، پس اسی طرح آپ کی حیاتِ پاک کے دیگر واقعات کے بیان کے وقت ہم مؤدبانہ طریقے سے بیٹھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔اب ایک معمولی سمجھ رکھنے والا بھی بآسانی فیصلہ کر سکتا ہے کہ ہمارا یہ عمل قابلِ گرفت و قابلِ اعتراض ہے یا اس پر زبانِ اعتراض دراز کر کے اپنی آخرت کی بربادی کا یقینی سامان کرنا؟" اللہ تعالیٰ ایسے جاہلوں کو ہدایت عطا فرمائے۔امین

## {ماہِ صفر کے آخری چہار شنبہ کی حقیقت}

**مسئلہ**:۔ماہِ صفر کے آخر چہار شنبہ (یعنی آخری بدھ کے روز) کو عورتیں بطورِ سفر شہر سے باہر جائیں اور قبروں پر نیاز وغیرہ دلائیں، جائز ہے یا نہیں؟

### ﴿الجواب﴾

ہر گز نہ ہو، سخت فتنہ ہے، اور "چہار شنبہ" محض بے اصل۔

### وضاحت وخلاصہ:۔

چونکہ عورتوں کا گھروں سے باہر نکلنا، بغیر کسی حاجتِ ضروریہ کے ناجائز و ممنوع اور باعثِ فتنہ ہے، لھذا انھیں ایک بے اصل و بے ثبوت بات کے لئے باہر نکلنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔

**فائدہ**:۔بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ خوشی کا دن ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے جیسا کہ بہارِ شریعت (سولھواں حصہ) میں ہے "ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے، لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے، خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے، "یہ سب بے اصل باتیں ہیں" بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا۔ وہ باتیں خلافِ واقع ہیں۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ "اس روز بلائیں آتی ہیں" اور (مزید) طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں، سب بے ثبوت ہیں بلکہ حدیث کا یہ ارشاد "لا صفر" یعنی صفر کوئی چیز نہیں، ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری مسلمان بہنوں کو "گھروں سے باہر نکلنے کے بہانے تلاش کرنے سے بچنے" کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {غیرِ صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ کا استعمال}

**مسئلہ:۔** (۱) صحابہ رضی اللہ عنھم کے سوا ائمہ مجتہدین وشہداء وصالحین، خصوصاً اولیائے کاملین وعلمائے متقین کی شان میں، ان کے نام کے ساتھ "رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ" کا لفظ کہنا کیسا ہے؟ (استعمال کرنا) چاہیے یا نہیں؟

(۲) شرعاً، انبیاء مرسلین وملائکہ مقربین کے نام کے ساتھ "عَلَیْہِ السَّلَام" اور صحابہ کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" اور اولیاء وعلماء کے ساتھ "رحمۃ اللہ علیہ" کہنے کا کیا حکم ہے؟ ہر ایک کے لئے یہ الفاظ تخصیص کے ساتھ خاص کر دیئے گئے ہیں یا جس کے نام کے ساتھ جو الفاظ چاہیں کہہ سکتے ہیں؟

### {الجواب}

{1} "رضی اللہ تعالیٰ عنھم (یعنی اللہ ان سے راضی ہوا)" صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو تو کہا ہی جائے گا، "ائمہ واولیاء وعلمائے دین کو بھی کہہ سکتے ہیں۔" کتابِ مستطاب (یعنی کتاب مبارک) "بہجۃ الاسرار شریف" وجملہ تصانیفِ امام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی وغیرہ اکابر میں یہ شائع وذائع (یعنی مشہور و معروف) ہے ، "تنویر الابصار "میں ہے" **يستحب الترضى للصحابة والترحم للتابعين ومن بعدهم من العلماء و الاخياروكذا يجوز عكسه على الراجح** (یعنی صحابہ کرام کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنا (یعنی رضی اللہ عنہ کہنا) اور تابعین اور ان کے بعد کے علماء و محبوب لوگوں کے لئے رحمھم اللہ (یعنی اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے) کہنا، "مستحب" ہے۔ اسی طرح اس کے برعکس (یعنی صحابہ کرام کے لئے رحمہ اللہ اور تابعین واولیاء وعلماء کے لئے رضی اللہ عنہ کا استعمال) بھی راجح قول کے مطابق جائز ہے۔

{2} "صلوۃ وسلام" بالاستقلال (یعنی مستقل طور پر) انبیاء وملئکہ علیہم الصلوۃ والسلام کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں، ہاں بہ تبعیت (یعنی متابعت کے ساتھ) جائز ہے (یعنی غیر انبیاء وملائکہ پر درود وسلام پڑھنا مقصود ہو تو پہلے ان نفوسِ قدسیہ پر اور پھر دیگر پر پڑھنا درست ہوگا)، جیسے **اللهم صل وسلم على سيدنا ومولينا محمد وعلى ال سيدنا مولينا محمد** (یعنی اے ہمارے اللہ! تو ہمارے سردار اور آقا یعنی محمد ﷺ پر، اور آپ کی آل پر رحمت وسلامتی نازل فرما)۔ اور صحابہ رضی اللہ عنھم کے لئے "**رضی اللہ عنهم**" کہا جائے، اولیاء وعلما کو "**رحمة الله عليهم**" یا "**قدست اسرارهم**"۔ (یعنی پاک ہوا ان کا بھید)۔" اور اگر (ان کے لئے بھی) "**رضی اللہ عنهم**" کہے جب بھی مضائقہ نہیں جیسا کہ ابھی تنویر الابصار میں گزرا۔ **والله تعالى اعلم**

## وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصہ یہ ہوا کہ "**رضی اللہ عنه**" کے بارے میں یہ گمان کہ "یہ دعائیہ جملہ صرف صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم کے ساتھ ہی خاص

---

؎ یہ جملہ مرحوم بزرگوں کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ مستعمل ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے"، غلط اور کم علمی پر مبنی ہے۔ بلکہ صحیح اور بزرگان دین سے منقول عمل کے مطابق درست مسئلہ یہ ہے کہ "اس کا استعمال غیر صحابہ کے لئے بھی بالکل جائز و مستحب ہے۔"

اسی طرح "رحمة الله عليه" کا استعمال بھی صرف اولیاء کرام کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ اسے صحابۂ کرام کے ساتھ بھی استعمال کرنے میں کسی قسم کی ممانعت نہیں۔ نیز "غیرِ انبیاء و ملائکہ" پر درود و سلام بھیجنا مقصود ہو تو ضروری ہے کہ پہلے انبیاء یا ملائکہ پر درود و سلام بھیجیں اور پھر دیگر کو بھی تبعاً اس میں شامل کر لیں، بغیر ذکرِ انبیاء و ملائکہ، دیگر پر درود و سلام ممنوع ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں درست مسئلہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## {حدیث "جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے" کا درست مفہوم}

**مسئلہ:۔** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دھوتی "لباسِ ہند" ہے یا "خالص ہنود (یعنی ہندوؤں) کا لباس" ہے، ایک عالم صاحب کہتے ہیں کہ "دھوتی لباسِ ہنود ہے اور بموجب **"من تشبه بقوم فهو منهم"** کے (یعنی اس حدیث پاک کہ "جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انھیں میں سے ہے" کے تقاضے کے تحت) جو مسلمان دھوتی پہنے وہ ہندو ہے اور نماز، روزہ وغیرہ کوئی عمل صالح اس کا مقبول نہیں، مسلمانوں کو دھوتی پہننے والے کے ساتھ مناکحت (یعنی نکاح کرنا) و نشست و برخاست (یعنی اٹھنا بیٹھنا) کھانا پینا، کھلانا پلانا، صاحب، سلامت (یعنی دوستی و سلام) سب منع ہے، بلکہ دھوتی پہننے والا سلام علیک کرے تو اس کے سلام کا جواب بھی نہ دے۔" پس دھوتی پہننے والے کے ساتھ وہی برتاؤ کرنا چاہئے جیسا کہ عالم صاحب کہتے ہیں؟ یا کہ مسلمانوں کا سا؟ اس بارے میں جو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حکم شریعت ہوارشادفرمایاجائے۔ بینوا توجروا

## ﴿الجواب﴾

**اقول باللہ التوفیق** (یعنی میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے عرض گذار ہوں کہ) اس جنس مسائل (یعنی اس قسم کے مسائل) میں حق تحقیق اور تحقیقِ حق یہ ہے کہ تشبہ دووجہ پر ہے (یعنی کسی دوسرے سے مشابہت اختیار کرنے کی دوصورتیں ہیں)

"(۱) التزامی" و "(۲) لزومی"

﴿التزامی﴾ یہ کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز ووضعِ خاص (یعنی طریقے اور کوئی ایسی صورت جو انہیں کے ساتھ خاص ہو) اسی قصد سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بنائے، ان سے مشابہت حاصل کرے۔ حقیقۃً "تشبہ اسی کا نام" ہے۔ "**فان معنی القصد والتکلف ملحوظ فیہ کمالایخفی**(کیونکہ تشبہ میں ارادے اور تکلف کے معنی کا لحاظ رکھا جاتا ہے جیسا کہ مخفی نہیں)

اور ﴿لزومی﴾ یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا شعارِ خاص (یعنی خاص علامت ونشان) ہورہی ہے کہ خواہی نخواہی (یعنی چاہے یا نہ چاہے) مشابہت پیدا ہوگی۔

"التزامی" میں قصد کی تین صورتیں ہیں،

﴿اول﴾ یہ کہ "اس قوم کو **محبوب ومَرْضِیّ** (یعنی پسندیدہ) جان کر ان سے مشابہت پسند کرے"، یہ بات اگر مبتدع (یعنی بدعتی) کے ساتھ ہو (تو) "بدعت" اور کفار کے ساتھ (ہو تو) معاذاللہ "کفر"۔ حدیث "**من تشبہ بقوم فھو منھم**" صرف اسی صورت کے ساتھ خاص ہے۔ "غمز العیون والبصائر" میں ہے "**اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنافقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**المجوس وترك المضاجعة عند هم حال الحيض حسن فهو كافر** (یعنی ہمارے مشائخ کا اس شخص کے کافر ہو جانے پر اتفاق ہے جو کفار کے کسی طریقے کو اچھا جانے' یہاں تک کہ انہوں نے اس شخص کو بھی کافر کہا جو یہ کہے کہ "کھانے کے وقت باتوں کا ترک کر دینا مجوسیوں کا بڑا اچھا طریقہ ہے[1]' یا ان کے نزدیک، حالت حیض میں بیوی کے ساتھ لیٹنا ترک کر دینا بہت ہی اچھا طریقہ ہے۔")

﴿دوم﴾ کسی غرضِ مقبول کی ضرورت سے اسے اختیار کرے، وہاں اس کی وضع کی شناعت (یعنی برائی) کا اور اس غرض کی ضرورت کا "موازنہ" ہوگا، اگر ضرورت غالب ہو تو بقدرِ ضرورت کا 'وقتِ ضرورت، یہ تشبیہ کفر کیا "معنیً ممنوع بھی نہ" ہوگا۔ جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں 'رومیوں کے لباس پہن کر بھیس بدل کر کام فرمایا اور اس ذریعہ سے کفارِ اشرار کے بھاری جماعتوں پر باذن اللہ (یعنی اللہ تعالی کی اجازت کے ساتھ) غلبہ پایا۔ اسی طرح سلطانِ مرحوم "صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالیٰ برہانہ" کے زمانے میں جبکہ تمام کفارِ یورپ نے سخت شورش مچائی تھی' دو عالموں نے پادریوں کی وضع بنا کر دورہ کیا اور اس آتشِ تعصب کو بجھادیا۔

"خلاصہ" میں ہے "**لوشدالزنارعلی وسطه ودخل دارالحرب لتخليص الاسارى لايكفر و لودخل لاجل التجارة يكفر ذكره القاضى الامام ابوجعفرالاستروشنى** (اگر کسی نے اپنی کمر میں زُنّار[2] باندھا اور دارالحرب میں قیدیوں کو آزاد کروانے کے لئے داخل ہوا تو کافر نہیں ہوگا

---

[1] معلوم ہوا کہ دورانِ طعام بحیثیتِ عبادت خاموش رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے چنانچہ اس عبارت سے وہ مسلمان درسِ عبرت حاصل کریں جو اپنے گھر والوں کو کھانے کے دوران سختی کے ساتھ خاموش رہنے کا حکم دیتے ہیں [2] وہ دھاگہ یا زنجیر جو عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور اگر تجارت کی غرض سے داخل ہوا تو کافر ہو جائے گا۔ اسے امام ابو [illegible] نے ذکر فرمایا۔)

**"ملتقط" میں ہے" اذا شد الزنار او اخذ الغل اولبس قلنسوة المجوس جادا او هازلا لا يكفر الا اذا فعل خديعة في الحرب**

(یعنی جب کسی نے زنار باندھا یا طوق (گلے میں) ڈالا یا مجوسیوں کی ٹوپی پہنی' سنجیدگی کے ساتھ یا مذاق کے طور پر، تو یقیناً اس نے "کفر" اختیار کیا، لیکن اگر مکر و حیلہ کے طور پر حالتِ جنگ میں ایسا کیا تو اب کافر نہ ہوگا۔) "منح الروض" میں ہے" **ان شد المسلم الزنار ودخل دار الحرب للتجارة كفر اى لانه تلبس بلباس كفر من غير ضرورة ملجئة ولا فائدة مترتبة بخلاف من لبسها لتخليص الاسارى على ما تقدم۔**

(یعنی اگر مسلمان زنار باندھ کر تجارت کی غرض سے دارالحرب میں داخل ہوا تو کافر ہو گیا یعنی کیونکہ اس نے بغیر کسی مجبوری اور فائدۂ حاصلہ کے لباسِ کفر پہنا' بر خلاف اس صورت کے کہ جب کوئی ایسا لباس پہن کر قیدیوں کو آزاد کرانے گیا۔ یہ کافر نہ ہونا اس بناء پر ہے کہ جو بطورِ دلیل پہلے گزر چکا ہے)

﴿سوم﴾ نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے' نہ کوئی ضرورتِ شرعیہ اس پر حامل (یعنی ابھارنے والی) ہے، بلکہ کسی نفعِ دینوی کے لئے یا یونہی بطورِ ہزل واستہزا (یعنی بطورِ ہنسی مذاق) اس کا مرتکب ہو تو "حرام وممنوع" ہونے میں شک نہیں۔ اور اگر وہ وضع ان کفار کا "مذہبی دینی شعار" ہے جیسے زنار (ہندوں، عیسائیوں، مجوسیوں، یہودیوں کا)، قشقہ (یعنی صندل وغیرہ کا وہ نشان جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں، ہندوں کا)، چٹیا (ہندوں کا)، چلیپا (یعنی صلیب، عیسائیوں کا شعار ہے)' تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا ہے۔ کما سمعت آنفا (یعنی جیسا کہ آپ نے ابھی سنا)۔ اور فی الواقع صورتِ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

استہزا میں حکمِ کفر ظاہر ہے کما لا یخفی۔

اور "لزومی" میں بھی "حکمِ ممانعت" ہے جبکہ اکراہ (یعنی کسی کا اس "شے" کے اختیار کرنے پر مجبور کر دینا) وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں جیسے "انگریزی منڈا (یعنی انگریزی طرز کا منڈا ہوا سر)، انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون الٹا پردہ" کہ اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں، مگر آخر شعار ہیں تو ان سے بچنا" واجب اور ارتکاب گناہ۔"

ولہذا علماء نے فساق (یعنی فاسقوں) کی وضع کے کپڑے، موزے سینے سے ممانعت فرمائی۔ "فتاوی خانیہ" میں ہے "**الاسکاف اوالخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شئی من ذی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ**۔ (یعنی کسی موچی یا درزی کو جب فاسقوں کی کوئی چیز سینے کے لئے کثیر معاوضے پر ملازم رکھا جائے تو اس کے لئے اس کام کا کرنا مستحب نہیں ہے اس لئے کہ یہ گناہ پر مدد ہوگی)

مگر اس (مشابہتِ لزومی) کے تحقق (یعنی ثابت ہونے) کو اس زمان ومکان میں ان کا شعارِ خاص ہونا قطعاً ضرور (یعنی جس وقت یا مقام میں یہ مشابہت پائی جائے تو ضروری ہے کہ اس مقام یا وقت میں وہ چیز ان غیر قوموں کی ایسی علامت ہو کہ) جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور (وہ چیز) ان میں اور ان کے غیر میں مشترک نہ ہو، ورنہ لزوم کا کیا محل؟

ہاں (اگر) وہ بات فی نفسہ شرعاً مذموم ہوئی (یعنی اگر وہ بات اپنی ذات کے اعتبار سے ہی شرعی طور پر قابلِ مذمت ہو) تو "اس وجہ" سے ممنوع یا مکروہ رہے گی نہ کہ تشبہ کی راہ سے۔ امام علامہ قسطلانی نے "مواہب لدنیہ" میں دربارۂ طیلسان (یعنی کندھے پر ڈالی جانے والی چادر کے بارے میں) کہ پوششِ یہود (یعنی لباسِ یہود) تھی، فرماتے ہیں

"**اما ماذکر ابن القیم من قصۃ الیہود فقال الحافظ ابن حجر انما یصح الاستدلال بہ فی الوقت الذی تکون الطیالسۃ من شعارھم**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وقد ارتفع ذلک فی ھذہ الازمنۃ فصار داخلا فی عموم المباح وقد ذکرہ ابن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالی فی امثلۃ البدعۃ المباحۃ (یعنی جب ابن القیم نے قصۂ یہود ذکر کیا تو حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ اس سے دلیل پکڑنا اس وقت درست ہوگا جب طیالسہ یہود کے شعار سے ہو اور یہ (یعنی طیالسہ کا یہود کا شعار ہونا) ہمارے زمانے میں اٹھ چکا ہے چنانچہ اب یہ مباح کے عموم میں داخل ہوگیا ہے۔ اسے ابن عبدالسلام نے بدعتِ مباحہ کی مثالوں میں ذکر کیا)

امام اجل فقیہ النفس فخرِ الملۃ والدین قاضی خان، پھر امام محمد ابن الحاج حلبی "حلیہ شرح منیہ فصل مکروہات الصلوۃ"، پھر علامہ زین بن نجم مصری "بحر الرائق"، پھر علامہ محمد بن علی دمشقی "درمختار" میں فرماتے ہیں "التشبہ باھل الکتاب لایکرہ فی کل شئی فانانا کل ونشرب کما یفعلون ان الحرام التشبہ بھم فیما کان مذموما اوفیما یقصد بہ التشبہ (یعنی اہلِ کتاب سے مشابہت ہر شے میں مکروہ نہیں کیونکہ ہم بھی اسی طرح کھاتے پیتے ہیں جیسے وہ کھاتے ہیں، فقط ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا اس معاملے میں حرام ہے جو مذموم ہو یا جس میں مشابہت کا قصد کیا گیا ہو۔)

علامہ علی قاری "منح الروض" میں فرماتے ہیں " انا ممنوعون من التشبہ بالکفرۃ واھل البدعۃ المنکرۃ فی شعارھم لامنھیون عن کل بدعۃ ولوکانت مباحۃ سواء کانت من افعال اھل السنۃ اومن افعال الکفرۃ واھل البدعۃ فالمدارعلی الشعار (یعنی ہمیں کافروں اور اہلِ بدعتِ منکرہ سے ان کے شعار میں مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے نہ کہ ہر بدعت سے منع کئے گئے ہیں اگرچہ وہ بدعت مباحہ ہو برابر ہے کہ وہ بدعتِ مباحہ اہل سنت سے ہو یا اہلِ کفر یا اہلِ بدعت کے افعال سے، پس مدار شعار پر ہے)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"فتاوی عالمگیری" میں محیط سے ہے "قال هشام فی نوادر ورایت علی ابی یوسف رحمه الله تعالی نعلین مخصوفین بمسامیر الحدید فقلت له اتری بهذا الحدید بأسا قال لا قلت له ان سفین وثور بن یزید کرها ذلك لانه تشبه بالرهبان فقال ابو یوسف رحمه الله تعالی کان رسول الله ﷺ یلبس النعال التی لها شعور وانها لباس من الرهبان الخ (یعنی ہشام نے نوادر میں فرمایا۔ "میں نے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسے جوتے پہنے دیکھا کہ جن میں لوہے کی کیلیں لگیں تھیں، تو میں نے ان سے سوال کیا کہ "کیا آپ اس میں کوئی حرج نہیں جانتے؟ ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا "نہیں"، تو میں نے کہا کہ "سفیان اور ثور بن یزید اس کو مکروہ جانتے ہیں اس لئے کہ اس میں راہبوں کے ساتھ مشابہت ہے" تو آپ نے فرمایا کہ "رسول اللہ ﷺ نے ایسے نعلین شریفین استعمال فرمائے، جن پر بال تھے حالانکہ وہ (بھی) راہب پہنتے تھے۔)

اس تحقیق سے روشن ہو گیا کہ "تشبہ وہی ممنوع و مکروہ" ہے، کہ "جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو" یا "وہ شئی ان بد مذہبوں کا شعارِ خاص" یا "فی نفسہ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو"، بغیر ان صورتوں کے ہر گز کوئی "وجہ ممانعت نہیں"۔

اب مسئلہ مسئولہ (یعنی پوچھا جانے والے مسئلے) کی طرف چلئے، دھوتی باندھنے والے مسلمانوں کا یہ قصد تو ہر گز نہیں ہوتا کہ وہ کافروں کی صورت بنائیں، نہ مدعی (یعنی دعویٰ کرنے والے) نے اس پر بنائے کلام کی (یعنی اپنے کلام کی بنیاد رکھی) بلکہ مطلقاً دھوتی باندھنے کو ان سخت شدید "اختراعی احکام (یعنی گھڑے ہوئے احکام)" کا مورد (یعنی نشانہ) قرار دیا، (حالانکہ) نہ زِنہار قلب پر حکم روا لا یعنی نہ تو ہر گز کسی دوسرے کے دل کی نیت پر کوئی حکم لگانا درست اور نہ بد گمانی جائز۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قال اللہ تعالیٰ " وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ☆ ﴿یعنی اور اس بات کے پیچھے نہ پڑھ جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے (بنی اسرائیل ۳۶ پ ۱۵)﴾

اور فی نفسہ دھوتی کو دیکھا جائے تو اس کی اپنی ذات میں کوئی حرج شرعی بھی نہیں، بلکہ ساتر ما مور بہ (یعنی جن اعضاء کو چھپانے کا حکم دیا گیا، ان چیزوں کا پردہ رکھنے والی چیزوں) کے افراد سے ہے، اصل سنت لباس پاک عرب یعنی تہ بند سے صرف لٹکتا چھوڑنے اور پیچھے گھُرس (یعنی گھسیڑ) لینے کا فرق رکھتی ہے (یعنی تہبند شریف کو لٹکتا چھوڑا جاتا ہے جب کہ دھوتی کو پیچھے گھرس لیتے ہیں)، اس میں کسی امرِ شرعی کا خلاف نہیں، تو دووجہِ ممانعت تو قطعاً منتفی ہیں (یعنی ممانعت کی دو صورتیں تو قطعی طور پر فوت ہیں (۱) شرعاً مذموم ہونا (۲) غیر قوموں کا مذہبی شعار ہونا)، رہا خاص شعارِ کفار ہونا وہ بھی باطل (ہے)۔ بنگالہ وغیرہ پورب کے عام شہروں میں تمام سُکّان (یعنی رہنے والوں) ہندو مسلمان سب کا یہی لباس ہے، یونہی سب اضلاعِ ہند کے دیہات میں ہندو مسلمین یہی وضع رکھتے ہیں، وسطِ ہند کے شہری لوگ ان میں فنائے شہر اور خود شہر کے اہل حرفہ وغیر ھم (یعنی پیشہ کرنے والے اور ان کے علاوہ) جنہیں کمِ قوم (یعنی قوم کے گھٹیا افراد) کہا جاتا ہے، بعض ہر وقت اور بعض اپنے کاموں، ضرورتوں کی حالت میں دھوتی باندھتے ہیں، ہاں یہاں کے معزز شہریوں میں اس کا رواج نہیں، مگر اس کا حاصل اس قدر کہ اپنی تہذیب کے خلاف جانتے ہیں نہ یہ کہ جو باندھے اسے فعلِ کفر کا مرتکب سمجھیں، تو "غایت (یعنی نتیجہ)" یہ (نکلا) کہ ان اضلاع کے شہری وجاہت دار آدمی کو گھر سے باہر اس کا باندھنا "مکروہ" ہوگا کہ بلاوجہِ شرعی عرف وعادت ِقوم سے خروج بھی سببِ شہرت وباعثِ کراہت (یعنی عزت وشہرت پر لعن طعن اور سببِ نفرت) ہے۔ "علامہ قاضی عیاض مالکی"، "امام اجل ابو زکریا نووی شافعی شارحان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صحیح مسلم "پھر "عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی شارح طریقۂ محمدیہ "فرماتے ہیں" **خروجه عن العادة شهرة ومكروه** (یعنی کسی شخص کا رسم و طور طریقے سے خروج کرنا رسوائی کا سبب اور ناپسندیدہ ہے)

اور اگر وہاں کے مسلمان اسے لباسِ کفار سمجھتے ہوں تو احتراز مؤکد (یعنی بچنا ضروری) ہے، (اس صورت میں بھی) حرج پیچھے گھرسنے میں ہے، ورنہ تہ بند تو عین سنت ہے۔ اس سے زائد جو کچھ **لَفَّاضِیاں** (یعنی بکواسیں) شخص مذکور نے کیں، محض بے اصل وباطل اور حلیہ ٔصدق صواب سے عاطل (یعنی خالی) ہیں۔ بالفرض اگر دھوتی باندھنا مطلقاً ممنوع بھی ہوتا، تاہم اس میں اتنا وبال نہ تھا جو شرعِ مطہر پر دانستہ افتراء کرنے (یعنی جان بوجھ کر جھوٹ گھڑنے) میں (ہے)۔

**والعياذ بالله تعالى نسئل الله هدية سبيل الرشاد والعصمة عن طريق الزيغ والفساد آمين** (یعنی ہم اللہ تعالی سے سیدھے راستے کی ہدایت کے حصول اور برے وفاسد راستے سے بچنے کا سوال کرتے ہیں۔) **والله سبحانه وتعالى اعلم**

**وضاحت وخلاصہ**:۔ مسئلہ مذکورہ کی مکمل اور عام فہم وضاحت کے لئے اولاً درجِ ذیل چند چیزوں کی تعریفات، ذہن نشین رکھنا بے حد مفید رہے گا۔

**شِعار**:۔ علامت ونشانی کو کہتے ہیں۔

**مذہبی شعار**:۔ ایسی علامت کہ جس کا تعلق کسی قوم کے مذہب سے ہو جیسے عیسائیوں کے لئے صلیب اور ہندوؤں کے لئے سر پر چوٹی۔

**تَشَبُّہ**:۔ اس کا مطلب ہے "کسی سے عمل میں مشابہت اختیار کرنا۔"

**مُشَبِّہ**:۔ مشابہت اختیار کرنے والا۔

**مُشَبَّہ بِہ**:۔ جس چیز کے ساتھ مشابہت اختیار کی جائے۔

**مشابہتِ التزامی**:۔ وہ مشابہت ہے کہ جسے مشبہ نے ارادۃً اختیار کیا ہو۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**مشابہتِ لزومی:**۔ وہ مشابہت ہے کہ جسے مشبہ نے ارادۃً اختیار نہ کیا ہو بلکہ اتفاقاً یا بغیر قصد کے کسی دوسری قوم سے مشابہت پیدا ہو جائے۔

ان امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، نفسِ مسئلہ سمجھنے کی کوشش کرنا، دیگر سینکڑوں مسائل کے حل میں بے حد آسانیاں پیدا کر دے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مندرجہ بالا مسئلے کا خلاصہ یہ ہے کہ "مشبہ بہ دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

﴿i﴾ وہ کسی غیر قوم کا شعار ہے۔ ﴿ii﴾ شعار نہیں ہے۔

بصورتِ ثانی مشابہت جائز۔ "بصورتِ اول پھر دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ وہ کسی غیر قوم کا مذہبی شعار ہے۔ ﴿2﴾ نہیں ہے۔

پہلی صورت پھر دو حال سے خالی نہیں۔ (۱) اس مشبہ بہ کو سنجیدگی کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے۔ (۲) ہنسی، مذاق کے طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ "ان دونوں صورتوں میں تشبہ "کفر" ہے۔

دوسری صورت (یعنی جب کہ مشبہ بہ مذہبی شعار نہ ہو) پھر دو حال سے خالی نہیں

(۱) وہ مشبہ بہ شرعاً مذموم ہے۔ (۲) نہیں ہے۔

بصورتِ اول "تشبہ ممنوع و مکروہ۔ "دوسری صورت پھر دو حال سے خالی نہیں۔

(۱) اس کا اختیار کرنا التزامی طور پر ہے۔ (۲) لزومی طور پر ہے۔

بصورتِ اول پھر تین حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ اس مشبہ بہ کو کسی قوم سے محبت و پسندیدگی کی بناء پر اختیار کیا گیا ہے۔

﴿2﴾ کسی ضرورتِ شرعیہ کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے۔

﴿3﴾ کسی دنیاوی نفع کے لئے یا بطورِ ہنسی مذاق اختیار کیا گیا ہے۔

بصورتِ اول اگر وہ قوم بدعتی ہے تو مشابہت بدعت اور اگر کافر ہے تو کفر۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بصورتِ ثانی اس وضع کی قباحت اور ضرورتِ شرعیہ کا موازنہ ہوگا، اگر ضرورت غالب ہو تو "بوقتِ ضرورت"، "بقدرِ ضرورت" مشابہت جائز، ورنہ ممنوع وناجائز۔

بصورتِ ثالث "حرام وممنوع۔"

بصورتِ ثانی (یعنی جب کہ تشبہ لزومی طور پر ہو) مشبہ بہ دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

{i} وہ اسی قوم کے ساتھ خاص ہوگا، اس طور پر کہ وہ اس سے پہچانی جاتی ہے۔

{ii} اس کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کے غیر میں مشترک ہے۔

بصورتِ اول اس سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ۔ بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں کہ اسے مسلمانوں میں سے صرف گھٹیا قسم کے لوگ اختیار کئے ہوئے ہیں یا گھٹیا و معزز دونوں۔ بصورتِ ثانی جائز و مباح۔ بصورتِ اول معزز کے لئے مکروہ۔

نتیجتاً اتنا ضرور یاد رکھئے کہ غیر قوموں سے تشبہ کے مکروہ و ممنوع ہونے کی فقط تین صورتیں ہیں۔

﴿۱﴾ کسی قوم سے محبت و پسندیدگی کی بناء پر قصداً مشابہت اختیار کی جائے۔ (حدیثِ پاک میں وعید، اسی صورت کے ساتھ خاص ہے)

﴿۲﴾ مشبہ بہ اس قوم کا شعارِ خاص ہو۔

﴿۳﴾ مشبہ بہ، فی نفسہ شرعاً مذموم و ممنوع ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مسئلہ کو درست سمجھنے اور سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اگر سابقہ زندگی میں اس حدیثِ پاک کی غلط تشریح کی ہو تو کامل توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿نقشہ﴾

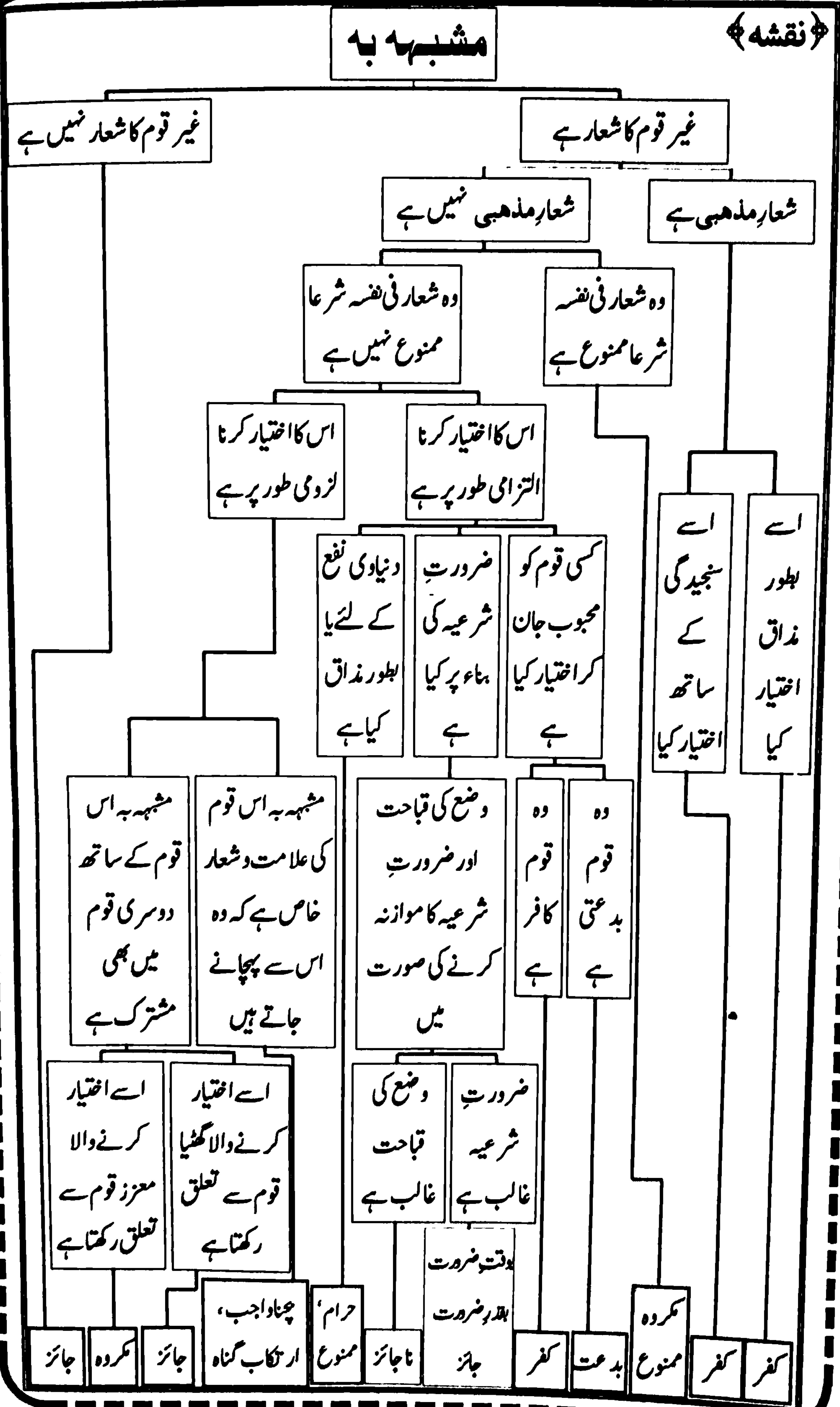


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**{نقشِ نعلِ پاک سے برکت حاصل کرنا اور اس پر کچھ لکھنا کیسا ؟}**

**مسئلہ:** ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تبرک، آثارِ شریفۂ رسول اللہ ﷺ سے کیسا ہے ؟ (یعنی رسول اللہ ﷺ کے نشانات و نقوش وغیرہ سے برکت حاصل کرنے کا کیا حکم ہے ؟) اور اس کے لئے ثبوتِ یقینی درکار ہے یا صرف شہرت کافی ہے ؟ اور نعلین شریفین کی تمثال (یعنی صورت) کو بوسہ دینا کیسا ہے ؟ اور اس سے توسل (یعنی اسے حاجات کی تکمیل کے لئے وسیلہ بنانا) جائز ہے یا نہیں ؟ اور بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ تمثالِ نعل شریف کے اوپر بعدِ بسم اللہ لکھتے ہیں "اللھم ارنی برکۃ صاحب ھذین النعلین الشریفین (یعنی اے ہمارے رب! مجھے اس نعلین پاک والے کی برکت دکھا)" اور اس کے نیچے دعائے حاجت لکھتے ہیں، یہ کیسا ہے ؟ **بینوا توجروا**

**﴿الجواب﴾**

فی الواقع (یعنی حقیقت میں) آثارِ شریفۂ حضور سید المرسلین ﷺ سے تبرک سلفاً و خلفاً، زمانہ اقدس حضورِ پُر نور سیدِ عالم ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے آج تک بلا نکیر (یعنی بغیر کسی انکار کے) رائج و معمول (ہے) اور باجماع مسلمین (یعنی مسلمانوں کے اتفاق کے ساتھ)، مندوب و محبوب (ہے۔ اور) بکثرت احادیث صحیحہ، صحیح بخاری و مسلم وغیرھما صحاح و سنن و کتب حدیث اس پر ناطق (یعنی گواہ ہیں)، جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے "کتاب البارقۃ الشارکۃ علی مارقۃ المشارقۃ" میں ذکر کی۔ اور ایسی جگہ "ثبوتِ یقینی" یا "سندِ محدثانہ" کی اصلاً حاجت نہیں، اس کی "تحقیق و تنقیح (یعنی جستجو و تفتیش) کے پیچھے پڑنا" اور "بغیر اس کے، تعظیم و تبرک سے باز رہنا، سخت محرومی و کم نصیبی" ہے۔ ائمہ دین نے صرف حضورِ اقدس ﷺ کے نام سے اس شے کا معروف (یعنی منسوب) ہونا کافی سمجھا ہے، امام قاضی عیاض "شفاء شریف" میں فرماتے ہیں "من اعظامہ واکبارہ ﷺ اعظام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جميع اسبابه واكرام مشاهده وامكنته من مكة والمدينه ومعاهده و مالمسه عليه الصلوٰة والسلام اوعرف به (یعنی سرکارِ دو عالم ﷺ کی گزر گاہوں کی تعظیم کرنا، آپ کے پڑاؤ کے مقامات اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں رہائش کی جگہوں، آپ کی نسبت کی وجہ سے معروف مساکن اور ان چیزوں کی تکریم کرنا جسے سرکار ﷺ نے چھوا، یا ان چیزوں کی تکریم کرنا جو سرکار ﷺ کی نسبت سے پہچانی جاتی ہیں، (یہ سب) سرکارِ دو عالم ﷺ ہی کی تکریم و تعظیم کے قبیل سے ہی ہے۔)

اسی طرح طبقہ فطبقہ، شرقاً، غرباً، عجماً، عرباً (یعنی ہر علاقے کے) علمائے دین وائمہ معتمدین، نعلِ مطہرِ حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں پر تحریر فرماتے آئے اور انہیں بوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفعِ امراض و حصولِ اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے اور بفضلِ الٰہی عظیم و جلیل برکات و آثار اس سے پایا کئے۔

"علامہ ابو الیمن ابن عساکر" و "شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء" نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں اور علامہ احمد مقری کی "فتح المتعال فی مدح خیرالنعال" اس مسئلہ میں اجمع وانفع (یعنی خوب جامع اور نفع بخش) تصانیف (میں) سے ہے، "علامہ ابو الربیع سلیمان بن سالم کلاعی" و "قاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی" و "شیخ فتح اللہ بیلونی طبی، معاصر علامہ مقری" و "سید محمد موسیٰ حسینی مالکی، معاصر علامہ ممدوح" و "شیخ محمد بن فرج سبتی شیخ محمد بن رشید فہری سبتی" و "علامہ ابو الیمن ابن عساکر" و "علامہ ابو الحکم مالک بن عبد الرحمٰن بن علی مغربی" و "امام ابو بکر احمد ابن امام ابو محمد عبد اللہ بن حسین انصاری قرطبی" وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نقشۂ نعلِ مقدس کی مدح میں، قصائدِ عالیہ تصنیف فرمائے، ان سب میں اسے بوسہ دینے، سر پر رکھنے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کا حکم وواستحسان (یعنی پسندیدہ ہونا) مذکور (ہے) اور یہی "مواہب لدنیہ" امام علامہ احمد قسطلانی و "شرح مواہب" علامہ زرقانی وغیرہما، کتبِ جلیلہ میں مسطور (یعنی لکھا گیا ہے) وقد لخصنا اکثر ذلک فی کتابنا المزبور۔

علماء فرماتے ہیں "جس کے پاس یہ نقشۂ متبرکہ ہو، ظلمِ ظالمین وشیاطین وچشمِ زخمِ جاسدین سے محفوظ رہے، عورت دردِزہ (یعنی بچے کی پیدائش کے وقت ہونے والے درد) کے وقت اپنے ہاتھ میں لے آسانی ہو، جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہِ خلق میں معزز ہو، زیارتِ روضۂ اقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارتِ حضورِ اقدس ﷺ سے مشرف ہو، جس لشکر میں ہو نہ بھاگے، جس قافلہ میں ہو نہ لٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے، جس مال میں ہو نہ چُرے (یعنی نہ چوری ہو)، جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے، پوری ہو، جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو، موضعِ دردومرض (یعنی درد ومرض کی جگہ) پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں، اس باب میں حکایاتِ صلحاء وروایاتِ علماء بکثرت ہیں، کہ امام تلمسانی وغیرہ نے "فتح المعال" وغیرہ میں ذکر فرمائیں۔

اور "بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں"، اگر یہ خیال کیجئے کہ "نعلِ مقدس قطعاً تاجِ فِرَقِ اہلِ ایمان (یعنی جماعتِ اہلِ ایمان کا تاج) ہے، مگر اللہ عزوجل کا نام وکلام ہر شے سے اجل واعظم وارفع واعلیٰ ہے، یوہیں تمثال میں بھی احتراز چاہیئے، تو قیاس مع الفارق ہے۔" اگر حضور سیدِ عالم ﷺ سے عرض کی جاتی کہ "نامِ الٰہی یا بسم اللہ شریف، حضورِ اقدس ﷺ کے نعلِ اقدس پر لکھی جائے، تو پسند نہ فرماتے"، مگر اسی قدر ضرور ہے کہ "نعل بحالتِ استعمال" و "تمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت ہے (یعنی اصل نعلِ پاک اور اس کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نقشِ مبارک کو وقار کے خلاف عمل سے محفوظ رکھنے میں فرق ہے)۔اور اعمال کا مدار نیت پر ہے، امیرِ المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جانورانِ صدقہ کی رانوں پر "حبیس فی سبیل اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف شدہ)" داغ فرمایا تھا، حالانکہ ان کی رانیں بہت محلِ بے احتیاطی (یعنی بے احتیاطی کا مقام) ہیں، کمافی ردالمحتار (جیسا کہ ردالمحتار میں ہے) بلکہ "سنن دارمی شریف" میں ہے "اخبرنا مالك بن اسمعيل ثنا مندل بن علي الغنوي ،حدثني جعفر بن ابي المغيره عن سعيدبن جبير،قال كنت اجلس الى ابن عباس فاكتب في الصحيفة حتى تمتلي ثم اقلب نعليّ فاكتب في ظهورها (یعنی امام دارمی اپنی سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا میں نے ایک صحیفہ میں کچھ لکھا یہاں تک کہ وہ پورا صفحہ بھر گیا پھر میں نے اپنے جوتے پلٹے اور ان کی پشت پر لکھا)۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم احکم

## وضاحت وخلاصہ :-

ذکر کردہ مسئلے میں خلاصۂ چند باتوں کا یاد رکھنا فائدہ مند رہے گا۔

﴿1﴾ رحمتِ عالم ﷺ سے نسبت رکھنے والی اشیاء سے برکات کے حصول کے لئے عملی کوششیں اختیار کرنا دورِ صحابہ رضی اللہ عنہ سے آج تک بلا نکیر رائج ہے۔

﴿2﴾ اس قسم کے مسائل میں کسی یقینی ثبوت یا سندِ محدثانہ کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ حبیبِ کبریا ﷺ کی ذاتِ بے عیب کے ساتھ کسی چیز کے منسوب و معروف ہونے کی صورت میں، متقی و صالح مسلمانوں کا اس سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

برکات کے حصول کے بارے میں متفق ہو جانا ہی اس نعل کے جائز ودرست اور مستحب ہونے کے لئے کافی ہے۔

﴿3﴾ جو ایسے معاملات میں ثبوت کے پیچھے پڑتے ہوئے اس شے کی تعظیم و تبرک سے دور رہے وہ "بدبخت و محروم و بدنصیب" ہے۔

﴿4﴾ رحمتِ کونین ﷺ کے نعلِ پاک کے نقش کو اپنے پاس رکھنا بے شمار دینی و دنیاوی فائدوں کے حصول کا سبب ہے۔

﴿5﴾ نقشِ نعلِ پاک پر کسی قسم کی عبارت حتی کہ بسم اللہ شریف بھی لکھنا بالکل جائز ہے۔ اسے اصل نعلِ پاک پر قیاس کرنا بالکل درست نہیں، کیونکہ جس طرح اصل اور نقش میں فرق ہے اسی طرح ان کے احکام میں بھی فرق ہے۔

(اصل نعلِ پاک پر قیاس کرتے ہوئے اس پر کچھ لکھنے کو ناجائز قرار دینا، قائل کے "مسائلِ قیاس" سے ناواقف ہونے کی واضح دلیل ہے، کیونکہ اہلِ علم پر مخفی نہ ہوگا کہ "قیاس کے لئے مقیس اور مقیس علیہ کے درمیان ایک علتِ جامعہ مشترکہ کا ہونا" اس کی شرائط" میں سے ہے، جو کہ یہاں مفقود ہے۔ چنانچہ یہاں اصل و نقش کو ایک دوسرے پر قیاس کرنا" قیاس مع الفارق" ہوگا۔ اور ایسا شخص کہ جسے شرعی اصول و ضوابط کے بارے میں مکمل معلومات حاصل نہ ہوں، اسے کسی شرعی معاملے میں فتویٰ دینے کی جرأت کرنا ناجائز و حرام ہے، رحمتِ عالم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے، "جو بغیر علم کے کوئی فتویٰ دے (یعنی حکمِ شرعی بتائے) اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (رواہ ابن عساکر عن علی رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں "جہالت کے خولِ نامراد" سے باہر نکل کر "سحابِ علم" کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں شرعی مسائل کا حل تلاش کرنے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے، نیز ہر مسلمان کو "نقشِ نعلِ پاکِ حضور ﷺ" کے فیوض و برکات سے مالامال فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## {"مدینہ" کو یثرِب کہنا کیسا؟}

**مسئلہ** :۔ کیا حکم شرعِ شریف کا اس بارے میں کہ "مدینہ شریف" کو یثرب کہنا جائز ہے یا نہیں ؟ اور جو شخص یہ لفظ کہے اس کی نسبت کیا حکم ہے ؟ بینوا توجروا

### ﴿الجواب﴾

مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا "ناجائز و ممنوع و گناہ" ہے اور کہنے والا گنہگار (ہو گا)، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "**من سمی المدینة یثرب فلیستغفر الله هی طابة طابة**۔ جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے، مدینہ طابہ ہے۔ طابہ ہے" رواہ الامام احمد بسند صحیح عن البراء ابن عازب (یعنی روایت کیا اس کو امام احمد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے)۔ علامہ مناوی "تیسیر شرح جامع صغیر" میں فرماتے ہیں "**تسمیتها بذلك حرام لان الاستغفار انما هو عن خطیئة** یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا نام یثرب رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے۔"

مولانا علی قاری رحمہ الباری "مرقاۃ شریف" میں فرماتے ہیں "**قد حکی عن بعض السلف تحریم تسمیة المدینة بیثرب ویؤیده ما رواه احمد (فذکر الحدیث المذکور ثم قال) قال طیبی رحمه الله فظهر ان من یحقر شان ماعظمه الله تعالی ومن وصف ما سماه الله تعالی بالایمان بما لا یلیق به یستحق ان یسمی عاصیا الخ** ﴿یعنی بعض اسلاف سے مدینہ کا نام یثرب رکھنے کی حرمت منقول ہے، اس کی تائید امام احمد کی روایت سے ہوتی ہے (پھر مولانا علی قاری نے حدیث مذکور نقل کرنے کے بعد کہا کہ) طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا" پس (حدیثِ مذکور سے) ظاہر ہو گیا کہ وہ شخص گناہ گار کہلانے کا مستحق ہے جو اس شے کی تحقیر کرے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا فرمائی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور (وہ شخص بھی کہ) ''جس کا نام اللہ تعالیٰ نے ایمان رکھا ہو''، اسے ایسی چیز کے ساتھ موصوف کردے کہ جو اس کے لائق و مناسب نہیں۔ الخ﴾

قرآنِ عظیم میں (جو) لفظِ یثرب آیا، وہ رب العزۃ جل وعلا نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے (وہ قول یہ ہے) ''وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ'' ﴿یعنی اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے مدینہ والو یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں (الاحزاب ۱۳ پ ۲۱)﴾ یثرب کا لفظ فساد و ملامت کی خبر دیتا ہے، وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کر کے یثرب کہتے، اللہ عزوجل نے ان پر رد کے لئے مدینہ طیبہ کا نام طابہ رکھا۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ''یقولون یثرب وھی المدینه وہ اسے مدینہ کہتے ہیں حالانکہ وہ تو مدینہ ہے'' رواہ الشیخان عن ابی ھریرہ (یعنی اسے بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔ اور فرماتے ہیں ﷺ ''ان اللہ تعالی سمی المدینة طابة'' بے شک اللہ عزوجل نے مدینہ کا نام طابہ رکھا'' رواہ الائمة احمد ومسلم والنسائی عن جابر بن سمرۃ (اسے امام احمد، مسلم اور نسائی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)۔ ''مرقاۃ'' میں ہے ''المعنی ان اللہ تعالی سماھا فی اللوح المحفوظ اوامرنبیه ان یسمیھا بھا ردا علی المنافقین فی تسمیتھا بیثرب ایماء الی تثریبھم فی الرجوع الیھا۔ (یعنی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام لوحِ محفوظ میں مدینہ رکھا، یا ان منافقین کے رد کے لئے جنھوں نے اس کا نام یثرب رکھا اور اس کی طرف رجوع کرنے میں ان کی ملامت و مذمت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے، اپنے نبی ﷺ کو حکم فرمایا کہ اس کا نام مدینہ رکھیں۔) اسی میں ہے ''قال النووی رحمه اللہ قد حکی عن عیسی بن دینار ان من سماھا یثرب کتب علیه خطیئة واما تسمیتھا فی القران بیثرب فھی حکایة قول المنافقین الذین فی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قلوبهم مرض ۔(یعنی امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "حضرت عیسیٰ بن دینار سے منقول ہے کہ جو مدینے کا نام یثرب رکھے تو اس کے (نامۂ اعمال میں) خطا لکھی جائے گی ۔اور بہر حال قرآن کریم میں اس کا نام یثرب رکھنا' تو وہ ان منافقین کا قول منقول ہے جن کے دلوں میں بیماری تھی)

بعض اشعارِ اکابر میں کہ یہ لفظ واقع ہوا ان کی طرف سے عذر یہی ہے کہ اس وقت اس حدیث و حکم پر اطلاع نہ پائی تھی، جو مطلع ہو کر کہے اس کے لئے عذر نہیں۔ معہذا شرع مطہر، شعر وغیرِ شعر' سب پر حجت ہے، شعر شرع پر حجت نہیں ہو سکتا۔ مولانا شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ "مشکوۃ" میں فرماتے ہیں "آنحضرت ﷺ اورمدینه نام نهاد از جهت تمدن واجتماع مردم واستیناس وایتلاف ایشاں دروے ونہی کرد از خواندن یثرب یا ازجهت آنکه نام جاهلیت است یاآنکه نام جاهلیت است یا آنکه مشتق ازیثرب بمعنی ہلاك وفساد وتثریب بمعنی توبیخ وملامت ست یابتقریب آنکه یثرب دراصل نام صنمے یا یکے از جبابره بود بخاری درتاریخ خود حدیثے آورده یه یکبار یثرب گوید باید که ده بار مدینه گوید تاتدارك وتلافی آں کند وددروایتے دیگر آمده باید که استغفار کند وبعضے گفته اند که تعزیر باید کرد قائل آں راوآنکه درقران مجید آمده است یااہل یثرب از زبان منافقان ست که بذکر آں قصداہانت آں می کردند عجب که برزبان بعضے اکابر دراشعار لفظ یثرب آمده التہی (یعنی حضور ﷺ نے اس کا نام مدینہ رکھا جو کہ لوگوں کے تمدن اور اجتماع کی طرف اشارہ کرتا ہے اور لوگوں کی آپس میں انسیت اور الفت کو ظاہر کرتا ہے ،حضور ﷺ نے اسے یثرب کہنے سے منع کر دیا تو اس لئے کہ "یہ جاہلیت کا نام ہے" یا "اس لئے کہ یہ لفظ یثرب بمعنی فساد و ہلاک سے نکلا ہے۔" تثریب بمعنی ڈانٹنا اور ملامت کرنا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

،اس مناسبت سے اس شہر کا نام یثرب رکھا گیا تھا کہ "یثرب ایک بت کا نام تھا" یا "اس وجہ سے کہ یہ جابر بادشاہوں میں سے کسی جابر بادشاہ کا نام تھا۔ 'امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ "جو شخص ایک بار یثرب کہے 'اسے چاہئے کہ دس بار مدینہ کہے تاکہ اس کا تدارک اور تلافی کر سکے"، ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ "جو شخص یثرب کہے اسے استغفار کرنا چاہئے۔" بعض نے کہا کہ "یثرب کہنے والے کو سزا دینی چاہئے۔" اور وہ جو قرآن مجید میں آیا ہے، "یا اہل یثرب!" تو یہ منافقوں کی زبان سے ہے کیونکہ وہ قصداً اہانت کے طور پر یہ نام لیتے تھے، بڑے تعجب کی بات ہے کہ بعض اکابر نے بھی اپنے اشعار میں یثرب کا لفظ استعمال کیا ہے"۔ کلام ختم ہوا) واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ .

## وضاحت وخلاصہ :۔

مذکورہ مسئلے سے معلوم ہوا کہ چونکہ "لفظِ یثرب" کے تقریباً تمام معانی "عیب دار و برے" تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے ،بعدِ ہجرت، مقامِ نزول کا نام "مدینہ" رکھنا پسند فرمایا۔ نام کی تبدیلی اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ سابقہ نام، اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کو سخت ناپسند ہے جبکہ موجودہ نام محبوب و منظور۔ چنانچہ اب اگر کوئی شخص "شہرِ سرکار ﷺ" کو اس نام سے پکارے کہ جو اللہ عزوجل اور اس محبوب ﷺ کو ناپسند ہے، تو وہ یقیناً گناہ گار ہوگا اور اس پر توبہ واجب ہوگی۔ اب اس سابقہ نام کا استعمال چاہے "نثر" میں ہو یا "نظم" میں، دونوں طرح ناجائز و ممنوع ہے۔ (کافی عرصے سے ایک نعت پڑھی جارہی ہے جس کا مطلع غالباً یہ ہے،

شاہِ مدینہ ،شاہِ مدینہ، یثرب کے والی سارے نبی تیرے در کے سوالی

اس نعتِ پاک میں اور اسی جیسی دوسری نعتوں میں "لفظِ یثرب" کی جگہ کوئی دوسرا لفظ استعمال کیا جائے، نیز ایسے مسلمان بھائی جنھوں نے اپنی گزشتہ زندگی میں اس قسم کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نعتیں پڑھی ہوں، ان کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ فوراً توبہ کریں اور آئندہ اس غلطی کو دوبارہ نہ دہرائیں، نیز جیسا کہ حدیثِ پاک میں وارد ہوا، ہر کہے ہوئے "لفظ یثرب" کے کفارے کے طور پر دس دس بار "مدینہ مدینہ" بھی کہیں۔)

اللہ تعالیٰ ہمیں "لفظِ یثرب" کے استعمال کے گناہ سے محفوظ فرمائے اور (بالفرض) سابقہ زندگی میں جہالت کے باعث سرزد ہونے والے اس گناہ پر کامل توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {روٹی کے چار ٹکڑے کرنا کیسا؟}

**مسئلہ:۔** (۱) کھڑے ہو کر پانی پینا کیوں منع ہے اسکا ثبوت مع حدیث؟

(۲) روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کیوں کھاتے ہیں؟ اور ایک ہاتھ سے روٹی پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے توڑ کر کیوں کھاتے ہیں اس کا ثبوت مع حدیث دیجئے اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ کس مذھب میں امام اعظم کے نزدیک یا کسی امام کے نزدیک جائز ہے؟ بینوا توجروا

## ﴿الجواب﴾

(۱) سوائے زمزم شریف وبقیہ وَضو (یعنی وضو کے پانی کا بقیہ)، کھڑے ہو کر پانی پینا "مکروہ" ہے اسکی حدیثیں و فقہی بحث کتبِ علماء میں موجود ہے۔

(۲) روٹی کے چار ٹکڑے کرنا کوئی ضروری بات نہیں، بائیں ہاتھ میں لے کر دہنے ہاتھ سے نوالہ توڑنا دفع تکبر (یعنی تکبر کو دور کرنے) کے لئے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

معلوم ہوا کہ دو قسم کے پانی کھڑے ہو کر پی سکتے ہیں۔

(۱) آبِ زم زم شریف، اس پر دلیل "بخاری و مسلم" کی یہ حدیثِ پاک ہے کہ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کی خدمت میں آبِ زم زم پیش کیا تو آپ نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔"

(۲) وضو کا بچا ہوا پانی، اس پر دلیل "ترمذی و نسائی" کی یہ حدیثِ پاک ہے کہ حضرت ابو حیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، (وضو) کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہونے کی حالت میں ہی نوش فرمایا۔"

باقی ہر قسم کا پانی بیٹھ کر ہی پئیں گے، کیونکہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے "تم میں سے کوئی شخص ہرگز کھڑے ہو کر نہ پیئے، اور جو بھول جائے تو اسے چاہیئے کہ قے کر دے۔ (مسلم)

نیز روٹی کے چار ٹکڑے کرنا سنت نہیں۔ ﴿وہ بھائی جو سنی سنائی بات کی بناء پر بغیر تحقیق کیے کامل یقین کے ساتھ اسے سنت قرار دے دیتے ہیں، اس معاملے میں احتیاط فرمائیں تو بہت بہتر ہے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا یہ کہنا انھیں اس وعید کا شکار کروا دے کہ "سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔" (بخاری)﴾۔

نیز الٹے ہاتھ میں روٹی پکڑ کر سیدھے ہاتھ سے توڑنا، تکبر کو دور کرتا ہے۔

اللہ عزوجل ہمیں بغیر تحقیق کیے بات کو آگے پہنچانے سے بچنے اور ان مسائل کو ذہن نشین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## {حرام و حلال کمانے والے کے ہاں کھانا کیسا؟}

**مسئلہ:** ایک شخص مسلمان سود رشوت وغیرہ حرام کھاتا ہے اور تجارت وغیرہ حلال پیشہ بھی اس کا ہے، یعنی مال مختلط حرام و حلال شے ہے (یعنی وہ مال حرام و حلال کا مجموعہ ہے) اور وہ نماز پڑھتا نہیں، اس کے مکان پر کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾

"جائز" بایں معنی (یعنی اس معنی کے ساتھ) تو ہے کہ کھا لے گا تو کوئی شے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حرام نہ کھائی، جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ شے جو میرے سامنے آئی بعینہ (یعنی بذاتِ خود) حرام ہے، "**به ناخذمالم تعرف شيئا حراما بعينه نص عليه محرر المذ هب الامام محمد رحمه الله تعالى كمافى الذخيرة و غيرها** ﴿یعنی اسی پر ہمارا عمل ہے جب تک ہم بعینہ کسی شے کے حرام ہونے کو نہ جان لیں، اس پر محررِ مذھب، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی۔ اسی کی مثل الذخیرہ اور دوسری کتابوں میں ہے)۔"

مگر "احترازاولیٰ (یعنی بچنا بہتر ہے)" خصوصاً جب کہ غالب حرام ہو "**خروجا عن الخلاف وكما فى ردالمحتارعن الذخيرة عن الامام ابى جعفر احب الى فى دينه ان لا ياكل ويسعه حكما ان لم يكن ذلك الطعام غصبا ورشوة الخ** (یعنی علماء کے اختلاف سے نکلنے کے لئے اور جیسا کہ ردالمحتار میں الذخیرہ سے امام ابو جعفر سے روایت ہے کہ "مجھے اس شخص کی پرہیزگاری میں زیادہ محبوب یہ ہے کہ وہ (اس کھانے کو) نہ کھائے۔" اور آپ نے شرعی حکم کے اعتبار سے اس مسئلہ میں گنجائش رکھی کہ جب وہ کھانا غصب یا رشوت کا نہ ہو۔ آخر تک)

خصوصاً جب کہ یہ شخص سود اور رشوت لینے کے باعث نہ صرف فاسق بلکہ عباد اللہ (یعنی اللہ کے بندوں) پر ظالم ہے، ایسے فساق سے اظہارِ بغض و نفرت پر سلف صالح (یعنی نیک بزرگوں) کا اجماع (یعنی اتفاق) قائم ہے۔ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی "احیاء العلوم" میں فرماتے ہیں "**طرق السلف قداختلفت فى اظهار البغض مع اهل المعاصى وكلهم اتفقوا على اظهار البغض للظلمة والمبتدعة وكل من عصى الله تعالى بمعصيته متعدية الى غيره** ﴿یعنی گناہ گاروں سے اظہارِ نفرت کے بارے میں بزرگوں کی عادات مختلف ہیں اور تمام بزرگ، ظالموں، بدعتیوں اور ہر اس شخص سے اظہارِ نفرت کے بارے میں متفق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہیں جو اللہ کی نافرمانی میں ایسا گناہ کرے جو دوسروں میں رواج پا جائے۔ تو اس کے یہاں کھانے سے اور زیادہ احتراز چاہیے، خصوصا اس کے ساتھ کھانے سے۔ واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

چونکہ کسی چیز کو حرام کہنے یا ثابت کرنے کے لئے دلیلِ قطعی درکار ہوتی ہے، محض غالب گمان کی بناء پر اس کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، لھذا ایسا شخص کہ جس کی کمائی حلال و حرام کا مجموعہ ہو، تو اس کے ہاں کھانا، کھانا جائز ہے، کیونکہ جو کچھ کھایا جا رہا ہے اس کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ حلال کمائی سے لیا گیا ہے یا حرام سے۔ لیکن چونکہ اتنی بات کا یقین تو حاصل ہے کہ اس کمائی میں حرام کی بھی آمیزش ہے، لھذا اگر کھانے سے بچنے کی کوشش کی جائے تو بہت بہتر ہے، خاص طور پر جب کہ اس کی کمائی میں حرام کی مقدار زیادہ ہو۔ اور چونکہ یہ شخص سود ور شوت کے ذریعے مخلوقِ خدا پر ظلم کا مرتکب ہو رہا ہے لھذا اس ساتھ کھانے سے تو اور زیادہ پرہیز کرنا چاہیئے، کیونکہ مذکورہ گناہوں کی بناء پر وہ شخص اعلانیہ فسق و فجور کا مرتکب ہے اور فاسق و فاجرِ معلن سے نفرت رکھنا (تاکہ اسے اپنے گناہوں کا احساس ہو) ہمارے اسلافِ کرام کی سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حرام کھانے اور کمانے سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ آمین

## {"اگر اسے نہ چھپوایا تو نقصان ہو گا" اس قسم کے مضمون پر مشتمل پرچوں کا حکم}

**مسئلہ :۔** ان دنوں اکثر احباب کو گمنام خطوط بدیں مضمون (یعنی اس مضمون کے ساتھ) ملا ہے" بسم اللہ الرحمن الرحیم .قل ھو اللہ احد .اللہ الصمد .ایاك نعبد .وایاك نستعین .انعمت علیھم .عرصہ تین روز میں نو خط نو جگہ میں بھیجے اس سے آپکو بہت فائدہ ہو گا ورنہ نقصان۔" اب عرض ہے کہ اس مضمون کا عندالشرع

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مطہر (یعنی شرع کے نزدیک) کیا اصل ہے؟ اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں؟ اگر واجب العمل ہے تو بلانام و نشان کے گمنام خط لکھنے کی کیا وجہ ہے؟

## ﴿الجواب﴾

یہ "بدعتِ شنیعہ (یعنی نیا پیدا شدہ برا فعل)" ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بد خواہ ہے اور قرآنِ عظیم کے ساتھ بے ادب کھلے ہوئے کارڈوں پر کلامِ الٰہی لکھ کر بھیجا جاتا ہے کہ چٹھی رساں جو اکثر ہنود اور عموماً بے وضو ہوتے ہیں اسے مس کرتے ہیں، ڈاک خانوں میں مہریں لگانے والے بے وضو یا نجس ہاتھوں سے چھوتے ہیں، زمین رکھ کر مہر لگاتے ہیں اور خصوصاً زمین پر وہی رخ ہوتا ہے جس پر آیات ہیں۔ یہ سب ناپاکیاں اس بدعتِ خبیثہ کے سبب ہیں اور پھر یہ اللہ پر افتراء (یعنی جھوٹ گھڑنا) ہے کہ ایسا کرو گے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں مبتلا ہوگے "اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَاتَعْلَمُوْنَ ☆ ﴿یعنی یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں (البقرہ ۸۰ پ ۱)﴾ اس پر عمل ہرگز جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

معلوم ہوا کہ "اس قسم کے کاغذات پر بالکل توجہ نہ دی جائے، نہ ان میں لکھی ہوئی من گھڑت باتوں کے باعث خوف و ڈر میں مبتلاء ہوں۔ کیونکہ اس کی کوئی اصل قرآن و حدیث واقوالِ ائمہ و فقہاء میں موجود نہیں، بلکہ یہ کسی "جاہل و بیوقوف و شیطان صفت انسان" کی ایجاد ہے، جس نے کثیر مسلمانوں کو تکلیف میں مبتلاء کر کے اپنی آخرت کی بربادی کا سامان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور چونکہ مذکورہ سوال میں "خوشی کے حصول" اور غم و نقصان" کی نسبت اللہ تعالٰی کی طرف کی گئی ہے، لھذا شخصِ مذکور "اللہ عزوجل کی ذاتِ پاک پر جھوٹ باندھنے کے گناہِ کبیرہ میں بھی مبتلاء ہوا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**مدینہ** :۔ آج کل بھی یہ بیماری بہت عام چل رہی ہے، عموماً اس قسم کا مضمون لکھ کر پرچے تقسیم کیے جاتے ہیں کہ "شیخ زید نے خواب میں دیکھا ہے کہ قیامت قائم ہونے والی ہے، لھذا جلدی جلدی تیاری کر لو،........جو اس پرچے کو ۳۰ کی تعداد میں لکھ کر بانٹے اسے سات دن کے اندر اندر خوشی حاصل ہو گی، ورنہ سخت مصیبت میں گرفتار ہو جائے گا۔"

یہاں قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ "وہی مسلمان کہ جس کے دل پر "اللہ تعالیٰ کی عذابات کی خبروں پر مشتمل قطعی آیاتِ مبارکہ اور پیارے آقا ﷺ کی آخرت کے خطرے سے آگاہ کرنے والی بے شمار احادیثِ کریمہ بالکل اثر انداز نہیں ہوتیں، اس قسم کے پرچوں کی بے ہودہ اور بے سند باتوں کو پڑھ کر شدید خوف میں مبتلاء اور انھیں فوٹو اسٹیٹ کروا کر کسی مسجد کے باہر بانٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قسم کے جھوٹی اور من گھڑت باتوں پر یقین نہ کرنے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو یہ مسئلہ سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## {بذریعۂ خط یا قاصد بیعت ہونا کیسا؟}

**مسئلہ** :۔ (۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی بزرگ سے بذریعہ خط بیعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کسی شخص کو کسی بزرگ سے عقیدت ہو اور بوجہِ دوری وہ شخص اس بزرگ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تو وہ شخص اس بزرگ سے کیسے مرید ہو سکتا ہے یا ہو ہی نہیں سکتا؟

### ﴿الجواب﴾

﴿1﴾ بذریعہ خط بیعت ہو سکتی ہے۔ ﴿2﴾ بذریعہ قاصد یا خط مرید ہو سکتا ہے۔

**وضاحت وخلاصہ** :۔

معلوم ہوا کہ "بیعت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کسی بزرگ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کی خدمت میں حاضر ہوں بلکہ اگر کسی مجبوری کے تحت حاضری کا شرف حاصل نہیں کر سکتے تو بذریعہ خط یا قاصد کے ذریعے بھی اس سعادت کا حصول ممکن ہے کیونکہ یہ ضابطہ ہے کہ "الکتاب و الارسال کالخطاب۔ یعنی کتابت یا کسی قاصد کا بھیجنا، خطاب کی ہی مثل ہے۔" (ہدایہ۔ کتاب البیوع)

**فائدہ** :۔ قاصد کے ذریعے بیعت کا مطلب یہ ہے کہ آپ کسی عاقل و بالغ مسلمان بھائی سے عرض کریں کہ "آپ فلاں بزرگ کے پاس جاکر مجھے بیعت کروادیں۔" اب یہ مسلمان بھائی ان بزرگ کی خدمت میں آپ کی طرف سے درخواست پیش کرے اور وہ بزرگ قبول فرمالیں، بیعت ہو جائے گی۔[1]

اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {لوہے، تانبے کا چھلا شوقیہ یا بغرضِ علاج پہننا کیسا؟}

**مسئلہ** :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوہے یا تانبے کا چھلا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ اس گمان سے پہنتے ہیں کہ "ہمیں مہاسے (یعنی وہ دانے جو جوانی میں منہ پر نکل آتے ہیں) وغیرہ کو مفید ہے، انہیں بھی جائز ہو گا یا نہیں؟

### {الجواب}

سونے چاندی کے سوا، لوہے، پیتل، تانبے، رانگ (یعنی سیسہ) عورتوں کو بھی مباح (یعنی جائز) نہیں، چہ جائیکہ مردوں کے لئے"۔ اور عوام کا یہ اختراعی (یعنی اپنے پاس سے گھڑا ہوا) خیال، ممانعتِ شرع کو رفع (یعنی دور) نہیں کر سکتا (کیوں) کہ اگر ناجائز چیز کو دوا کے لئے استعمال کرنا جائز بھی ہو تو وہاں (یعنی اس جگہ) کہ اس کے سوا 'دوا' نہ ملے اور یہ امر (یعنی یہ بات کہ اس ناجائز چیز سے علاج ممکن

---

[1] بیعت کے مسائل کے بارے میں بہترین معلومات کے لئے عنقریب شائع ہونے والی کتاب "بیعت کی اہمیت" کا ضرور مطالعہ فرمائیے۔ ادارہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے)طبیبِ حاذق(یعنی ماہر طبیب) مسلمان، غیرِ فاسق کے اِخبار(یعنی خبر دینے)سے معلوم ہو اور یہاں(یعنی مذکورہ مسئلے میں)دونوں امر متحقق(یعنی ثابت شدہ) نہیں۔

"فی الشامیة عن الجوھرہ"التختم بالحدید والصفر و النحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء"انتہٰی(یعنی شامیہ میں جوھرہ سے منقول ہے کہ"مردوں اور عورتوں کے لئے لوہے، پیتل، تانبے، اور سیسے کی انگوٹھی پہننا مکروہ ہے"کلام ختم ہو گیا)

وفیھا عن غایة البیان "التختم باذھب والحدید والصفر حرام الخ(اور اس میں غایۃ البیان سے منقول ہے کہ"سونے، لوہے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا حرام ہے"آخر تک)وفی الدرالمختار"کل تداولا لایجوز الا بطاہر وجوزہ فی النہایة بمحرم اذااخبرہ طبیب مسلم ان فیه شفاء و لم یجد مباحایقوم مقامه الخ(یعنی در مختار میں ہے کہ"صرف پاک اشیاء کے ساتھ ہی علاج کرنا جائز ہے اور نہایہ میں اسے(یعنی علاج کروانے کو)حرام کی ہوئی شے کے ساتھ(بھی)جائز قرار دیا گیا ہے جبکہ اسے(یعنی مریض کو)کسی مسلمان طبیب نے یہ خبر دی ہو کہ"اس حرام شے میں شفاء ہے"اور وہ(مریض)کوئی ایسی مباح شے نہ پائے جو اس حرام چیز کے قائم مقام ہو سکے"آخر تک) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مسلمان کو صرف حلال چیزوں سے ہی علاج کروانا چاہیے، لیکن بالفرض کوئی ایسا مرض لاحق ہو گیا کہ اس کے علاج کے لئے کوئی حلال شے دستیاب نہیں، ہاں حرام چیز موجود ہے تو اب اس حرام شے سے علاج جائز ہونے کے لئے دو شرائط ہیں۔

﴿i﴾اس حرام شے سے شفاء کے حصول کے ممکن ہونے کے بارے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں کسی ماہر مسلمان حکیم وڈاکٹر نے خبر دی ہو۔

﴿ii﴾ وہ حکیم وڈاکٹر اعلانیہ طور پر گناہ کرنے والا نہ ہو۔ (کیونکہ اعلانیہ گناہ کرنا اللہ عزوجل سے بے خوفی کی علامت ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں رکھتا، اس کا دوا کے انتخاب میں بے احتیاطی وبے پرواہی سے کام لینا عین ممکن ہے۔ جیسا کہ آج کل بآسانی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر حضرات معمولی معمولی امراض میں نماز وروزہ وغیرہ کو منع کر دیتے ہیں۔)

اب چونکہ چھلے سے علاج کے بارے میں مذکورہ شرائط موجود نہیں چنانچہ اس سے علاج کی کوشش کرنا بھی "ناجائز وگناہ" ہے، اور جب بغرضِ علاج اس کا استعمال شرعاً ممنوع ہے تو شوقیہ اور بلا عذر پہننا تو "بدرجہ اولیٰ ممنوع" ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس گناہ وجہالت سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ رکھے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {کیا عالم کے لئے سند ضروری ہے؟}

**مسئلہ:۔** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ "اگر کوئی شخص جس نے سوائے کتبِ فارسی اور اردو کے، جو کہ معمولی درس میں پڑھی ہوں اور اس نے کسی مدرسہ اسلامیہ یا علماءِ گرامی سے کوئی سندِ تحصیل علم نہ حاصل کی ہو اگر وہ شخص مفتی بنے یا بننے کا دعویٰ کرے اور آیاتِ قرآنی اور احادیث کو پڑھ کر اس کا ترجمہ بیان کرے اور لوگوں کو باور (یعنی یقین) کرائے کہ وہ مولوی ہے، تو ایسے شخص کا حکم یا فتویٰ اور اقوال قابلِ تعمیل (یعنی عمل کے قابل) ہیں یا نہیں؟ اور ایسے شخص کا کوئی دوسرا شخص حکم نہ مانے، تو اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

### ﴿الجواب﴾

سند کوئی چیز نہیں، بہتیرے (یعنی بہت سے) سند یافتہ، محض بے بہرہ (یعنی محروم وبے نصیب) ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی، ان کی شاگردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی، علم ہونا چاہئے اور علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آتا، جب تک مد تہا (یعنی طویل مدت تک) کسی طبیبِ حاذق کا مطب نہ کیا ہو (یعنی کامل مفتی سے تربیت نہ لی ہو)۔ مفتیانِ کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس تدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمتِ علمائے کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تعمقِ مسائل کا شغل (یعنی مسائل کی تحقیق کا کام) ان کا وظیفہ تھا، فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ آج کل کے بعض فارغ التحصیلوں، بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے، پس اگر شخصِ مذکور فی السوال (یعنی وہ شخص کہ جس کا سوال میں ذکر کیا گیا) خواہ بذاتِ خود (یعنی ذاتی محنت کے ذریعے)، خواہ بفیضِ صحبتِ علماء کاملین، علمِ کافی رکھتا ہے، جو بیان کرتا ہے غالباً صحیح ہوتا ہے، اسکی خطاء سے اسکا صواب (یعنی درستگی) زیادہ ہے، تو حرج نہیں لور اگر دونوں وجوہ علم (یعنی علم کی دونوں صورتوں) سے عاری (خالی) ہے، صرف بطورِ خود اردو فارسی کی کتابیں دیکھ کر مسائل بتائے اور قرآن وحدیث کا مطلب بیان کرنے پر جرأت کرتا ہے تو یہ سخت اشد کبیرہ ہے اور اسکے فتویٰ پر عمل جائز نہیں لور نہ اس کا بیان حدیث و قرآن سننے کی اجازت۔

حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "**اجراکم علی الفتیا اجرا علی النار**۔ تم میں سے جو شخص فتویٰ دینے پر زیادہ جرأت رکھتا ہے، وہ آتشِ دوزخ پر زیادہ دلیر ہے۔" اور ارشاد فرمایا ﷺ "**من قال فی القرآن برایه فاصاب فقد اخطاء**۔ جس نے قرآن کے معنیٰ اپنی رائے سے بیان کئے، اس نے اگر ٹھیک کہے تو غلط کہے۔" اور فرماتے ہیں ﷺ "**من قال فی القران بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار**۔ جو بغیر علم کے قرآن کے معنی کہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔" والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ

## وضاحت وخلاصہ :۔

مذکورہ "تحقیقِ کامل" سے واضح ہوگیا کہ 'صرف اسی کو عالم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ماننا کہ جس پاس کوئی سند ہو اور اس نے باقاعدہ کسی دارالعلوم سے فراغت حاصل کی ہو، درست نہیں"۔ بلکہ شرعاً عالم وہی ہے کہ جس کے پاس دولتِ علم موجود ہو، اب چاہے اس نے یہ علم اپنی ذاتی محنت سے حاصل کیا ہو یا کسی کامل مفتی و عالم کے صحبت میں رہ کر سیکھا ہو، ہر طرح اسے عالم ہی کہا جائے گا۔ نیز اگر کسی پاس سند تو موجود ہو لیکن وہ اپنے نکمے پن کی وجہ سے دولتِ علم سے محروم رہا ہو، تو اسے عالم کہلوانے کا ہرگز ہرگز حق حاصل نہیں، بلکہ اسے جاہل کہنا ہی مناسب ہے۔

مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ ذاتی محنت یا مفتیانِ کامل کی صحبت سے علمِ دین کی دولت حاصل کرنے والے کو شرعاً حق حاصل ہے کہ وہ اسے دوسروں تک پہنچائے، اسے تبلیغِ دین سے صرف اس وجہ سے روکنا کہ اس کے پاس سند نہیں جہالت ہے۔

ہاں اگر کوئی جاہل، مذکورہ دونوں صورتوں سے علم حاصل کئے بغیر ہی فتویٰ دینے کی کوشش کرے یا اپنی ذاتی رائے سے قرآن وحدیث کی تشریح بیان کرنے کی حماقت کرے تو یہ سخت کبیرہ گناہ ہے اور وہ ان وعیدوں کا مستحق ہوگا کہ جن کا ذکر ابھی فتویٰ میں گزرا۔ ایسے جاہل کے فتاویٰ پر عمل کرنا بالکل جائز نہیں، کیونکہ وہ خود تو ہلاک ہوگا ہی لیکن اپنے ساتھ دوسروں کو بھی لے ڈوبے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علمِ دین کے حصول اور اسے عام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے، نیز بغیر علم کے فتویٰ نویسی کرنے سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

امین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیٰحضرت رضی تعالیٰ عنہ اور فتاوی رضویہ سے
اخذ شدہ فتاوی پر مشتمل ایک مفید تالیف

سلسلہ نمبر 4

# رہنمائے کامل

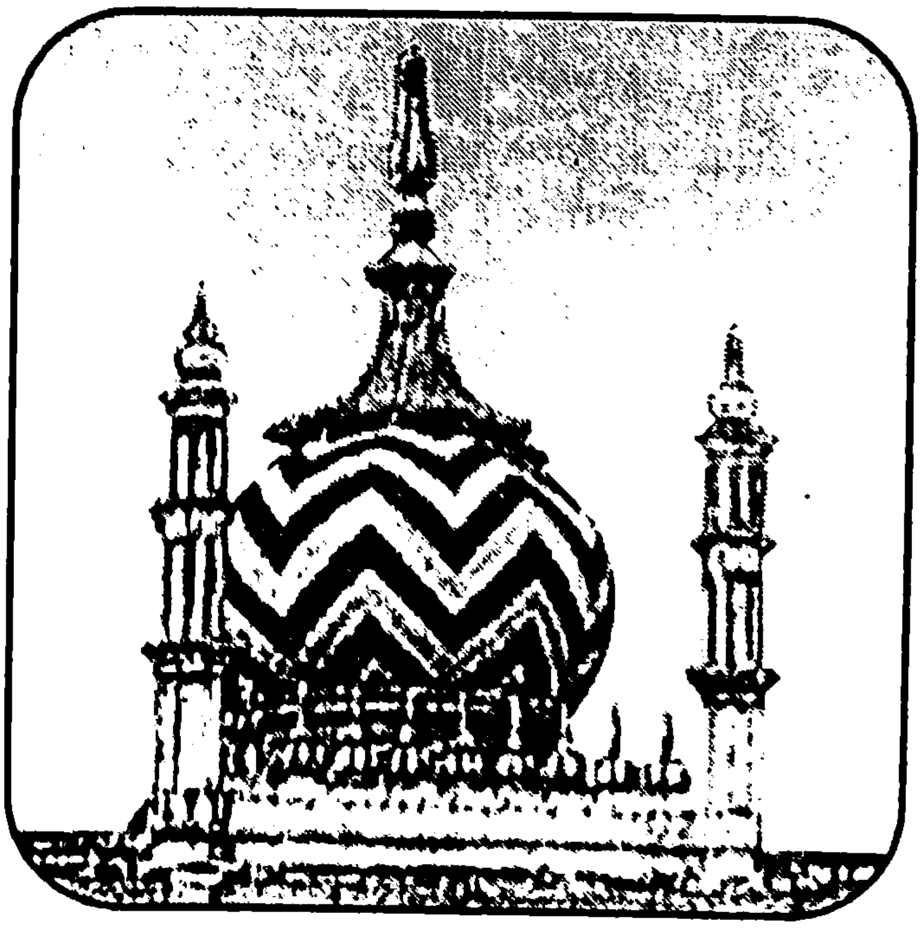

مصنفہ

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# "عرضِ ناشر"

الحمدللہ عزوجل "مکتبہ اعلیٰ حضرت" کی "تعلیماتِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ" کو عام فہم کر کے عوام تک پہنچانے کی کامیاب کوششوں کے نتیجے کے طور پر "فتاویٰ رضویہ شریف" سے اخذ شدہ مسائل پر مشتمل "رہنمائے کامل" کا چوتھا حصہ حاضرِ خدمت ہے۔

اس رسالے میں حسبِ سابق مشکل اردو عبارات کو آسان کرنے، وضاحت وخلاصہ، نقشہ جات اور عربی عبارات کے تراجم کے علاوہ حتی الامکان، احادیث و آیات کی تخریج کرنے کے ساتھ ساتھ اصل فتاویٰ کے حوالہ جات بھی درج کئے گئے ہیں۔

**ملاحظہ** :۔ پورے رسالے میں قوسین ( ) میں لکھی گئی عبارت، مزید استفادہ کے لئے "ادارے کی طرف" سے اضافت شدہ ہے۔ باقی تمام مضامین اصل فتاوی میں بعینہ موجود تصور کئے جائیں۔ نیز فتاویٰ کے حوالہ جات فتاویٰ رضویہ قدیم کے اعتبار سے ہیں۔

اس مرتبہ محققِ جلیل، مدرسِ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور "حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب مدظلہ العالی" کے تاثرات شاملِ اشاعت کئے جارہے ہیں۔ اس رسالے میں ربیع الثانی کی مناسبت سے "غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ" کے بارے میں دریافت شدہ پانچ اہم فتاویٰ کے علاوہ دیگر عوامی امور پر مبنی دس فتاویٰ شاملِ اشاعت ہیں۔ جن کے عنوانات فہرست میں ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں۔

امیدِ واثق ہے کہ اس مرتبہ کی کوشش کو بھی نگاہِ تحسین سے دیکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تعلیماتِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سمجھنے، عام کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ ان پر عمل پیرا ہونے کی سعادت بھی عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

محمد اجمل عطاری عفی عنہ

۹ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ بمطابق 12 جولائی 2000ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# ﴿تاثرات﴾

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

محقق العصر، استاذ العلماء والفضلاء، سریع القلم

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

"حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب"

دامت برکاتھم عالیہ

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملت حضرت امام احمد رضا خان بریلوی" رحمہ اللہ کا "فتاویٰ رضویہ" فقہ اسلامی کا ایک جامعہ انسائیکلو پیڈیا ہے جس سے آپ کی فقاہت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

اس "عظیم علمی، فقہی ذخیرہ" سے امتِ مسلمہ کے ہر فرد کو روشناس کرانے اور استفادہ کی راہ ہموار کرنے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ان فتاویٰ کو آسان پیرائے میں اور اختصار کے ساتھ منظرِ عام پر لایا جائے۔

"مکتبۂ اعلیٰ حضرت مزنگ لاہور" کے ارباب لائقِ صد تحسین ہیں کہ انہوں نے اس عظیم اور اہم ذمہ داری نبھانے کا عزم کیا اور اس سلسلے میں "حضرت علامہ مولانا محمد اکمل قادری عطاری" زید مجدہ جیسے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فاضل نوجوان کی خدمات حاصل کیں، جنہوں نے فتاویٰ رضویہ سے منتخب فتاویٰ کو نہایت احسن انداز میں پیش کر کے بلاشبہ بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا، بلکہ یہ سلسلہ جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ محمد اکمل قادری کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور مکتبۂ اعلیٰ حضرت کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## ﴿پہلے اسے پڑھئے﴾

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

☆ قائدانہ صلاحیتوں کے اعتبار سے لوگوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(1) جنھیں پیدائشی طور پر ہی اس نعمت سے نواز دیا جاتا ہے۔ اور

(2) جن میں اولاً یہ خوبی موجود نہیں ہوتی، لیکن وہ ایسی صلاحیت کے حامل افراد کی صحبت یا ان کے مسلسل مشاہدے کی وجہ سے اپنے اندر اس وصف کو پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

☆ ان دونوں میں سے پہلی قسم کے لوگ چونکہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی کے مستحق بنے ہوتے ہیں لھذا دوسری قسم کے افراد پر اکثر فوقیت رکھتے ہیں۔

☆ پھر یہ دونوں قسم کے حضرات دو حال سے خالی نہیں ہوتے۔

{i} ایک ہی مقام پر بیٹھ کر رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

{ii} مختلف مقامات پر جا کر۔

☆ ان میں بھی پہلی قسم کے لوگ کامل ترین ہوتے ہیں۔

☆ پہلی قسم کے کامل ترین لوگ پھر دو حال سے خالی نہیں ہوتے۔

﴿1﴾ ان کا فیضِ رہنمائی صرف ان کی زندگی تک جاری و ساری رہتا ہے۔

﴿2﴾ بعدِ وفات بھی اس میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

☆ ان میں سے دوسری قسم کے حضرات پہلی قسم والوں پر فضیلت کے حامل ہوتے ہیں۔

زندگی کے مختلف شعبوں میں رہنمائی کے طالب کے لئے یہ بات یقیناً خوش

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قسمتی کی علامت ہے کہ اسے کوئی ایسا رہنما میسر آجائے کہ جو، "پیدائشی اعتبار سے قائدانہ صلاحیتوں کا مالک، ایک مقام پر بیٹھ کر لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں کو صراطِ مستقیم دکھانے والا اور اپنی زندگی میں ہی نہیں بلکہ دنیا سے بظاہر پردہ فرما جانے کے بعد بھی قیامت تک آنے والوں کی رہنمائی کا سامان کر جانے والا۔" ہو۔

ہو سکتا ہے کہ عقل "زمانۂ حال و ماضی قریب" میں ایسے رہنما کی تلاش کو ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور قرار دے۔ یہ بات کسی حد تک درست بھی ہے، لیکن انھیں کے لئے کہ جو، "آقائے نعمت، امامِ اہلسنت، مجددِ دین وملت، پروانۂ شمعِ رسالت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت، **اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان** علیہ الرحمۃ الرحمٰن" جیسے، "رہنمائے کامل" کی معرفت سے ابھی تک عاری ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ "اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ" کی ذاتِ مقدسہ ان تمام صفات کی حامل تھی کہ جن کا ایک، "رہنمائے کامل" کی ذات میں موجود ہونا لازم وضروری ہے۔ آپ کی ذات میں ذکر کردہ تمام اوصاف بدرجۂ اتم موجود نظر آتے ہیں، لھذا بلا شک وشبہ یہ بہت بڑی سعادت مندی کی علامت ہے کہ ہم جیسے، "کم علم اور نفس و شیطان کی چالوں کو نہ سمجھنے والے" خواتین وحضرات قدم قدم پر ان سے رہنمائی کی دولت حاصل کرتے رہیں۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے بارے میں راقم الحروف کا دعویٰ درست ہے یا نہیں؟ اس کا صحیح فیصلہ کرنے کے لئے، "رہنمائے کامل، سلسلۂ اشاعت نمبر 1، 2 اور 3" کا مطالعہ فرما کر ضرور دیکھئے۔ ان رسائل میں آپ کے مختصر لیکن جامع حالاتِ زندگی کے ساتھ ساتھ آپ کی ذات میں صفتِ رہنمائی کے کامل طور پر موجود

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہونے کے بارے میں مختلف انداز سے دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔ مزید دلائل جاننا چاہیں تو درجِ ذیل، "اہلِ علم حضرات" کے تاثرات کا مطالعہ فرمائیے۔

﴿i﴾ حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد دامت بوصمم ارشاد فرماتے ہیں،

"سیدی و مولائی اعلیٰ حضرت مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان قادری برکاتی قدس سرہ العزیز اپنے دور کے جلیل القدر عالمِ دین اور شیخِ طریقت تھے۔ اگرچہ وہ جملہ علوم معقول و منقول میں امامت کے درجہ پر فائز تھے، مگر، "فقہ" ان کا خاص موضوع تھا، اور اس فن میں ہندو پاک میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں، اور خاص بات یہ ہے کہ عشقِ رسولِ کریم ﷺ ان کا قیمتی اور قابلِ قدر سرمایہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نو پید شدہ مذاہب اور فِرَق (یعنی فرقوں) کے استیصال (یعنی انھیں جڑ سے اکھیڑنے) اور تردید (یعنی رد کرنے) اور مذہبِ اہلِ سنت والجماعت کی تائید کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس شان کے ساتھ اس خدمت کو سرانجام دیا کہ آج ہندو پاک میں مذہبِ اہلِ سنت اپنی اصلی حالت میں جو نظر آرہا ہے ان کے تجدیدی کارناموں کا ثمرہ ہے۔

(مقالاتِ یومِ رضا)

﴿ii﴾ حضرت سید مغفور القادری صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ "اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا علمی مقام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ تقریباً پچاس علوم وفنون میں ان کی سینکڑوں کتابیں موجود ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ ہر موضوع پر ان کی کتابیں، "متن" کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ ایک تاریخی ناقابلِ فراموش و معافی فروگزاشت (یعنی غفلت وکوتاہی) ہوگی، اگر ہندوستان کے اتنے بڑے عالم، مفکر، مصنف، نعت گو اور سیاسی مدبر انسان کی زندگی کو صرف فکر و نظر کے اختلافات کی وجہ سے گمنامی کے گوشہ میں پھینک دیا جائے۔ (ایضاً)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿iii﴾ مفتی اعجاز ولی صاحب رضوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری قدس سرہ میرے نزدیک اس صدی کے، "فقیہ اعظم" تھے۔ آپ متداول (یعنی مروجہ) علومِ عربیہ، ادبیہ میں، "ماہر کامل"، فنونِ عقلیہ ونقلیہ میں، "ایجادواجتہاد" پر فائز تھے۔ (ایضاً)

﴿iv﴾ حضرت نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "علمِ فقہ میں جو تبحر و کمال، حضرت ممدوح کو حاصل تھا۔ اس کو عرب و عجم مشارق و مغارب کے علماء نے گردنیں جھکا کر تسلیم کر لیا۔ تفصیل تو ان کے فتاوی دیکھنے پر موقوف ہے، مگر اجمال کے ساتھ (یعنی مختصراً) دو لفظوں میں یوں سمجھئے کہ "موجودہ صدی میں دنیا بھر کا ایک مفتی تھا، جس کی طرف تمام عالمِ اسلام کے حوادث و وقائع استفتاء کے لئے رجوع کئے جاتے تھے، ایک قلم تھا جو دنیا بھر کو فقہ کے فیصلے دے رہا تھا، وہی تمام بد مذہبوں کے جواب میں لکھتا تھا، اہلِ باطل کی تصانیف کا بالغ رد بھی کرتا تھا اور زمانہ بھر کے سوالوں کے جواب بھی دیتا تھا۔ "اعلی حضرت رضی اللہ عنہ" کے مخالفین کو بھی تسلیم ہے کہ "فقہ میں ان کی نظیر آنکھوں نے نہیں دیکھی۔"

(فتاوی رضویہ جلد پنجم مکتبہ رضویہ لاہور)

(v) شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال نے ان الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا کہ "کہ ہندوستان کے دورِ آخر میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ جیسا طباع اور ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا، میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے اور ان کے فتاویٰ، ان کی ذہانت، فطانت، جودتِ طبع، کمالِ فقاہت اور علومِ دینیہ میں تبحرِ علمی کے شاہد عادل ہیں۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں، اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں، یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاوی میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ (ایضاً)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آپ کی سیرتِ پاک کے بارے میں چند واقعات بھی ملاحظہ فرمایئے۔

☆ جذبۂ اصلاح:۔

(۱) مولوی محمد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا بیان ہے کہ "حضرت مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف نے فرمایا، "میں جب بریلی آتا، تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلواتے۔ حسبِ دستور ایک مرتبہ ہاتھ دھلواتے ہوئے میرے ہاتھ میں انگوٹھی اور چھلے ملاحظہ فرمائے، ارشاد فرمایا، "حضرت شہزادہ صاحب! انگوٹھی اور چھلے مجھے دے دیجئے۔" میں نے اتار کر دے دیئے۔ پھر میں وہاں سے بمبئی چلا گیا۔ بمبئی سے واپس مارہرہ آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا، "ابا! بریلی کے مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا، جس میں انگوٹھی اور چھلے تھے (یہ دونوں طلائی تھے۔) اور والا نامہ (یعنی خط) میں مذکور تھا، "شہزادی صاحبہ! یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں۔"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ)

**مدینہ**:۔ چونکہ سونے کی انگوٹھی، نیز ہر قسم کے چھلے مردوں کو پہننا حرام ہیں، اور سیدوں کا ادب کرنا بھی ضروری ہے۔ لھذا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ایسی حکمت کے ساتھ سید صاحب کی اصلاح فرمائی کہ ادب بھی اپنی جگہ برقرار رہا اور اصلاح بھی ہو گئی نیز جن کا زیور تھا، اسی گھر میں پہنچ بھی گیا۔ سید صاحب کی صاحبزادی کو زیور بھیجنے کی وجہ یہ ہی تھی کہ معلوم ہو جائے کہ یہ زیور عورتوں کے لئے جائز، مردوں کو پہننا ممنوع ہیں۔ سبحان اللہ

(۲) جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ "بعد نماز ظہر حضور (یعنی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ) مسجد میں وظیفہ پڑھ رہے تھے کہ ایک اجنبی آدمی نے سامنے آکر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نیت باندھی۔ جب رکوع کیا تو سر اٹھائے سجدہ گاہ کو دیکھتے رہے۔ فارغ ہونے پر حضور نے پاس بلا کر دریافت کیا کہ "رکوع کی حالت میں اس قدر گردن آپ نے کیوں اٹھائی ہوئی تھی؟" انھوں نے عرض کی، "حضور! سجدہ کی جگہ کو دیکھ رہا تھا۔" تو فرمایا، "سجدہ میں کیا کیجئے گا؟"..... پھر فرمایا، "حالتِ قیام نظر سجدہ گاہ پر اور حالتِ رکوع پاؤں کی انگلیوں پر اور حالتِ تسمیع (یعنی سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کی حالت میں) سینہ پر اور حالتِ سجود ناک پر اور حالتِ قعود اپنی گود پر نظر رکھنا چاہیئے۔ نیز سلام پھیرتے وقت کا تبین (یعنی اعمال لکھنے والے فرشتوں) کو ملحوظ رکھتے ہوئے، اپنے شانوں پر نظر ہونا چاہیئے۔ (ایضاً)

## ☆ مسجد کا ادب:۔

جناب سید محمود جان صاحب کا بیان ہے کہ "ایک مرتبہ حضور حالتِ اعتکاف اپنی مسجد میں مقیم تھے۔ شب کا وقت، جاڑے کا زمانہ اور اسوقت دیر سے شدید بارش مسلسل ہو رہی تھی۔ حضور کو نمازِ عشاء کے لئے وضو کرنے کی فکر ہوئی۔ اب پانی تو موجود لیکن بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے، بالآخر مسجد کے اندر، لحاف گدے کی چار تہہ کر کے اس پر وضو کیا اور ایک قطرہ فرشِ مسجد پر نہ گرنے دیا (کیونکہ فرشِ مسجد پر وضو کے قطرات گرانا، "مکروہِ تحریمی" ہے۔) اور "پوری رات جاڑوں کی اور اس پر بادوباراں کا طوفان" یوہیں جاگ کر ٹھٹھر ٹھٹھر کر کاٹ دی۔ (ایضاً)

## عرضِ مؤلف

محققین کے تاثرات اور مختصر بیان کردہ واقعات، مطالعہ فرمانے کے بعد آپ بخوبی جان گئے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم ﷺ کے طفیل اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی شخصیتِ پاکیزہ کو لاتعداد اوصاف و کمالات سے مزین فرمایا تھا۔[1] اس

[1] بیان کردہ فضائل اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات کا مختصر حصہ ہیں، اگر بالتفصیل جاننا چاہیں تو "حیاتِ اعلیٰ حضرت، سیرتِ اعلیٰ حضرت، حیات مولانا احمد رضا خان رضی اللہ عنہ" کا مطالعہ فرمائیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

موقع پر اپنے آپ سے سنجیدگی کے ساتھ درجِ ذیل سوالات کے جوابات طلب فرمائیں:

سوال نمبر 1: کیا ایسی باصلاحیت وباکرامت شخصیت کو اپنا قائد ورہنما تسلیم کر کے اس کی تعلیمات پر "عقل کی آنکھیں بند کر کے" عمل پیرا ہونے کی سعادت حاصل کرنا اور اس کی مخالفت بلکہ مخالفت کرنے والے سے خود کو بچا کر رکھنا، دانش مندوں اور خوش نصیبوں کا حصہ نہیں؟

سوال نمبر 2: اس کے برعکس، کیا ایسی نادرونایاب شخصیت کے دامنِ کرم کو چھوڑ کر "خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والوں، مصلحتوں کا شکار ہو کر دین ومسلک میں فاسد ترامیم ڈھونڈنے والوں، بزرگوں کی بارگاہ میں گستاخی پر ابھارنے، اور بعض اوقات حرام کو حلال ثابت کرنے والی تعلیمات کو عام کرنے کی مذموم سازش میں مبتلا ہونے والوں، اور صرف اپنی عزت بنانے کے چکر میں گستاخانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے اپنے قلوب میں نرم گوشہ رکھنے والوں" کو اپنا ہادی ورہنما بنانے کی "کوششِ مکروہ" بدبختی وجہالت کی واضح علامت نہیں؟

یقیناً مطالعہ فرمانے والے سمجھ دار قارئین، دونوں سوالوں کے جوابات زبانی و قلبی اقرار کے ذریعے ہی دینا پسند فرمائیں گے، اور اللہ عزوجل کے فضل وکرم سے ایسا ہونا بھی چاہیے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ اقراری جواب کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی دریافت فرمائیں کہ "اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی عظیم شخصیت کی رہنمائے کامل ہونے کی حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد، ان سے ہدایت ورہنمائی کے حصول کی کیا صورت اختیار کی جائے؟

جواب میں "سگِ عطار" عرض گزار ہے کہ اس کی صورت یہ ہونی چاہیے کہ آپ فتاویٰ رضویہ کو جو "قرآن وحدیث وبزرگانِ دین کے اقوال وافعال سے حاصل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہونے والی تعلیمات کا حسین و جمیل شاہکار" ہے، اپنے زیرِ مطالعہ رکھئے اور زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں اسی سے رہنمائی کی سعادت حاصل کرتے رہیں۔

اس مخلصانہ مشورے پر ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں فوراً یہ سوال پیدا ہو کہ "فتاویٰ رضویہ" کے "فنی اصطلاحوں پر مشتمل مضامین" کا سمجھنا بے حد مشکل ہے اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک عام انسان اس سے براہِ راست فیوض و برکات حاصل کر سکے؟ نیز بے شمار ایسے نو پید مسائل ہیں کہ جو زمانۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ میں موجود ہی نہ تھے، لہٰذا ان کے حل کے لئے کون سی صورت اختیار کی جائے؟

مذکورہ سوال کے پہلے حصے کا جواب حاصل کرنے کے لئے "رہنمائے کامل سلسلہ نمبر 1، 2، 3" اور موجودہ رسالے کا مطالعہ فرما کر دیکھ لیجئے۔

دوسرے حصے کے جواب میں عرض ہے کہ ان کے حل کے لئے یا تو آپ موجودہ دور کے علمائے اہلِ سنت میں سے "محتاط علمائے کرام" کے فتاویٰ پر اعتماد کریں یا پھر اس سلسلے میں "مکتبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ" سے وقتاً فوقتاً شائع کردہ فتاویٰ کا مطالعہ فرماتے رہئے، ان شاء اللہ عزوجل ادارہ، محتاط علمائے کرام سے "انتہائی احتیاط پر مشتمل فتاویٰ" حاصل کر کے عوام الناس میں عام کرنے کی سعادت حاصل کرتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں "اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے سچی عقیدت و محبت اور ان کی تعلیمات پر تاحیات سختی کے ساتھ کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد اکمل عطا قادری عطاری عفی عنہ

۵ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق 8 جولائی 2000ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# {گیارھویں کرنا کیسا؟}

**مسئلہ**:۔ گیارہویں شریف حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کی کرنی کیسی ہے؟

(الجواب)

نذر دادن بر روح غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ اگر خالصاً لوجہ اللہ از برائے ایصال الثواب بروح مقدس شاں می باشد جائز بلکہ حسن ست لکن اگر دروقت نذر کردن خاص نام پیرانِ پیر علیہ الرحمۃ ذکر کند ونام خداوند تعالیٰ ترک کند چنانچہ عادت جہال ست پس ناجائز بلکہ خوفِ کفر ہست۔

﴿یعنی اگر غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی روحِ مبارک پر ایصالِ ثواب کی نیت سے نذر دینا، خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہے تو یہ فعل بالکل جائز بلکہ مستحب ہے۔ لیکن اگر نذر کرتے وقت خاص پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ کا نامِ مبارک ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ کا نامِ اقدس ترک کر دیا، جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہوتی ہے، تو اس صورت میں یہ ناجائز ہے، بلکہ کفر کا خوف ہے۔﴾ (جلد نہم صفحہ ۱۸)

## وضاحت وخلاصہ:۔

"اولاً" یاد رکھیئے کہ ہر قسم کے عملِ نیک سے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت و تعظیمِ مخصوص اور اسکے قربِ خاص کے حصول کی نیت ہی ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی مسلمان ایسے عمل سے اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی غیر اللہ کی عبادت و تعظیمِ مخصوص اور اس کے قربِ خاص کی نیت کرے تو وہ "کافر و مشرک" ہو جائے گا۔

اب گیارھویں شریف کے جواز یا عدمِ جواز کا حکم جاننے کے لئے، "گیارھویں کرنے والے کی نیت" کا اعتبار ہو گا۔ اگر اس نے اس کھانا کھلانے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و تعظیم و قربِ خاص کی نیت کی ہے تو اس کے جواز میں کوئی شک کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گنجائش نہیں ،اور اگر خدانخواستہ ،"غوثِ پاک رضی اللہ عنہ "کی عبادت و تعظیم مخصوص وحصولِ قرب کی نیت سے کھانا کھلایا ہے تو اس صورت میں یہ کھانا کھلانا ناجائز اور کھلانے والا یقیناً،" کافر و مشرک" ہو جائے گا۔

الحمد للہ عزوجل! فی زمانہ جو مسلمان ،"غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی گیارھویں" کرتے ہیں ان کی نیت اللہ تعالیٰ کی عبادت و تعظیم و قرب کی ہی ہوتی ہے ،کوئی جاہل سے جاہل مسلمان بھی "غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عبادت و تعظیم مخصوص "کی نیت نہیں کرتا ،ہاں اتنی نیت ضرور کی جاتی ہے کہ اس کھانے وغیرہ کا ثواب ،"حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ "کی روحِ مبارک کو پہنچے ،اور اس نیت میں کوئی حرج نہیں ،کیونکہ صحیح احادیث سے ایصالِ ثواب کا صراحۃً جواز ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں گیارھویں شریف کی برکات سے مالامال فرمائے۔ اٰمین

## {بزرگانِ دین کی یاد کے لئے دن مقرر کرنا کیسا؟}

**مسئلہ**:۔ گیارھویں کے لئے آپ کیا فرماتے ہیں؟ گیارھویں کے روز فاتحہ دلانے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے یا آڑے دن فاتحہ دلانے سے؟ بزرگوں کے دن کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟

(الجواب)

محبوبانِ خدا کی یادگاری کے لئے دن مقرر کرنا بے شک جائز ہے۔ حدیث میں ہے "**کان النبی ﷺ یاتی قبور شھداء احد علی راس کل حول**۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ ہر سال کے شروع میں شہداءِ احد کی قبور پر تشریف لاتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ))" شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی حدیث کو اعراس اولیائے کرام کے لئے مستند مانا اور شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا" **ازینجا حفظ اعراس مشائخ** (یعنی اس وجہ سے بزرگانِ دین کے اعراس کی حفاظت ہوتی ہے)۔ گیارھویں شریف کی تعیین بھی اسی باب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سے ہے مگر ثواب کی کمی بیشی (کا دارومدار) اس پر نہیں جب (کریں) ویسا ہی ثواب ہوگا ہاں اوقاتِ فاضلہ (یعنی فضیلت والے اوقات) میں اعمالِ فاضلہ زیادہ نورانیت رکھتے ہیں۔

(جلد نہم صفحہ ۱۱۷) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

مذکورہ فتویٰ کا خلاصہ یہ ہوا کہ

﴿1﴾ بزرگانِ دین کی یادگار کے لئے دن مقرر کرنا، بالکل "جائز و سنت" ہے۔ جیسا کہ مذکورہ حدیثِ پاک سے صراحۃً ثابت ہوا۔

﴿2﴾ گیارہویں شریف کی فاتحہ، چاہے خاص گیارہویں والے دن کریں یا آگے پیچھے، ثواب میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوتی، بلکہ یکساں ثواب حاصل ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی وقت، کسی سبب سے فضیلت رکھتا ہو تو اس میں کیا ہوا نیک عمل، زیادہ نورانیت کا حامل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگانِ دین کی یادگار قائم کر کے ان سے تعلقِ عقیدت مضبوط کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اسماءِ مبارکہ}

**مسئلہ** :۔ حضرت پیرانِ پیر (یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کے گیارہ نام کیا کیا ہیں؟

**{الجواب}**

حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اسماءِ شریفہ یہ ہیں۔"(1) سید محی الدین (2) سلطان محی الدین (3) قطب محی الدین (4) خواجہ محی الدین (5) مخدوم محی الدین (6) ولی محی الدین (7) بادشاہ محی الدین (8) شیخ محی الدین (9) مولانا محی الدین (10) غوث محی الدین (11) خلیل محی الدین۔ (جلد نہم صفحہ ۱۲۹) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"اولاً" یاد رکھیۓ کہ "انسان کو جن ناموں سے پکارا جاتا ہے، ان کی چار قسمیں ہیں۔(i)علم۔ (ii)لقب۔ (iii)خطاب۔ (iv)کنیت

{i} علَم :۔خاص وذاتی نام کو کہتے ہیں کہ جس سے انسان مشہور ہوتا ہے۔(جیسے ابراہیم وغیرہ)

{ii} لقب :۔وہ نام ہے کہ جو کسی مخصوص اچھی یابری صفت کی وجہ سے پڑ گیا ہو۔(جیسے معین الدین یعنی دین کے مددگار)

{iii} خطاب :۔وہ نام کہ جو گورنمنٹ یابادشاہ وغیرہ کی طرف سے اعزازی طور پر دیا گیا ہو۔(جیسے "شمس الائمہ" وغیرہ)

{iv} کنیت:۔وہ نام جو ماں ،باپ ،بیٹا،بیٹی وغیرہ کے تعلق سے بولا جائے۔(جیسے ابوالقاسم ﷺ وغیرہ)

مذکورہ تفصیل سے واضح ہو گیاکہ سائل نے سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے القابات کی تعداد بیان کر کے ان کی مزید معرفت کے حصول کے لئے سوال کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

اللہ عزوجل ان ناموں کی برکات سے ہر مسلمان بھائی کو فیضیاب ہونے کی توفیق عطافرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے منسوب کرامات کا حکم}

**مسئلہ**:۔کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین ومشائخ کرام اور اولیائے عظام اس مسئلہ میں کہ "حضرت بڑے پیر صاحب (یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ )کی چند مشہور کرامتیں جو کہ مولود شریف ووعظ وغیرہ میں بیان کی جاتی ہیں، من جملہ ان کے (یعنی ان تمام میں سے )ایک یہ ہے کہ "ایک بڑھیالبِ دریا بیٹھی روتی تھی، اتفاقاً حضرت کااس طرف سے گزر ہوا حضرت نے دریافت فرمایا کہ "اس قدر کیوں روتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہو؟" بڑھیا نے عرض کیا "حضرت! میرے لڑکے کی بارہ برس ہوئے یہاں دریا میں مع سامان کے بارات ڈوبی ہے (چنانچہ) میں یہاں آکر روزانہ روتی ہوں۔" آپ نے دعا فرمائی، آپ کی دعا کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات مع کل سامان کے صحیح وسالم نکل آئی اور بڑھیا خوش وخرم اپنے مکان کو چلی گئی۔"

دوسرے یہ کہ "حضرت کے ایک مرید کا انتقال ہو گیا، موتے (یعنی میت) کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس پر لڑکا زیادہ رویا پیٹا اور اڑ گیا تو آپ کو رحم آیا اور آپ نے وعدہ فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی، بعدہ' حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہو کر روکا، جب حضرت عزرائیل علیہ السلام رکے، آپ نے دریافت کیا کہ "ہمارے مرید کی روح تم نے قبض کی ہے؟" جواب دیا کہ "ہاں۔" آپ نے فرمایا کہ "روح ہمارے مرید کی چھوڑ دو۔" عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ "میں نے بحکم رب العلمین روح قبض کی ہے بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا۔" اس پر جھگڑا ہوا، آپ نے تھپڑ مارا، حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل علیہ السلام کی ایک آنکھ نکل پڑی اور آپ نے ان سے زنبیل چھین کر اس روز کی تمام روحیں جو قبض کی تھیں، چھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین سے عرض کیا، وہاں سے حکم ہو کہ ہمارے محبوب نے ایک روح چھوڑنے کا کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی؟ ہم کو ان کی خاطر (یعنی مرضی) منظور ہے اگر انہوں نے تمام روحیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔" شرعاً ان روایتوں کا بیان کرنا مجلس مولود شریف یا وعظ وغیرہ میں درست ہے یا نہیں؟ تفصیل بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمایئے۔

بینوا توجروا

## (الجواب)

"پہلی روایت" اگرچہ نظر سے کسی کتاب میں نہ گزری، مگر زبان پر مشہور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے لور اس میں کوئی امر خلافِ شرع نہیں' اس کا انکار نہ کیا جائے۔

"دوسری روایت" ابلیس کی گھڑی ہوئی ہے اور اس کا پڑھنا اور سننا دونوں "حرام۔" احمق، جاہل، بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتا ہے، حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے۔ کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذاللہ اسے کفر کی طرف نسبت کیا جائے؟ نہ کہ محبوبانِ الٰہی۔ سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام' مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلینِ ملائکہ بالاجماع تمام غیرِ انبیاء سے افضل ہیں، کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہینِ رسول کے سبب معاذاللہ اس کے لئے باعثِ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ جہالت وضلالت سے پناہ دے۔ (جلد نہم صفحہ ۱۰۰) واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ :-

لولاً چند چیزوں کی تعریفات ملاحظہ فرمائیے۔

☆ **اِرْہاص** :- وہ خلافِ عادت بات جو کسی نبی سے "دعویٰ نبوت سے قبل" ظاہر ہو۔

☆ **مُعْجِزہ** :- وہ خلافِ عادت بات جو کسی نبی سے دعویٰ نبوت کے بعد ظاہر ہو۔

☆ **کرامت** :- وہ خلافِ عادت بات جو کسی ولی سے ظہور پزیر ہو۔

☆ **مَعُونت** :- وہ خلافِ عادت بات جو عام مؤمنین سے صادر ہو۔

☆ **اِستِدْرَاج** :- وہ خلافِ عادت بات جو کفار سے ان کے موافق ظاہر ہو۔

☆ **اِہَانَت** :- وہ خلافِ عادت بات جو کفار سے ان کے مخالف ظاہر ہو۔

(بہارِ شریعت۔ حصہ اول)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اب چونکہ مندرجہ بالا تفصیل سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ "کرامت وہ خلافِ عادت کام ہے کہ جس کا کسی ولی سے ظہور پزیر ہونا، ممکن ہے۔" چنانچہ پہلی بیان کردہ کرامت کے انکار کا کوئی جواز نہیں، کیونکہ بارہ برس کی ڈوبی کشتی اور اس سواروں کو اس عالم میں واپس لے آنا، خلافِ عادت ضرور ہے لیکن چونکہ اس کا ظہور ایک ولی کی طرف سے ہوا ہے، لھذا الطریق کرامت ممکن ہونے کے باعث اس کا انکار کرنا نامناسب ہے۔

اور چونکہ دوسری روایت میں "سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف ایک کفر کی نسبت کی گئی ہے، جیسا کہ مذکورہ جواب سے بخوبی ظاہر ہے چنانچہ اس کا سننا، سنانا "ناجائز و حرام و باعثِ غضب" اور سنانے والا "احمق و جاہل و بے ادب۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں کرامات کے انکار اور غلط قسم کی باتیں بزرگانِ دین کی طرف منسوب کرنے کی نحوست سے محفوظ فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## {شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں}

**مسئلہ:۔** حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ -۱ نے جو "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ (یعنی میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔)" فرمایا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن کی تفضیل (یعنی فضیلت) قران واحادیث میں منصوص نہیں (یعنی واضح طور پر بیان نہیں کی گئی) ایسے ماوراء متقدمین و متاخرین (یعنی پہلے اور بعد میں آنے والوں کے علاوہ) سے ان کو (یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو) فضیلت (حاصل) ہیں اور حضرت شیخ احمد سرہندی کے آخر مکتوبات میں ہے کہ مجدد -۲ نائب مناب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہیں (یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قائم مقام ہیں۔) اصل منبع فیوض حضرت غوث الثقلین ہیں پس اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث الاعظم ان سب اولیاء سے افضل ہیں اور ان

---

-۱۔غیر صحابی کے ساتھ رضی اللہ عنہ کے استعمال کے جواز کا مسئلہ رہنمائے کامل نمبر ۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔ -۲۔ یعنی دین کی تجدید فرمانے والے جو کہ ہر صدی کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجدیدِ دین کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے بعد خواجہ خواجگان بہاالدین نقشبند قدس سرہ و حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ سب کے سب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نائب ہیں تو یہ عقیدہ خیالِ صوفیہ جائز ہے یا جائز نہیں ؟

## (الجواب)

عقیدہ وہ چیز ہے ،"جس کا اعتقاد و مدار ، سنیت اور اس کا انکار بلکہ اس میں تردد ' گمراہی و ضلالت ۔"اس قسم کے امور ان مسائل سے نہیں ہوتے ۔ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق (یعنی تحقیق شدہ) ہے اور بشہادتِ اولیاء و شہادت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام ، مرویاتِ اکابر ائمہ کرام ثابت ہے ، یہ ہی ہے کہ باستثناء ان کے (یعنی ان کو چھوڑ کر) جن کی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرام و بعض اکابر تابعینِ عظام کہ (آیتِ پاک)" وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ[1] "(کے تحت داخل) ہیں اور اپنے ان القاب (یعنی صحابہ و تابعین) سے ممتاز ہیں ولہذا " اولیاء و صوفیہ و مشائخ (وغیرہ)" ان الفاظ سے ان کی طرف ذہن نہیں جاتا ، اگر چہ وہ خود سرورانِ اولیاء ۔وہ (اولیاءِ کرام) کہ ان الفاظ[2] سے مفہوم ہوئے ہیں (یعنی سمجھے جاتے ہیں)"حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوں" جیسے سائر اولیائے عشرہ (یعنی باقی دس اولیاء) کہ احیائے موتٰی (یعنی مردوں کو زندہ) فرماتے تھے ، خواہ" حضور سے متقدم (یعنی پہلے)" ہوں ' جیسے حضرت معروف کرخی و بایزید بسطامی و سید الطائفہ جنید و ابو بکر شبلی و ابو سعید خراز ، اگر چہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں اور جو" حضور کے بعد" ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند و حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی و حضرت سیدنا بہاؤ الملۃ والدین نقشبند اور ان اکابر کے خلفاء و مشائخ وغیر ہم قدس اللہ اسرارھم وافاض علینا برکاتھم وانوارھم۔ حضور سرکار غوثیت مدار بلا استثناء (یعنی بغیر کسی کو خارج کئے) ان سب سے اعلیٰ و اکمل و افضل ہیں اور حضور کے بعد جتنے بھی اکابر ہوئے اور تا زمانہ سیدنا امام مہدی ہوں گے ، کسی سلسلہ (یعنی چشتی ، نقشبندی

---

[1] ترجمہ : اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے ۔(پ ۱۱۔التوبۃ ۱۰۰) [2] یعنی اولیاء و صوفیہ و مشائخ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وسہروردی وغیرہ) کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں، غوث، قطب، امامَین، اوتارِ اربعہ (یعنی چار اوتار)، بدلائے سبعہ (یعنی سات بدلاء)، ابدال سبعین (یعنی ستر ابدال)، نقباء، نجباء، ہر دورہ کے عظماء کبراء، سب حضور (غوثِ اعظم) سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل و مکمل ہیں۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پر تو آں
ہر کجا مینگری انجمنے ساختہ اند

یہ چشتی نقشبندی سہروردی
ہر ایک تیری طرف آئل ہے یا غوث

تیری ضو مشعل ہر انجمن ہے
تیری لو شمع ہر محفل ہے یا غوث

شجر سرو سہی کس کے اوگائے تیرے
معرفت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا

تو ہے نو شاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کر سہرا تیرا

نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوۂ نور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

مزرع چشت وبخارا وعراق واجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

(ہاں) یہ ضرور ہے (یعنی یہ فطری تقاضا ہے) کہ ہر شخص اپنی سرکار (یعنی اپنے آقا) کی بڑائی چاہتا ہے، مگر "من و تو (یعنی میرے اور تیرے)، زید و عمر کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، چاہنا اس کا ہے جس کے ہاتھ میزانِ فضل ہے (یعنی فضیلت عطا فرمانے کا ترازو ہے)۔ غلبۂ شوق اور چیز ہے اور ثبوتِ دلائل اور۔ ہم جو کہتے ہیں، خود نہیں کہتے بلکہ اکابر کا ارشاد ہے، اجلۂ اعاظم کا جس پر اعتماد ہے۔

ایک تو خود حضور والا کا وہ فرمان واجب الاذعان[1] کہ "قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله" کہ حضور والا سے متواتر ہوا[2] اور اکابر اولیاء نے بحکمِ الٰہی اس کو

---

[1] یعنی ایسا فرمان کہ جس پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ [2] یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زبانِ اقدس سے نکلنے کے بعد ہر زمانے میں اتنی بڑی جماعت نے اس قول کو نقل کیا کہ جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قبول کیا اور قدمِ اقدس اپنی گردنوں پر لیا۔

نیز ارشاد اقدس "**الانس لهم مشائخ والجن لهم مشائخ والملائكة لهم مشائخ وانا شيخ الكل لا تقيسون باحد ولاتقيسوا على احد ا**. یعنی آدمیوں کے لئے شیخ ہیں اور جن کے لئے شیخ ہیں اور فرشتوں کے لئے شیخ ہیں اور میں ان سب کا شیخ ہوں مجھے کسی پر قیاس نہ کرو، نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو۔"

"رواه الامام الاوحدابو الحسن على بن يوسف بن جريراللخمى الشطنوفى نورالملة والدين ابو الحسن قدس سره فى بهجة الاسرار قال اخبرنا ابو على الحسن بن نجم الدين الحفرانى قال اخبرنا الشيخ العارف ابو محمد على بن عيسىٰ اليعقوبى قال سمعت الشيخ عبد القادررضى الله عنه فذكره .(یعنی اس قولِ مبارک کو امام اوحد ابو الحسن علی بن یوسف نے "بہجۃ الاسرار" میں روایت کیا، آپ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو علی حسن بن نجم الدین نے خبر دی، (اور) انھوں نے فرمایا کہ مجھے ابو محمد علی بن عیسیٰ نے خبر دی، (اور) یہ فرماتے ہیں کہ "میں نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ پھر آپ نے یہی قول مبارک بیان فرمایا۔)

حضور کے زمانے کے دو ولیٔ جلیل حضرت سیدی ابو السعود احمد بن ابی بکر حزیمی و حضرت سیدی ابو عمرو عثمان حريفنى قدس سرھما فرماتے ہیں "**والله ما اظهر الله تعالىٰ ولايظهر الى الوجود مثل الشيخ محى الدين عبدالقادر** رضى الله عنه ۔(یعنی) خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے کوئی ولی ظاہر نہ کیا نہ ظاہر کرے مثل شیخ عبدالقادر کے ۔رواه ايضاً فى بهجة الاسرار(اس روایت کو بھی ابو الحسن علی بن یوسف نے "بہجۃ الاسرار میں نقل فرمایا ہے۔)

سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "**ماوصل الله تعالىٰ وليا الى مقام الاوكان الشيخ عبد القادر اعلاه ولا وهب الله المقرب حالا الا وكان الشيخ عبدالقادر اجله وما اتخذ الله وليا كان او يكون الا**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وھویتأدب معه الی یوم القیمة ۔ (یعنی) اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جس ولی کو بھی کسی مقام تک پہنچایا، شیخ عبدالقادر اس سے اعلیٰ رہے اور جس مقرب کو کوئی حال عطا کیا، شیخ عبدالقادر اس سے بالا رہے، اللہ کے جتنے اولیاء ہوئے اور جتنے ہوں گے، قیامت تک سب شیخ عبدالقادر کا ادب کرتے ہیں۔

رواہ ایضاً فی بهجة الاسرارعن الشیخ القدوۃ جمال الدین بن ابی محمد عبد البصری رضی اللہ تعالیٰ عنه عن سیدنا الخضر علیه الصلوۃ السلام مشافة بلاواسطة (یعنی اس قول مبارک کو بھی ابو الحسن علی بن یوسف نے "بہجۃ الاسرار" میں "شیخ جمال الدین بن ابو محمد سے اور انھوں نے اسے "سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام" سے بالمشافہ بغیر کسی واسطے کے روایت فرمایا ہے۔) (جلد نہم صفحہ ۱۲۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وضاحت وخلاصہ :۔

"خلاصۂ" چند امور کا یاد رکھنا بہت مفید رہے گا۔

﴿1﴾ کسی کی فضیلت وغیر فضیلت پر مشتمل مسائل کا تعلق عقائد سے نہیں۔ کیونکہ عقیدہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ "جس کا یقین واعتقاد رکھنے والا "اہلِ سنت والجماعت" میں داخل اور اس کا انکار یا اس میں شک وتردد کرنے والا گمراہ اور سنیت سے خارج۔"

﴿2﴾ کسی بزرگ کی دیگر بزرگانِ دین پر فضیلت کا دارومدار، "غلبۂ شوق"، "ان سے حسنِ عقیدت" یا "ان کے سلسلے سے وابستگی" پر نہیں، بلکہ ان دلائل پر ہونا چاہیئے کہ جو اسلافِ کرام سے مستند ومعتبر طریقوں سے منقول ہیں۔

﴿3﴾ صحابۂ کرام اور اکابر تابعین کہ جن کی فضیلتیں قرآن وحدیث میں بالکل واضح طور پر بیان فرمادی گئیں، کے علاوہ، جتنے اولیاءِ کرام ہوئے، خواہ وہ آپ کے زمانے کے ہوں یا آپ سے پہلے کے ہوں یا آپ کے بعد کے، غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ان سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ اور ایسے تمام اولیاءِ عظام جو آپ کے بعد ہوئے اور تا زمانۂ امام مہدی علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے، سب کے سب آپ کے فیض پر اثر کی برکت سے ہی "کامل واکمل ومکمل" ہونے کا شرف حاصل کریں گے۔ (جیسا کہ جواب میں موجود دلائل سے عیاں ہوا۔)

**فائدہ**:۔ معلومات میں اضافے کی غرض سے "جواب میں مذکور مراتبِ اولیاء کرام کی "تعریفات درجِ ذیل ہیں۔

**{i} غوث وقطب** :۔ مشائخ کی اصطلاح میں جب لفظ قطب بغیر اضافت استعمال ہو (یعنی کسی خاص شہر یا علاقے کی طرف نسبت نہ ہو۔) تو ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے کہ جو زمانے بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے، اسی کو "غوث" بھی کہتے ہیں، یہ مقربین خدا سے ہوتا ہے اور اپنے زمانے کے اولیاء کا آقا ہوتا ہے۔ ان اقطاب میں سے بعض وہ حضرات ہوتے ہیں کہ جنھیں خلافتِ باطنہ کے ساتھ ساتھ "حکمِ ظاہر" اور "خلافتِ ظاہرہ" بھی ملتی ہے، ایسے حضرات میں "سیدنا صدیقِ اکبر"، "سیدنا فاروقِ اعظم"، "سیدنا عثمانِ غنی"، "سیدنا حیدرِ کرار"، "سیدنا امامِ حسن"، "حضرت معاویہ بن یزید"، "حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت متوکل عباسی رضی اللہ عنھم شامل ہیں۔

کچھ اقطاب وہ ہیں کہ جنھیں صرف باطنی خلافت ملتی ہے، حکمِ ظاہری عطا نہیں کیا جاتا۔ ان حضرات میں احمد بن ہارون الرشید، ابو یزید بسطامی وغیرھما رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔ اکثر قطب بغیر حکمِ ظاہری کے ہی ہوتے ہیں۔

**{ii} اِمامَین** :۔ یہ ہر دور میں صرف دو ہی ہوتے ہیں، تیسرا قطعاً نہیں ہوتا۔ ان کے ذاتی نام جو بھی ہوں، صفاتی نام "عبدالرب" اور "عبدالملک" ہوتے ہیں۔ یہ دونوں ائمہ، "قطب" کے مرنے کی صورت میں اس کے خلیفہ ہوتے ہیں یعنی انھیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وزیر سمجھنا چاہیئے۔ان میں سے ایک " عالمِ ملکوت (یعنی فرشتوں کی دنیا) "اور دوسرا " عالمِ ملک (یعنی عالمِ ولایت) "کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔

{iii} اَوْتَاد :۔یہ صرف چار حضرات ہوتے ہیں، کسی دور میں ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ان چار میں سے ایک کے ذریعے اللہ کریم مشرق کی حفاظت فرماتا ہے اور اس کی ولایت مشرق میں ہوتی ہے، دوسرا مغرب میں، تیسرا جنوب اور چوتھا شمال میں ولایت کا مرکز ہوتا ہے۔ان کے معاملات کی تقسیم کعبہ سے شروع ہوتی ہے۔اوتار کبھی "عورتیں" بھی ہوتی ہیں۔ان چاروں کے القاب و صفاتی نام یہ ہیں۔ "عبدالحی، عبدالعلیم، عبدالقادر اور عبدالمرید۔"

{iv} بُدَلَاء :۔یہ ہمیشہ بارہ ہی ہوتے ہیں۔یہ اس لئے بدلاء کہلاتے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک موجود ہو تو وہ سب کے کام پورے کر دیتا ہے۔

{v} اَبْدَال :۔یہ سات سے کم و بیش نہیں ہوتے۔[1] اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اقالیمِ سبعہ (یعنی سات سلطنتوں) کی حفاظت فرماتا ہے۔ہر بدل کی ایک اقلیم ہوتی ہے جہاں اس کی ولایت کا سکہ چلتا ہے۔ان میں سے پہلا نقشِ پائے خلیل علیہ السلام پر چلتا ہے (یعنی ان کی پوری پوری تقلید کرتا ہے) اور اقلیمِ اول اس کی تولیت میں ہوتی ہے۔دوسرا قدمِ کلیم اللہ پر، تیسرا قدمِ ہارون پر، چوتھا قدمِ حضرت ادریس پر، پانچواں قدمِ یوسف پر، چھٹا قدمِ عیسٰی پر اور ساتواں آدم علیہم السلام پر چل رہا ہوتا ہے۔

{vi} نُجَبَاء :۔نجیب کی جمع ہے۔یہ ہر دور میں آٹھ سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ان حضرات کے احوال سے ہی قبولیت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں، لیکن یہ ضروری نہیں کہ ان علامات پر انھیں اختیار بھی ہو، بس حال کا ان پر غلبہ ہوتا ہے۔اس حال کے غلبہ

---

([1] اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ان کی تعداد ستر، جب کہ مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضی اللہ عنہ نے "تبرکاتِ قادریت" میں چالیس تحریر فرمائی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم حقیقۃ الحال)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو صرف وہ حضرات پہچان سکتے ہیں، جو رتبہ میں ان سے اوپر ہوتے ہیں، ان سے کم مرتبہ لوگ نہیں پہچان سکتے۔

{vii} نُقَبَاء :۔ نقیب کی جمع ہے۔ یہ ہر دور میں صرف بارہ ہوتے ہیں۔ آسمان کے بارہ ہی برج (ستارے کے مقام) ہیں اور ہر ایک نقیب ایک ایک برج کی خاصیتوں کا عالم ہوتا ہے۔ اللہ کریم نے ان نقبائے کرام کے ہاتھوں میں شریعتوں کے نازل کئے ہوئے علوم دے دیۓ ہیں۔ نفوس میں چھپی اشیاء اور آفاتِ نفوس کا انھیں علم ہوتا ہے۔ ابلیس ان کے سامنے یوں منکشف ہوتا ہے کہ یہ اس کی ان مخفی قوتوں کو بھی جانتے ہیں کہ جنھیں وہ خود بھی نہیں جانتا۔ ان کے علم کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر زمین پر کسی کا نقشِ پالگا ہوا دیکھ لیں تو انھیں ان کے شقی اور سعید ہونے کا پتہ چل جاتا ہے۔

(جامع کرامات الاولیاء للامام الحق یوسف النبہانی)

**مدینہ** :۔ غور فرمایئے کہ جب غلاموں کی یہ شان ہے تو سرکارِ دوعالم ﷺ کے فضائل وکمالات کا عالم کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ ہمیں مراتبِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ پہچاننے کے ساتھ ساتھ ان سے عقیدت ومحبت کا تعلق بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {اِقامت سے پہلے دُرُودِ پاک پڑھنا کیسا؟}

**مسئلہ** :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اقامت کے قبل درود شریف بآوازِ بلند پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اقامت یعنی تکبیر شروع کر دیتا ہے کہ جس سے عوام کو معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف اقامت کا جزء ہے اور عمرو درود شریف نہیں پڑھتا، صرف اقامت کہتا ہے، زید کو یہ فعل اس کا ناپسند آتا ہے اور اصرار سے اس کو پڑھنے کو کہتا ہے، اس صورت میں درود شریف جہر سے پڑھنا اور زید کا اصرار کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## ﴿الجواب﴾

درود شریف قبلِ اقامت پڑھنے میں حرج نہیں، مگر اقامت سے فصل (یعنی کچھ فاصلہ ہونا) چاہئے، یا درود کی آواز اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف جزِ اقامت نہ معلوم ہو رہا ہو۔ زید کا عمرو پر اصرار کرنا 'وہ اصلاً (یعنی بالکل) کوئی وجہِ شرعی (یعنی شرعی صورت) نہیں رکھتا، یہ زید کی زیادتی ہے۔ (جلد دوم صفحہ ۳۹۴)

واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :-

یہاں دو باتیں قابلِ غور ہیں۔

﴿1﴾ جب تک شریعت کی جانب سے ممانعت وارد نہ ہو، کسی بھی فعل کو ناجائز و حرام نہیں کہا جا سکتا۔ گویا کہ کسی فعل کے ناجائز و حرام ہونے کے بارے میں شریعت کا خاموشی اختیار فرمانا ہی اس کے جواز کی دلیل ہے۔ اب چونکہ اقامت سے پہلے درودِ پاک پڑھنا، شرعی لحاظ سے ممنوع نہیں چنانچہ اس کے جائز و مستحب ہونے میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہئے۔

ہاں اتنا لحاظ ضرور کیا جائے کہ درودِ پاک پڑھ کر تھوڑی دیر رک جائیں پھر اقامت شروع فرمائیں یا ان دونوں کی ادئیگی کے دوران آواز میں فرق پیدا کریں مثلاً درودِ پاک ذرا پست آواز میں اور اقامت باآوازِ بلند ہو۔ ان باتوں کا خیال رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ درود شریف بھی اقامت کا ایک حصہ ہے۔

﴿2﴾ جس چیز کو شریعت نے لازم و ضروری نہ ٹھہرایا ہو، اس چیز کو اختیار کرنے کے لئے "غیر مستحق شخص کے لئے بغیر کسی مصلحت کے" کسی مسلمان کو مجبور کرنا اور انکار کرنے پر قابلِ ملامت ٹھہرانا 'ناجائز ہے، چنانچہ اگر کوئی اقامت سے پہلے درودِ پاک نہیں پڑھتا تو اسے پڑھنے پر مجبور کرنا شرعی لحاظ سے درست نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ مذکورہ مسئلے کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

## {ستر کھلے ہونے کی حالت میں کعبۃ اللہ کی طرف رخ یا پیٹھ کرنا کیسا؟}

**مسئلہ:** ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ

(۱) کیا استقبالِ واستدبارِ قبلہ (یعنی کعبۃ اللہ کی طرف رخ اور اس کی طرف پیٹھ کرنا) بوقت پیشاب پاخانہ جائز ہے؟

(۲) کیا استقبال واستدبارِ جنوب وشمال بوقت پیشاب وپاخانہ مرخص ہے (یعنی اس کی رخصت دی گئی ہے۔) ؟ اگر مرخص ہے تو استقبال بسوئے شمال (یعنی شمال کی سمت) افضل ہے یا بجنوب؟

(۳) دربارۂ استقبالِ شمال (یعنی شمال کی جانب رخ کرنے کے بارے میں) عوام بلکہ دانستہ (یعنی جاننے والے) حضرات چہ میگوئیاں (یعنی رائے زنی) کرتے ہیں کہ بیت المقدس انبیاء علیہم السلام کا قبلہ خصوصاً سرورِ انبیاء، سرتاجِ اصفیاء روحی فداہ کا قبلہ بھی بیت المقدس ہی تھا اور وہ واقع بہ شمال ہے اور روضۂ شیخ عبد القادر گیلانی قدس سرہ العزیز بھی بسوئے شمال ہے، لہٰذا استقبالِ شمال میں کمال درجہ کی بے ادبی ہے۔ تو کیا یہ ہر دو مقاماتِ اقدس واقع بہ شمال ہیں؟ اور استقبالِ شمال میں کوئی ممانعت، شرع میں پائی جاتی ہے؟ بینوا توجروا

### {الجواب}

(۱) پیشاب، پاخانہ کے وقت قبلہ معظمہ کا استقبال واستدبار دونوں ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) شمال وجنوب کی کوئی تخصیص نہیں۔ قبلہ کو نہ منہ ہو نہ پیٹھ، پھر جس طرف بیٹھ رہے جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نہ بیت المقدس یہاں سے ٹھیک شمال کو ہے نہ بغداد شریف، بلکہ دونوں یہاں سے جانب مغرب ہی ہیں اگرچہ شمال کو قدرے جھکے ہوئے، اور شریعت پر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زیادت کی اجازت نہیں اور اگر ان لوگوں کا کہنا فرض کر لیا جائے کہ وہ جانب ...
ہیں تو فقط استقبال ہی بے اولی نہیں بلکہ استدبار بھی۔ اب مشرق یا مغرب کو ...
یوں منع ہو کہ کعبہ معظمہ کو منہ یا پیٹھ ہو گی اور جنوب شمال کو یوں منع ہو کہ بیت
المقدس یا بغداد شریف کو رو (یعنی چہرہ) یا پشت ہو گی، تو قضائے حاجت کے وقت کسی
طرف منہ کرنے کی اجازت نہ رہی، یہ کیونکر ممکن؟ ہر جہت کا حکم اس کے دونوں
پہلوؤں میں ۴۵، ۴۵ درجے تک رہتا ہے، جس طرح نماز میں استقبالِ قبلہ، تو تمام
آفاق (دنیا) کا احاطہ (یعنی گھیراؤ) ہو گیا اور قضائے حاجت کی کوئی صورت نہ رہی۔

(جلد دوم صفحہ ۱۵۹) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصہ یہ ہوا کہ

(1) ستر کھلے ہونے کی حالت میں "کعبۃ اللہ عزوجل" کی جانب رخ یا پیٹھ کرنا، "ممنوع وحرام" ہے۔ ترمذی شریف (باب فی النھی عن استقبال القبلۃ بغائط او بول) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ "جب تم قضائے حاجت کے لئے آؤ تو پیشاب وغیرہ کرتے وقت کعبۃ اللہ کی طرف نہ رخ کرو اور نہ ہی پیٹھ، بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کرو۔"

**مدینہ** :۔ حدیثِ پاک میں مشرق یا مغرب کی سمت رخ کرنے کا حکم ارشاد فرمانا، "اہلِ مدینہ" کے اعتبار سے ہے، کیونکہ مدینہ منورہ میں سمتِ قبلہ، جانبِ جنوب واقع ہے۔

لیکن یہاں پر ایک چیز کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ اگر کوئی شخص جانبِ قبلہ سے تھوڑا سا ترچھا ہو کر استنجاء کر رہا ہے، تب بھی اس کے لئے لازم ہے کہ کم از کم، "45 درجے" ہٹ کر استنجاء کرے کیونکہ 45 درجے کے اندر اندر اسی سمت کا حکم جاری ہو گا۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے درج ذیل نکات پر توجہ فرمائیے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(i) اگر ایک خط چوڑائی میں کھینچا جائے، پھر اس کے درمیان سے ایک خط طول میں کھینچا گیا ہو تو ان خطوط کے درمیان، "90درجے" کا زاویہ ہوگا۔ جیسا کہ نقشے سے ظاہر ہے۔

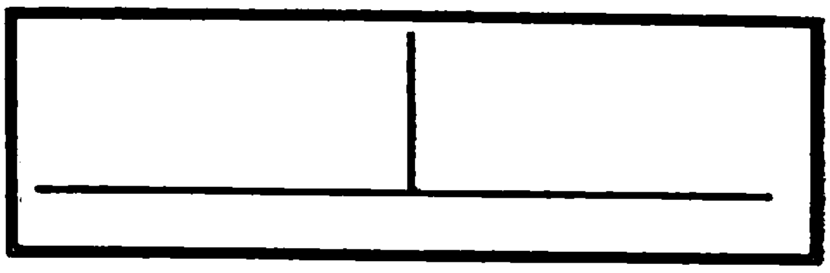

(ii) اب جہاں دونوں خطوط مل رہے ہیں، وہاں سے ایک لکیر دائیں اور بائیں بالکل سیدھی کھینچی جائے تو دونوں جانب، "45درجے" کا زاویہ بن جائے گا، نقش ملاحظہ فرمائیں۔

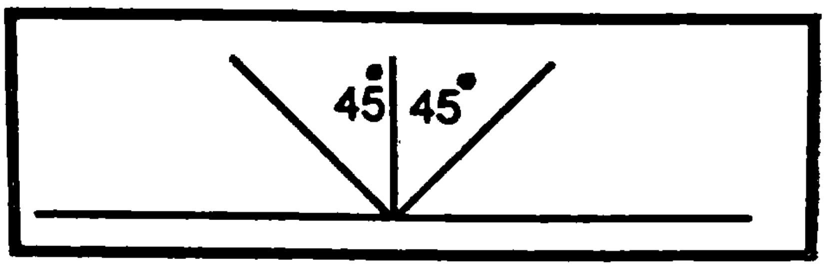


(iii) اب ہر استنجاء کرنے والے کو چاہیئے کہ چاہے گھر کے استنجاء خانے کو استعمال کرے، چاہے باہر کسی مقام پر فراغت کا موقع ملے، اولاً یہ دیکھ لے کہ بیت الخلاء کا رخ، قبلہ کی سمت یا اس سے "45درجے" دائیں بائیں ہٹ کر ہے یا نہیں۔ اگر ہٹ کر ہے تو ٹھیک، ورنہ بصورتِ دیگر سخت گناہ گار ہوں گے۔

**مدنی مشورہ** :۔ اگر آپ کو محسوس ہو کہ آپ کے گھر کے استنجاء خانے کا رخ قبلہ کی سمت میں "45درجے" کے اندر اندر ہے تو گناہ گار ہونے سے بچنے کے لئے، "پیسے کی مقدار کو نہ دیکھیں" بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، فوراً سے پیشتر اس کا رخ درست کروالیں۔

{2} چونکہ استنجاء کے سلسلے میں احتیاط کے لئے دیئے گئے شرعی حکم میں زیادتی بباعثِ حرج ہے، لھذا مشرق و مغرب کے علاوہ دیگر جہتوں کی طرف رخ کر کے استنجاء کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اللہ عزوجل ہمیں صحیح سمت، رخ کر کے استنجاء کرنے، غلط رخ بنے ہوئے استنجاء خانے جلد از جلد درست کروانے اور آج سے پہلے کعبۃ اللہ کی سمت رخ کر کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جتنی بار بھی ستر کھولا، اس پر کامل توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

# {خوابوں کی اقسام}

**مسئلہ:۔** خواب کیا چیز ہے؟

## (الجواب)

"خواب" چار قسم ہے۔

﴿ایک﴾ حدیثِ نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب' جب سویا اور اس طرف سے حواس (یعنی ہوش) معطل (یعنی کام سے خالی) ہوئے، عالمِ مثال (یعنی خیالی دنیا) بقدرِ استعداد (یعنی قابلیت وفطری صلاحیت کے مطابق) منکشف (یعنی ظاہر) ہوا 'انہیں تخیلات (یعنی خیالات) کی شکلیں سامنے آئیں، یہ خواب "مہمل اور بے معنیٰ" ہے۔ اور اسی (حکم) میں داخل ہے وہ (خواب بھی کہ) جو کسی خلط کے غلبہ (کا نتیجہ ہوتا ہے کہ خواب میں) اسکے مناسبات نظر آتے ہیں مثلاً صفراوی آگ دیکھے (یا) بلغمی پانی۔

﴿دوسرا﴾ خواب القائے شیطان (یعنی شیطان کا ڈالا ہوا ہوتا) ہے اور وہ اکثر وحشت ناک ہوتا ہے، شیطان آدمی کو ڈراتا یا خواب میں اس کے ساتھ کھیلتا ہے، اس کو فرمایا کہ "کسی سے ذکر نہ کرو کہ تمہیں ضرر دے گا۔" ایسا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اعوذ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کرکے دو رکعت نفل پڑھے۔

﴿تیسرا﴾ خواب القائے فرشتہ (یعنی فرشتے کا ڈالا ہوا) ہوتا ہے اس سے گزشتہ وموجودہ وآئندہ (کے) غیب ظاہر ہوتے ہیں، مگر (یہ غیب ظاہر ہونا) اکثر پردۂ تاویل قریب یا بعید میں (ہوتا ہے)[1] ولہذا احتیاجِ تعبیر ہوتا ہے۔

﴿چوتھا﴾ خواب کہ رب العزۃ بلاواسطہ القاء فرمائے، وہ صاف صریح ہوتا ہے اور احتیاج تعبیر سے بری۔ (جلد نہم صفحہ ۱۱۹)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] ۔ یعنی یہ خواب بالکل واضح نہیں ہوتا بلکہ اس کی تھوڑی یا زیادہ شرح کرنی پڑتی ہے)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ:۔

بیانِ خلاصہ سے پہلے ''خِلط'' کے بارے میں چند باتیں ملاحظہ فرمالیں کہ جسمِ انسانی میں چار چیزیں خون، بلغم، صفراء اور سوداء ''اَخلاط'' کہلاتی ہیں، ان میں سے ہر ایک کو خلط کہتے ہیں، ان چاروں کا حدِ اعتدال پر رہنا ضروری ہے، کسی ایک میں بھی کمی زیادتی باعثِ نقصان ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسان بیمار پڑ جاتا ہے، نیز فضول قسم کے خواب بھی اکثر اسی کے نتیجے میں ظاہر ہوتے ہیں۔(مزید تفصیل کتبِ حکمت وغیرہ میں ملاحظہ فرمایئے۔)

اب مسئلے کا خلاصہ یہ ہے کہ، ''خواب'' چار حال سے خالی نہ ہوگا۔{1} مھمل وبے معنیٰ ہوگا۔یا{2} وحشت ناک ہوگا۔یا{3} غیبی امور پر مشتمل اور محتاجِ تعبیر ہوگا۔اوریا پھر{4} صاف وصریح اور غیر محتاجِ تعبیر ہوگا۔

بصورتِ اول، ''نفس وخلط'' کے باعث، بصورتِ ثانی، ''من جانبِ شیطان''، بصورتِ ثالث، ''فرشتے'' کی طرف سے، اور بصورتِ رابع بغیر کسی واسطے کے ''اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی'' کا نتیجہ ہوگا۔

### نقشہ کے ذریعے مزید وضاحت:۔

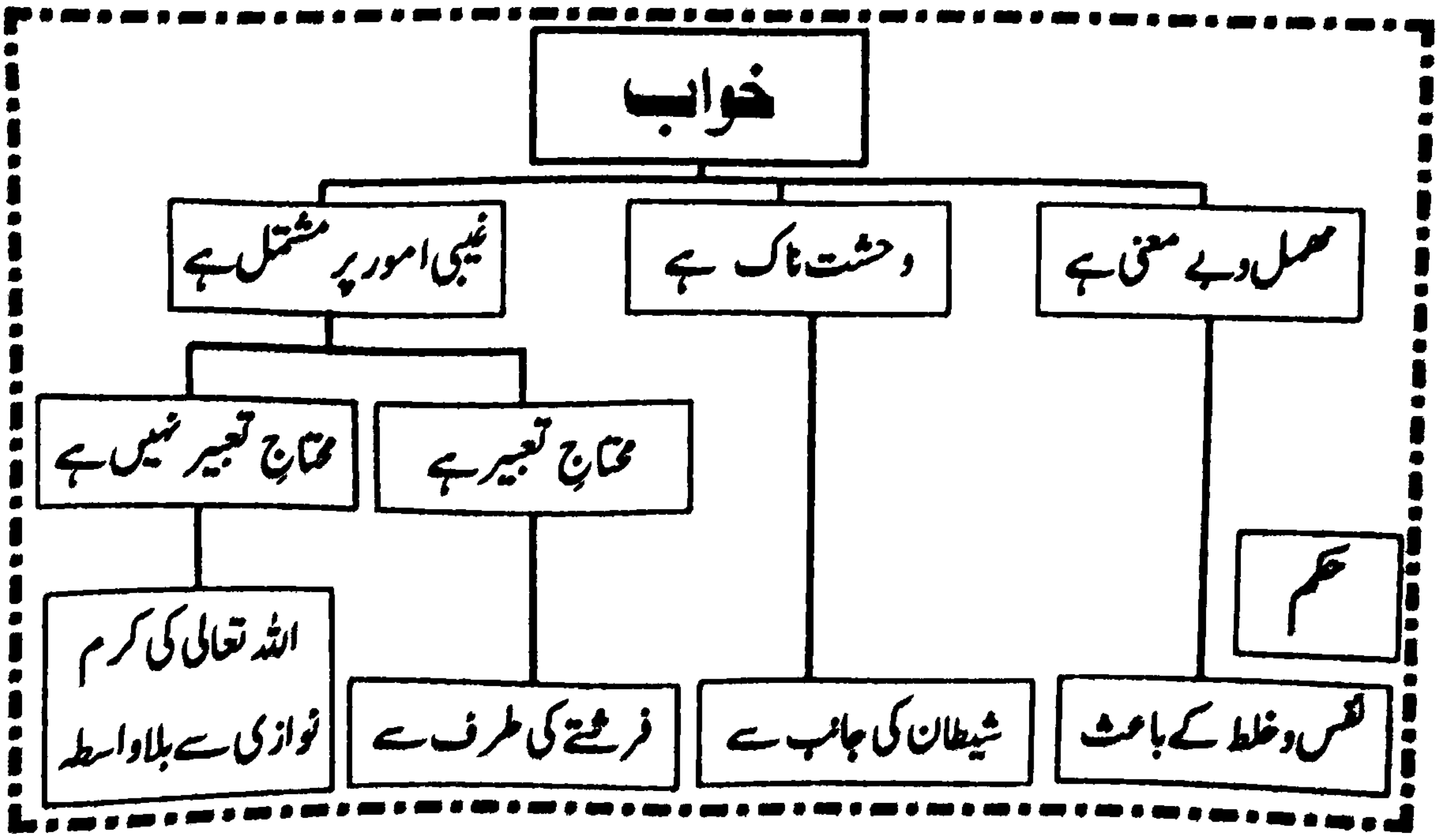


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ ہمیں پاکیزہ خوابوں کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {مسجد میں سوال کرنا کیسا؟}

**مسئلہ:۔** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے یا غیر کے واسطے اور سائل کو دینا، اس کے یا غیر کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟

### {الجواب}

جو مسجد میں غل (یعنی ہنگامہ) مچا دیتے ہیں، نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں، لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں' مطلقاً حرام ہے، اپنے لئے مانگے خواہ دوسرے کے لئے۔

حدیث میں ہے "جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم۔ اپنی مسجدوں کو اپنے بچوں اور اپنے پاگلوں اور اپنی بلند آوازوں سے بچاؤ۔" رواہ ابن ماجه عن واثلة بن الاسقع وعبدالرزاق عن معاذ بن جبل رضی الله تعالی عنهما (یعنی اسے ابن ماجہ نے واثلہ بن اسقع اور عبد الرزاق سے اور انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا) {کتاب المساجد والجماعات} حدیث میں ہے "من تخطی وقاب الناس یوم الجمعة اتخذ جسرا الی جهنم جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لئے پل بنایا" رواہ احمد والترمذی وابن ماجة عن معاذ بن انس رضی الله تعالی عنه (یعنی اسے امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا) {کتاب الجمعہ}

اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لئے مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے،

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالة فلیقل لارد ها الله الیك وفان المساجد لم تبن لهذا جو کسی کو مسجد میں اپنی گمی چیز دریافت کرتے سنے اس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے' مسجدیں اس لئے نہیں۔" رواہ احمدومسلم وابن ماجة عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ (یعنی اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا) (کتاب المساجد والجماعات)۔ جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنا خصوصاً اکثر بلا ضرورت، بطور پیشہ کے خود ہی حرام ہے یہ کیونکر جائز ہو سکتی ہے؟

ولہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے "جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر پیسہ راہِ خدا میں اور (یعنی مزید) دے کہ اس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہوں۔"

اور دوسرے محتاج کی امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لئے چندہ کرنا، جس میں نہ غل شور ہو نہ گردن پھلانگنا، نہ کسی کی نماز میں خلل، یہ بلاشبہ "جائز" بلکہ "سنت" سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ثابت ہے۔" (جلد دہم صفحہ ۵۲ نصف آخر) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصہ یہ ہوا کہ "مسجد میں سوال کرنا" دو حال سے خالی نہ ہوگا۔ (i) اپنی ذات کے لئے کیا ہے یا (ii) کسی دوسرے کے لئے۔ بصورتِ اول ممنوع۔ بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں۔ (۱) یہ سوال کرنا بآوازِ بلند، صفوں کو چیرتے ہوئے، شور وغل اور نمازیوں کی نماز میں خلل کے ساتھ ہے یا (۲) نہیں۔ بصورتِ اول اس انداز سے سوال کرنا، "ناجائز و حرام" اور بصورتِ ثانی، "جائز و حلال۔"

نیز بغیر سوال کئے سائلِ مسجد کو کچھ دے دینا حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی سنتِ مبارکہ ہے۔

## نقشے کے ذریعے مزید وضاحت :۔

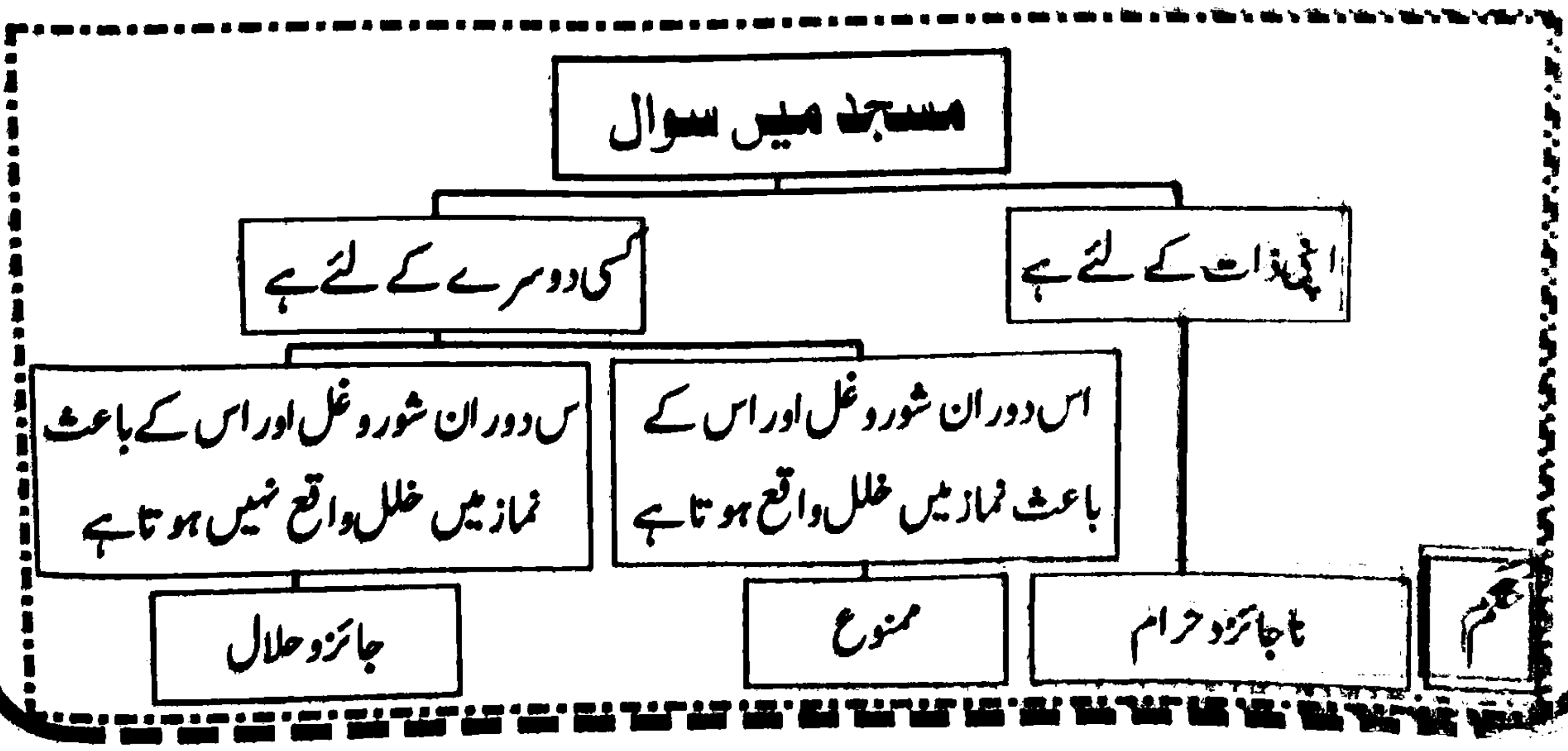


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ ہمیں مسجد کے سائل کو کچھ دینے سے پہلے مذکورہ فتویٰ میں بیان کردہ صورتوں پر غور کرنے اوران کے شرعی حکم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {کسی کو شیطان کہنا کیسا؟}

**مسئلہ:۔** ہر کسی کو شیطان کہیں، یہ حلال ہے یا حرام؟

### (الجواب)

گمراہ بد دین کو شیطان کہا جاسکتا ہے اور اسے بھی جو لوگوں میں فتنہ پردازی کرے، ادھر کی ادھر لگا کر فساد ڈلوائے، جو کسی کو گناہ کی ترغیب دے کر ساتھ لے جائے، وہ اس کا شیطان ہے اور مومن صالح کو شیطان کہنا شیطان کا کام ہے (جلد پنجم صفحہ ۳۹۹)

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ”جس کو شیطان کہا وہ دو حال سے خالی نہیں۔﴿1﴾ کسی شیطانی کام میں مشغول ومصروف رہتا ہے یا﴿2﴾ نیک وپاکیزہ کام میں۔بصورتِ اول اسے شیطان کہنا جائز اور بصورتِ ثانی ناجائز۔“

اللہ عزوجل ہمیں بے جا ”استعمالِ لفظِ شیطان“ سے محفوظ فرمائے۔امین

## {عورت جنت میں کس خاوند کے ساتھ ہو گی؟}

**مسئلہ:۔** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ”ایک عورت کا خاوند مر گیا اور اس عورت نے دوسرا خاوند کر لیا ہو، تو وہ عورت جنت میں کون سے خاوند کے پاس ہو گی؟ بینوا توجروا

### (الجواب)

عورت اپنے آخر ازواج (یعنی آخری شوہر) کے لئے ہے۔(جلد دہم صفحہ ۱۰۵ نصف آخر)

## وضاحت وخلاصہ:۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کے ایک سے زائد شوہر ہیں، اس طور پر کہ اس کا سابقہ شوہر فوت ہو گیا اور اب اس نے دوسری شادی کی ہے، تو بروزِ قیامت بعد دخولِ جنت کی صورت میں، اسی آخری شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت ہوگی۔

اللہ عزوجل نفسِ مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {عمامہ شریف کی مقدار اور لباسِ سرکار ﷺ}

**مسئلہ:**۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ☆ حضورِ پرنور ﷺ کا کرتہ شریف کتنا نیچا تھا؟ اور ☆ گریبانِ مبارک، سینۂ اقدس پر تھا یا دائیں بائیں؟ اور ☆ چاکِ مبارک کھلی تھی یا دوختہ (یعنی سلی ہوئی)؟ ☆ اور بٹن لگتے تھے یا گھنڈی (یعنی گریبان کو بند کرنے کے لئے کپڑے یا دھاگے کے گول بٹن)؟ ☆ اور کون سی رنگت کا مرغوب (یعنی پسندیدہ) تھا؟ اور عمامہ شریف کے (یعنی کتنے) گز کا لانبا تھا؟ ☆ اور وہ گز کتنا لانبا تھا؟

### {الجواب}

قمیصِ مبارک، "نیم ساق (یعنی نصف پنڈلی تک) تھا۔ مواہب شریف میں ہے، "کان ذیل قمیصه ورداء ﷺ الی انصاف الساقین (یعنی رسول اللہ ﷺ کی قمیصِ مبارک کا دامن اور چادرِ اقدس، نصف پنڈلی تک تھی)۔" حاکم نے صحیح اور ابو الشیخ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، "ان رسول اللہ ﷺ لبس قمیصا وکان فوق الکعبین (یعنی بے شک رسول اللہ ﷺ قمیصِ مبارک زیبِ تن فرماتے تھے اور وہ ٹخنوں سے اوپر تھی)۔"

کم طول کا بھی وارد ہے، بیہقی نے شعب الایمان میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، "کان له ﷺ قمیص من قطن قصیرا لطول قصیرا لکم۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ کی ایک روئی سے بنی ہوئی قمیص مبارک تھی جو لمبائی اور مقدار کے اعتبار سے چھوٹی تھی)۔"

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

☆اشعۃ اللمعات میں ہے، "جیب قمیص آں حضرت ﷺ بر سینہ مبارک وے بود چنانکہ احادیث بسیار بر آں دلالت وارد و علمائے حدیث تحقیق ایں نمودہ اند (یعنی رسول اللہ ﷺ کا گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا، جیسا کہ بہت احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور علمائے حدیث نے اس کی تحقیق فرمائی ہے۔ اسی میں ہے، "تحقیق آنست کہ گریبانِ پیراہنِ نبوی ﷺ بر سینہ بود۔ (یعنی تحقیق یہ ہے کہ پیراہنِ نبوی کا گریبان سینے پر تھا۔)

☆دامن کے چاک کھلے ہونا ثابت ہے کہ ان پر ریشمی کپڑے کی گوٹ (یعنی بیل) تھی اور گوٹ کھلے ہوئے چاکوں پر لگاتے ہیں۔ صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد میں اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے (روایت) ہے، "انھا اخرجت جبۃ طیالسیۃ کسروانیۃ لھا لبنۃ دیباج و فرجیھا مکفوفین بالدیباج۔ (یعنی بے شک آپ نے ایک طیالسی کسروانی جبہ نکالا جس پر ریشم کی کلی تھی اور اس کے چاک ریشم سے سلے ہوئے تھے، جو کتب لباس میں ہے) اس زمانے میں گھنڈی تکمے ہوتے تھے، جنہیں "زر وعروہ" کہتے (تھے)۔

☆بٹن ثابت نہیں، نہ ان (کے لگانے) میں کوئی حرج ہے۔

☆رنگ سبز و سرخ (یعنی سرخ دھاریوں والا) بھی ثابت ہے اور محبوب تر سفید۔ حدیث میں ہے، "البسوا الثیاب البیض فانھا اطھر و اطیب و کفنوا فیھا موتاکم۔ سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور خوب ہیں اور اپنے اموات کو سفید کفن دو۔ رواہ احمد و الاربعۃ الا عن سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ۔

☆عمامہ مقدس کے طول میں کچھ ثابت نہیں۔ امام ابن الحاج مکی، سات ہاتھ یا اس کے قریب کہتا ہے، اور حصن فقیر میں کلمات علماء سے ہے کہ "کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ۔" شیخ عبد الحق کے رسالہ لباس میں "اکتیس ہاتھ تک لکھا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔ "اور ہے یہ کہ (یعنی صحیح یہ ہے کہ) یہ امر (یعنی معاملہ) عادت پر ہے، جہاں علماء و عوام کی جیسی عادت ہو اور اس میں کوئی محذورِ شرعی نہ ہو[1] اسی قدر (یعنی اتنی ہی مقدار) اختیار کریں۔ فقد نص العلماء ان الخروج عن العادة شهرة ومكروه۔ (یعنی علماء نے صراحۃً ارشاد فرمایا کہ "عادت سے نکلنا، شہرت اور مکروہ" ہے۔

(جلد دہم صفحہ ۱۰۴ نصف اول) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

مذکورہ مسئلے سے درجِ ذیل مدنی نکات معلوم ہوئے۔

{i} کرتہ پہننا سنتِ مبارکہ ہے۔ {ii} اس کی لمبائی نصف پنڈلی تک ہونی چاہیئے۔ کم طول کا پہننا بھی ثابت ہے۔ {iii} گریبان، سینے پر ہونا چاہیئے۔ {iv} دونوں جانب چاک رکھنا بھی سنت ہے۔ {v} سفید رنگ کا لباس سرکارِ مدینہ ﷺ کو مرغوب وپسندیدہ ہے۔ {vi} عمامہ کم از کم پانچ ہاتھ اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ کا ہونا چاہیئے، بعض علماء نے اکتیس ہاتھ بھی لکھا ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے مطابق جس علاقے میں وہاں کے، "علماء و عوام" جتنی مقدار کا استعمال کریں، اتنا ہی اختیار کرنا چاہیئے۔ بشرطیکہ اس میں شرعی طور پر کوئی ممانعت نہ ہو۔ {vii} اپنے اطراف کے لوگوں کی عادت سے ہٹ کر جو لباس اختیار کیا جائے، وہ لباسِ شہرت اور مکروہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بلا شرم و جھجک سنت کے مطابق لباس پہننے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## {نمازِ فجر کے لئے جگانا کیسا؟}

**مسئلہ** :۔ اگر نمازیوں کو نماز کے وقت سے گھنٹہ، آدھ گھنٹہ پہلے ان کی اجازت سے یا بغیر اجازت ان کے مکانوں پر جاکر فجر کی نماز کے واسطے "بتاکید" جگایا جائے تو جائز ہے

---

[1] یعنی اس میں کوئی ایسی چیز نہ ہو کہ جس سے شرعی طور پر بچنے کا حکم دیا گیا ہو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یا نہیں؟

(الجواب)

نماز کے لئے جگانا موجبِ ثواب ہے، مگر وقت سے اتنا پہلے جگانے کی کیا حاجت ہے؟ البتہ ایسے وقت جگائے کہ استنجاء، وضو سے فارغ ہو کر سنتیں پڑھے اور تکبیر اولیٰ میں شامل ہو جائے۔ (جلد دوم صفحہ ۳۹۰)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

معلوم ہوا کہ نماز کے لئے جگانا "ہر صورت میں" باعثِ ثواب ہے چاہے اس کے لئے سونے والوں نے اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ البتہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وقت سے بہت پہلے نہ جگایا جائے کہ اس سے خدانخواستہ نفس میں بے زاریت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، ہاں اتنے پہلے جگانا مناسب ہے کہ وضو وغیرہ سے فراغت پا کر سنتیں ادا کرنے کے بعد تکبیرِ اولیٰ حاصل کر سکیں۔

**مدینہ** :۔ ضمناً عرض ہے کہ نمازِ فجر کے لئے جگانا، رحمتِ عالم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی سنتِ کریمہ ہے۔ جیسا کہ

{i} حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ فجر کے لئے نکلا تو آپ جس بھی سوئے ہوئے شخص پر گزرتے تھے اسے نماز کے لئے آواز دیتے یا اپنے پیرِ مبارک سے اسے ہلاتے۔ (ابوداؤد)

{ii} حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں "تاریخ الخلفاء" میں ابنِ سعد کے حوالے سے ایک روایت میں ہے کہ "یہ لڑکا ابو لؤلؤ (یعنی آپ کا قاتل) ایک دودھارا خنجر آستین میں چھپا کر مسجد میں ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھ گیا، ابھی سپیدۂ صبح نمودار نہیں ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے ہوئے گشت فرما رہے تھے۔ جب آپ مسجد میں اس کے قریب سے گزرے تو اس نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آپ کے جسمِ مبارک پر پے در پے تین وار کئے (جن کے سبب آپ جامِ شہادت نوش فرما گئے۔)

{iii} تاریخ الخلفاء میں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ کو علی الصبح بیدار ہو کر اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے گفتگو فرمارہے تھے کہ اتنے میں ابنِ نباح مؤذن نے آکر آواز دی، "الصلوٰۃ، الصلوٰۃ" چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے۔ راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لئے آواز دے کر جگاتے جاتے تھے، کہ اتنے میں ابنِ ملجم سے سامنا ہو گیا، اس نے اچانک آپ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔ زخم بہت کاری تھا چنانچہ اتوار کی شب، آپ کی روح مبارک بارگاہِ قدس میں پرواز کر گئی۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان بھائی کو نماز کے لئے جگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## {عورت کا ملازمت کرنا کیسا؟}

**مسئلہ**:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی عورت بسبب ناداری کے ایک معتبر جگہ پر ملازم ہے، اور زید اور اس کی عورت "شریف القوم" ہے، کپڑا اس طرح پر استعمال نہیں کیا جاتا کہ جس سے ستر کو نقصان پہنچے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "نماز زید کے پیچھے نہیں پڑھنا چاہیئے، کہ اس کی عورت غیر محرم کے یہاں بے پردہ رہتی ہے۔" اگر زوجۂ زید ملازمت نہ کرے تو صرف تنخواہِ زید کافی بسر اوقات کو نہیں ہو سکتی ہے۔

### (الجواب)

یہاں پانچ شرطیں ہیں۔

(1) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہ چمکے۔

(2) کپڑے تنگ و چست نہ ہوں جو بدن کی ہیأت ظاہر کریں۔

(3) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔

(4) کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لئے تنہائی نہ ہوتی ہو۔

(5) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنۂ فتنہ (یعنی فتنے کا گمان) نہ ہو۔

یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو "حرج نہیں" اور ان میں سے ایک بھی کم ہے تو "حرام" ہے۔ پھر اگر زید اس پر راضی ہے یا بقدرِ قدرت بندوبست نہیں کرتا تو ضرور اس پر بھی الزام (ہے) ورنہ نہیں۔ قال تعالیٰ "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ" وِّزْرَ اُخْرٰی (ترجمہ: اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی (بنی اسرائیل ۱۵)"۔

(جلد دہم نصف آخر صفحہ ۲۵۲) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :-

خلاصہ یہ ہوا کہ بامرِ مجبوری "ملازمت کے لئے" عورت کا گھر سے باہر نکلنا اسی وقت جائز ہو سکتا ہے کہ جب مندرجہ بالا پانچوں شرائط کا لحاظ کیا جائے۔ نیز اگر مذکورہ شرائط نہ پائی جائیں، اور شوہر پھر بھی عورت کو نکلنے سے نہ روکے یا کوئی قابلِ قدر بندوبست نہ کرے تو اسے بھی موردِ الزام ٹھہرایا جائے گا۔

### مآخذ :-

پہلی، دوسری اور تیسری شرط کا ماخذ یہ احادیث ہو سکتی ہیں۔

☆ ابوداؤد نے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرتِ اسماء رضی اللہ عنہا باریک کپڑا پہن کر حضور ﷺ کے سامنے آئیں، حضور ﷺ نے منہ پھیر لیا اور یہ فرمایا "اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چاہیے سوائے منہ اور ہتھیلیوں کے۔[1]

☆امام مالک علقمہ رضی اللہ عنہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتِ حفصہ بنت عبدالرحمٰن، حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک دوپٹا اوڑھ کر آئیں، حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کا دوپٹا پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹا دے دیا۔[2]

(۳) ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے وحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں چند قبطی کپڑے لائے گئے، حضور ﷺ نے ایک مجھے دیا اور یہ فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کرلو، ایک ٹکڑے کی قمیض بنوالو اور ایک اپنی بی بی کو دے دینا وہ اوڑھنی بنالے گی، جب یہ چلے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بی بی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا لگالے تاکہ بدن نہ جھلکے۔

چوتھی شرط کا ماخذ یہ حدیثِ پاک ہو سکتی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "جو شخص اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے، وہ کسی ایسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو کہ جس کے ساتھ اس کا محرم نہ ہو کیونکہ ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

پانچویں شرط کا ماخذ یہ حدیثِ پاک ہو سکتی ہے کہ حضرتِ زینب زوجہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو خوشبو نہ لگائے۔ (مسلم)

غور فرمایئے کہ رسول اللہ ﷺ کا زمانہ مبارکہ سب سے پاکیزہ زمانہ تھا نیز دھونی کی خوشبو بہت ہی کم ہوتی تھی اس کے باوجود، چونکہ خوشبو لگا کر آنے میں احتمالِ فتنہ تھا، لہذا تعلیمِ امت کے لئے آپ ﷺ نے عورتوں کو ایسی حالت میں جماعت میں

---

[1] یہ دو چیزیں ستر عورت میں داخل نہیں لیکن فی زمانہ چونکہ فتنہ حد سے بڑھ چکا ہے لہذا اب فقہائے کرام نے چہرہ چھپانے کا بھی حکم فرمایا ہے۔ [2] کیونکہ عورت کے بال بھی ستر میں داخل ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آنے سے منع فرمادیا۔ جب اس زمانے میں جماعت کے بارے میں یہ حکم ہے تو اِس زمانے میں نوکری کے لئے اس کا خیال کیوں نہ رکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حکمِ مصطفیٰ ﷺ پر خوشدلی سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

## {بزرگوں کی زبان سے نکلنے والے "بظاہر قابلِ گرفت الفاظ" کا حکم}

مسئلہ:۔ بعض متصوفہ زندیقہ (یعنی بے دین) جو، "زید، عمرو، بکر، یہ، وہ" سب کو "خدا ہی خدا" کہتے ہیں۔ وہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ اِس وجہ سے منصور (حلاج رضی اللہ عنہ) نے دعویٰ "اَنَا الْحَقُّ" (یعنی میں "حق" ہوں۔ مراد خدا ہوں۔) کا کیا۔ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے اسی لئے، "سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ" (یعنی پاکی ہے مجھے، میری شان کیا ہی عظیم ترین ہے۔) "فرمایا۔ اور شمس تبریزی نے اسی وجہ سے، "قُمْ بِاِذْنِیْ" (یعنی میرے حکم سے کھڑا ہو جا۔) "کہہ کر مردے کو زندہ کیا۔ اب عرض یہ ہے کہ "کیا واقعی یہ کلمات اوپر کے بزرگوں سے صادر ہوئے ہیں؟ اور کیا اس صوفی زندیق کا یہ کہنا صحیح ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو کیا یہ کلمات عند الشرع (یعنی شرع کے نزدیک) مردود ہیں یا نہیں؟ اور اگر مردود ہیں تو اوپر کے تینوں بزرگوں سے اہلِ سنت و الجماعت کس طرح کا عقیدہ رکھیں؟

(الجواب)

ان زنادقہ کا یہ قول، "صریح کفر" ہے۔ اور ان کے قول کی صحت کا شک واقع ہو جو سائل کے ایمان کو مضر ہے، تجدیدِ اسلام چاہیئے۔ وہ تینوں حضرات کرام، اکابر اولیائے عظام سے ہیں، قدسنا اللہ باسرارھم۔

حضرت شمس تبریز رضی اللہ عنہ سے یہ کلمہ ثابت نہیں، اور ثابت ہو تو اسے اِدعائے الوہیت (یعنی دعوائے خدائی) سے کیا علاقہ (یعنی تعلق)؟ ایسی، "اِضافاتِ مجازیہ (یعنی مجازی طور پر نسبتیں)" شائع (یعنی عام) ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت حسین منصور رضی اللہ عنہ، "أَنَا الحَقُّ" نہیں کہتے تھے بلکہ، "أَنَا أَحَقُّ" (کہتے تھے)۔ لتلائے الٰہی کے لئے سامعین کی فہم کی غلطی تھی۔ ان کی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں۔ ہر روز اخیر شب میں جنگل میں تشریف لے جاتیں اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوتیں۔ ایک روز حضرتِ حسین منصور کی آنکھ کھلی اور بہن کو نہ پایا، شیطان نے شبہ ڈالا۔ دوسری رات قصداً جاگتے رہے، جب وہ اپنے وقتِ معمول پر اٹھ کر باہر چلیں، یہ آہستہ اٹھ کر پیچھے ہو لئے، وہ جنگل میں پہنچیں اور عبادت میں مشغول ہوئیں، یہ پیڑوں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے، قریبِ صبح انھوں نے دیکھا کہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اترا اور وہ ان کی بہن کے دہنِ مبارک کے پاس آگیا، انھوں نے پینا شروع کیا، یہ بے چین ہوئے اور چلا کر کہا، "بہن تمھیں خدا کی قسم! تھوڑا میرے لئے بھی چھوڑ دو۔" انھوں نے صرف ایک جُرْعَہ (یعنی گھونٹ) ان کے لئے چھوڑا، جس کے پیتے ہی ان کو ہر شجر و حجر و در و دیوار سے آواز آنے لگی، "کہ کون اس کا زیادہ، "أَحَقّ (یعنی حق دار)" ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیا جائے؟" یہ اس کا جواب دیتے، "أَنَا الأَحَقُّ بے شک میں اَ حَقُّ (یعنی زیادہ حق دار) ہوں۔" لوگوں نے کچھ (اور) سنا، اور جو منظور تھا واقع ہوا۔

حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے اس سوال کا خود جواب ارشاد فرمادیا، فرمایا "میں نہیں کہتا، وہ فرماتا ہے جسے فرمانا زیبا ہے۔" سالکوں نے اس پر دلیل چاہی۔ فرمایا، "تم سب ایک ایک خنجر ہاتھ میں لے کر بیٹھ جاؤ اور جس وقت مجھے ایسا کہتے سنو، بے تامل خنجر مارو کہ ایسے قائل کی سزا قتل ہے۔" انھوں نے ایسا ہی کیا، جب حضرت پر حالت وارد ہوئی اور وہی کلمہ نکلا، ان سب نے بے محابا (یعنی بلا دریغ) خنجر مارے۔ جس نے جس جگہ کے قصد پر خنجر مارا تھا، خود اس کے اسی جگہ لگا۔ جب حضرت کے افاقہ ہوا، ملاحظہ فرمایا کہ "وہ سب گھائل پڑے ہیں۔" فرمایا، "میں نہ کہتا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تھا کہ "میں نہیں کہتا، وہ کہتا ہے، جس کا کہنا بجا ہے۔"

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو وہ طور پر اس درخت میں سے ندا سنی کہ "یٰمُوْسٰی! اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔﴿ترجمہ: اے موسیٰ! بے شک میں ہی ہوں اللہ، رب سارے جہاں کا۔(پ۲۰،القصص۳۰)﴾ کیا یہ درخت نے کہا تھا؟ حاشا! بلکہ رب العٰلمین نے درخت پر تجلی فرمائی اور حضرتِ کلیم کو اس میں سے ندا مسموع ہوئی۔ کیا وہ ایک درخت پر تجلی فرما سکتا ہے اور بایزید پر نہیں؟ کیا محال ہے کہ بایزید پر تجلی کرے اور "سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ" (فرمائے) اور لوگوں کو ان (یعنی بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ) میں سے ندا آئے۔ حضرت مولوی معنوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ایک جن جس پر مسلط ہوتا ہے اس کی زبان سے کلام کرتا ہے، اس کے جوارح (یعنی اعضاء) سے کام کرتا ہے"، کیا تمہارے نزدیک رب عزوجل ایسا نہیں کر سکتا؟ کلام اس کا ہے اور زبان بایزید کی۔ بایزید، شجرِ موسیٰ ہیں اور متکلم (یعنی کلام کرنے والا) وہ جس نے فرمایا، "اَنَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ"☆ فللہ الحجۃ البالغہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ

(i) جو جاہل معاذاللہ ہر چیز کو "خدا" کہنے کی ناپاک جسارت کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، یونہی جو مسلمان ان جہلاء کے مذکورہ قول کو صحیح گمان کرے وہ بھی اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، اسے تجدیدِ ایمان کرنا لازم وضروری ہے۔

(ii) حضرت شمس تبریز رضی اللہ عنہ کا قولِ مبارک اولاً تو ثابت ہی نہیں، اور اگر ثابت مان بھی لیا جائے تو اسے "نسبتِ مجازیہ" پر محمول کیا جائے گا۔

نسبتِ مجازیہ کا مطلب یہ ہے کہ "کسی قول و فعل کو حقیقتاً جس کی طرف منسوب کرنا چاہیئے، اس کی بجائے "کسی تعلق کی وجہ سے" اس کے غیر کی طرف

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

منسوب کر دینا۔" مثلاً اس قول "اللہ تعالیٰ نے سبزہ اگایا" میں "اگانے والے" فعل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف حقیقی طور پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً اگانے والا ہے۔ لیکن اگر یوں کہیں کہ "زمین نے سبزہ اگایا۔" تو اب یہاں اگانے والے فعل کی نسبت زمین کی طرف کرنا، مجازی طور پر ہوگا، کیونکہ اس کا فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہے۔ نسبتِ مجازیہ کا استعمال "کلام وعرف" میں بے حد عام ہے۔

(iii) حضرت منصور حلاج رضی اللہ عنہ کے فرمان "أَنَا الْحَقُّ" کا لوگوں کو "أَنَا الْحَقُّ" سننا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی آزمائش وامتحان کے لئے تھا۔ اس زمانے کے علماء نے "شرعی تقاضے کے مطابق" ظاہر پر حکم لگاتے ہوئے "تعزیراً قتل" تجویز فرمایا۔ اب چونکہ حقیقت ظاہر کے برخلاف ہے، لھذا آپ سے حسنِ عقیدت قائم رکھنا سعادت مندی ہے۔

(۴) حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کی زبانِ مبارک سے "بظاہر قابلِ گرفت" الفاظ کا صدور، دراصل اللہ عزوجل کی طرف سے تھا، جس میں آپ کی قدرت واختیار کو کوئی دخل نہ تھا، لھذا آپ قابلِ ملامت نہ ٹھہرے۔ اس پر دلیل، جواب میں مذکور ہے۔

اللہ تعالیٰ بزرگانِ سے تعلقِ عقیدت مضبوط رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیٰحضرت رضی تعالیٰ عنہ اور فتاویٰ رضویہ سے
اخذ شدہ فتاویٰ پر مُشتمل ایک مُفید تالیف

سلسلہ نمبر 5

# رہنمائے کامل

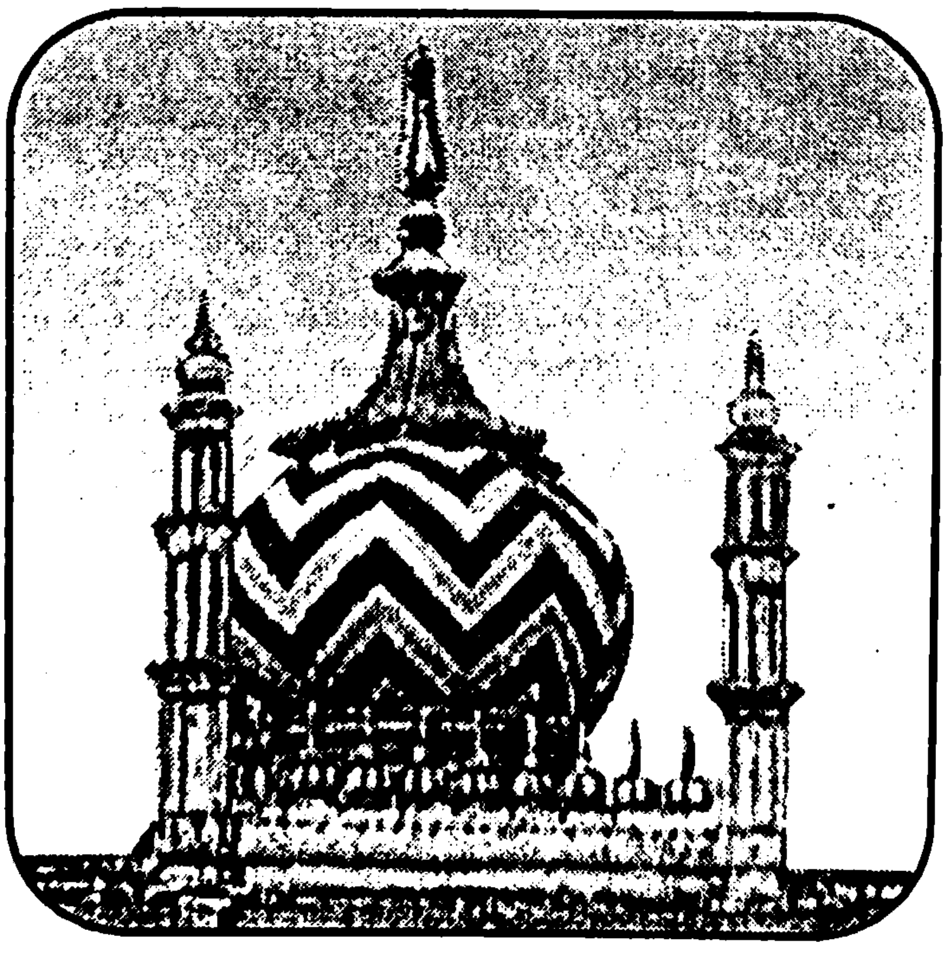

مُصنّفہ

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## پہلے اسے پڑھئے

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے "رہنمائے کامل (سلسلۂ اشاعت نمبر ۵)" اپنے فیوض وبرکات سے مالامال کرنے کے لئے مظہرِ عام پر آچکا ہے۔ اس مرتبہ اس کے بارے میں "حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی دامت برکاتھم العالیہ" کے تاثرات شاملِ اشاعت کئے گئے ہیں۔

اس مرتبہ بھی عوامی ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے 12 مسائل درج کئے گئے ہیں۔

حسبِ سابق اس بار بھی "مشکل الفاظ کو آسان کرنے"... عربی عبارات کے تراجم وحوالہ جات"... اور وضاحت وخلاصہ ونقشہ جات کے ذریعے نفسِ مسئلہ کو آسان سے آسان تر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چونکہ سابقہ رسالہ جات میں "رہنمائے کامل کی ضرورت" پر کافی لکھا جاچکا ہے، لھذا اس دفعہ صرف اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) بارے میں چند واقعات پر اکتفاء کیا گیا ہے، نئے پڑھنے والے جو حضرات زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں "کسی رہنمائے کامل کی اہمیت" اور "اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کے حالاتِ زندگی اور سیرتِ پاک" کے بارے میں تفصیلی طور پر جاننا چاہیں، ان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ پہلے مظہرِ عام پر آجانے والے رسائل کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کو بھی اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور جس مقصد کے تحت اسے تحریر کیا گیا، اس میں بعافیت کامیابی عطا فرمائے۔ امین

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز)

محمد اجمل قادری عطاری

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ بمطابق 25 ستمبر 2000ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# تاثرات

## استاذ الاساتذہ، جامع المعقول والمنقول، رئیس المدرسین

## شیخ الحدیث والتفسیر

## حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ الہ الطیبین واصحابہ الکاملین الواصلین

متعدد رسائل موسوم بہ "رہنمائے کامل" ملاحظہ کرنے کا شرف حاصل ہوا، جن میں امامِ اہلِ سنت، حضرت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے علمی مقام اور خداداد مراتب ومناقب کا بیان بھی ہے اور آپ کے فتاویٰ کا سہل اردو زبان میں بیان بھی اور اس کارِ خیر کو جاری رکھنے کا عزمِ بالجزم بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ سلسلہ بہت بڑی دینی اور مسلکی خدمت ہے اور اس میں اہلِ اسلام کے ساتھ ہمدردی اور خلوص کا کامل اظہار بھی ہے۔ کیونکہ حقیقی اخلاص اور محبت یہی ہے کہ لوگوں کے عقائد واعمال کی اصلاح وتطہیر کی جدوجہد اور سعی بلیغ کی جائے جو کہ حیاتِ اخرویہ میں فلاح وکامرانی اور نجات وخلاصی کی ضمانت ہے۔

سرورِ عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "الدین النصیحۃ" دین سراسر خلوص ہے، لھذا اس میں اس ادارے کے سرپرست اور بانی اور اراکین ومعاونین کی بھی بھلائی اور بہتری ہے۔

اللہ تعالیٰ بطفیلِ محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، انھیں یہ کارِ خیر جاری وساری رکھنے کی توفیق خیر رفیق نصیب فرمائے اور عوامِ اہلِ سنت کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی سعادت نصیب فرمائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

والسلام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# ﴾عرضِ مؤلف﴿

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن جیسی نادر ونایاب شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے۔ ان کے اوصاف وکمالات کا احاطہ کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ترین ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر اس وصف میں سے حصہ عطا فرمایا کہ جس کی ایک کامل ترین فقیہ ورہنما کو ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے تو اپنے، پرائے بھی ان کے کمالات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے حاصل ہونے والے انعامات کی حامل ایسی ذاتِ گرامی سے حسنِ عقیدت کا تعلق قائم رکھنا بہت بڑی سعادت مندی کی علامت ہے۔ نیز ان جیسے متقی، پرہیزگار، وسعتِ علم کے حامل اور دقتِ نظر رکھنے والے فقیہہ کی تعلیمات کو اپنے ہر معاملے میں رہنمائی کے حصول کے سلسلے میں حرفِ آخر گمان کرنا بھی سمجھداری وعقلمندی کا تقاضا ہے۔

آپ کی شخصیتِ پر اثر کے بارے میں چند ایمان افروز واقعات پڑھ کر ہمیں بھی ان کی عظمت کو اپنے دل میں مزید بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

## (i) مساواتِ اسلامی :۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ "ایک صاحب جن کا نام مجھے یاد نہیں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور اعلیحضرت علیہ الرحمۃ الرحمٰن بھی کبھی کبھی ان کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ان کے یہاں تشریف فرما تھے کہ انکے محلّہ کا ایک بیچارہ غریب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسلمان ٹوٹی ہوئی پرانی چارپائی پر جو صحن کے کنارے پڑی ہوئی تھی، جھجھکتے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ صاحب خانہ نے نہایت کڑوے تیوروں سے اوسکی طرف دیکھنا شروع کردیا، یہاں تک کہ ندامت سے سر جھکائے اٹھکر چلا گیا۔ حضور کو صاحب خانہ کی اس مغرورانہ روش سے سخت تکلیف پہنچی مگر کچھ فرمایا نہیں۔

کچھ دنوں کے بعد وہ حضور کے یہاں آئے، حضور نے اپنی چارپائی پر جگہ دی، وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں کریم بخش حجام حضور کا خط بنانے کیلئے آئے، وہ اس فکر میں تھے کہ "کہاں بیٹھوں؟" حضور نے فرمایا "بھائی کریم بخش! کیوں کھڑے ہو؟ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔" اور ان صاحب کے برابر بیٹھنے کا اشارہ فرمادیا۔ وہ بیٹھ گئے پھر تو انکے غصہ کی یہ کیفیت تھی کہ جیسے سانپ پھنکاریں مارتا ہے اور فوراً اٹھکر چلے گئے، پھر کبھی نہ آئے۔ خلافِ معمول جب کافی عرصہ گزر گیا تو حضور نے فرمایا "اب فلاں صاحب تشریف نہیں لاتے؟" پھر خود ہی فرمایا "میں بھی ایسے متکبر مغرور شخص سے ملنا نہیں چاہتا۔"

﴿حیاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ﴾

## (ii) کرم وسخاوت:۔

☆ جناب ذکاء اللہ خان صاحب کا بیان ہے کہ سردی کا موسم تھا، بعدِ مغرب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرحمٰن حسبِ معمول پھاٹک میں تشریف لاکر سب لوگوں کو رخصت کررہے تھے، خادم کو دیکھ کر فرمایا "آپ کے پاس رضائی نہیں ہے؟" خادم خاموش ہوگیا اس وقت جو رضائی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرحمٰن اوڑھے تھے 'خادم کو اتار کردے دی اور فرمایا کہ "اوڑھ لیجئے۔" خادم نے بصد ادب (یعنی نہایت ادب کے ساتھ) قدم بوسی کی اور حضرت کے فرمان مبارک کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تعمیل کی اور رضائی اوڑھ لی۔

☆انہیں کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے جب رضائی مجھے عنایت فرمائی، اس کے دو تین دن کے بعد حضرت کی نئی رضائی تیار ہو کر آگئی۔ نئی رضائی اوڑھے ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ مسجد میں ایک مسافر صاحب رات کے وقت آئے اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الرحمٰن سے عرض کیا "میرے پاس کچھ اوڑھنے کو نہیں ہے۔" اعلیٰ حضرت نے وہی نئی رضائی ان مسافر صاحب کو عطا فرمادی۔ (ایضاً)

### (iii) خوفِ آخرت:۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ "بعدِ نمازِ جمعہ 'حضور پھاٹک میں تشریف فرما ہیں، حاضرین کا مجمع ہے، لوگ مسائل پوچھتے جاتے ہیں، حضور جواب دیتے جاتے ہیں، اس وقت جناب سید محمود جان صاحب قادری برکاتی نوری رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں "حضور میں دیکھتا ہوں کہ ہر مسئلہ کا جواب آپ کی نوک زباں پر ہے، کبھی کسی مسئلہ کی نسبت حضور کو یہ فرماتے نہ سنا کہ کتاب سے دیکھ کر جواب دیا جائے گا۔" یہ سن کر حضور کسی قدر آبدیدہ ہوئے اور ارشاد فرمایا "سید صاحب! قبر میں مجھ سے ہر مسئلہ کی نسبت سوال ہو گا کہ اس میں تیرا عقیدہ کیا ہے؟ تو وہاں کتابیں کہاں سے لاؤں گا؟" ﴿حیاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ﴾

اللہ تعالیٰ ہمیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے سچی عقیدت و محبت اور ان کی تعلیمات پر تاحیات کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد اکمل عطا قادری عطاری عفی عنہ

۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق 25 ستمبر 2000ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مرد کے لئے چاندی کی انگوٹھی کا مسئلہ

**مسئلہ :۔** ﴿جلد دہم. صفحہ نمبر ١٤ .نصف اول﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ "مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے؟ اور "بے ضرورتِ مہر" اس کا کیا حکم ہے؟" بینوا توجروا.

## الجواب :۔

مرد کے لئے چاندی کی انگوٹھی' ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی، جسے مہر کی ضرورت ہوتی ہو بے شبہ "مسنون" ہے... اور سونے کی یا ایک مثقال سے زیادہ چاندی کی "حرام"... اور پورے مثقال بھر میں روایتیں مختلف اور حدیث سے صریح ممانعت ثابت، اسی پر عمل چاہئے۔ اور بے ضرورتِ مہر ایسی انگشتری پہننا "مکروہ تنزیہی" یعنی بہتر یہ ہے کہ بچے اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کی ہیئت انگشتریٔ زنانہ سے جدا ہو، ورنہ "محض ناجائز"۔ جیسے ایک سے زیادہ نگ ہو تا کہ یہ صورت عورتوں کیساتھ مخصوص ہے۔

**"فی ردالمحتار التختم سنة لمن یحتاج الیه کمافی الاختیار قال القهستانی وفی الکرمانی نهی الحلوانی بعض تلامذه عنه وقال اذا صرت فتختم و فی البستان عن بعض التابعین لایختم الاثلاثة امیراوکاتب اواحمق وظاهره انه یکره لغیرذی حا جةلکن قول المصنف افضل کالهدایةوغیرهایفید الجوازوعبرفی الدررباولی وفی الاصلاح باحب فالنهی للتنزیه "الخ**

﴿یعنی ردالمحتار میں ہے کہ "انگوٹھی کی ضرورت رکھنے والے مرد کے لئے انگوٹھی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پہننا سنت ہے، جیسا کہ اختیار میں ہے۔ قہستانی فرماتے ہیں، "اور کرمانی میں ہے کہ حلوانی نے اپنے شاگردوں میں سے کسی کو انگوٹھی پہننے سے منع کیا اور فرمایا کہ "جب تو قاضی ہو جائے، تب انگوٹھی پہننا۔" اور بستان میں بعض تابعین سے مروی ہے کہ "انگوٹھی صرف تین قسم کے لوگ پہنیں گے، امیر، کاتب اور احمق۔" اس قول کا ظاہر یہ ہے کہ ضرورت نہ رکھنے والے کے لئے انگوٹھی پہننا، مکروہ ہے۔ لیکن قولِ مصنف (یعنی صاحبِ در مختار کا قول) افضل ہے، جیسے ہدایہ اور اس کے علاوہ۔ وہ جواز کا فائدہ دیتا ہے۔ اور "درر" میں اسے "اَوْلٰی" اور "اصلاح" میں "اَحَبُّ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پس ممانعت "تنزیہی" ہے۔ الخ﴾

**وفیه قوله ولایزیده وعلی مثقال قیل ولایبلغ به الثقال "ذخیره" اقول ویوئده نص الحدیث السابق من قوله علیه الصلاۃ والسلام ولاتتمه مثقالاانتہی۔**

﴿یعنی اور اسی (یعنی در مختار) میں اس (یعنی صاحبِ در مختار) کا قول ہے، "اور پہننے والا اسے ایک مثقال سے زیادہ نہ کرے۔" اور کہا گیا ہے کہ "وہ اسے ایک مثقال تک نہ پہنچائے۔ ﴿ذخیرہ﴾۔ میں (یعنی ابنِ عابدین شامی) کہتا ہوں، "اور حدیثِ سابق کی نص اس بات کی تائید کرتی ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کا یہ قولِ مبارک، "**ولا تتمه مثقالا**۔" اور تو اس کا ایک مثقال پورا نہ کرنا۔ انتھی﴾

**وفی الهندیةعن المحیط ینبغی ان تکون فضة الخا تم المثقال ولایزادعلیه وقیل لایبلغ به المثقال وبه وردالاثر انتہی و فی الخلاصةانمایجوز التحتم با لفضة اذا کان علی هیئةخا تم الرجال اما اذاکان علی هیئة خا تم النساء بان کان له فصان اوثلاثة یکره استعماله للرجال انتہی۔**

﴿یعنی فتاویٰ عالمگیری میں "محیط" سے منقول ہے کہ "مناسب ہے کہ چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال کی ہو اور اس پر زیادتی نہ کی گئی ہو۔" اور کہا گیا ہے کہ "وہ اسے ایک مثقال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تک نہ پہنچائے، اور اسی مقدار کے ساتھ حدیث پاک وارد ہوئی ہے۔" اور "خلاصہ" میں ہے کہ محض چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے، جب کہ وہ مردوں کی انگوٹھی کی ہیئت پر ہو، بہر حال جب وہ عورتوں کی ہیئت پر ہو، بایں صورت کہ اس میں دو نگ ہوں یا تین، تو مردوں کے لئے اس کا استعمال کرنا "مکروہ" ہے۔ انتہی﴾ واللہ تعالی اعلم۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ "مرد کی انگوٹھی" دو حال سے خالی نہیں۔

(i) سونے کی ہے۔.......... یا... .... (ii) چاندی کی ہے۔

بصورتِ اول اس کا پہننا "حرام"۔

بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں۔

(1) اس کا وزن ایک مثقال سے کم ہے....... یا ....(2) زیادہ۔

بصورتِ ثانی اس کا استعمال "حرام"۔

بصورتِ اول پھر دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ پہننے والے نے مہر کی ضرورت کے سبب پہنی ہے یا ﴿2﴾ نہیں۔

نیز.................................

﴿3﴾ وہ، عورتوں کی انگوٹھی کی ہیئت سے جدا ہے۔ یا ﴿4﴾ نہیں۔

☆ بصورتِ اول (یعنی مہر کی ضرورت ہے اور عورتوں کی ہیئت سے جدا بھی ہے) "مسنون"۔

☆ بصورتِ ثانی (یعنی ضرورتِ مہر... لیکن ہیئت جدا نہیں) "محض ناجائز"۔

☆ بصورتِ ثالث (یعنی مہر کی ضرورت نہیں، لیکن ہیئت جدا ہے) "مکروہِ تنزیہی"۔

☆ بصورتِ رابع (یعنی مہر کی ضرورت نہیں اور ہیئت بھی جدا نہیں) "محض ناجائز"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نقشے کی مدد سے مزید وضاحت :۔

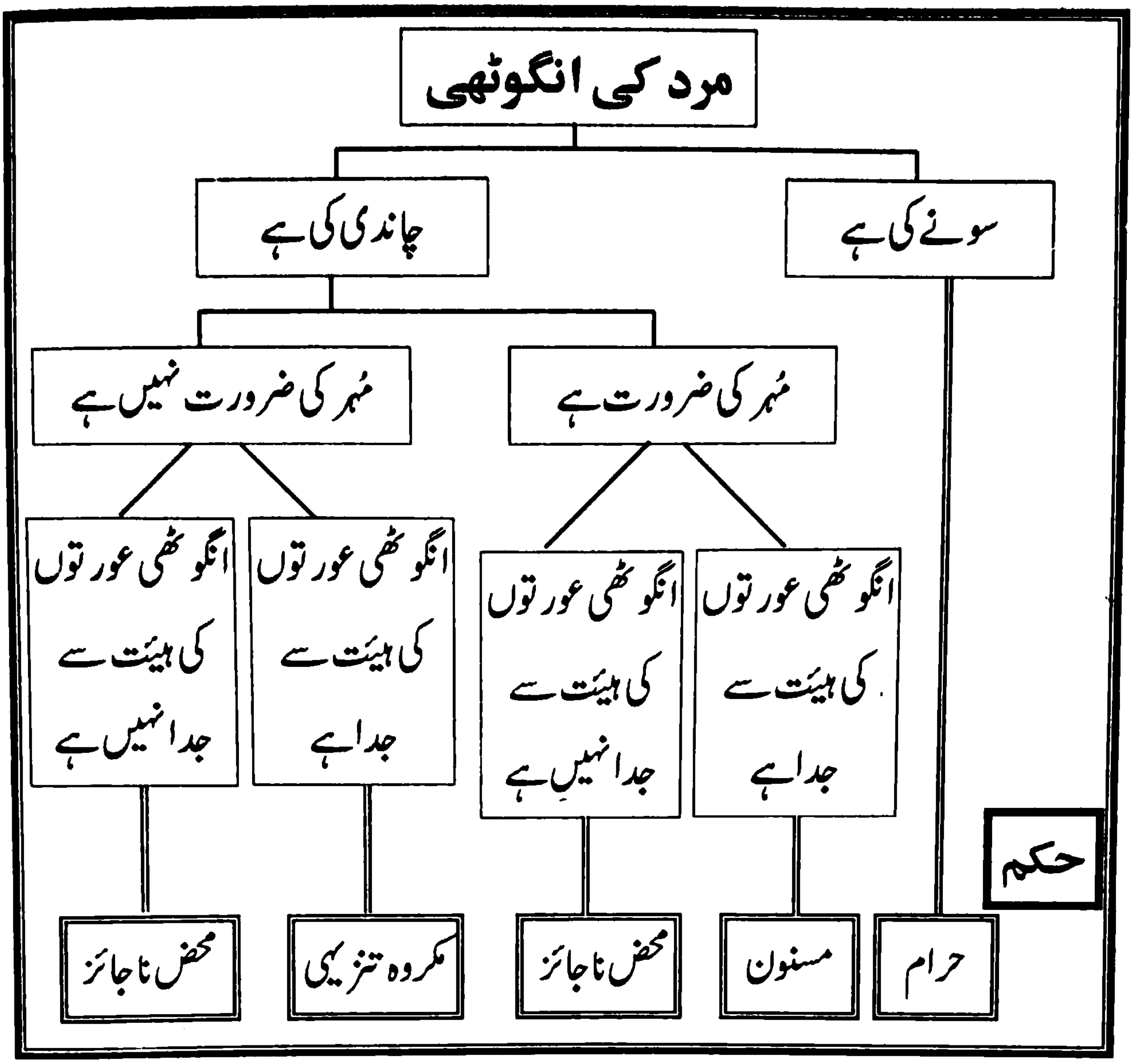


اللہ تعالیٰ تمام مردوں کو صرف سنت کے مطابق انگوٹھی پہننے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## عمامے کے دو شملے رکھنا بھی سنت ہے

**مسئلہ :۔** ﴿جلد دہم ۔صفحہ نمبر ۳۰۷ ۔نصف الثانی﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ بعض صوفیہ بے علم شملۂ ثانیہ کو بدعت سیئہ کہتے ہیں۔ فقیر کے تلمیذ مولوی اسرار محمد کا بیان ہے کہ "یہ جو بعض لوگ جزء اخیر دستار کو بالائے دستار کشادہ رکھتے ہیں، جائز ہے کہ دلیلِ امتناع (یعنی ممانعت کی دلیل) موجود

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں تو اصل، لباحت پر باقی ہے کہ اصولِ فقہ کا مسلمہ (یعنی تسلیم شدہ) مسئلہ ہے۔" فقیر نے اپنے تلمیذ کی تائید کی، اس بارے میں فیصلہ مفصلہ تحریر فرمائیں۔ والسلام

## الجواب:۔

حدیث سے میرے خیال میں ہے کہ خود حضور اقدس ﷺ نے دو شملے چھوڑے ہیں، خیال میں ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر دست اقدس سے عمامہ باندھا اور دو شملے چھوڑے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اپنے دستِ انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے، تو یہ "سنت" ہوا نہ کہ معاذاللہ بدعتِ سیہ، فقیر اسی سنت کے اتباع سے بارہا اپنے عمامہ کے دو شملے رکھتا ہے۔ مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہئے۔

جو بعض لوگ طرہ کے طور پر چند انگل اونچا سر پر چھوڑتے ہیں، اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں، نہ کہیں ممانعت، تو لباحتِ اصلیہ پر ہے مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ و فساق لوگوں کی وضع ہو تو اس عارض کے سبب اس سے احتراز (یعنی چنا) ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ والسلام۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ چونکہ دو شملے چھوڑنا بھی خود رحمتِ عالم ﷺ سے ثابت ہے، لھذا اسے بدعت قرار دینے والا خود "بدعتی" ہے۔

طرہ کے طور پر شملہ کو سر پر چھوڑنا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) اس مقام کے فساق وفجار اسی قسم کا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔۔۔ یا۔۔۔(۲) نہیں؟

بصورتِ اول "ناجائز"، بصورتِ ثانی "جائز"۔

نیز مذکورہ مسئلے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک کسی شے کے بارے میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شریعت کی جانب سے ممانعت وارد نہ ہو ،وہ ''مباح'' ہے۔﴿رد المحتار میں ہے،''اقول وصرح فی التحریر بان المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعيه۔ میں کہتا ہوں کہ ''تحریر''میں تصریح کی گئی ہے کہ ''بے شک احناف وشوافع میں سے جمہور کے نزدیک اباحت ،اصل ہے۔''﴿کتاب الطھارۃ۔جلد ۱۔صفحہ ۷۸﴾

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان بھائی کو عمامہ شریف کی سنت زندہ کرنے ،نیز کبھی ایک اور کبھی دو شملے چھوڑ کر بھی سنت کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔امین بجاہ النبی الامین ﷺ

# تصویر والے کپڑے کی خرید وفروخت اور اس کے ساتھ نماز کا حکم

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم .صفحہ ۱۸٦ .نصف اول﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ''اگر کسی کپڑے پر تصویریں چھپی ہوئی ہوں اس سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں ؟اور اس کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ اور وہ تصویریں پرندوں کی ہوں اور اگر اسی کپڑے کا کوئی عدد تیار ہو گیا تو اس کا کیا کرنا چاہیے اور وہ تصویریں جس میں جاندار زندہ رہ سکتا ہے ؟''بینوا توجروا۔

## الجواب:۔

کسی جاندار کی تصویر جس میں اس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے سے دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل ظاہر ہو اس طرح کی تصویر جس کپڑے پر ہے اس کا ''پہننا، پہنانا ،بیچنا، خیرات کرنا''،سب ''ناجائز'' ہے اور اسے پہن کر نماز ''مکروہ تحریمی'' ہے، جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ایسے کپڑے پر سے تصویر مٹا دی جائے یا اس کا سر یا چہرہ بالکل محو کر دیا جائے۔اس کے بعد اس کا ''پہننا، پہنانا ،بیچنا، خیرات کرنا، اس سے نماز'' سب ''جائز'' ہو جائے گا۔اگر وہ ایسے پکے رنگ کی ہوں کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مٹ نہ سکے، دھل نہ سکے، تو ایسے ہی پکے رنگ کی سیاہی' اس کے سر' یا چہرے پر اس طرح لگادی جائے کہ تصویر کا اتنا عضو محو ہو جائے، صرف یہ نہ ہو کہ اتنے عضو کا رنگ سیاہ معلوم ہو کہ یہ محو و منافیِ صورت نہ ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وضاحت وخلاصہ :۔

مذکورہ مسئلے سے درجِ ذیل امور حاصل ہوئے۔

﴿1﴾ تصویر والا کپڑا دو حال سے خالی نہ ہو گا

(i) اس پر بنی ہوئی تصویر اتنی چھوٹی اور معمولی ہے کہ اگر اسے زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھا جائے تو آنکھ، ناک، کان اور منہ وغیرہ اعضاء صاف وواضح دکھائی نہ دیں (جیسا کہ بسا اوقات کعبۃ اللہ کے طغروں میں طواف کرتے ہوئے لوگوں کا چہرہ وغیرہ بالکل سمجھ میں نہیں آتا)۔

(ii) یا دکھائی دیتے ہیں۔

بصورتِ اول اس کپڑے کا خریدنا، بیچنا، پہننا، خیرات کرنا اور اس میں نماز ادا کرنا سب بالکل "جائز ودرست" ہے۔ اور بصورت ثانی "ناجائز و ممنوع"۔ ؎۱

﴿2﴾ ایسے کپڑے پر سے تصویر کو بالکل محو کر دیا جائے تو اس کا استعمال "جائز" ہو جاتا ہے۔ محو کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

(i) گردن سے اوپر کا حصہ پانی یا دیگر کسی چیز سے مٹا دیں۔

(ii) اگر مٹانا ممکن نہ ہو تو اس پر کوئی پکے رنگ کی سیاہی وغیرہ اس طرح لگائیں کہ گردن کے اوپر کا تمام حصہ مکمل طور پر چھپ جائے۔ اگر یوں کیا کہ صرف دونوں آنکھوں، ناک، کان اور منہ پر سیاہی مل دی، باقی چہرے کی گولائی اور گال وغیرہ

---

؎۱۔ ایسے کپڑے میں ادا کردہ نماز کو اسی وقت میں ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ پوری زندگی میں جب کبھی موقع ملے ادا فرمالیں، لیکن چونکہ موت کا وقت معلوم نہیں چنانچہ تاخیر کرنا بہتر نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اب بھی ظاہر ہیں، تو یہ کافی نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مسئلے پر عمل کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

# داڑھی شریف کی حدود، بچی، خط اور بال چھوٹے کروانے کا مسئلہ

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم۔ صفحہ ۸۶۔ نصف اول﴾

مخدوم مطاع نیاز مندانا۔ آداب نیاز کے بعد عرض پرداز مسائل ذیل کے جواب عنائت فرمائے جائیں،

﴿1﴾ داڑھی کا ارسال تا بہ یک مشت (یعنی ایک مٹھی تک بڑھانا) تو معلوم ہے، مگر اس کے حدود کہاں تک ہیں؟ یعنی چہرہ پر کل بال خواہ آنکھوں تک کیوں نہ ہوں، داخل ریش ہیں یا کہاں تک اور خط بنوانے میں کہاں تک احتیاط مناسب ہے؟

﴿2﴾ نیچے کے ہونٹ کے نیچے جو وسط میں ذرا سے بال چھوڑ کر ادھر ادھر منڈواتے ہیں جیسے کہ اس شکل میں..........

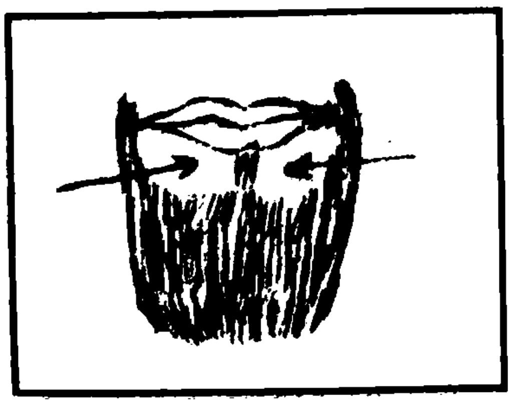

اس کا منڈوانا درست ہے یا کچھ نہ منڈوائے خواہ لبِ زیریں (یعنی نچلے ہونٹ) کے نیچے سب بال بال ہی ہوں اور سوا منہ کے کوئی جگہ نہ بچی ہو؟

﴿3﴾ بال سر کے چھوڑنا تا بگوش (یعنی کانوں کے ساتھ تک) خواہ دوش (یعنی کندھے تک) تک یا سارے سر کے حجامت کرنا تو معلوم ہے 'لیکن چھوٹے چھوٹے بال بقدر تین چار حجامتوں کے رکھنا جیسا کہ آج کل شائع (یعنی رائج) ہے، اور پھر گردن پر سے انکی درستی اور گردن کی صفائی، یہ کہاں تک جائز ہے؟ زیادہ نیاز

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## الجواب:۔

﴿جواب سوال اول﴾داڑھی قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں، جبڑوں ٹھوڑی پر جمتی ہے اور عرضاً (یعنی چوڑائی میں) اس کا بالائی حصہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے۔ جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رونگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں۔ یونہی گالوں پر جو خفیف بال کسی کے کم، کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں، وہ بھی داڑھی میں داخل نہیں۔ یہ بال قدرتی طور پر موئے ریش (یعنی داڑھی کے بالوں) سے جدا و ممتاز ہوتے ہیں، اس کا مسلسل راستہ جو قلموں کے نیچے سے ایک مخروطی شکل پر جانب ذقن (یعنی ٹھوڑی کی جانب) جاتا ہے یہ بال اس راہ سے جدا ہوتے ہیں، نہ ان میں موئے محاسن کے مثل قوت نامیہ (یعنی بڑھنے کی قوت)، ان کے صاف کرنے میں حرج نہیں، بلکہ بسا اوقات ان کی پرورش باعثِ تشویہ خلق و تقبیح صورت (یعنی ہیئت کو خراب کرنے اور صورت کو بگاڑنے کا سبب) ہوتی ہے، جو "شرع ہر گز پسندیدہ نہیں"۔

غرائب میں ہے، "کان ابن عمر رضی اللہ عنهما یقول للحلاق ابلغ العظمین فانهما منتهی اللحیة یعنی حدها ولذلك سمیت لحیة لان حدها اللحی۔" (یعنی غرائب میں ہے کہ ابنِ عمر (رضی اللہ عنھما) نائی سے فرمایا کرتے تھے کہ "دونوں ہڈیوں تک پہنچ۔ کیونکہ وہ دونوں داڑھی کی انتہاء یعنی اس کی حد ہیں۔" اور اسی لئے اس کا نام "لحیہ" رکھا گیا ہے، کیونکہ اس کی حد "لحی (یعنی جبڑا)" ہے۔

"عمدہ القاری شرح صحیح بخاری باب تقلیم الاظفار" میں تعریفِ علامہ ابنِ حجر" ھی اسم لما نبت علی الخدین والذقن (یعنی داڑھی ان بالوں کا نام ہے جو دونوں رخساروں اور ٹھوڑی پر اگتے ہیں) کو مُوہِم (یعنی وہم میں ڈالنے والی) بتا کر اس پر اعتراض فرمایا (چنانچہ لکھا) قلت (یعنی میں کہتا ہوں کہ ابن حجر کا) "علی الخدین" (کہنا) لیس بشئی ولو قال علی العارضین لکان صواباً (کچھ قابلِ ذکر نہیں، ہاں اگر (اس کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جائے)" علی العارضین (یعنی رخسار کے دونوں جانب) تک قدرِ سنت ہوتی ہے۔" اھ

فتاویٰ عالمگیری میں ہے "لا باس باخذ الحاجبین وشعروجهه مالم یتشبه بالمخنث کذا فی الینابیع۔ (یعنی ابرو اور چہرے کے بال لینے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ ہیجڑوں سے مشابہت نہ ہو۔ ایسا ہی ینابیع میں ہے)

واللہ تعالیٰ اعلم

﴿جواب سوال دوم﴾ یہ بال بداہۃً سلسلۂ ریش میں داخل نہیں کہ اس سے کسی طرح امتیاز نہیں رکھتے، تو انہیں داڑھی سے جدا ٹھہرانے کی کوئی وجہ (یعنی بندی بچی) نہیں۔ وسط میں جو بال ذرا سے چھوڑے جاتے ہیں جنہیں عربی میں "عنفقه" اور ہندی میں "بچی" کہتے ہیں داخلِ ریش ہیں۔ کما نص علیه الامام العینی وعنه نقل فی السیرة الشامیة (یعنی جیسا کہ امام عینی رحمہ اللہ نے اس کی تصریح کی اور ان سے یہ سیرتِ شامیہ میں نقل کیا ہے) ولہٰذا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ جو کوئی انہیں منڈاتا، اس کی گواہی رد فرماتے۔ کما ذکره الشیخ المحدث فی مدارج النبوة۔ (یعنی جیسا کہ مدارج النبوت میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے نقل فرمایا ہے)۔۔۔ تو بچی میں یہ دونوں طرف کے بال جنہیں عربی میں "فنیکین"، ہندی میں "کوٹھے" کہتے ہیں، کیونکر داڑھی سے خارج ہو سکتے ہیں؟ داڑھی کے باب میں حکم احکم، حضور پرنور، سید عالم ﷺ "اعفوا اللحی واوفروا اللحی" (یعنی داڑھیوں کو معافی دو اور انہیں زیادہ کرو۔) ہے تو اس کے کسی جز کا مونڈنا "جائز نہیں۔"

لاجرم علماء نے تصریح فرمائی کہ کوٹھوں کا نتف یعنی اکھیڑنا "بدعت" ہے۔ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے شخص کی گواہی رد فرمائی، غرائب میں ہے "نتف الفنيكين بدعة وهما جنبا العنفقة وهي شعر الشفة السفلى وشهد رجل عند عمر بن عبد العزيز وكان ينتف فنيكيه فرد شهادته

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۔"اھ (یعنی غرائب میں ہے، "فنیکین کا اکھیڑ نا بدعت ہے اور وہ دونوں عنفقہ کے دونوں جانب کے بال ہیں اور عنفقہ نچلے ہونٹ کے بال ہیں اور ایک مرد نے حضرت عمر بن عبد العزیز (رضی اللہ عنہ) کے پاس گواہی دی، وہ اپنے بچی کے دونوں جانب کے بال اکھاڑا کرتا تھا، پس آپ نے اس کی گواہی کو رد فرمادیا۔

" **وعنها نقل فی الهندية الی قوله السفلی وظاهر ان لا اثر فی ذلك لخصوص النتف ففی معناه الحلق وانما وقع التعبير به نظرا الی ماكانوا تعودوه كما فی قوله ﷺ"لاتنتفوا الشيب" وقول الفقهاء" يكره نتف الشيب مع كراهة قصه ايضاً لشمول العلة"**

(یعنی: اور اسی سے فتاویٰ ھندیہ میں اس کے قول "سفلی" تک منقول ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس روایت میں خصوصاً اکھاڑنے کے بارے میں نشاندہی نہیں پس اسی معنی میں مونڈنا بھی شامل ہے۔ اور اکھاڑنے کے ساتھ تعبیر کرنے کا سبب یہ ہے کہ لوگ زیادہ تر اکھاڑنے کے عادی ہوتے تھے جیسا کہ سرکار دوعالم ﷺ کا قول مبارک ہے کہ "سفید بالوں کو مت اکھاڑو۔" اور اسی طرح فقہائے کرام کا قول کہ "سفید بالوں کا اکھاڑنا مکروہ ہے اور کاٹنا بھی، شمولِ علۃ کے باعث۔")

**وبه تبين ان ما وقع فی المدارج الشريفة من" ان فی حلق العنفقة وتركها خلافا والافضل تركها اما حلق طرفيها فلاباس به ۔ا ھ "معربامحل تامل حيث افاده بظاهره كراهة التنزيه وبمقابلته بافضيلة الترك الاباحة الخالصة مع ان العنفقة وطرفيها جميعا من اجزاء اللحية وهی واجبة الاعفاء فلا ينبغی الاقدام علی ذلك مالم يثبت من حديث صحيح او نص من امام المذهب صريح فليتامل ۔**

(یعنی: اسی سے واضح ہو گیا کہ مدارج شریفہ میں یہ کہنا کہ "نچلے ہونٹوں کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بالوں کے مونڈنے اور نہ مونڈنے میں اختلاف ہے اور افضل چھوڑ دیتا ہے، بہر حال ان کی دونوں اطراف کے مونڈنے میں کوئی حرج نہیں۔ الخ"، مقام غور و فکر کی طرف نشاندہی کرتا ہے، اس لئے کہ یہ قول اپنے ظاہر پر "کراھتِ تنزیہہ" کا فائدہ دیتا ہے اور اس کا فضیلتِ ترک کے مقابل ہونا "خالص جواز" کا فائدہ دیتا ہے حالانکہ ہونٹوں کے نیچے کے بال اور اس کی اطراف دونوں داڑھی کا حصہ ہیں اور داڑھی کا بڑھانا واجب ہے پس اس بارے میں کوئی قدم اٹھانا مناسب نہیں جب تک کہ یہ حدیث صحیح سے ثابت نہ ہو جائے یا امامِ مذھب اس بارے میں صریح طور پر نص نہ کر دے۔ پس غور کرنا چاہیے۔)

ہاں! اگر یہاں بال اس قدر طویل وانبوہ (یعنی کثیر) ہوں کہ کھانا کھانے یا پانی پینے، کلی کرنے میں مزاحمت کریں تو ان کا قینچی سے بقدر حاجت کم کر دینا "روا (یعنی جائز)" ہے۔ خزانۃ الروایات میں تاتار خانیہ سے ہے، "**یجوز قص الاشعار التی کانت من الفنیکین اذا زحمت فی المضمضۃ او الاکل اوالشرب** (یعنی بچی کے دونوں جانب کے بالوں کا کاٹنا جائز ہے جب کہ وہ کلی کرنے، کھانے اور پینے میں مزاحمت کریں)۔"

یہ روایت بھی دلیلِ واضح ہے کہ بغیر مزاحمت کے ان بالوں کا کترنا بھی "ممنوع" ہے نہ (کہ) مونڈنا، **فان المفاھیم معتبرۃ فی الکتب وکلام العلماء وبالاجماع**۔ (یعنی: کیونکہ مفاہیم، کتب، کلام علماء اور اجماع میں معتبر ہیں) ھذا لماعندی، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

﴿جواب سوال سوم﴾ یہ نئی نئی تراشیں سب "خلافِ سنت" ہیں، **فی الھندیۃ عن التتار خانیہ عن الروضۃ ان السنۃ فی شعر الراس اما الفرق واماالحلق**۔ (یعنی: فتاویٰ عالمگیری میں تاتار خانیہ اور اس میں روضہ سے منقول ہے کہ "سر کے بالوں میں سنت یہ ہے کہ مانگ نکالی جائے یا حلق کروائے جائیں۔)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گردن کی صفائی سے اگر قفا یعنی گدی کے بال منڈانا مراد ہے، جس طرح آج کل بعض جہال کا معمول ہے تو یہ صرف پچھنوں (یعنی استرے وغیرہ کے ذریعے فاسد خون نکالنے) کی ضرورت سے "جائز" ہے، "بلاضرورت مکروہ"۔ فی الهندیه عن الینابیع عن الامام الاعظم رضی اللہ عنہ یکره ان یحلق قفاه الاعند الحجامة (یعنی: فتاویٰ عالمگیری میں ینابیع لور اس میں امامِ اعظم (قدس سرہ العزیز)) سے مروی ہے پچھنے لگانے کے علاوہ اپنی گدی کے بالوں کا مونڈنا مکروہ ہے۔)

لور اگر ان رونگٹوں کا صاف کرنا مقصود جو گدی کے نیچے صفحۂ گردن پر تھوڑے تھوڑے متفرق نکلتے ہیں تو ظاہراً موئے سینہ وپشت کے حکم میں ہونا چاہیے کہ "جائز" ہے لور "ترک بہتر"۔ "فی الهندیة عن القنیة فی حلق شعر الصدر والظهر ترك الادب۔ اھ (یعنی: فتاویٰ عالمگیری میں قنیہ سے منقول ہے کہ سینے لور پیٹھ کے بالوں کو مونڈنے میں ترکِ ادب ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ

(i) جو بال کنپٹیوں، نچلے جبڑوں اور ٹھوڑی پر جمتے ہیں، داڑھی میں داخل ہیں۔ ہاں وہ بال جو "نچلے ملنے والے جبڑے سے اوپر گالوں پر اگتے ہیں اور ان میں بڑھنے کی قوت نہیں ہوتی، چنانچہ ایک مخصوص مقدار تک پہنچ کر ان کا بڑھنا رک جاتا ہے" داڑھی سے خارج ہیں۔ ان کو صاف کرنے کے بارے میں اصول یہ ہے کہ "دیکھیں گے کہ ان کے باعث چہرہ بد نما "نظر آتا ہے" یا "نہیں"، بصورتِ اول 'صاف نہ کروانا "مکروہ" لور بصورتِ ثانی "بلا کراہیت جائز"۔

(ii) بچی لور اس کے ارد گرد کے بال داڑھی میں داخل ہیں، چنانچہ ان کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صاف کرنا "ناجائز" ہے۔ ہاں کتر کر چھوٹا کرنا اس وقت "جائز" ہے کہ اتنے بڑے ہو جائیں کہ کھاتے، پیتے وقت مزاحمت کا باعث بنتے ہوں۔

(iii) سر کے بالوں کو تراش کر بالکل چھوٹے چھوٹے رکھنا "خلافِ سنت" ہے۔ نیز گدی کے پورے بالوں کو صاف کروا دینا "ضرور ناجائز"..ورنہ "مکروہ" ہے۔ ہاں گردن کی سطح پر متفرق نکلنے والے رونگٹوں کو صاف کرنا مقصود ہو تو "جائز" اور ترک کرنا "محبوب"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام مسائل پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

## گناہوں کی ترغیب دینے والے کی توبہ

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دہم۔ صفحہ ۹۷۔ نصف اول﴾

زید شراب پیتا ہے اور زید نے عمرو کو بھی ور غلا کر شراب پلائی، وہ بھی پینے لگا، تھوڑے عرصہ میں زید تائب ہو اور قطعاً شراب چھوڑ دی مگر عمرو پیتا رہا تو کیا عمرو کے مؤاخذہ میں زید بھی پکڑا جائے گا؟ اگر پکڑا جائے گا تو زید کے بچنے کی کون سی صورت ہے؟ بینوا توجروا

## الجواب:۔

سچی توبہ اللہ عزوجل نے وہ نفیس شے بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالہ (یعنی مٹادینے) کو کافی ووافی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ "شرک وکفر۔"

سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ "گناہ پر" اس لئے کہ وہ اس کے رب عزوجل کی نافرمانی تھی"، نادم وپریشان ہو کر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گناہ کے پاس نہ جانے کا سچے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دل سے پورا عزم کرے جو چارۂ کار اس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجا لائے مثلاً نماز روزے کے ترک یا غصب، سرقہ (یعنی چوری)، رشوت، ربا (یعنی سود) سے توبہ کی، تو صرف آئندہ کے لئے ان جرائم کا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ جو نماز روزے ناغہ کئے، ان کی قضا کرے۔ جو مال جس جس سے چھینا، چرلیا یا رشوت، سود میں لیا انہیں اور وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کر دے یا معاف کرائے۔ پتانہ چلے تو اتنا مال تصدق کر دے اور دل میں نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر اس تصدق پر راضی نہ ہوئے اپنے پاس سے انہیں پھر دوں گا۔

شرح فقہ اکبر میں ہے "قد نصوا على ان اركان التوبة ثلثة الندامة على الماضى والاقلاع فى الحال والعزم على عدم العود فى الاستقبال هذا كانت التوبة فيما بينه وبين الله كشرب الخمر واما ان كانت عما فرط فيه من حقوق الله كصلوات وصيام وزكوة فتوبة ان يندم على تفريطه اولا ثم يعزم على ان لايموت ابدا ولو بتاخير صلوة عن وقتها ثم بلقضى مافاته جميعاً وان كانت مما يتعلق بالعبادفان كانت من مظالم الاموال فيتوقف صحة التوبة منها مع قدمناه فى حقوق الله تعالى على الخروج عن عهدة الاموال وارضاء الخصم بن يتحلل عنهم او يردها اليهم اوالى من يقوم مقامهم من وكيل اووارث وفى القنية"رجل عليه ديون لاناس لايعرفهم من غصوب ومظالم و جنايات يتصدق بقدرها على الفقراء على عزيمة القضاء ان وجدهم مع التوبة الى الله تعالى فيعذر انتهى

وان كانت المظالم فى الاعراض كالقذف والغيبة فيجب فى التوبة فيها مع ما قدمناه فى حقوق الله تعالى ان يخبر اصحابها بما قال من ذلك ويتحلل منهم فان تعذر ذلك فليعزم على انه متى

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**وجدهم تحلل منهم فان عجز بان كان ميتا فليستغفر الله والمرجو من فضله وكرمه ان يرضى خصماؤه من خزائن احسانه فانه جواد كريم رؤف رحيم اه ملتقطا**

(یعنی مشائخ عظام رضی اللہ عنہم نے صراحۃً ارشاد فرمایا کہ "توبہ کے ارکان تین ہیں۔(۱)ماضی پر ندامت۔(۲)حال میں اس گناہ کو چھوڑ دینا۔(۳)اور مستقبل میں اس کی طرف نہ لوٹنے کا پختہ ارادہ۔یہ شرائط اس وقت ہوں گی کہ جب یہ توبہ ایسے گناہوں سے ہو کہ جو توبہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوں جیسے شراب پینا۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کمی پر توبہ کی ہے جیسے نماز اور روزے اور زکوۃ۔تو ان کی توبہ یہ ہے کہ اولاً ان میں کمی کرنے پر نادم وشرمندہ ہو، پھر اس بات کا پکا ارادہ کرے کہ آئیندہ انھیں فوت نہ کرے گا اگرچہ نماز کو اس کے وقت سے موخر کرنے کے ساتھ ہو۔پھر تمام فوت شدہ کو قضا کرے۔

اور اگر توبہ ان گناہوں پر تھی کہ جن کا تعلق بندوں سے ہے، پس اگر وہ توبہ مظالمِ اموال سے تھی تو یہ توبہ، ان چیزوں کے ساتھ ساتھ کہ جن کو ہم حقوق اللہ کے بارے میں پہلے بیان کر چکے ہیں، مال کی ذمہ داری سے نکلنے اور مظلوم کو راضی کرنے پر موقوف ہو گی، اس صورت کے ساتھ کہ یا تو ان سے اس مال کو حلال کروالے (یعنی معاف کروالے) یا انھیں لوٹا دے، یا (اگر وہ نہ ہوں تو) انھیں (دے کر) جو ان کے قائم مقام ہوں جیسے وکیل یا وارث وغیرہ۔

اور قنیہ میں ہے کہ "ایک شخص پر کچھ ایسے لوگوں کے دین مثلاً غصب شدہ چیز اور مظالم اور دیگر جرائم ہیں کہ جن کو یہ نہیں پہچانتا، تو ادائیگی کی نیت سے دیون کی مقدار مال، فقیروں پر صدقہ کرے، (پھر) اگر وہ انھیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرنے کے بعد پائے تو ان سے معافی طلب کرے۔)

اور اگر توبہ ایسے مظالم سے ہو کہ جو اعراض (یعنی کسی کی عزت سے تعلق رکھتے) ہیں جیسے زناء کی تہمت لگانا اور غیبت، تو ان کی توبہ میں، حقوق اللہ کے سلسلے میں بیان کردہ چیزوں کے علاوہ یہ ہے کہ جن پر تہمت لگائی یا جن کی غیبت کی انھیں اس بات کی خبر دے کہ جو اس نے ان کے بارے میں کہی تھی اور (پھر) ان سے معافی طلب کرے۔ پھر اگر یہ دشوار ہو تو ارادہ کرے کہ جب بھی ان کو پائے گا تو معافی طلب کرے گا۔ پھر اگر یہ عاجز آجائے بایں طور کہ مظلوم مر گیا تو اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور اس کے فضل وکرم سے امید رکھے کہ وہ اس کے مدِ مقابل کو اپنے احسان کے خزانوں کے ذریعے ،اس سے راضی فرما دے گا، کیونکہ وہ جواد، کریم، رؤف اور رحیم ہے۔)

زید پر دو گناہ تھے ،"خود پینا"...،"عمرو کو ترغیب دینا۔"جس طرح خود پینے سے تائب ہوا ہے ،اس ترغیب سے بھی توبہ کرے ،نادم ہو، پشیمان ہو، اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے عہد کرے کہ الٰہی تیرے بندۂ ذلیل نے تیری طرف رجوع کی، اب کسی کو ایسی ترغیب نہ دے گا اور عمرو کو جس طرح گناہ کی رغبت دی تھی ،اب توبہ کی ترغیب دے۔ جہاں تک اپنے قابو میں ہو اسے لطف ونرمی بشدت وگرمی سمجھائے بجھائے۔ اگر مان لے تو بہتر ورنہ یہ بری الذمہ ہوا"**لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَھَا** (ترجمہ: اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔﴿ترجمۂ کنز الایمان ۔البقرہ ۲۸۶ ۔پ ۳﴾"، "**لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی** (ترجمہ: اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی﴿ترجمۂ کنز الایمان ۔بنی اسرائیل ۱۵ ۔پ ۱۵﴾)"۔ **واللہ تعالی اعلم**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصہ یہ ہوا کہ

﴿۱﴾ سچی توبہ کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔

(i) گناہ کو اللہ عزوجل کی نافرمانی جان کر ندامت وشرمندگی کے ساتھ فورا چھوڑ دینا۔(ii) آئندہ اس گناہ کے پاس نہ جانے کا کامل عزم کرنا۔(iii) اس کی تلافی کے لئے حتی الامکان کوشش کرنا۔

## تلافی کی صورتیں :۔

گناہوں کی اقسام کے اعتبار سے تلافی کی صورتیں بھی مختلف ہوں گی۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ "گناہ دو حال سے خالی نہ ہوں گے۔

(۱) وہ اللہ تعالیٰ سے متعلق ہوں گے۔(۲) بندوں سے متعلق ہوں گے۔

پہلی قسم پھر دو حال سے خالی نہیں۔

(1) یہ گناہ اللہ تعالیٰ کی واجب یا فرض کردہ عبادات میں کوتاہی کی وجہ سے ہیں، جیسے نماز یا روزہ وغیرہ قضا کر دینا۔

(2) یا اس وجہ سے نہیں ہیں، جیسے شراب پینا۔

پہلی صورت میں توبہ کے لئے اوپر مذکورہ تینوں چیزوں کے ساتھ ساتھ ان عبادات کی قضا بھی ادا کرنے پڑے گی۔اور دوسری صورت میں اوپر مذکورہ تینوں چیزوں کو بجالانا کافی ہوگا۔

دوسری قسم کے گناہ (یعنی جن کا تعلق بندوں کے ساتھ ہو) بھی دو حال سے خالی نہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوں گے۔

﴿1﴾ان کا تعلق بندوں کی عزت و آبرو سے ہے مثلاً کسی پر زناء کی تہمت لگا دی، کسی کی غیبت کر دی وغیرہ۔

﴿2﴾ ان کا تعلق بندوں کے مال سے ہے، جیسے سود ، رشوت، چوری وغیرہ۔

پہلی صورت میں توبہ کے لئے اوپر بیان کردہ تین چیزوں کے ساتھ ساتھ ان بندوں کو راضی بھی کرنا پڑے گا، بشرطیکہ یہ موجود اور زندہ ہوں۔ اور اگر ان سے ملاقات ممکن نہ ہو یا یہ مر چکے ہوں، تو اب پہلی تین چیزوں کے علاوہ اپنے اور مظلوم کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہے، اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اسے میدانِ محشر میں راضی فرما دے گا۔" اور دوسری صورت میں (یعنی جب کہ گناہوں کا تعلق بندوں کے مال سے ہو) مذکورہ تین چیزوں کو بجالانے ساتھ ساتھ ان لوگوں سے معافی طلب کرے اور پھر یا تو وہ مال معاف کروالے، اگر وہ معاف نہ کریں تو انھیں ادا کرے، بشرطیکہ وہ زندہ ہوں اور ان سے کسی طریقے سے رابطہ ممکن ہو۔ اور اگر وہ مر چکے ہوں یا ان سے رابطہ ممکن نہ ہو، تو دیکھے کہ کوئی شخص ان کے قائم مقام کے طور پر موجود ہے یا نہیں (مثلاً وارث یا وکیل وغیرہ) ؟ اگر ہے تو وہ مال اسے دے دے۔ اور اگر یہ قائم مقام بھی نہ ہو تو پھر میت یا غائب کی طرف سے اتنا ہی مال صدقہ کر دے۔

﴿2﴾ اگر کسی نے دوسرے کو گناہ کی ترغیب دی، پھر بعد میں اس پر ندامت ہوئی، تو اب اس کی تلافی کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کے ساتھ ساتھ دوسرے شخص کو گناہ سے روکنے کی حتی الامکان کوشش کرے۔ اگر وہ مان جائے تو بہت بہتر اور اگر نہ مانے تو یہ شخص بری الذمہ ہو جائے گا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نقشے کے ذریعے مزید وضاحت :۔

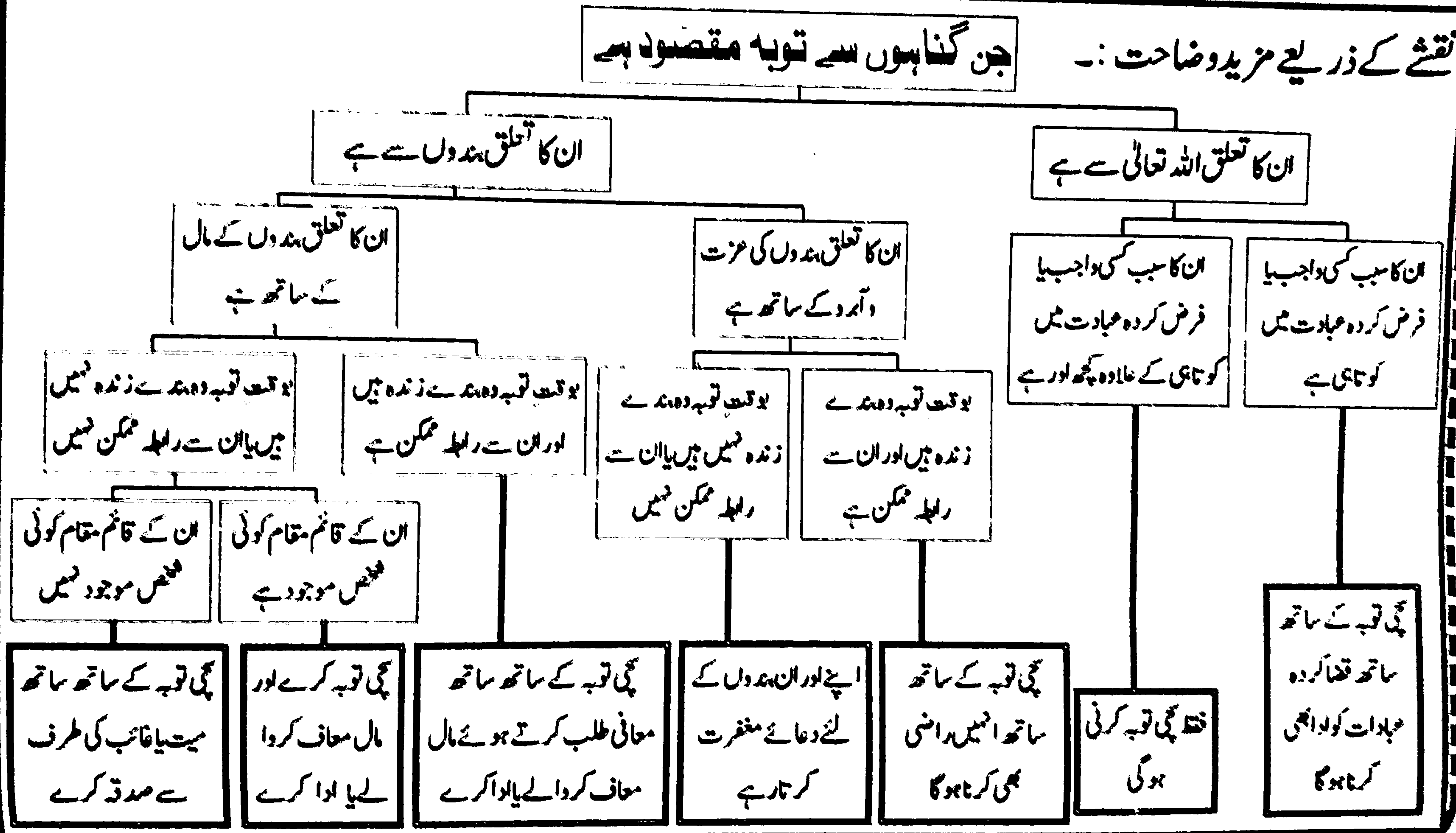

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے سابقہ گناہوں پر سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

# نام سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ " ﺻ " لکھنے کا مسئلہ

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم، صفحہ نمبر ۱۷۶ .نصف ثانی﴾

لوگوں کے نام کے آگے جو محمد ہے اس پر "حرف (ﺻ)" اس طرح لکھنا جائز ہے یا نہیں۔؟

## الجواب:۔

حرف (ﺻ) لکھنا "جائز نہیں" نہ لوگوں کے نام پر، نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ کریم پر۔ لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیرِ انبیاو ملائکہ علیھم الصلاۃ والسلام پر بالاستقلال درود جائز نہیں اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا حکم ہے، صلی اللہ علیہ وسلم لکھے فقط "ﺻ" یا "عم" یا "صلعم" جو لوگ لکھتے ہیں، "سخت شنیع و ممنوع" ہے۔ یہاں تک کہ تاتار خانیہ میں اس کو تخفیفِ شانِ اقدس (یعنی شانِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم میں کمی کرنا) ٹھہرایا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وضاحت خلاصہ:۔

اولاً چند باتیں یاد رکھئے۔

☆ (ﺻ) ایک مہمل و بے معنی لفظ ہے۔ اسے درودِ پاک کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ انبیاء و ملائکہ کا ذکر کئے بغیر، صرف غیرِ انبیاء و ملائکہ پر درود "جائز نہیں۔" نہ ان کے نام کے ساتھ کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا جائز کہ جس سے درود کی جانب اشارہ ہوتا ہو۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

☆ پیارے آقا ﷺ کے نامِ اقدس کے ساتھ پورا درود لکھنا "ضروری" ہے، اسے مختصر کر کے لکھنا "ناجائز و ممنوع وبدعت وبدبختی" ہے۔

اب خلاصہ یہ ہوا کہ لفظ (ص). کا لکھنا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(i) اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے یا

(ii) شفیعِ محشر ﷺ کے نامِ اقدس کے ساتھ۔

دونوں صورتوں میں "ناجائز"۔ بصورتِ اول "غیرِ انبیاء وملائکہ پر مستقل طور پر درود یا اس کا اشارہ ممنوع ہونے کے باعث" اور بصورتِ ثانی نامِ اقدس کے ساتھ مکمل درود لکھنے کے حکم کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ نامِ اقدس ﷺ کے ساتھ مکمل درود لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

# اخبار یا کتاب میں لکھی ہوئی آیتِ پاک کو بلا وضو چھونے کا مسئلہ

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دوم. صفحہ نمبر ۴۱﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ "اگر کسی اردو کتاب یا اخبار میں چند آیاتِ قرآن بھی شامل ہوں تو اس کو بلاوضو چھونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟"

## الجواب:۔

کتاب یا اخبار میں جس جگہ آیت لکھی ہے، خاص اس جگہ کو بلاوضو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ اسی طرف ہاتھ لگایا جائے جس طرف آیت لکھی، خواہ اس کی پشت پر دونوں "ناجائز" ہیں۔ باقی ورق کے چھونے میں حرج نہیں، پڑھنا بے وضو "جائز" ہے۔ نہانے کی حاجت ہو تو "حرام" ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اخبار یا کتاب میں آیتِ کریمہ پڑھنے یا

چھونے والا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

﴿1﴾بے وضو ہے۔..................﴿2﴾اس پر غسل واجب ہے۔

☆ اگر بے وضو ہے تو یہ دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(ا)اس نے اپنا ہاتھ خاص آیت کے مقام یا اس کی پشت پر رکھا ہوا ہے......یا

(۲) نہیں ؟

بصورتِ اول "حرام"

"کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا" لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ اسے نہ چھوئیں مگر باوضو۔" ﴿ترجمۂ کنزالایمان. الواقعہ ۷۹. پ ۲۷﴾

بصورتِ ثانی "جائز۔"

☆ پھر ایسا شخص مزید دو حال سے حال سے خالی نہ ہوگا۔

(i)اس آیت کو زبان سے پڑھتا ہے...یا...

(ii)بغیر زبان استعمال کئے، صرف دل ہی دل میں۔

دونوں صورتوں میں پڑھنا "جائز۔"

☆اور اگر بے غسل ہے۔ تو چھونے کے سلسلے میں اس کے لئے "بے وضو شخص کا ہی حکم ہے۔"

☆لیکن پڑھنے کے معاملے میں دونوں میں فرق ہے۔ چنانچہ اگر زبان سے پڑھتا ہے تو "حرام" اور دل ہی دل میں، تو بالکل "جائز۔"

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**نقشے کے ذریعے مزید وضاحت :۔**

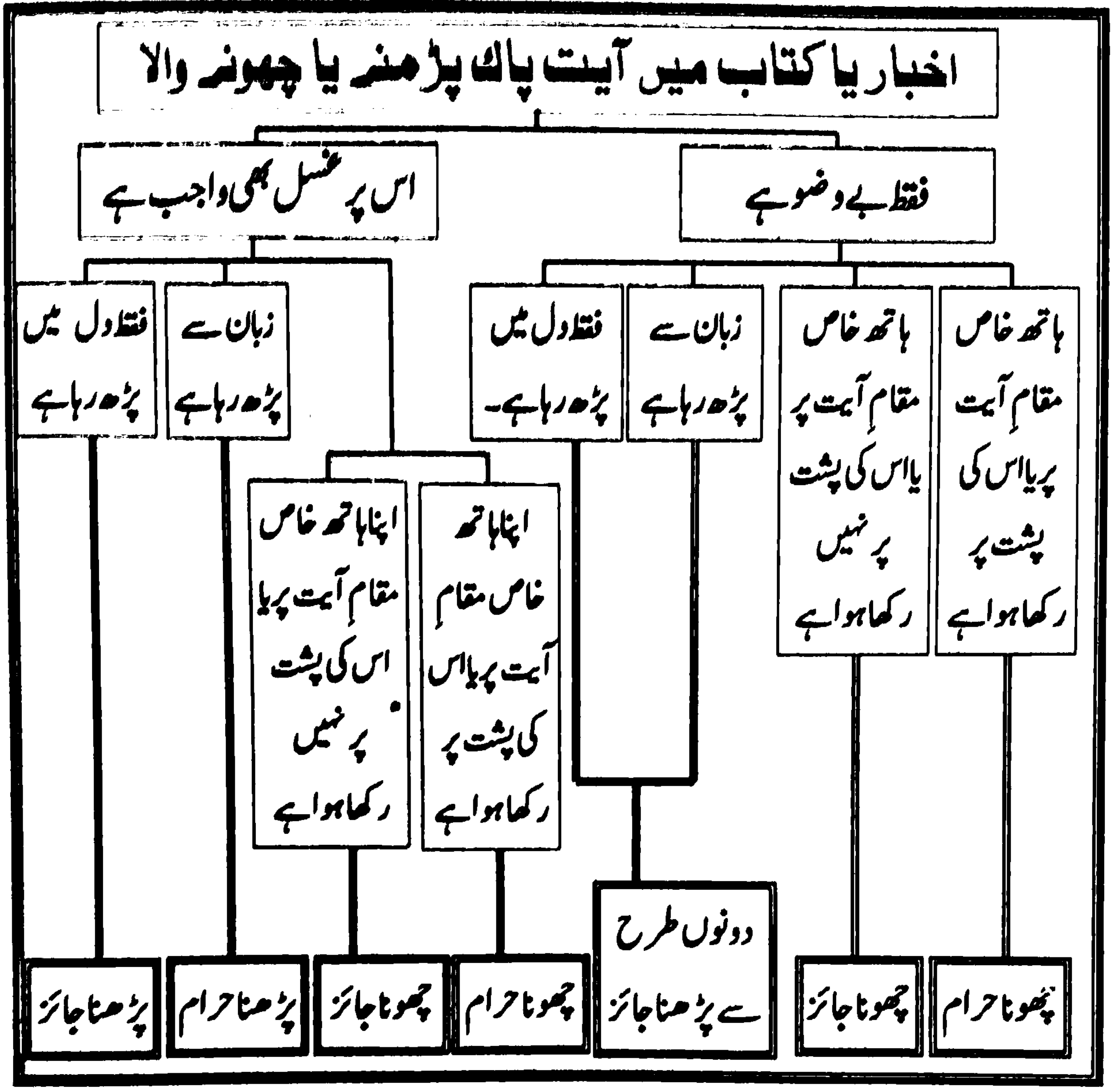


**مدینہ :۔**

مذکورہ مسئلے کے تحت گھر، نائی کی دکان، ہوٹل اور چائے خانے میں اخبار وغیرہ پڑھنے والوں کو خصوصی طور پر احتیاط کرنی چاہیئے۔ کیونکہ عموماً اخبار کا مطالعہ فرمانے والے، بے وضو اور بعض بے غسل بھی ہوتے ہیں۔ ایسے حضرات کی خدمت میں مدنی مشورہ ہے کہ "اگر ممکن ہو تو مطالعہ فرمانے سے پہلے ہی آیت کا اتنا حصہ کاٹ کر کسی محفوظ مقام پر رکھ دیں تاکہ دیگر افراد گناہ گار ہونے سے بچ جائیں۔ نیز گزشتہ زندگی میں اگر اس بے احتیاطی کے مرتکب ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

طلب کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

# سانپ کو قتل کرنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلددھم. صفحہ نمبر ۱۰۰. نصف اول﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قتل کرنا سانپ کا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

## الجواب؛

قتل سانپ کا "مستحب" ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے قتل کی "حرم" میں اور "محرم (یعنی احرام باندھے ہوئے شخص) کو بھی اجازت ہے اور جو خوف سے چھوڑدے، اس کے لئے لفظ" لیس منی (یعنی وہ مجھ سے نہیں)" حدیث میں وارد۔ **فی صحیح البخاری' قال عبد الله بینا نحن مع رسول الله ﷺ فی غاربمنی نزلت علیه "والمرسلت" فتلقینا ھا من فیه ان فاه لرطب بھا اذ خرجت حیة فقال رسول الله ﷺ اقتلوھاقال فابتدرنا ھا فسبقتناقال فقال وقیت شرکم کما وقیتم شرھا۔** (یعنی: صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کی ایک غار میں تھے کہ آپ پر سورۂ "**والمرسلت**" نازل ہوئی، آپ اس کی تلاوت فرمارہے تھے اور میں آپ کی زبان مبارک سے سن کر یاد کررہا تھا، آپ ابھی اسی میں رطب اللسان تھے 'ایک سانپ ہماری جانب لپکا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے ماردو، ہم اس پر ٹوٹ پڑے تو وہ بھاگ گیا۔ فرمایا، "وہ تمہارے شر سے بچ گیا جیسے تم اس کے شر سے بچ گئے۔" ﴿المجلد الاول. کتاب الحج ،باب مایقتل من الدوآب﴾

اور اسی کے مثل مسلم ونسائی نے روایت کیا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**و فی صحیح مسلم "سأل رجل ابن عمر مایقتل من الدوآب وھو محرم قال حدثتنی احدی نسوة النبی ﷺ انه کا ن یا مر بقتل الکلب العقور والفارة والعقرب والحدیا ء والغراب والحیة قال و فی الصلاة ایضا۔** (یعنی: صحیح مسلم میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنھما) سے سوال کیا کہ "محرم کن جانوروں کو قتل کر سکتا ہے؟" انہوں نے کہا "مجھے نبی پاک ﷺ کی ازواج (رضی اللہ عنھن) میں سے کسی ایک نے خبر دی ہے کہ آپ نے کاٹنے والے کتے، چوہے، بچھو، چیل، کوے اور سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ فرمایا کہ نماز میں بھی ان کو قتل کر دیا جائے۔)"

﴿المجلد الاول. کتاب الحج. باب ما یندم للمحرم وغیرہ قتله من الدوآب فی الحل والحرم﴾

**وفی الصحیح النسائی' عن النبی ﷺ قال خمس یقتلھن محرم الحیة والفارة والحدأةوالغراب الابقع والفارة والکلب العقور۔** (یعنی: صحیح نسائی میں ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا پانچ چیزوں کو محرم مار ڈالے: سانپ، چوہا، چیل، چتکبرا کوا، اور کاٹنے والا کتا۔)" ﴿باب مایقتل المحرم من الدوابّ﴾

**وفی سنن ابی داؤد عن ابی ھریرہ ان رسول اللہ ﷺ قال خمس قتلھن حلال فی الحرم الحیة والعقرب والحدأة والفارة والکلب العقور۔** (یعنی: سنن ابو داؤد میں حضرت ابو ھریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا پانچ جانوروں کو حرم میں قتل کر دینا بھی جائز ہے: سانپ، بچھو، کوا، چوہا، اور کاٹنے والے کتے کو۔)" ﴿باب ما یقتل المحرم من الدوآب﴾

**وفی صحیح مسلم' ان رسول اللہ ﷺ امر محرمابقتل حیة بمنی۔** (یعنی: صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں ایک احرام والے شخص کو سانپ مارنے کا حکم دیا)" ﴿المجلد الثانی. کتاب قتل الحیات وغیرھا﴾

**وفی سنن ابی داود عن النبی ﷺ قا ل اقتلوا الحیات**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کلھن فمن خاف ثارھن فلیس منی۔ (یعنی: سنن ابو داؤد میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سانپوں کو مار دیا کرو جو انہیں ڈرتے ہوئے چھوڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔)" ﴿باب فی قتل الحیات﴾

لیکن قتل اس سانپ کا کہ سپید رنگ ہے اور سیدھا چلتا ہے یعنی چلنے میں بل نہیں کھاتا، قبلِ انذار و تحذیر کے (یعنی ڈرانے، دھمکانے سے پہلے) ممنوع ہے۔

**فی سنن ابی داود عن رسول اللہ ﷺ اقتلوا الحیات کلھا الا الجان الا بیض الذی کا نہ قضیب فضۃ**۔ (یعنی سنن ابو داؤد میں سرکار مدینہ ﷺ سے مروی ہے کہ ہر قسم کے سانپوں کو مار دیا کرو سوائے اس سفید سانپ کے جو چاندی کی چھڑی جیسا ہوتا ہے۔") ﴿باب فی قتل الحیات﴾

**وروی الزیلعی عنہ ﷺ اقتلوا ذا الطفیتین والا بتروا یاکم والحیۃ ابیضاء فانھا من الجن** ۔ (یعنی: اور زیلعی نے آپ ﷺ سے روایت کی کہ قتل کرو ان سانپوں کو جن پر کرگل کے پتوں جیسے نشان ہوں اور جن کی دم کٹی ہوئی ہو اور سفید باریک سانپ سے بچو کیونکہ کہ وہ جنوں میں سے ہے۔)

**وفی الترمذی قال عبداللہ بن المبارك انما یکرہ من قتل الحیات الحیۃ التی تکون دقیقۃ کانھا فضۃ ولاتلتوی فی مشیتھا**۔ (یعنی: ترمذی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں، ان سانپوں کو مارنا مکروہ ہے 'جو پتلے ہوں اور چاندی کی مانند چمکتے ہوں اور چلنے کے دوران بل نہ کھاتے ہوں۔)
﴿المجلد الاول. باب فی قتل الحیات﴾

اور اسی طرح وہ سانپ جو مدینہ کے گھروں میں رہتے ہیں، بے انذار و تحذیر کے نہ قتل کئے جائیں مگر " ذُوالطُّفَیۡتَیۡن " کہ اس کی پیٹھ پر دو خط سپید ہوتے ہیں اور ابتر کہ ایک قسم ہے سانپ کی، کبود رنگ (یعنی آسمانی رنگ کا)، کوتاہ دم (یعنی چھوٹی دم والا) اور ان دونوں قسم کے سانپوں کا خاصہ کہ جس کی آنکھ پر ان کی نگاہ پڑے، اندھا ہو جائے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

،زنِ حاملہ اگر انہیں دیکھ لے، حمل ساقط ہو۔ کہ اس طرح کے سانپ اگر مدینہ کے گھروں میں بھی رہتے ہوں توان کا مارنا بے انذار کے جائز ہے۔

**فی صحیح مسلم' قال رسو ل الله ﷺ ان با لمدینة نفرامن الجن قداسلموافمن رای شیئا من هذ ه العوامر فلیؤذنه ثلاثافان بداله بعد فیقتله فانه شیطان اه** (یعنی: صحیح مسلم میں ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "مدینہ میں کئی جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو چکے ہیں، پس اگر کوئی شخص ان سانپوں میں سے کسی کو دیکھے تواس کو تین دن تک خبر دار کرے، اگر وہ اس کے بعد بھی دکھائی دے تواس کو قتل کردے کیونکہ وہ شیطان ہے۔)"

﴿المجلد الثانی ۔کتاب قتل الحیات وغیرها﴾

**والعوامرهی التی تسکن البیوت توذی** ۔(یعنی: عوامر وہ سانپ ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں اور نقصان پہنچاتے ہیں۔)

**وفی روایته ان لهذه البیوت عوامر فاذا رأ یتم شیئا هنا فحرجوا علیه ثلاثا فان ذهب والا فاقتلوه فانه کافر**۔(یعنی: اوراسی کی ایک روایت میں ہے کہ ان گھروں میں آبادر ہنے والے سانپ ہیں، جب تم کوئی سانپ دیکھو تواس کو تین دن تک تنگ کرو، اگر وہ چلا جائے تو ٹھیک ورنہ اسکو قتل کردو کیونکہ وہ کافر ہے۔)"

﴿المجلد الثانی ۔کتاب قتل الحیات وغیرها﴾

**وفی روایة ان بالمدینة جنا قد اسلموافاذارأیتم منهم شیئا فاذنوه ثلثة ایام فان بدالکم بعد ذلك فاقتلوه انما هو الشیطان۔** (یعنی: اور ایک روایت میں ہے کہ مدینہ میں کئی جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو چکے ہیں، پس اگر تم ان سانپوں میں سے کسی کو دیکھو تواس کو تین دن تک خبر دار کرو، اگر وہ اس کے بعد بھی دکھائی دے تواس کو قتل کردو، کیونکہ وہ شیطان ہے۔)"

﴿المجلد الثانی ۔کتاب قتل الحیات وغیرها﴾

**وفی سنن ابی داود۔ وقال القاضی عیاض**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لیکن بعض علماء نے قتل ان سانپوں کا کہ گھروں میں رہتے ہیں مطلقاً بے انذار کے ممنوع ٹھہرایا ہے اور منشاء اس کا اطلاق لفظِ بیوت (یعنی لفظ بیوت کا بغیر کسی قید کے ہونا) ہے بعض احادیث میں۔

**فی صحیح مسلم کان ابن عمر یقتل الحیات کلھن حتی حدثنا ابوالبابة بن عبدا لمنذ رالبدری ان رسول الله ﷺ نھی عن قتل جنا ن البیوت فامسك وفی روایة نھی عن قتل الجنان التی فی البیوت انتھت والجنا ن بجیم مکسورة ونون مفتوحة ھی الحیات جمع جان وھی الحیة الصغیرة وقیل الدقیقة الخفیفة وقیل الدقیقة البیضاء کذا قال النووی وفی روایة انه قدنھی عن ذوات البیوت۔**

(یعنی: صحیح مسلم میں ہے کہ "حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنھما تمام سانپوں کو قتل کر دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ابو البابہ بن عبد المنذر بدری نے ہمیں بتایا کہ "رسول اللہ ﷺ نے گھر میں رہنے والے چھوٹے سانپوں کو ہلاک کرنے سے منع فرمایا ہے۔" تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما رک گئے۔" اور ایک روایت میں ہے کہ ان چھوٹے سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا جو گھروں میں ہوتے ہیں۔" جنان" جیم مکسورہ اور نونِ کی فتح کے ساتھ 'سانپ ہے، جو جان کی جمع ہے اور یہ چھوٹا سانپ ہوتا ہے اور کہا گیا کہ باریک پھرتیلا سانپ ہے اور کہا گیا ہے کہ باریک سفید سانپ ہے جیسا کہ امام نواوی نے فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو ہلاک کرنے سے منع فرمایا۔")

مگر یہ مذہب ضعیف (یعنی کمزور) غیر مختار (یعنی ناپسندیدہ) ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں مراد بیوت سے بیوتِ مدینہ ہیں نہ بیوت مطلقاً اور احادیث مذکورہ جن میں اذن بیوت مقید ہے مفسر ان حدیثوں (یعنی وضاحت طلب حدیثوں) کے مفسر (یعنی وضاحت کرنے والی) ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**قال الامام النووی قال المارزی لا تقتل حیات مدینۃالنبی ﷺ الابانذارھا کماجاء فھذہ الاحادیث فاذاانذرھاولم تنصرف قتلھا واماحیات غیر المدنیۃ فی جمیع الارض والبیوت والدور فیندب قتلھا من غیر انذار لعموم الا حا دیث الصحیحۃ فی الامر بقتلھا وقال الامام النووی ایضا قا لوا فاخذ بھذہ الاحا دیث فی استحباب قتل الحیات مطلقاو خصت المدینۃ بالانذار للحدیث الواردفیھا و سببہ ماصرح بہ فی الحدیث انہ اسلم طائفۃ من الجن بھا اھ۔**

(یعنی: امام نواوی نے فرمایا کہ مارزی نے کہا ہے کہ مدینۃ النبی ﷺ کے سانپوں کو خبردار کئے بغیر نہ مارا جائے، جیسا کہ ان احادیث میں وارد ہوا ہے۔پس جب کوئی شخص انھیں ڈرائے اور وہ نہ جائیں تووہ انھیں قتل کر دے۔اور بہر حال مدینہ شریف کے علاوہ پوری روئے زمین اور گھروں میں رہنے والے سانپ' تو ہلاک کرنے کے بارے میں وارد ہونے والی احادیثِ صحیحہ کے عموم کے سبب انھیں بغیر ڈرائے مارڈالنا مستحب ہے۔

امام نواوی نے یہ بھی کہا ہے کہ فقہائے کرام نے فرمایا کہ "ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مطلقاً تمام سانپوں کو مارڈالنا مستحب ہے اور مدینہ شریف کے سانپوں کو ڈرانے کی تخصیص اس بارے میں وارد ہونے والی حدیث کے باعث ہے اور اس کے سبب کی حدیث پاک میں وضاحت کردی گئی ہے کہ مدینہ شریف کے جن مسلمان ہو گئے تھے۔"

﴿شرح مسلم للنواوی کتاب قتل الحیات وغیرھا﴾

اور طریقے انذارو تحذیر کے مختلف ہیں۔

﴿ایک﴾ یہ کہ یوں کہا جائے "میں تم کو قسم دلاتا ہوں' اس عہد کی جو تم سے سلیمان بن داؤد علیھما السلام نے لیا کہ ہمیں ایذا مت دو اور ہمارے سامنے ظاہر مت ہو" **و قا ل الامام النووی و اما صفۃ الانذار فقال القا ضی روی ابن**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**حبیب عن النبی ﷺ انه یقول انشد کن بالعهد الذی اخذ علیکن سلیمن ابن داودان لا تؤ ذونا ولاتظهر ن لنا۔** (یعنی: امام نواوی نے فرمایا کہ "اور بہر حال تنبیہ کرنے کا انداز تو قاضی نے کہا" ابن حبیب نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کہنے والا سانپ سے یوں کہے "میں تم کو وہ وعدہ یاد دلاتا ہوں جو تم سے حضرت سلیمان ابن داؤد نے لیا تھا کہ ہمیں ایذاء مت دو اور ہمارے سامنے ظاہر مت ہو۔ ﴿شرح مسلم للنواوی کتاب قتل الحیات وغیرھا﴾

﴿دوسرے﴾ یہ کہ اس طرح کہا جائے، "ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں بوسیلۂ عہدِ نوح وعہدِ سلیمان ابن داود علیہم السلام کہ ہمیں ایذا مت دے۔" **قال رسول اللہ ﷺ اذا ظھرت الحیۃ فی المسکن فقولوا لھا انا نسألك بعھد نوح وبعھد سلیمان بن داود ان لا تؤذینا فان عادت فا قتلوھا رواہ ابو عیسی الترمذی ثم قال ھذاحدیث حسن غریب۔** (یعنی: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب گھر میں سانپ نظر آئے تو اسے کہو ہم تمہیں نوح اور سلیمان بن داؤد (علیھما السلام) کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہمیں تکلیف نہ دینا اس کے بعد بھی نہ جائے تو اسے قتل کر دو۔ اسے امام ابو عیسیٰ ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

﴿باب فی قتل الحیات﴾

﴿تیسرے﴾ یہ کہ میں تمھیں قسم دلاتا ہوں اس عہد کی جو تم سے نوح علیہ السلام نے لیا میں تمھیں قسم دلاتا ہوں جو تم سے سلیمان علیہ السلام نے لیا کہ ایذا مت دو۔ **کمافی سنن ابی داؤد ان رسو ل اللہ ﷺ سئل عن حیات البیوت فقال اذا رأیتم مثلھن شیئا فی مساکنکم فقولو اانشد کن العھد الذی اخذ علیکن نوح اانشد کن العھد الذی اخذ علیکن سلیمان ان لا تو ذوافان عدن فاقتلوھن۔** (یعنی: جیسا کہ ابو داؤد شریف میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ سے گھروں میں رہنے والے سانپوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا جب تم ان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں سے کسی کو اپنے گھروں میں دیکھو تو کہو ؛ میں تمہیں اس عہد کی قسم دیتا ہوں جو تم سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا کہ ہمیں ایذاء نہیں پہنچاؤ گے۔"اگر اس کے بعد بھی نکلیں تو انہیں مار دیا کرو۔ ﴿باب فی قتل الحیات﴾

﴿چوتھے﴾ یہ کہ "لوٹ جا خدا کے حکم سے۔"

﴿پانچویں﴾ یہ کہ "مسلمان کی راہ چھوڑ دے۔" **قال الطحاوی یقال لها ارجعی باذن الله تعالى او خلى طريق المسلمين اھ ملخصا وغير ذلك۔** (یعنی: امام طحاوی نے فرمایا کہ اس سے کہا جائے کہ "تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوٹ جا۔" یا یہ کہے کہ "مسلمانوں کا راستہ چھوڑ دے۔")

بالجملہ (یعنی خلاصہ یہ کہ) قتل سانپ کا "مستحب" اور سپید اور ساکن بیوت مدینہ کا سوا "ذو الطفیتین" اور ابتر کے "بے انذار و تحذیر کے ممنوع" ہے، مگر طحاوی کے نزدیک قتل بے انذار میں بھی کچھ حرج نہیں اور انذار اولیٰ ہے۔ **فی الاشباه والنظائر قال الطحاوی ولابأس بان يقتل الكل لانه ﷺ عاهد الجن ان لايدخلوابيوت امته ولايظهر واانفسهم فاذاخالفوا فقد نقضوا عهد هم فلاحرمة لهم والاولى هو الانذار والاحذار** اھ (یعنی: "الاشباہ والنظائر میں طحاوی نے فرمایا، "اس میں کوئی حرج نہیں کہ تمام سانپوں کو قتل کیا جائے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں سے وعدہ لیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی امت کے گھروں میں داخل نہ ہوں گے اور خود کو ظاہر نہ کریں گے۔ پس جب انھوں نے وعدہ خلافی کی تو انھوں نے اپنے وعدے کو توڑ دیا، چنانچہ اب ان کے لئے کوئی حرمت نہیں، (لیکن اس صورت میں بھی) ڈرانا اور خبردار کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وضاحت وخلاصہ :-

خلاصہ یہ ہوا کہ سانپ دو حال سے خالی نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(i) مدینے شریف میں قیام پزیر ہیں۔ (ii) مدینے شریف کے علاوہ ہیں۔

بصورتِ اول پھر دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ وہ ذو الطفیتین یا ابتر ہیں۔ ﴿2﴾ ان کے علاوہ ہیں۔

بصورتِ اول بغیر انذار و تحذیر کے قتل کرنا "مستحب"۔ اور بصورتِ ثانی بغیر انذار و تحذیر کے "ممنوع"۔

بصورتِ ثانی (یعنی جب مدینے شریف کے علاوہ پائے جائیں) تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔

(۱) وہ سفید رنگ کے ہیں اور چلنے میں بل نہیں کھاتے۔ (۲) ان کے علاوہ ہیں۔

بصورتِ اول بغیر انذار و تحذیر کے "ممنوع"۔ اور بصورتِ ثانی بغیر انذار و تحذیر کے قتل کرنا "مستحب"۔

**طریقہ**:۔ انذار و تحذیر کے طریقے اوپر مذکور ہیں۔

**نقشے کے ذریعے مزید وضاحت:۔**

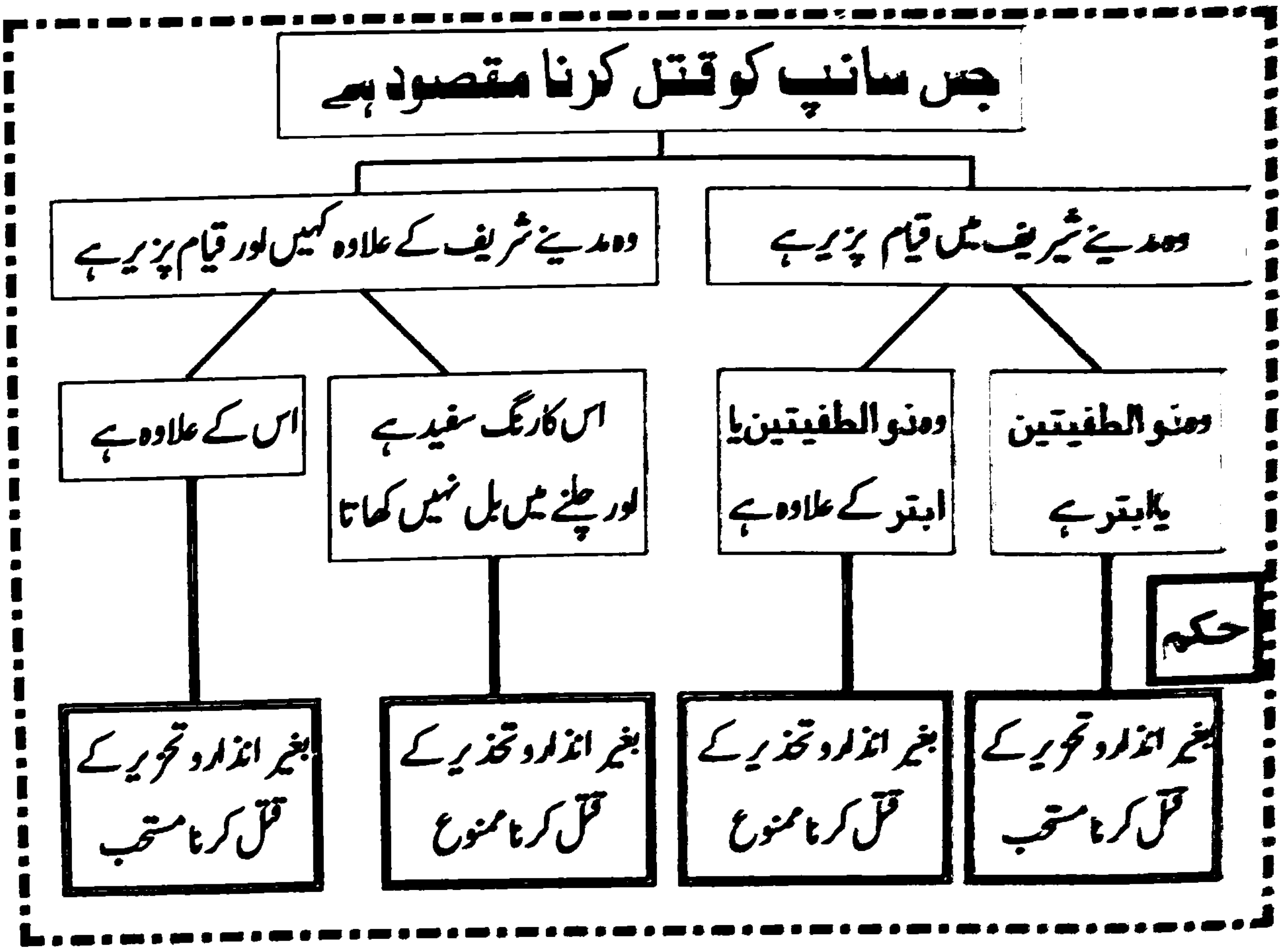


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# کندھوں سے نیچے بال رکھنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دہم، صفحہ ۳۲، نصف ثانی﴾

(۱) زید کا طریقہ صوفیانہ ہے اور اس کے بال دراز ہیں یعنی کندھوں تک چھوٹے ہیں، آیا وہ شعرِ طویل (یعنی لمبے بال) نماز کی صحت کے مانع ہیں یا نہیں؟ اور زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہوگی یا نہیں؟ غرضیکہ وہ بال نماز کی صحت میں خلل پیدا کریں گے یا نہیں؟

(۲) فقراء کے واسطے بال بڑھانے کا حکم ہے یا نہیں؟ اگر حکم ہے تو کہاں تک؟ کیونکہ بد مذہب اس طریقہ کے منکر ہیں۔ بینوا توجروا

## الجواب:۔

بال نصف سے کندھوں تک بڑھانا "شرعاً جائز" ہے اور اس سے زیادہ بڑھانا "مرد کو حرام" ہے۔ خواہ "فقراء" ہوں یا "دنیادار"، احکامِ شرع سب پر یکساں ہیں۔ زیادہ میں عورتوں سے تشبہ ہے اور صحیح حدیث میں لعنت فرمائی اس مرد پر جو عورت کی وضع بنائے اور اس عورت پر جو مرد کی وضع بنائے، اگرچہ وہ وضع بنانا ایک ہی بات میں ہو۔ جو لوگ چوٹی گندھواتے یا جوڑا باندھتے یا کمر یا سینہ کے قریب تک بال بڑھاتے ہیں، وہ شرعاً "فاسقِ معلن (یعنی اعلانیہ گناہ کرنے والے)" ہیں اور فاسقِ معلن کے پیچھے نماز "مکروہِ تحریمی" ہے یعنی پھیرنا "واجب"۔ اگرچہ بڑھے ہوئے دس برس گزر گئے ہوں۔ اور یہ خیال کہ "باطن صاف ہونا چاہیئے، ظاہر کیسا ہی ہو" محض باطل ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ "اس کا دل ٹھیک ہوتا تو ظاہر آپ ٹھیک ہو جاتا۔" واللہ تعالیٰ اعلم

### وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ "نصف کان سے کندھوں تک بال بڑھانا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جائز ہیں جیسا کہ مختلف احادیث میں وارد ہوا ہے، سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنھا) ارشاد فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کندھوں سے اوپر اور کان کی لو سے نیچے تھے۔"

﴿ترمذی، باب ما جاء فی الجمة واتخاذ الشعر﴾

جب کہ اس آگے بڑھانا "ناجائز و حرام" ہے۔ اور ان کے ناجائز و حرام ہونے کی علت یہ ہے کہ اس طرح عورتوں سے مشابہت پیدا ہوتی ہے اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا ممنوع اور باعثِ لعنت ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف (کتاب الادب) میں ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی۔"

پھر اس طرح بال بڑھانے والا چونکہ اعلانیہ طور پر حبیبِ پروردگار ﷺ کی نافرمانی کا مرتکب ہو رہا ہے، چنانچہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ اور اگر پڑھ لی تو لوٹانا "واجب"۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مکمل طور پر شریعت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

## ہزدہ ہزار (یعنی اٹھارہ ہزار) عالم سے کیا مراد ہے؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلدنہم۔صفحہ ۴۵﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ "اٹھارہ ہزار عالم سے کیا مراد ہے؟ کل اشیاء درخت وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں؟"

## الجواب:۔

عالم اٹھارہ ہیں اور ہر ایک میں کثرت مخلوقات کے سبب اسے ہزار سے تعبیر کیا۔ تینوں موالید (یعنی) جمادات (یعنی بے جان چیزیں)، نباتات (یعنی پودے، سبزیاں، ترکاریاں)،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیوانات اور چاروں عناصر (یعنی آگ، پانی، ہوا، مٹی) اور سات آسمان اور ثوابت (یعنی وہ ستارے جو حرکت نہیں کرتے) فلک اطلس (یعنی وہ آسمان جس پر کوئی ستارہ نہیں) کرسی، عرش۔ افادہ الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ (یعنی اسے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے بیان فرمایا)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو عالم کہا جاتا ہے۔

ویسے تو کل عالم صرف اٹھارہ ہیں لیکن کثرتِ مخلوق کا اعتبار کرتے ہوئے انھیں اٹھارہ ہزار سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

امیرِ اہلسنت، امیرِ دعوتِ اسلامی علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری (مدظلہ العالی) ارشاد فرماتے ہیں،

ہژدہ ہزار عالم کا حسن تجھ پر قرباں

اللہ تعالیٰ مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## علاج کرنا کس کے لئے جائز ہے؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دهم. صفحه نمبر ۲۰۳ . نصف ثانی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ ایک طبیب جس نے علمِ طب باقاعدہ حاصل کیا ہے، اور نظری و عملی (یعنی تھیوری و پریکٹیکل) طریقہ مروجہ سے پوری تکمیل کر چکا ہے۔ مگر ان وجوہات سے اپنے پیشے سے ہمیشہ دل برداشتہ اور متفکر اور وبالِ اخروی سے خائف رہتا ہے کہ وقائع و جزئیاتِ فن کا ہمیشہ بالکلیہ (یعنی مکمل طور پر) مستحضر فی الذہن (یعنی ذہن میں حاضر) رہنا، مشکل بلکہ غیر ممکن ہے، اور جب یہ نہیں تو تشخیص کا صحیح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہ ہونا' نا معلوم۔ نیز چونکہ یہ فن ظنی ہے اور ظنِ غالب اور گمانِ راجح پر علاج ہوتا ہے، اگرچہ بتائیدِ حکیمِ مطلق جلاو علا (یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ) اکثر تشخیص مطابقِ واقع ہوتی ہے۔ تاہم غلطی کا اندیشہ لگا رہتا ہے، کیونکہ مجربین کا مقولہ ہے کہ "**العلاج رمی السھم فی الظلمات**۔ یعنی علاج، تیر کو اندھیروں میں پھینکنا ہے۔" نیز عقل، حافظہ، استحضار، ذہانتِ طباعی بلکہ جو آلاتِ تشخیصِ مرض ہیں، حسبِ قوائے دماغی (یعنی دماغی قوتوں کے اعتبار سے) مختلف ہیں۔ اسی وجہ سے مریضِ واحد کی تشخیص میں اطبائے متعدد (یعنی کئی حکیم وڈاکٹرز) متحد الرائے (یعنی ایک ہی رائے رکھنے والے) بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں، اگرچہ سب اپنی تشخیص کو صحیح سمجھے ہوئے ہیں، مگر فی الواقع (یعنی حقیقت میں) کسی ایک ہی کی رائے صحیح ہو گی۔ اور کبھی طبیب، علاج کے غیر مفید پڑنے سے اپنی خطا فی التشخیص (یعنی تشخیص میں خطا واقع ہونے) سے واقف ہو کر سنبھل جاتا ہے اور علاج میں فوراً ترمیم کر دیتا ہے۔ مگر کبھی اتنے پر بھی اس کو یہ معالجہ اسی علاج پر برقرار رکھتا ہے کہ تیری تشخیص اور علاج دونوں صحیح ہیں، مگر خدا کی طرف سے ابھی صحت کا وقت نہیں آیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی وجوہات ہیں کہ جن کے سبب وہ اپنے پیشۂ طبابت سے تنگ ہے۔

اس صورت میں یہ پیشہ اگر کئے جائے تو ازروئے شرع شریف اس کے ذمے کیا وبال ہے؟ اور وہ اس کا اہل ہے یا نہیں؟ اور اگر اہل ہے بھی اور پھر ترک کر دے تو کوئی شرعی قباحت تو لازم نہیں آتی؟ بلادلیل صرف حکم تحریر فرمادیا جائے۔

## الجواب:

اہل کو اس کا ترک بلا مضائقہ "جائز" ہے، جب کہ وہاں اور طبیبِ اہل موجود ہو اور نااہل کو اس میں ہاتھ ڈالنا "حرام" ہے اور اس کا ترک "فرض"۔ جس نے اس فن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے باقاعدہ نظریات و عملیات حاصل کئے اور ایک کافی مدت تک کسی طبیبِ حاذق (یعنی ماہر طبیب) کے مطب میں رہ کر کام کیا اور تجربہ حاصل ہوا، ...اکثر مرضیٰ (یعنی مریض حضرات) اس کے ہاتھ پر شفاء پاتے ہوں، ...کم حصہ، ناکامیاب رہتا ہو، ...فاحش غلطیاں جیسے بے علم ناتجربہ کار کیا کرتے ہیں، تشخیص وعلاج میں نہ کرتا ہو، وہ اہل ہے اور اسے بنظرِ نفعِ خلائق و مسلمین، اس سے دست کش (یعنی الگ) ہونا نہ چاہئے، جب کہ دوسرا ایسا وہاں نہ ہو۔ بعض اوقات تشخیص یا علاج میں غلطی واقع ہونا، منافی اہلیت نہیں کہ انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام معصوم ہیں وبس۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

معلوم ہوا کہ علاج و معالجہ کا پیشہ اختیار کرنے والا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(i) اس نے اس فن کی تھیوری و پریکٹیکل کا باقاعدہ علم حاصل کیا ہے .....کسی ماہر ڈاکٹر و حکیم کے زیرِ تربیت کافی عرصے تک کام کیا ہے۔.....اسے ناکامی کم اور کامیابی زیادہ حاصل ہوتی ہے۔.....علاج و معالجہ میں، ناتجربہ کاروں کی مثل بڑی بڑی غلطیاں کرنے سے محفوظ ہے۔

(ii) ان میں سے کسی خصوصیت کا حامل نہیں۔

بصورتِ اول اہل ہونے کی بناء پر یہ پیشہ اختیار کرنا "جائز" اور بصورتِ ثانی نااہل ہونے کی بناء پر "ناجائز و حرام۔"

نیز اگر کوئی شخص اس پیشے کو ترک کرنا چاہے تو دیکھے کہ وہاں مزید اہل ڈاکٹر و حکیم موجود ہیں یا نہیں؟ بصورتِ اول چھوڑنا "جائز"، بصورتِ ثانی "ناجائز"۔

اللہ تعالیٰ صرف اہل کو یہ پیشہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# فرشتوں کو روح قبض کرنے میں غلطی لاحق ہونا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد چہارم صفحہ نمبر ۱۲۴﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے آج یہ بیان کیا کہ "ایک نام کے دو آدمی ہوں تو ایسا ہو جاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ جس کی قضا آئی ہو دوسرے آدمی کی روح قبض کر لیتے ہیں فرشتے۔" اور یہ بھی بیان کیا کہ "یہ وقوعہ میرے روبرو' کا ہے کہ ایک کی جان قبض کر لی گئی اور چند منٹوں کے بعد وہ زندہ ہو گیا اور اس نام کا اس محلہ کے قریب ایک شخص تھا وہ مر گیا۔ جو شخص اول مر گیا تھا جب اس سے حال دریافت کیا تو اس نے بہت کچھ قصہ بیان کیا۔" اس کے بارہ میں کیا حکم صادر فرماتے ہیں؟ زیادہ حد ادب۔

## الجواب:۔

یہ "محض غلط" ہے اللہ کے فرشتے اس کے حکم میں غلطی نہیں کرتے۔ قال اللہ تعالیٰ" وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ فرشتے وہ کرتے ہیں جو انھیں حکم ہوتا ہے۔

﴿النحل ۵۰ پ ۱۴ ﴾۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

چونکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی معصوم و محفوظ عن الخطاء' مخلوق ہیں، لھذا یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ غلطی سے مطلوبہ شخص کی بجائے کسی اور کی روح قبض کر لیں۔ اگر کوئی شخص اس قسم کی خبر دے بھی تو اسے اس کی غلط فہمی یا ذہنی انتشار یا شیطان کی مداخلت قرار دیا جانا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ صحیح مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# نعمتِ ربُ العلیٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ

نعمتِ ربُ العلیٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ
عاشقِ خیرالوریٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ
جس کی شہرت چار سو احمد رضا رضی اللہ عنہ
جس کا چرچا ہر جگہ احمد رضا رضی اللہ عنہ

خائفِ ربِّ جلیل و متقی
پیکرِ حسن و وفا احمد رضا رضی اللہ عنہ

لائقِ تقلید ہے سیرت تری
ہر عمل سنت ترا احمد رضا رضی اللہ عنہ

پوچھئے گر چشمۂ فیضِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
دل بھی دے دل سے صدا احمد رضا رضی اللہ عنہ

جس کی کرنیں ہیں ظفؔر امجؔد نعیؔم (1)
وہ سراجِ (2) پُر ضیاء احمد رضا رضی اللہ عنہ

اس کی ہم کو بھی عطا خیرات ہو
جو کرم تجھ پر ہوا احمد رضا رضی اللہ عنہ

کیوں عطا نہ ان کا بیڑا پار ہو
راہ نما جن کا ہوا احمد رضا رضی اللہ عنہ

(علامہ محمد اکمل عطاؔ قادری عطاری)

---

(1) یہ تینوں آپ کے خلفاء کرام رضی اللہ عنہم ہیں یعنی حضرت مولانا ظفر الدین بہاری، حضرت مولانا محمد امجد علی اور حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ عنہم (2) سورج

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیٰحضرت رضی تعالیٰ عنہ اور فتاوٰی رضویہ سے
اخذ شدہ فتاوٰی پر مشتمل ایک مفید تالیف

سلسلہ نمبر
6

# رہنمائے کامل

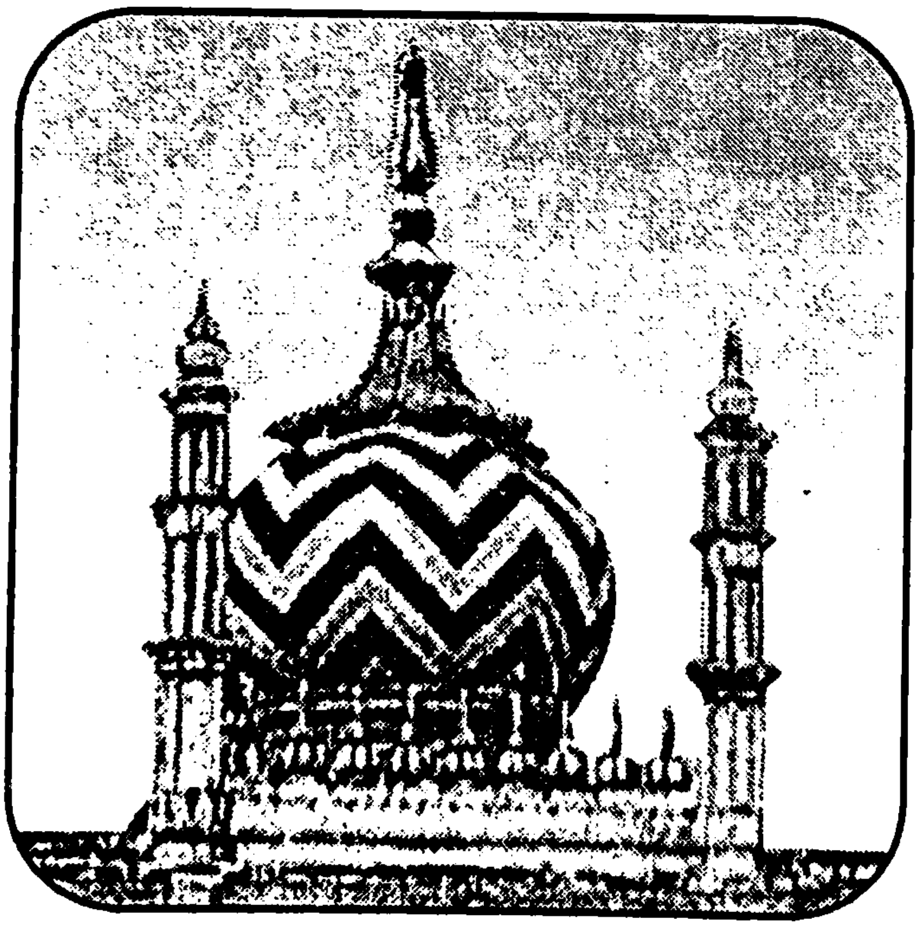

مصنفہ

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# پہلے اسے پڑھئے

الحمد للہ "رہنمائے کامل (سلسلۂ اشاعت نمبر6)" اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ منظرِ عام پر جلوہ گر ہو چکا ہے۔اس مرتبہ اس کے بارے میں "حضرت علامہ مولانا جناب حافظ محمد یوسف چشتی صاحب دامت برکاتھم العالیہ" کے تاثرات شاملِ اشاعت ہیں۔

اس مرتبہ بھی عوامی ضرورت کالحاظ کرتے ہوئے 15 مسائل درج کئے گئے ہیں۔

حسبِ سابق اس بار بھی "مشکل الفاظ کو آسان کرنے"... عربی عبارات کے تراجم وحوالہ جات"... اور وضاحت وخلاصہ و نقشہ جات کے ذریعے نفسِ مسئلہ کو آسان سے آسان تر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔یہ ضرور خیال رہے کہ تمام فتاویٰ میں قوسین( ) کی عبارات ادارے کی جانب سے بغرضِ تسہیل زائد کی گئی ہے۔

چونکہ سابقہ رسالہ جات میں "رہنمائے کامل کی ضرورت" پر کافی لکھا جا چکا ہے، لھذا اس دفعہ صرف اعلیٰ حضرت(قدس سرہ العزیز) بارے میں چند واقعات پر اکتفاء کیا گیا ہے، نئے پڑھنے والے جو حضرات زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں "کسی رہنمائے کامل کی اہمیت" اور "اعلیٰ حضرت(قدس سرہ العزیز) کے حالاتِ زندگی اور سیرتِ پاک" کے بارے میں تفصیلی طور پر جاننا چاہیں، ان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ پہلے منظرِ عام پر آجانے والے رسائل کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کو بھی اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور جس مقصد کے تحت اسے تحریر کیا گیا، اس میں بعافیت کامیابی عطا فرمائے۔امین

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت(قدس سرہ العزیز)

محمد اجمل قادری عطاری

۲۹ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ بمطابق 28 ستمبر 2000ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# تاثرات

## استاذ العلماء والفضلاء، عالم نبیل، فاضلِ جلیل، سرمایۂ اہلِ سنت، عاشقِ ماہِ رسالت ﷺ

## جناب حافظ محمد یوسف چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

### مہتمم ادارۂ نوریہ تعلیماتِ مصطفیٰ ﷺ

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد

خالقِ کائنات نے اپنے ہر دور میں اپنے مقبول بندوں کے ذریعے، دینِ متین کی تجدید فرمائی۔ ہمارے بزرگوں نے احیائے سنت اور احقاقِ حق کا فریضہ بخوبی سر انجام دیا۔ علماءِ امت نے ایسی ہستیوں کو "مجددِ دین وملت" کے خطاب سے یاد کیا۔

پوری تاریخِ اسلام میں ایک ایسی ہستی نظر آتی ہے، جس نے تجدید و تحقیق سے بڑھ کر احیائے دین کا فریضہ انجام دیا۔ اس عظیم ہستی کو "امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین وملت مولانا امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

امامِ اہلِ سنت علوم وفنون میں ایسی مہارتِ تامہ رکھتے تھے کہ سیرت نگاروں نے آپ کی سیرت میں لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسبی و وہبی اور علمِ لدنی سے مالا مال فرمایا تھا۔"

جن علوم پر آپ کو دسترس حاصل تھی وہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ اور فقہ اور دوسرے علوم متداولہ وغیرہ تھے، جن کی تعداد پچاس کے قریب قریب ہے۔ جن میں ترجمۃ القرآن مسمیٰ "کنز الایمان"... "فتاویٰ رضویہ (۱۲ جلدیں)"... اور... "الدولۃ المکیۃ" وغیرہ شہرۂ آفاق ہیں۔

"فتاویٰ رضویہ" ہزار ہا مسائلِ دینیہ اور احکامِ شرعیہ کا مجموعہ ہے۔ جس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں ہر مسئلہ کو محققانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ فتاویٰ کا یہ مجموعہ قرآن و سنت اور بزرگانِ دینِ متین کے اقوال و افعال سے حاصل ہونے والی تعلیمات کا حسین و جمیل شاہکار ہے۔

حضرت مولانا محمد اکمل صاحب عطا قادری نے اعلیٰ تحقیق اور سخت محنت سے فتاویٰ رضویہ کے اقتباسات کا مجموعہ "**رہنمائے کامل**" ہر تین حصوں[1] میں نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ ساتھ حتی الوسع "اعتدال" اور "مصنفین کے جذباتی اندازِ تحریر" سے احتراز اور اجتناب کی کوشش بلیغ فرمائی ہے۔

یہ ایک گراں قدر علمی کاوش ہے، جس میں دلائلِ قاہرہ، عبارتِ عام فہم، عربی و فارسی کے تراجم اور وضاحت و خلاصہ کے ذریعے ہر مسئلہ کو مزید آسان کر کے بیان کیا گیا ہے اور یہ "منتخب مسائلِ شرعیہ کا گلدستہ" مسلمانوں کی اصلاحِ احوال کے لئے ایک عظیم اور قابلِ تحسین قدم ہے۔

بارگاہِ رب العزت میں دعا ہے کہ "اہلِ اسلام کو ایسی پاکیزہ اور تحقیقی کتاب کا مطالعہ کرنے اور ہماری زندگیوں کو روشن تر بنانے اور مشکل حالات میں ہماری ڈھارس بندھانے کا موجب بنائے اور فاضلِ محترم مولانا محمد اکمل قادری عطاری کی مخلصانہ کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے۔" آمین ثم آمین۔

نیازمند

[illegible] چشتی نظامی

مدرس مدرسہ حمیدیہ رضویہ

[illegible]

---

[1] جس وقت یہ تاثرات موصول ہوئے اس وقت تک تین حصے منظرِ عام پر آئے تھے، اب الحمد للہ ۶ حصے شائع ہو چکے ہیں (ادارہ)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرضِ مولف

وہ انسان بہت خوش قسمت ہے کہ جسے اپنی زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں درست رہنمائی کے حصول کے لئے کوئی ایسا قابلِ اعتماد انسان میسر آجائے کہ جس کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے بھی عمل کیا جائے تو گمراہی کا کوئی اندیشہ نہ رہے، جس کی تعلیمات، منزلِ مقصود کی صحیح راہ دکھائیں اور جس کا کردار و عمل، اسلافِ کرام کی یاد دلاتا ہو۔

الحمد للہ عزوجل! اہلِ سنت والجماعت کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں ایک ایسا ہی رہنما "اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن" کے نام سے عطا فرما کر ہم گناہ گاروں کے لئے بعافیت منزلِ مقصود پر پہنچنے کا سامان مہیا فرما دیا۔

لیکن اس بات کو تسلیم کرنے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ دنیوی و اخروی کامیابی کے حصول کے لئے صرف رہنما کا میسر آجانا ہی کافی نہیں بلکہ اس کی تعلیمات کا جاننا اور پھر استقامت کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہونا بھی ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کی ذات میں رہنمائی کی صلاحیت کے موجود ہونے اور آپ کی سیرت و کردار کو جاننے کے لئے "رہنمائے کامل" کے سابقہ حصوں کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ ہاں آپ کے ہاتھ میں موجودہ رسالہ اس دعویٰ پر زبردست دلیل کی حیثیت رکھتا ہے کہ آپ کی قرآن و حدیث سے اخذ شدہ تعلیمات کو اخروی نجات کے حصول کی غرض سے یاد رکھنا ہر مسلمان بھائی اور بہن کے لئے لازم و ضروری ہے۔ چنانچہ ان تعلیمات کو نہ صرف یاد رکھنا بلکہ ان پر خود عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو عمل کی ترغیب دینا بھی سعادت مندی کی علامت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تعلیماتِ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) ذوق و شوق سے جاننے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

حصولِ برکت کے لئے آپ کی سیرتِ پاک سے متعلق چند واقعات پیشِ خدمت ہیں۔

## غریبوں کی دل جوئی :۔

جناب سید ایوب علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک کمسن صاحبزادے نہایت ہی بے تکلفانہ انداز میں سادگی کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی "میری بوا (یعنی والدہ) نے تمہاری دعوت کی ہے، کل صبح کو بلایا ہے۔" حضور نے ان سے دریافت کیا "مجھے دعوت میں کیا کھلایئے گا؟" اس پر ان صاحبزادے نے اپنے کرتے کا دامن جو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے' پھیلا دیا جس میں ماش کی دال اور دو چار مرچیں پڑی ہوئیں تھیں، کہنے لگے "دیکھئے نا! یہ دال لایا ہوں۔" حضور نے ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا "اچھا میں اور یہ (حاجی کفایت اللہ صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کل دس بجے دن کے آئیں گے۔" اور حاجی صاحب سے فرمایا "مکان کا پتہ دریافت کر لیجئے۔"

غرض صاحبزادے پتہ بتا کر خوش خوش چلے گئے، یہ ہے حدیث شریف "لَوْ دُعِیْتُ اِلٰی کُرَاعٍ لَاَجَبْتُ" کی تعمیل۔ دوسرے دن وقتِ متعین پر حضور عصائے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور حاجی صاحب سے فرمایا "چلیئے۔" انہوں نے عرض کیا "کہاں؟" فرمایا "ان صاحبزادے کے یہاں دعوت کا جو وعدہ کیا ہے، آپ کو مکان کا پتہ معلوم ہو گیا ہے یا نہیں؟" عرض کیا "ہاں! حضور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ملوک پور میں ہے۔" اور ساتھ ہو لئے جس وقت مکان پر پہنچے تو وہ صاجزادے دروازہ پر کھڑے انتظار میں تھے، حضور کو دیکھتے ہی بھاگتے ہوئے یہ کہتے ہوئے "ارے بوا! مولوی صاحب آگئے۔" اندر مکان کے چلے گئے۔

دروازہ میں ایک چھپر پڑا تھا، وہاں کھڑے ہو کر حضور انتظار فرمانے لگے، کچھ دیر بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی اور ڈھلیا میں موٹی موٹی باجرہ کی روٹیاں اور مٹی کی رکابی میں وہی ماش کی دال، جس میں مرچوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے، لاکر رکھ دی اور کہنے لگے "لو کھاؤ۔" حضور نے فرمایا "بہت اچھا کھاتا ہوں، ہاتھ دھونے کے لئے پانی لے آیئے۔" ادھر وہ صاجزادے پانی لینے کو گئے اور ادھر حاجی صاحب نے کہا کہ "حضور! یہ مکان نقارچی (یعنی نقارہ بجانے والا) کا ہے۔" حضور یہ سن کر کبیدہ خاطر (یعنی رنجیدہ دل) ہوئے اور طنزاً فرمایا "ابھی کیوں کہا؟ کھانے کے بعد کہا ہوتا۔" اتنے میں وہ صاجزادے پانی لے کر آگئے، حضور نے دریافت فرمایا "آپ کے والد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟" دروازہ کے پردے میں سے ان صاجزادے کی والدہ صاحبہ نے عرض کیا "حضور! میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، وہ کسی زمانے میں نوبت (یعنی نقارہ) بجاتے تھے، اس کے بعد توبہ کرلی تھی، اب صرف یہ لڑکا ہے جو راج مزدوروں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے۔" حضور نے الحمد للہ کہا اور دعائے خیر و برکت فرمائی۔

حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھلوائے اور خود ہاتھ دھو کر شریک طعام ہو گئے مگر دل ہی دل میں حاجی صاحب کے یہ خیال گشت کر رہا تھا کہ "حضور کو کھانے میں بہت زیادہ احتیاط ہے، غذا میں سوجی کے بسکٹ کا استعمال ہے یہ روٹی اور وہ بھی باجرے کی اور اس پر ماش کی دال کس طرح تناول فرمائیں گے؟" مگر قربان اس اخلاق اور دلداری کے کہ میزبان کی خوشی کے لئے خوب سیر ہو کر کھایا۔ حاجی صاحب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فرماتے تھے کہ "میں جب تک کھاتا رہا حضور برابر تناول فرماتے رہے، وہاں سے واپسی میں پولیس کی چوکی کے قریب حاجی صاحب کے شبہ کو رفع فرمانے کے لئے ارشاد فرمایا "اگر ایسی خوص کی دعوت روز ہو تو میں روز قبول کروں۔"

## مستحبات پر عمل میں استقامت :۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ "ایک روز فریضۂ فجر ادا کرنے کیلئے خلاف معمول کسی قدر حضور کو دیر ہو گئی، نمازیوں کی نگاہیں بار بار کاشانۂ اقدس کی طرف اٹھ رہی ہیں کہ عین انتظار میں جلد جلد تشریف لائے۔ اس وقت برادر قناعت علی نے اپنا یہ خیال مجھ سے کہا کہ "اس تنگ وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ حضور سیدھا قدم مسجد میں پہلے رکھتے ہیں یا بایاں؟"

مگر قربان اس ذاتِ کریم کے کہ دروازۂ مسجد کے زینہ پر جس وقت قدم مبارک پہنچتا ہے، تو سیدھا، توسیعی فرش مسجد پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا، قدیمی فرش پر جا پہنچتا ہے تو سیدھا، آگے صحن مسجد میں ایک صف بچھی تھی اس پر قدم پہنچتا ہے تو سیدھا اور اسی پر بس نہیں، ہر صف پر تقدیم سیدھے ہی قدم سے فرمائی، یہاں تک کہ محراب میں مصلی پر قدم پاک سیدھا ہی پہنچتا ہے۔ اور اسی پر کیا منحصر ہے، بینی پاک کرنے اور استنجاء فرمانے کے سوا حضور کے ہر فعل کی ابتداء سیدھے ہی کی جانب سے ہی ہوتی تھی۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز))

اللہ تعالیٰ ایسے باعمل اور مشفق و مہربانِ امت "ولی وفقیہ" کی تعلیمات جانے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد اکمل عطا قادری عطاری عفی عنہ

۲۹ جمادی الاخری ۱۴۲۱ھ مطابق 28 ستمبر 2000ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# اللہ تعالیٰ کے لئے احاطۂ ذاتی کا قائل ہونا

**مسئلہ :۔** ﴿جلد ششم ...... صفحہ نمبر ۱۲۲﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ " **اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ** ☆" (یعنی : بے شک وہ سب کچھ جانتا ہے۔ [۱]) "اور" **اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ** (یعنی تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔ [۲]) "اور" **نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ** ☆ (یعنی : ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں ۔ [۳]) " سے احاطہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا ہر شے کو گھیرنا) اور قرب ، ذاتی مراد ہے یا صفاتی ؟ (یعنی اللہ تعالیٰ کا احاطہ اور قریب ہونا ذات کے اعتبار سے ہے یا صفات کے اعتبار سے ؟ )

زید کہتا ہے کہ " جمہور علماء کے نزدیک ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ " اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم اور قدرت ہر شے کو محیط ہے ، نہ (کہ ) ذات۔ "

عمرو کہتا ہے کہ " اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے کو محیط اور شہ رگ سے زیادہ قریب ہے ، کوئی مکان ، کوئی گوشہ ایسا نہیں ، جہاں ذاتِ خدا موجود نہ ہو اور خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اور اگر ان آیات سے احاطہ اور قربِ صفاتی مراد لے وہ " مشرک " ہے۔ اگر دنیا بھر کے عالم ایسا کہیں تو بھی ایک کی نہ مانوں گا اور سب کو " مشرک " کہوں گا اور اپنی دلیل میں شاہ امداد اللہ صاحب اور مولانا روم صاحب اور امام غزالی (قدس سرہ العزیز) کے اقوال پیش کرتا ہے۔ "

ان دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے ؟ اور اگر زید حق پر ہے تو عمرو کے بارے میں شریعتِ مطہرہ میں کیا حکم ہے ؟ وہ اپنے اس قول سے کسی گناہ کا مرتکب ہے

---

ترجمہ کنزالایمان ، [۱] الشوریٰ ۱۲ ، پ ۲۵ ۔ [۲] البقرۃ ۱۱۵ ، پ ۱ ۔ [۳] ق ۱۶ ، پ ۲۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یا نہیں ؟ بینوا مع الدلائل من الکتاب توجروا من اللہ الوھاب (یعنی کتاب اللہ سے دلائل کے ساتھ بیان کیجئے اور اللہ وہاب کی طرف سے اجر پایئے۔)

## الجواب :۔

رَبِّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَ اَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ☆ (یعنی اے میرے رب ! تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے ،اور اے میرے رب ! تیری پناہ کہ وہ میرے پاس آئیں۔)

آیاتِ متشابہات میں اہلِ سنت حفظہم اللہ تعالیٰ کے دو مسلک ہیں۔

﴿اول﴾ تفویض کہ ہم اس کے کچھ معنی نہیں جانتے ،اللہ و رسول جانتے ہیں جل و علاو ﷺ۔ جو معنی مرادِ الٰہی ہیں ہم اس پر ایمان لائے ۔"اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ ☆ (یعنی : ہم اس پر ایمان لائے ،سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے ) [1] یہی مسلکِ سلف ہے اور یہی صحیح و معتمد (یعنی اعتماد شدہ)۔ اس تقدیر (یعنی صورت) پر تو "نہ احاطہ ذاتی" کہا جائے ،"نہ صفاتی" کہا جائے۔ معنی سے کچھ بحث ہی نہ کی جائے۔

حضرتِ ام المؤمنین امِ سلمہ (رضی اللہ عنہ) سے "اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ☆ (یعنی : وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔) [2] کے معنی دریافت کئے گئے ،فرمایا، "الاستوی معلوم والکیف مجھول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ۔ استواء (یعنی جسم کے بیٹھنا) معلوم ہے ......اور کیف (یعنی استواء کی کیفیت کس طرح ہے ؟) مجہول (یعنی نا معلوم)......اور اس پر ایمان لانا فرض ......اور اس کی تفتیش بدعت "۔ یہی جواب سیدنا امام مالک (رضی اللہ عنہ) نے دیا، یہی مسلک ہمارے امام اعظم اور سائر (یعنی باقی) ائمہ سلف کا ہے۔

---

[1] ترجمۂ کنزالایمان۔ [2] آل عمران ۷ ۔پ ۳۔ [2] ۔طٰہٰ ۵ ۔پ ۱۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہاں! ہم ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جسم و جہت و مکان سے پاک و منزہ ہے۔ کسی مکان میں نہیں ہو سکتا۔ "جگہ" اور "طرف" سب اس کے بنائے ہوئے ہیں اور حادث (یعنی فناء ہو جانے والے) ہیں اور وہ (ذاتِ کریم) قدیم، ازلی۔ ازل میں کسی جگہ اور کسی طرف نہ تھا، کہ جگہ اور طرف تھے ہی نہیں۔ تو اب بھی کسی جگہ اور طرف میں نہیں۔ جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے۔ (وہ) جگہ اور طرف کو بنا کر بدل نہ گیا، جگہ اور طرف بدلیں گے، اور وہ بدلنے سے پاک ہے۔

**﴿دوم﴾** "تاویل" کہ ایسی آیات کو حسبِ محاورہ (یعنی اصطلاحِ عام کے اعتبار سے) معنئ جائز پر حمل کریں۔ جس سے نہ چھین لینے والی (یعنی بے چین) طبیعتوں کو تسکین ہو اور ایمان سلامت رہے، یہ مسلکِ خلف (یعنی بعد میں آنے والوں کا مسلک) ہے۔ اس طور پر احاطۂ صفاتی مراد لیں گے (یعنی یوں کہ اس کی صفات نے ہر شے کو گھیرا ہوا ہے)، (اللہ تعالیٰ کی صفات) علم و قدرتِ الٰہی ہر شے کو محیط (یعنی گھیرنے والے) ہونے کے بھی یہ معنی نہیں کہ اس کے علم و قدرت ہر جگہ متمکن (یعنی قرار پکڑے ہوئے) ہیں کہ جگہ یا طرف میں ہونا "جسم و جسمانیت" کی شان ہے، اور وہ اور اس کی صفات ان سے متعالی (یعنی بلند و بالا)۔

بلکہ احاطۂ علم کے معنی یہ ہیں کہ ہر شے واجب (یعنی وہ جو اپنے وجود میں کسی غیر کا محتاج نہ ہو) یا ممکن (جو اپنے وجود میں کسی غیر کا محتاج ہو) یا ممتنع معدوم یا موجود حادث یا قدیم اسے معلوم ہے۔

احاطۂ قدرت کے معنی یہ ہیں کہ "ہر ممکن پر اسے قدرت ہے۔

اس سے صفات کا ذات سے بڑھ جانا، نہ کہے گا مگر مجنون۔"

زید کا وہ کہنا کہ کوئی مکان، کوئی گوشہ ایسا نہیں، جہاں ذاتِ خدا موجود نہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہو، ''کلمۂ کفر'' ہے۔ کہ اس کی ذات کے لئے جگہ ثابت کرتا ہے۔فتاویٰ تاتار خانیہ وطریقۂ محمدیہ وحدیقہ ندیہ وفتاویٰ عالمگیری وجامع فصولین وغیرہ میں اس پر حکمِ کفر فرمایا۔

اور احاطۂ صفاتی ماننے والے کو اس کا مشرک کہنا' ہزاروں ائمۂ خلف پر حکمِ شرک لگانا ہے۔

اور اس کا کہنا کہ ''اگر دنیا کے عالم ایسا کہیں تو میں سب کو مشرک کہوں گا'' صریح کفر پر آمادگی ہے کہ تمام جہاں کے عالموں کو مشرک نہ کہے گا مگر کافر... اور ''کفر پر آمادگی کفر'' ہے۔ عمرو پر توبہ فرض ہے اپنے عقیدۂ باطلہ سے تائب ہو اور کلمۂ اسلام پڑھے اور عورت (یعنی بیوی) رکھتا ہو تو بعدِ اسلام اس سے پھر نکاح کرے۔

اگر وہ (یعنی عمرو) راضی ہو تو ہم چند سہل سہل (یعنی آسان آسان) باتیں لکھتے ہیں ،اگر اللہ تعالیٰ کو اسے ہدایت کرنا ہے تو انھیں سے وہ سمجھ لے گا کہ اس نے کیسی ناپاک بات کہی اور اپنے معبود کو کیسے کیسے گھناؤنے داغ لگائے ،اور نظرِ انصاف سے نہ دیکھے اور تعصب وعناد برتے ، تو اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو ،ذرا آنکھیں بند کر کے ،گردن جھکا کر، رب عزوجل کی عظمت پر ایمان لا کر غور کرے کہ اس نے کیسی ذلیل چیز کا نام خدا رکھا ہے۔

الحمد للہ ''معیت وقرب واحاطۂ الٰہیہ پر مسلمان کا ایمان ہے ، مگر نہ ان معنی پر کہ ان الفاظ سے ''عرفی ولغوی'' طور پر سمجھ آتے ہیں ،بلکہ ان پر جو مرادِ الٰہی ہے اور ہماری عقول سے وراء ہیں۔ معاذ اللہ اگر یہی ظاہری معنی لئے جائیں ،جس پر یہ کہا جائے کہ وہ ہر مکان ہر گوشہ میں موجود ہے ، تو اس سے زائد ذلیل ترعیب لگانا نہ ہو گا۔

(۱) جب کہ اس (یعنی عمرو) کے نزدیک اس کا وہی معبود بالذات (یعنی اپنی ذات

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے ساتھ) ہر مکان، ہر گوشہ میں موجود، اور ہر شے کو بالذات محیط (یعنی گھیرے ہوئے) ہے، تو پاخانہ میں بھی ہوگا، اس کی نجاست کو لپٹا ہوا بھی ہوگا، اس نجاست کے ساتھ اس کے بدترین مقام سے نکلا بھی (ہوگا)۔

(۲) جو شے دوسری شے کو بالذات محیط ہو، وہ یوں ہی ہوگا (یعنی اس کا محیط ہونا اسی طرح ممکن ہوگا) کہ محیط کے اندر جوف (یعنی کھوکھلا پن) ہو، جو اس دوسری چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ جیسے آسمان، زمین کو محیط ہے۔ تو اس کا معبود جوف دار کُھکّل (یعنی کھوکھلا وخالی) ہوا........ اور اللہ واحد قہار صمد ہے، جوف سے پاک ہے۔

(۳) سب اشیاء کو محیط ہونا بایں معنیٰ (یعنی اس معنی کے ساتھ) ہے کہ اس کا معبودِ وہمی تمام عالم کے باہر باہر ہے اور عالم اس کے اندر ہے، جیسے فلک الافلاک (یعنی ساتویں آسمان) کے اندر باقی کُرّے (یعنی سیارے)، جب تو (یعنی اگر یہ بات تسلیم کرلی جائے تو) (وہ خدا) شہہ رگ سے زیادہ قریب کیسے ہوا؟ بلکہ لاکھوں منزل دور ہوا۔ اور اگر یوں ہے کہ ہر ذرہ ذرہ کو بذاتہ (یعنی اپنی ذات کے ساتھ) بلاواسطہ (بغیر کسی وسیلے کے) محیط ہے، تو بلا شبہ وہ شے کہ مشرق کے کسی ذرہ کو محیط ہو، قطعاً اس کی غیر ہوگی، جو مغرب کے ذرہ کو محیط ہے۔ تو ذروں کی گنتی پر (یعنی ذروں کی تعداد کے برابر) خدا یا خدا کے ٹکڑے ہوئے ....... اور وہ احد صمد اس سے متعالی ہے۔

(۴) جب کہ وہ ہر شے کو بالذات محیط ہے، تو زمین کو بھی محیط ہوگا اور یہ جو تم چلتے ہو اور جوتیاں پہن کر پاؤں رکھتے ہو تمھارے معبود پر ہوئیں، جو تم پیشاب، پاخانہ پھرتے ہو تمھارے معبود پر گرا، (اگر معاملہ یونہی ہو تو) کیسا گھناؤنا معبود اور کیسے ناپاک عابد، ضعف الطالب والمطلوب (یعنی: کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا) (ترجمۂ کنزالایمان، الحج ۷۳، پ ۱۷)"

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۵) مثلاً کسی زید نے کسی عمرو کو جوتا مارا، تو عمرو کو بھی اس کا معبود محیط ہے۔ اس جوتے کے پڑتے وقت وہیں قائم رہے گا یا ہٹ جائے گا اگر ہٹ گیا تو ہر شے کو محیط نہ رہا اور اگر قائم رہا تو (جوتا) اسی پر پڑا۔

(۶) جس وقت زید نے جوتا اٹھایا اور ابھی عمرو کے بدن تک نہ پہنچا، تو جوتے اور عمرو کے بدن میں جو فاصلہ ہے، وہ بھی ایک شے اور وہ ایک جگہ ہے، وہ وہمی معبود بذاتِ خود یہاں بھی موجود ہوگا، یہاں سے وہاں تک جگہ اس سے بھری ہوئی ہے، اب جوتا آگے بڑھا کہ بدنِ عمرو سے قریب ہو، اس بڑھنے میں وہ وہمی معبود کہ یہاں سے وہاں تک بھرا ہوا تھا، پانی یا ہوا کی طرح چرے گا کہ جوتا اس میں ہوتا ہوا گزر جائے گا، جب تو طرفہ معبود (یعنی انوکھا معبود) جسے جوتے نے پھاڑ دیا..... اور اگر نہ چرے گا بلکہ سمٹے گا جیسے پھولی ہوئی روئی سمٹتی ہے، تو معبود کیا ہوا ربڑ ہوا..... اور اگر نہ چرے گا نہ سمٹے گا تو ضرور ہے کہ جوتا دیکھ کر جگہ چھوڑ دے گا، پھر ہر جگہ موجود کہاں رہا؟

(۷) جب کہ وہ ہر شے کو بذاتہ محیط ہے، تو محیط جیسا شے کے اوپر ہوتا ہے، ویسا ہی اس کے نیچے۔ (چنانچہ) پاؤں کے تلے وہ، جوتوں کے نیچے وہ۔ پھر ایسے ذلیل کو ربِ اعلیٰ کیسے کہا جا سکتا ہے؟

تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ العلی الاعلی علی الکریم المولی والہ وصحبہ وبارك وسلم ابدا امین واستغفر اللہ العظیم والحمد للہ رب العلمین ، واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ (یعنی جو کچھ ظالموں نے کہا، اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند وبالا ہے، اور نیکی کی قوت اور گناہ سے بچنے کی طاقت صرف اللہ العظیم کی توفیق سے ہے اور اللہ بلند واعلیٰ کی خصوصی رحمتیں ہوں کریم مولیٰ ﷺ پر اور انکی آل اور ان کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اصحاب پر۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی کے طلب گار ہیں۔ تمام حمد، اللہ رب العلمین کے لئے ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔"

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ

﴿1﴾ قرآنِ پاک کی ایسی آیات کہ جن کی مراد، واضح نہیں، اس میں اسلافِ کرام کے دو مسلک ہیں۔

☆ متقدمین کے نزدیک ان میں غور و تفکر نہ کیا جائے بلکہ ان کا معاملہ اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے حوالے کرنا بہتر ہے۔ چنانچہ یہاں نہ تو احاطۂ ذاتی مراد لیں گے اور نہ احاطۂ صفاتی۔ ہاں ان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی جو بھی مراد ہو، ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کو جسم و جہت سے پاک اور قدیم وازلی ماننا بھی ضروری ہے۔

☆ متاخرین کے نزدیک ایمان کی سلامتی اور معترضین کے جوابات کی غرض سے ان آیات سے ایسے معانی اخذ کئے جائیں گے کہ جن کا ثبوت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ پاک کے لئے بالکل جائز ودرست ہو۔ چنانچہ ان کے نزدیک یہاں "احاطۂ صفاتی" مراد لیا جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت نے کل عالم کو اپنے احاطہ میں لیا ہوا ہے۔

علم کے احاطہ میں لینے کا مطلب ہے کہ "وہ ہر شے کو جانتا ہے۔"

اور قدرت کے احاطہ میں لینے کا مطلب ہے کہ "وہ ہر ممکن پر قادر ہے۔"

﴿2﴾ مذکورہ دونوں مسالک کو جاننے کے بعد بخوبی معلوم ہو گیا کہ اسلافِ امت میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے لئے "احاطۂ ذاتی" کا قائل نہیں۔ چنانچہ جو شخص

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بھی اللہ تعالیٰ کے لئے احاطۂ ذاتی مانے یا جگہ و مکان ثابت کرے وہ کافر ہو جائے گا۔

## مدنی مشورہ :۔

عوام الناس مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں مدنی مشورہ ہے کہ "چونکہ ہمارے پاس علمِ دین کی کمی ہے، لھذا عافیت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں غور و تفکر کی کوشش نہ کی جائے، نہ ان کے بارے میں کسی سے بحث کی جائے اور اس سلسلے میں علمائے متقدمین کا "صحیح و معتمد مسلک" اختیار کرنا، ایمان کی حفاظت کے سلسلے میں بے حد مفید و بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس معاملے صحیح مسلک اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

# کفار کی اقسام

**مسئلہ :۔** ﴿جلدششم.....صفحہ نمبر ۵۵﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کفار کے (یعنی کتنی) قسم کے ہوتے ہیں؟ اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ اور صحبت کون سے کفار کی سب سے زیادہ مضر ہے؟

## الجواب :۔

اللہ عزوجل ہر قسم کفر و کفار سے بچائے۔ کافر دو قسم (پر) ہے۔

(I) اصلی............(II) مرتد............

اصلی وہ کہ "شروع سے کافر اور کلمۂ اسلام کا منکر ہے۔" یہ دو قسم ہے۔

☆ مجاہر............☆ و منافق............

مجاہر وہ کہ "علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو۔"

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

منافق وہ کہ "بظاہر کلمہ پڑھتا (ہے) اور دل میں منکر ہو۔" یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بد تر ہے۔ **ان المنافقين فى الدرك الاسفل من النار**۔ بے شک منافقین سب سے نیچے طبقۂ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجاہر چار قسم ہے۔

﴿اول﴾ دہریہ، کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

﴿دوم﴾ مشرک، کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود جانتا ہے۔ جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مگر معبود مانتے ہیں۔ .... اور آریہ کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں، مگر قدیم و غیر مخلوق جانتے ہیں۔ دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موحد (یعنی توحید کا قائل) سمجھنا سخت باطل ہے۔

﴿سوم﴾ مجوسی آتش پرست

﴿چہارم﴾ کتابی یہودی و نصاریٰ کہ دہریہ نہ ہوں۔

☆ان میں سے اول تین قسم (یعنی پہلی تین قسموں) کا ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل ہے۔ اور قسمِ چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ گناہ و ممنوع ہے۔

کافر مرتد، وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے، اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

☆ مجاہر............ ☆ و منافق............

مرتد مجاہر، وہ کہ پہلے مسلمان تھا، پھر اعلانیہ اسلام سے پھر گیا، کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا، چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی یا کتابی کچھ بھی ہو۔

مرتد منافق وہ کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے ... اور پھر اللہ عزوجل .. یا.. رسول اللہ ﷺ .. یا .. کسی نبی کی توہین کرتا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

..یا.. ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔ جیسے آج کل کے "وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔"

(یہ) حکمِ دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے۔ اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا۔ اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد، اس کے ہم مذہب یا مخالفِ مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا، جس سے ہوگا "محض زناء" ہوگا۔

مرتد خواہ مرد ہو یا عورت، مرتدوں میں سب سے بدتر "مرتد منافق" ہے۔ یہی وہ ہے کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے، (کیوں) کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے، خصوصاً وہابیہ، خصوصاً دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلِ سنت کہتے ... حنفی بنتے ... چشتی نقشبندی بنتے ... نماز روزہ ہمارا سا کرتے ... ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ سب سے بدتر زہرِ قاتل ہیں۔

ہوشیار! خبردار! مسلمانو! اپنا دین بچائے ہوئے۔ فالله خير حفظا وهو ارحم الراحمين. (یعنی اللہ تعالیٰ بہتر حفاظت فرمانے والا اور سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے)

واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

اولاً چند چیزوں کے بارے میں جاننا بہتر رہے گا۔

(ا) واجب الوجود:۔

هو الذى يكون وجوده من ذاته ولا يحتاج ألى شيء اصلاً۔ یعنی واجب الوجود وہ ہے کہ جس کا وجود بذاتہ ہو اور وہ کسی کا محتاج نہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہو۔﴿کتاب التعریفات للجرجانی﴾

(۲)آریہ :۔

ایک مت پرست قدیم قوم ہے۔

(۳)مادہ :۔

**ھی التی یحصل الشیء معھا بالقوۃ**۔کسی شے کا مادہ وہ چیز ہے کہ جس کے ساتھ وہ شے بالقوہ حاصل ہوتی ہے۔﴿ایضاً﴾

(۴)قدیم :۔

**الموجود الذی لیس وجودہ مسبوقا بالعدم**۔یعنی وہ موجود کہ جس پر کبھی عدم طاری نہ ہوا ہو۔﴿ایضاً﴾

وضاحت:۔

اگر ایک چیز پہلے نہ ہو بعد میں وجود میں آئی تو وجود میں آنے سے پہلے اسے "معدوم"اور وجود میں آنے کے بعد اسے "موجود"کہتے ہیں۔معدوم شے کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ "وہ شے کہ جس پر عدم (یعنی نہ ہونا)طاری ہو۔"قدیم کی تعریف اور وضاحت کے بعد بآسانی جانا جاسکتا ہے کہ قدیم صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک ہی ہو سکتی ہے۔کیونکہ اس کی ذاتِ کریم ہمیشہ سے ہے،بقیہ تمام اشیاء پہلے نہ تھیں،بعد میں وجود میں آئیں،لھذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی شے قدیم نہیں۔

(۵)ضروریاتِ دین :۔

وہ امور ہیں کہ جن کے علم میں عوام وخواص برابر شریک ہوں۔

(مثلاً پانچ نمازوں اور رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت،اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی تعظیم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

،اللہ تعالیٰ کی وحدانیت وغیرہ)۔۔۔۔ عوام سے مراد وہ ہیں کہ جن کا دین کے ساتھ تعلق اور علماء کے ساتھ میل جول ہو۔ ﴿فتاویٰ رضویہ جلد اول﴾

(۶) جزیہ :۔

اسلامی حکومت میں غیر مسلم پر سالانہ ٹیکس۔

اب مذکورہ جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ "کافر دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

☆ شروع ہی سے کلمۂ اسلام کا منکر ہے؟ ۔یا۔ ☆ شروع سے نہیں۔

بصورتِ اول " کافرِ اصلی "اور بصورتِ ثانی " کافر مرتد"۔

پھر کافرِ اصلی دو حال سے خالی نہیں۔

(۱) علی الاعلان کلمہ کا منکر ہے............(۲) زبان سے پڑھتا ہے، دل میں منکر ہے۔

بصورتِ اول " کافرِ اصلی مجاہر "اور بصورتِ ثانی " کافرِ اصلی منافق"۔

پھر "کافرِ اصلی مجاہر" چار حال سے خالی نہ ہوگا۔

(1) خدا کا منکر ہے۔۔یا۔۔(2) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو معبود یا واجب الوجود مانتا ہے۔۔یا۔۔(3) آتش پرست (یعنی آگ کی پوجا کرنے والا) ہے۔۔یا۔۔(4) کسی آسمانی کتاب کو ماننے والا ہے۔

بصورتِ اول "دہریہ"...بصورتِ ثانی "مشرک"...بصورتِ ثالث "مجوسی"...اور بصورتِ رابع "یہودی یا عیسائی (بشرطیکہ دہریہ نہ ہو)"۔

پھر کافرِ مرتد بھی دو حال سے خالی نہیں۔

☆ اعلانیہ کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا ہے۔☆ اعلانیہ منکر تو نہ ہوا، لیکن ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔

بصورتِ اول "مرتد مجاہر "اور بصورتِ ثانی "مرتد منافق"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**نقشے کے ذریعے مزید وضاحت :۔**

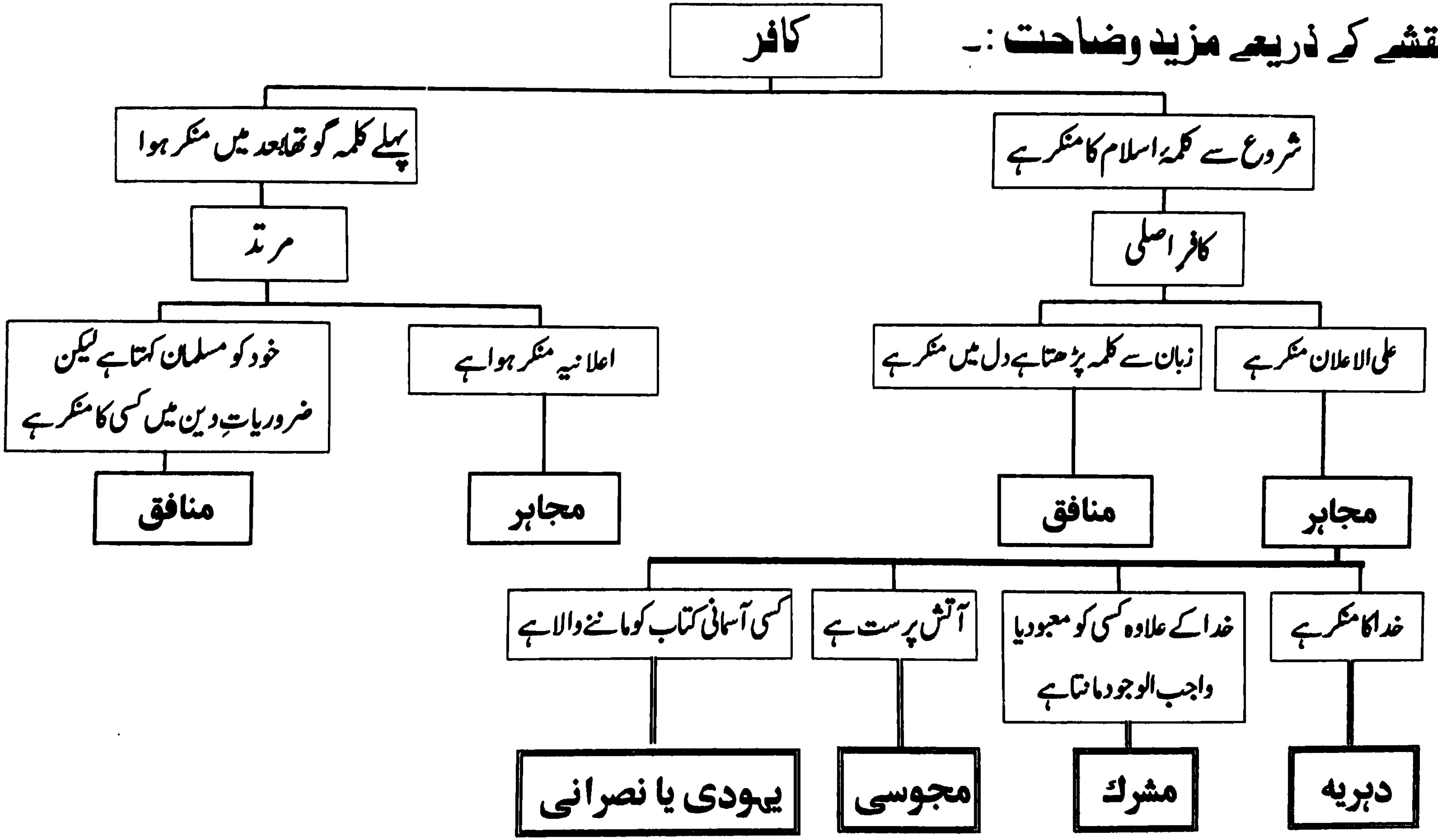


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**مدینہ:-**

ان سب کے بارے میں تفصیلی احکام جاننے کے لئے کتبِ فقہ کا مطالعہ فرمائیں۔ خصوصاً بہارِ شریعت (نواں حصہ)۔ نیز مرتد منافق کی تفصیل ووضاحت کے لئے "حسام الحرمین، زلزلہ، دعوتِ فکر وغیرہ" کا مطالعہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ مسئلہ کو بالتفصیل یادرکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## بلند مکان بنانا

**مسئلہ :-** ﴿جلد دہم ...... صفحہ نمبر ۱۵۸، نصف اول﴾

نیا مکان جب بنایا جائے تو ارتفاع اس کا (یعنی اس کی بلندی) ۷ گز سے زیادہ بنانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر ممنوع ہو تو بحوالۂ کتب جواب مرحمت فرمایا جائے۔

**الجواب:-**

عماراتِ خیر میں جب کہ بیتِ خیر، بروجہِ خیر ہو "محمود" ہے اور اپنے سکونت وغیرہا کے مکانات میں اگر حاجت ہو تو مباح اور بنیتِ تفاخر بالدنیا ہو تو "حرام"۔ ... "تتطاول فی البنیان (یعنی عمارات کے بارے میں باہم فخر کرنا)" علاماتِ قیامت سے ہے۔ یہی محمل ہے اس حدیث کا کہ "جب کوئی شخص سات گز سے زیادہ دیوار اٹھاتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے، "اے منافق! کہاں تک بلند کرے گا۔" واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ:-**

معلوم ہوا کہ تعمیر دو حال سے خالی نہ ہوگی۔

(۱) عماراتِ خیر (مثلاً مساجد ومزارات وغیرہ) کی ہے۔ (۲) اپنی سکونت کے لئے ہے۔

بصورتِ اول اگر نیتِ خیر کے ساتھ ہو تو "محمود و پسندیدہ"۔

اور بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ کسی حاجت کے سبب ہے (مثلاً فیملی بڑی ہے یا کرائے پر دینا مقصود

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔(2) فخر کرنے کے لئے ہے۔

بصورتِ اول "مباح۔" (یعنی نہ گناہ نہ ثواب) اور بصورتِ ثانی "حرام۔"

فخر کرنے کے لئے تعمیر کو احادیث میں علاماتِ قیامت میں سے شمار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیثِ جبرائیل میں ہے کہ سرکار ﷺ نے علاماتِ قیامت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، "لونڈی اپنے مالک کو جنے گی، اور تو ننگے پاؤں والوں، ننگے بدن والوں، فقیروں اور بکریاں چرانے والوں کو محلات میں فخر کرتے دیکھے گا۔"

﴿مسلم. کتاب الایمان﴾

اللہ تعالیٰ کسی غرضِ صحیح کی خاطر ہی تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

## عملیات وتعویذات کرنا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دہم ...... صفحہ نمبر ٦٦. نصف ثانی﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عملیات یعنی تعویذ وغیرہ کتابوں سے کرنا حق ہے یا باطل؟ کس طور سے جواز؟ اور کس طور سے ناجائز؟ رقم (یعنی تحریر) فرمائیں۔

## الجواب:۔

"عملیات و تعویذ" اسمائے الٰہی و کلامِ الٰہی سے ضرور "جائز" ہیں۔ جب کہ ان میں کوئی طریقہ خلافِ شرع نہ ہو مثلاً

☆ کوئی لفظ غیر معلوم المعنیٰ (یعنی ایسا لفظ کہ جس کا معنیٰ معلوم نہ ہو) جیسے "حفیظی ... کعسلھون" اور دعائے دفعِ طاعون میں "طاسوسا حاسوسا ماسوسا" ایسے ... کی اجازت نہیں، جب تک حدیث یا آثار (یعنی صحابۂ کرام کے اقوال) یا اقوالِ مشائخِ ... (یعنی قابلِ اعتماد مشائخ کے اقوال) سے ثابت نہ ہو۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

☆یونہی دافعِ صرع وغیرہ (یعنی مرگی وغیرہ دور کرنے) کے تعویذ کہ "مرغ کے خون" سے لکھتے ہیں، یہ بھی "ناجائز" ہے۔اس کے عوض مشک سے لکھیں کہ وہ بھی اصل میں خون ہے۔[1]

☆یونہی حب و تسخیر کے لئے بعض تعویذات دروازہ کی چوکھٹ میں دفن کرتے ہیں کہ آتے جاتے اس پر پاؤں پڑیں، یہ بھی "ممنوع اور خلافِ ادب" ہے۔

اسی طرح وہ مقصود کہ جس کے لئے وہ تعویذ یا عمل کیا جائے، اگر "خلافِ شرع" ہو "ناجائز" ہو جائے گا۔

☆جیسے عورتیں تسخیر شوہر کے لئے تعویذ کراتی ہیں۔یہ حکمِ شرع کا عکس ہے، اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا ہے، اسے محکوم بنانا عورت پر "حرام" ہے۔

☆یونہی تفریق وعداوت کے عمل و تعویذ کہ محارم میں کئے جائیں، مثلاً بھائی کو بھائی سے جدا کرنا، یہ قطعِ رحم ہے اور قطعِ رحم "حرام"۔یونہیں زن وشو (یعنی بیوی وشوہر) میں نفاق ڈلوانا۔حدیث میں فرمایا، "**لیس منا من خبب امرأة علی زوجها**۔جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے، وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔" بلکہ مطلقاً دو مسلمانوں میں تفریق، بلا ضرورتِ شرعی ناجائز ہے۔حدیث میں فرمایا، "**لا تباغضوا ولا تدابروا ...الیٰ...قوله ﷺ وکونوا عباد الله اخوانا**۔[2] (مسلم. کتاب البر والصلة. باب تحریم التحاسد والتباغض والتدابر)

---

[1] مشک دراصل "خوشبودار سیاہ رنگ کا مادہ ہوتا ہے، جو نیپال، تبت، تاتار، خطا اور ختن میں ایک قسم کے ہرن کی ناف سے نکلتا ہے۔(فیروز اللغات) [2] پوری حدیث کچھ یوں ہے "**ان رسول الله ﷺ قال لاتباغضوا ولاتحاسدوا ولاتدابروا وکونوا عباد الله اخوانا**؛ یعنی: سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ایک دوسرے سے دشمنی نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرو، اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

غرضِ عمل (یعنی محض عمل کرنے میں) یا تعویذ میں کوئی امر خلافِ شرع ہو یا مقصود میں، تو "ناجائز" ورنہ "جائز" بلکہ نفع رسانیٔ مسلم کی غرض سے محمود و موجبِ اجر۔ قال ﷺ من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ ۔ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہونچائے تو پہونچائے۔ رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ عملیات و تعویذات دو حال سے خالی نہ ہوں گے۔

(i) ان میں کسی خلافِ شرع فعل کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے یا کسی ناجائز مقصد کے لئے ان کو اختیار کیا ہے۔

(ii) یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔

بصورتِ اول "ناجائز" اور بصورتِ ثانی "ناجائز"۔

اللہ تعالیٰ فہمِ مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

# نامِ سرکار ﷺ سن کر انگوٹھے چومنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم۔ صفحہ نمبر:۲۰ ۔ نصف اول﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ بوقتِ سننے اسمِ پاکِ حضور ﷺ کے انگوٹھے چومنے ضرور ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کس کس موقع اور کون کون محل (یعنی جگہ) پر؟ بینوا توجروا

## الجواب:۔

ضرور بمعنی فرض یا واجب یا سنتِ مؤکدہ تو اصلاً نہیں، ہاں اذان سننے میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

علماء فقہ نے مستحب رکھا ہے اور اس خاص موقع پر کچھ احادیث بھی وارد ہیں جو ایسی جگہ قابلِ تمسک ہیں (یعنی اس قابل ہیں کہ ان سے دلیل پکڑی جائے)۔ **کما حققناہ فی رسالتنا منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین** (یعنی جیسا کہ ہم نے اپنے رسالے "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" میں اس کی تحقیق کی ہے۔)

مگر نماز میں یا خطبہ یا قرآنِ مجید سنتے وقت نہ چاہیئے۔ نماز میں تو اس کی ممانعت تو ظاہر (ہے) اور استماعِ خطبہ و قرآن کے وقت یوں کہ اس وقت ہمہ تن گوش ہو کر تمام حرکات سے باز رہنا چاہیئے۔ پنچائت کے وقت جو آیۂ کریمہ "**مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ**" پر اس قدر کثرت سے انگوٹھے چومے جاتے ہیں گویا صدہا چڑیاں جمع ہو کر چہک رہی ہیں، یہاں تک کہ دور والوں کو قرآنِ عظیم کے بعض الفاظِ کریمہ بھی اس وقت اچھی طرح سننے میں نہیں آتے۔ یہ فقیر کو سخت ناپسند وگراں گزرتا ہے، صرف انگوٹھے لبوں سے لگا کر آنکھوں پر رکھنے میں اس وقت کوئی حرج نہ بھی ہو تو بوسۂ تعظیم میں آواز نکلنے کا خود حکم نہیں، جیسے بوسۂ سنگِ اسود و آستانۂ کعبہ و قرآنِ عظیم و دست و پائے علماء و صلحاء، نہ کہ ایسی آوازیں کہ چڑیاں بسیرا لے رہی ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ

☆ نامِ اقدس سن کر انگوٹھے چومنا فرض یا واجب یا سنتِ مؤکدہ تو نہیں، ہاں "مستحب" ضرور ہے۔

☆ اس کی فضیلت میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ اگرچہ ضعیف ہیں لیکن فضائل کے باب میں ان کا اعتبار کیا جائے گا بلکہ بعض اوقات تو احکام میں بھی انھیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قبول کیا جاتا ہے، جیسا کہ علامہ نولوی (قدس سرہ العزیز) لکھتے ہیں، ''محدثین، فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ ''فضائلِ اعمال اور ترغیب وترہیب میں حدیثِ ضعیف پر عمل کرنا جائز و مستحب ہے۔ جب کہ وہ موضوع (یعنی جھوٹی) نہ ہو، لیکن حلال اور حرام کے احکام مثلاً بیع، نکاح اور طلاق وغیرہ میں حدیثِ صحیح یا حسن کے سوا اور کسی پر عمل درست نہیں مگر یہ کہ اس میں احتیاط ہو مثلاً بیع یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیثِ ضعیف وارد ہو۔ ﴿شرح صحیح مسلم للنواوی﴾

☆ ہر وہ مقام کہ جہاں شریعت کی جانب سے سکوت و مکمل توجہ کا مطالبہ ہو وہاں انگوٹھے نہیں چومنے چاہئیں۔ مثلاً

(i) نماز پڑھتے وقت۔ (ii) خطبہ سنتے وقت۔ (iii) قرآن سنتے وقت۔

**نوٹ**:۔ اسی طرح جمعہ کی دوسری اذان میں نامِ سرکار ﷺ سننے کے وقت۔

☆ ہر قسم کے بوسۂ تعظیم کے وقت آواز نکالنا ناپسندیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نفسِ مسئلہ یاد رکھنے اور عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

# ایمان کامل کی تعریف

**مسئلہ**:۔ ﴿جلد نہم۔ صفحہ نمبر۔٤٦﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ''کہ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ اور ایمان کامل کیسے ہوتا ہے؟ بینوا توجروا

## الجواب:۔

محمد رسول اللہ ﷺ کو ہر بات میں سچا جانے، حضور کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے، جو اس کا مُقِر (یعنی اقرار کرنے والا) ہو اسے مسلمان جانیں گے۔ جب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہ اس کے کسی "قول"۔۔یا۔۔"فعل"۔۔یا۔۔"حال" میں "اللہ ورسول کا انکار"

۔۔۔یا۔۔۔"تکذیب یا توہین" نہ پائی جائے۔اور جس کے دل میں اللہ ورسول جل وعلا وعلیہ کا علاقہ (یعنی تعلق) تمام علاقوں پر غالب ہو۔ائمہ ورسول کے محبوں سے محبت رکھے،اگرچہ اپنے دشمن ہوں اوراللہ ورسول کے مخالفوں،بدگویوں سے عداوت رکھے،اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں۔جو کچھ دے اللہ کے لئے دے،جو کچھ روکے اللہ کے لئے روکے،سواس کا ایمان کامل ہے۔

رسول اللہ علیہ فرماتے ہیں "**من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان** (یعنی: جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی اوراسی کے لئے دشمنی کی اوراسی کے لئے کچھ دیااور روکا تو تحقیق اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔)" ﴿مشکوۃ .کتاب الایمان﴾واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ

☆ایمان،پیارے آقا علیہ کو ہر بات میں سچا جاننے اور آپ علیہ کی حقانیت کو صدقِ دل سے تسلیم کرنے کا نام ہے۔

☆مسلمان،وہ ہے کہ جو زبان سے شفیعِ محشر علیہ کی سچائی اور حقانیت کا اقرار کرنے والا ہے،بشرطیکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حالت سے "اللہ تعالیٰ اوراس کے محبوب علیہ کا انکار،ان کی کسی بات کو جھٹلانا اوران کی توہین وغیرہ ظاہر نہ ہو۔

☆ایمان،کامل کرنے کے لئے درجِ ذیل امور کا ہونا ضروری ہے۔

(i)اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اوراس کے محبوب علیہ کی محبت،دیگر تمام محبتوں پر غالب ہو۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(ii) جو لوگ حبیبِ کبریا ﷺ اور ائمہ کرام سے محبت رکھنے والے ہوں، ان سے محبت رکھے، چاہے ان سے کوئی ذاتی دشمنی ہی کیوں نہ ہو۔

(iii) اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے مخالفین اور ان کی شان میں گستاخی کے مرتکبین سے نفرت و بغض رکھے، چاہے وہ اس کے قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

(iv) جو کچھ دے، اللہ عزوجل کی رضا کے لئے دے، کسی سے کچھ روکے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہی روکے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو کامل مؤمن بننے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

## کیا طریقت اور شریعت کے احکام میں فرق ہے؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم...... صفحہ نمبر ۳۲۸﴾

قرآن وحدیث جس سے استخراج فتویٰ کا ہوتا ہے، اس میں کوئی تفصیل ایسی پائی جاتی ہے کہ احکامِ طریقت اور احکامِ شریعت میں اختلاف یا کچھ تفاوت (یعنی فرق) ہو؟

### الجواب:۔

یہ "محض جھوٹ" ہے اور "بد دینوں کا مذہب" ہے۔ اہلِ اسلام کے نزدیک جو طریقت، شریعت کے خلاف ہو "مردود" ہے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی وغیرہ اکابر اولیاء رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں "**کل حقیقة ردہ الشریعة فھی زندقة**۔ جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ بے دینی ودہریت ہے۔" واللہ تعالیٰ اعلم

### وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ طریقت، شریعت کے منافی نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چنانچہ جو احکام، شریعت کے ہیں، طریقت کا کوئی حکم اس کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے۔لہٰذا جو طریقت کو، شریعت سے علیحدہ تصور کرے وہ "جاہل و نا قابلِ تقلید" ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو جہالت اور جاہلوں سے محفوظ فرمائے۔امین

# عاق کرنے کی شرعی حیثیت

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم.......صفحہ نمبر۳۷۴﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے حقیقی بھائی خورد (یعنی چھوٹے حقیقی بھائی) عمرو کو بصد محنت، تعلیمِ کتبِ دینیہ کی دے کر اچھا خاصہ اہل علم بنا دیا اور دیگر حقوق خورد ہونے کے بھی ادا کیئے، مگر عمرو اس جوہر کا نکلا کہ جملہ حقوق پر خاک ڈال کر بے مروتی پر کمر باندھ لی اور اپنے بڑے بھائی و استاد و ہمسایہ کی ایذاء رسانی (یعنی تکلیف پہنچانے) پر کوئی دقیقہ (یعنی حربہ) نہ اٹھا رکھا، حتیٰ کہ فی الحال بلا اولد زید کے عمرو' زید کی موت کا ملتجی (یعنی آرزو مند) ہے اور زید نے ان حرکات ناشائستہ سے تخمیناً عرصہ سات برس تک صبر کیا مگر جب طاقت بشری تحمل (یعنی برداشت) کی نہ رہی تو مجبوراً زید کو عمرو کو عاق کرنا پڑا۔کیا یہ عاق کرنے کے لائق ہے یا نہیں اور عاق ہونے کے بعد وارث ہو سکتا ہے یا نہیں؟

## الجواب:۔

صورتِ مذکورہ میں عمرو ضرور عاق (یعنی باغی و سرکش) و فاسق و مستحق عذاب النار ہے، مگر عقوق معنی ارث نہیں (یعنی عاق کرنے میں وراثت سے محرومی والا معنی نہیں) (کیونکہ) "ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ (یعنی: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا فرمایا ہے)۔"

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عاق کر دینا شرع میں کوئی اصل رکھتا ہے نہ اس سے میراث ساقط ہو ہاں!
اگر زید چاہے تو اپنی جائیداد 'وقفِ اہل کر دے (یعنی اس کے اہل کو وقف کر دے) اور اس میں عمرو کے لئے شرط لگا دے کہ اگر وہ اپنے حال کی اصلاح کرے اور ان باتوں کا پابند ہو، تو اس قدر پائے 'ورنہ نہ پائے یوں مقصودِ زید حاصل ہو سکتا ہے اور اگر امیدِ اصلاح نہ ہو اور بالکل محروم کر دے، جب بھی حرج نہیں کہ فاسق کو میراث سے محروم کر دینے کی اجازت ہے، یہ تو وقف ہے۔ فتاویٰ خلاصہ ولسان الحکام و فتاویٰ ہندیہ میں ہے "**لو کان ولده فاسقا واراد ان يصرف ماله الى وجوه الخير ويحرمه عن الميراث هذا خير من ترك** (یعنی: اگر کسی کا بیٹا فاسق ہو اور وہ شخص ارادہ کرے کہ اپنے مال کو بھلائی کی صورتوں کی طرف پھیر دے اور اسے (یعنی بیٹے) کو وراثت سے محروم کر دے، تو یہ مال چھوڑ جانے سے بہتر ہے۔)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ عوام میں مشہور یہ بات کہ "اولادِ نافرمان" کو جائیداد سے عاق بمعنیٰ محروم کیا جا سکتا ہے" درست نہیں۔ کیونکہ اولاد کو شریعت کی جانب سے وراثت میں سے حصہ حاصل کرنے کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔ لھذا کسی انسان کو یہ اختیار نہیں کہ شریعت کے قائم کردہ حق میں ترمیم کر سکے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص یوں وصیت کر گیا کہ "میرے اس مال میں سے فلاں نافرمان بیٹے کو کچھ بھی نہ دیا جائے۔" تو وہ ادائیگیٔ حق میں کوتاہی کے باعث گناہ گار ہو گا۔
ہاں اگر ترکہ چھوڑنے والا یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ صاحبِ حق نافرمان وفاسق وفاجر ہے اور اس پیسے کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کرے گا، نیز اس کی اصلاح کی بھی کوئی امید نہ ہو تو ایسی صورت میں اسے چاہیئے کہ اس مال کو اپنی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زندگی میں ہی کسی صحیح مقام پر لگادے یا کسی کارِ خیر کے لئے وقف کردے۔ کیونکہ شرعی مسئلہ ہے کہ "وقف کو نہ باطل کیا جاسکتا ہے، نہ اس میں میراث جاری ہوگی، نہ اس کی بیع ہوسکتی ہے، نہ ہبہ ہوسکتا ہے۔﴿فتاوی عالمگیری. کتاب الوقف. المجلد الثانی﴾

ایسی صورت میں یہ شخص نا قابلِ گرفت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ صحیح صورت ذہن نشین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

## اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر سوال

**مسئلہ:۔** ﴿جلدیاز دہم......صفحہ نمبر ۹۱﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک سائل کوچہ وبازار میں پھرتا ہے اور ہر ایک سے سوال کرتا ہے کہ "مجھے اللہ کے واسطے روٹی یا کپڑا یا پیسہ دو۔" بعض دیتے ہیں اور اکثر نہیں دیتے

﴿اول﴾ اکثروں کے واسطے جو نہیں دیتے، کیا حکم ہے؟......و نیز

☆ایک شخص کسی دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ "تو اپنی بیٹی کا اللہ کے واسطے میرے ساتھ نکاح کردے۔" لیکن وہ نہیں کرتا، اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

......و نیز ☆ایک شخص کسی صاحب ریاست وامارت سے کہتا ہے کہ "ایک ہزار روپیہ مجھے اللہ کے واسطے دے دے۔" مگر وہ نہیں دیتا، اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

☆بعض سائل ان الفاظ میں سوال کرتے ہیں کہ "خدا اور رسول کے واسطے مجھے کچھ دو۔" یا کوئی شخص کسی سے کہہ بیٹھے "کہ خدا اور رسول کے واسطے مجھے معاف کرو۔" ان پر ہر شخص کے واسطے ازروئے شرع شریف کیا حکم ہے؟

بالتفصیل جواب عنایت ہو۔ یہ سوالات خالصا لوجہ اللہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر) ہیں، اس میں رورعایت (یعنی طرف داری) کسی کی نہ پائی جائے، جو شرع شریف کا حکم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہو وہ بیان فرمائیے۔ بینوا وتؤجروا

## الجواب:۔

☆رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "ملعون من سأ ل بوجه الله وملعون من سئل بوجه الله ثم منع سائله مالم یسأل هجرا ۔ملعون ہے جو اللہ کا واسطہ دے کر کچھ مانگے اور ملعون ہے جس سے خدا کا واسطہ دے کر کچھ مانگا جائے، پھر اس سائل کو نہ دے، جب کہ اس نے کوئی بے جا سوال نہ کیا ہو۔" رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ بسند صحیح (یعنی اسے طبرانی نے معجم کبیر میں ابو موسیٰ اشعری سے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

☆اور فرماتے ہیں ﷺ "من سئل باللہ فاعطی کتب له سبعون حسنة ۔جس سے خدا کا واسطہ دے کر کچھ مانگا جائے اور وہ دے دے تو اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جائیں۔" رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن ابن عمر رضی اللہ عنہما بسند صحیح (یعنی: اسے بیہقی نے شعب الایمان میں سندِ صحیح کے ساتھ ابنِ عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے۔) ☆اور مروی (ہے) کہ فرماتے ہیں ﷺ "من سألکم باللہ فاعطوہ وان شئتم فدعوہ یعنی جو تم سے خدا کا واسطہ دے کر مانگے، اسے دو اور اگر نہ دینا چاہو تو اس کا بھی اختیار ہے۔" رواہ الامام الحکیم الترمذی فی النوادر عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (یعنی اسے امام حکیم ترمذی نے نوادر میں حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے۔) ☆اور فرماتے ہیں ﷺ "لا یسئل بوجه اللہ الا الجنة ۔اللہ کے واسطے سے، سوا جنت کے کچھ نہ مانگا جائے۔" رواہ ابوداؤد والضیاء عن جابر رضی اللہ عنہ بسند صحیح (یعنی اسے ابو داؤد اور ضیاء نے حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

علمائے کرام نے بعد توفیق و تطبیق احادیث (یعنی مذکورہ احادیث میں مطابقت پیدا کرنے کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بعد) یہ حکم منقح (یعنی درست کیا ہوا) فرمایا کہ "اللہ عزوجل کا واسطہ دے کر سوا اخروی دینی شے کے کچھ نہ مانگا جائے اور مانگنے والا اگر خدا کو واسطہ دے کر مانگے اور دینے والے کا اس شی کے دینے میں کوئی "حرج دینی یا دنیوی نہ" ہو تو مستحب و مؤکد "دینا" ہے، ورنہ "نہ دے" بلکہ امام عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جو خدا کا واسطہ دے کر مانگے، مجھے یہ خوش آتا ہے کہ اسے کچھ نہ دیا جائے، یعنی تاکہ یہ عادت چھوڑ دے۔"

اس تفصیل سے سب سوالات کا جواب واضح ہو گیا، جو خدا کا واسطہ دے کر بیٹی مانگے اور اس سے مناکحت (یعنی نکاح کرنا) کسی دینی یا دنیوی مصلحت کے خلاف ہے یا دوسرا اس سے بہتر ہے تو ہرگز نہ مانا جائے کہ دختر کے لئے صلاح واصلح (یعنی موافق و زیادہ نیک) کا لحاظ اس بے باک سے اہم واعظم ہے۔

اور روپیہ پیسہ دینے میں اپنی وسعت وحالت اور سائل کے کیفیت وحاجت پر نظر درکار ہے۔ ☆ اگر یہ سائل قوی، تندرست، گدائی کا پیشہ ور جوگیوں کی طرح ہو تو ہرگز ایک پیسہ نہ دے کہ اسے سوال حرام ہے اور اسے دینا حرام پر اعانت کرنا ہے، دینے والا گناہ گار ہو گا ☆ اور اگر صاحب حاجت ہے اور جس سے مانگا اس کا عزیز وقریب بھی حاجت مند ہے اور اس کے پاس اتنا نہیں کہ دونوں کی مواسات کرے تو اقرباء کی تقدیم لازم ہے ورنہ بقدرِ طاقت وسعت ضرور دے اور روگرانی نہ کرے۔"

یہ سوالات کا جواب تھا اور اتنی بات اور گزارش کرنی ہے کہ "بے ادب سائل ہو نا نہ چاہیے (یعنی سوال تحریر کرنے والے والے کو بے ادب نہیں ہونا چاہیئے) سوال کیا جائے "علمائے کرام سے کہ "کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین ؟" اور آخر میں یہ ہدایت کی جائے کہ "رو رعایت کسی کی نہ پائی جائے" [1] ایسہ کھلی وریدہ دھنی (یعنی گستاخی و بے ادبی)

---

[1] جیسا کہ سوال میں لکھا گیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔ علمائے دین و مفتیانِ شرع متین کو کسی کی رو رعایت سے کیا تعلق؟ جو احکامِ الٰہیہ بیان کرتے ہیں، جو کسی کی رو رعایت سے معاذ اللہ قصداً غلط حکم بتائیں، وہ علمائے دین کب ہوئے، وہ تو شیاطین ہوئے۔

عوام پر علمائے دین کا ادب ماں باپ سے زیادہ فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ثلثة لا یستخف بحقهم الا المنافق بین النفاق ذوالشیبة فی الاسلام والامام المقسط ومعلم الخیر۔ تین شخص ہیں کہ جن کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق، کھلا منافق از انجملہ ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا عالم کہ لوگوں کو نیک بات بتائے، تیسرا بادشاہ مسلمان عادل۔ رواہ ابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر والطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ عنهما۔ (یعنی اسے ابو شیخ نے توبیخ میں حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے اور طبرانی نے کبیر میں سندِ حسن کے ساتھ حضرت ابو امامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا۔) پہلے بھی ایک سوال میں یہ تنبیہ و توبیخ کے کلمات اس سائل نے لکھے تھے، اس پر چشم پوشی کی گئی، اب یہ دوسری بار ہے، لهذا اطلاع دی گئی سائل کو لازم کہ اگر ان الفاظ کے لکھنے کی ضرورت ہے بھی تو شروع سوال میں "کیا فرماتے ہیں علمائے دین" مطلق نہ لکھا کرے (کہ) جس سے توہینِ علماء پیدا ہو، بلکہ خاص اس فقیر کا نام لے کر اخیر میں جیسے الفاظ چاہے لکھے۔ واللہ الهادی ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحنه وتعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگنے والے سائل کے سوال پر غور کیا جائے۔ اگر اس کا سوال پورا کرنے میں کسی قسم کا دینی یا دنیوی حرج ہے تو نہ دیں اور اگر نہیں تو دینا افضل ہے۔ مثلاً کسی نے اللہ تعالیٰ کا نام استعمال کر کے اپنے بیٹے کا رشتہ مانگا تو دیکھا جائے گا کہ بیٹی کا اس میں کسی قسم کا نقصان تو نہیں؟ اگر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہ ہو تو قبول کر لیا جائے ورنہ انکار۔ اسی طرح روپے پیسے طلب کرنے والے فقیروں کے بارے میں غور کریں کہ اگر وہ پیشہ ور فقیر ہیں تو نہ دیں کیونکہ بلا ضرورت سوال کرنا حرام ہے۔ لھذا اس طرح دینے میں ایک حرام کام میں معاونت کرنی لازم آئی گی اور یہ ممنوع ہے۔ اور اگر وہ پیشہ ور نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں کوئی محتاج تو نہیں۔ اگر ہے تو پھر غور کریں کہ کیا دونوں کو دینے کی استطاعت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو دونوں کو دیں اور اگر نہیں تو رشتہ دار کا حق مقدم رکھیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگنے والے کو "نہ تو مطلقاً دینا حرام" اور "نہ ہی بالکل جائز"، بلکہ غور و تفکر کر کے دینی و دنیوی مصلحت پر نظر رکھی جائے گی، اگر دینے میں حرج ہو "تو نہ دینا افضل"، ورنہ "منع کرنا بہتر"۔

**مدینہ:۔**

آخر میں اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کی جانب سے سوال کرنے والے کو تنبیہ فرمانے سے معلوم ہوا کہ ہمہ وقت علماء کرام کا ادب ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ ان کی شان میں ذرا سی بے ادبی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کو پسند نہیں۔ نیز عالم دین کا مرتبہ، باپ سے بڑھ کر ہے، چنانچہ جیسے اپنے والد کی تعظیم کی جاتی ہے، عالم دین کی تعظیم اس سے بڑھ کر ہونی چاہیئے۔ آخری سطور میں آپ کی عاجزی وانکساری کا زبردست اظہار بھی ہے کہ باوجود ایک بے نظیر و بے مثال عالم دین ہوتے ہوئے سائل کو ہر قسم کے الفاظ لکھنے کی اجازت مرحمت فرمارہے ہیں، کاش! ہم جیسے احقر بھی اس عاجزی میں سے حصہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے.........

اللہ تعالیٰ نفسِ مسئلہ یاد رکھتے ہوئے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عالمِ دین کا اولاد کی دینی تربیت سے غافل ہونا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دہم ........نصف اول﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص "عالم اور حافظ" ہو کر اپنے لڑکے کو علم انگریزی تعلیم دلوائے اور دینی علم سے محروم رکھے اور اپنی لڑکیوں کے عقد (یعنی ان کی شادی) غیر شرع (یعنی شریعت پر عمل پیرا نہ ہونے والے بے عملوں) سے کرے، آیا حشر کے روز اس سے باز پرس ہوگی یا نہیں؟

## الجواب:۔

ضرور باز پرس کا محل ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے، "**یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا**۔ (یعنی: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ۔ ﴿ترجمہ کنز الایمان۔التحریم ۶۔پ ۲۸﴾)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، "**كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته**۔ (یعنی تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ﴿صحيح البخاری۔ كتاب الجمعة﴾

☆ نیز فرماتے ہیں ﷺ، "**الدين النصح لكل مسلم**۔ (یعنی دین ہر مسلمان کو نصیحت کرنا ہے۔)

## وضاحت وخلاصه:۔

معلوم ہوا کہ جس طرح عام آدمی پر اپنی اولاد کی دینی تربیت فرض قرار دی گئی ہے، اسی طرح ایک عالمِ دین کے لئے بھی ضروری ہے کہ اپنی اولاد کو علم دین کے فیوض وبرکات سے مالا مال کرے اور اپنی بچیوں کے لئے دنیاوی لحاظ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سے ترقی یافتہ نہیں بلکہ دینی اعتبار سے بلند مرتبہ شخص کو تلاش کرے۔ یہ سوچ رکھنا کہ میں نے علم دین حاصل کر لیا، یہی کافی ہے میری لواد چاہے کرے یا نہ کرے، شیطانی سوچ لور بروز قیامت سخت گرفت کا باعث ہوگا۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو علماء دین کو اس معاملے میں زیادہ احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ ان کا ہر عمل عوام کے لئے ایک دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایسے عمل کو دلیل بناتے ہوئے جو شخص بھی غفلت کا شکار ہوا، ہو سکتا ہے کہ انھیں روزِ قیامت اس کا بھی حساب دینا پڑ جائے۔

اللہ تعالیٰ صاحبِ علم حضرات کو اپنا منصب سمجھتے ہوئے خصوصی احتیاط کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## اسقاطِ حمل کروانا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دہم......صفحہ نمبر ۲۶۰ نصف ثانی﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ "زید غیر تعلیم یافتہ کسی قریہ (یعنی گاؤں) میں اپنے آپ کو حکیم مشہور کرے لور وہ اس قسم کی ادویات جانتا ہے کہ اسقاطِ حمل ہو جائے لور وہ کسی عورتِ حاملہ کو "عورت کی خواہش" پر یا "غیر کی خواہش" پر بذریعۂ ادویات، اسقاطِ حمل کرائے لور اسقاط عمل میں آئے (یعنی اسقاط ہو جائے) تو کیا وہ شخص قاتل ہے؟ لور اس کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

## الجواب:۔

جاہل کو طبیب بنانا "حرام" ہے۔ (رحم میں موجود بچہ میں) جان پڑ جانے کے بعد اسقاط "حرام" ہے۔ لور ایسا کرنے والا گویا قاتل ہے لور جان پڑ جانے سے پہلے اگر کوئی ضرورت ہے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ:۔

مذکورہ جواب سے درجِ ذیل امور حاصل ہوئے۔

﴿1﴾ جس شخص کے بارے میں یقین ہو کہ علاج معالجہ نہیں جانتا اس سے علاج کروانا "حرام" ہے۔

﴿2﴾ جب ماں کے رحم میں بچے میں جان پڑ جائے، تو اسقاطِ حمل کروانا "حرام" ہو جائے گا۔ کیونکہ اس صورت میں ایک جان کو قصداً ہلاک کرنا لازم آتا ہے۔

☆ بچے میں عموماً۔ چار ماہ کے بعد جان پڑ جاتی ہے۔ ﴿فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ ۱۵۱۔ نصف ثانی﴾

﴿3﴾ ہاں اگر ابھی بچے میں جان نہ پڑی ہو اور کوئی صحیح ضرورت بھی ہو (مثلاً کسی ماہر طبیب کے مطابق پیدائش کی صورت میں ماں کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہے) تو اب حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## عالمِ دین کی بداخلاقی کے باعث دینی مسئلہ دریافت نہ کرنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دہم.....صفحہ نمبر ۲۷٤۔نصف ثانی﴾

کیا فرماتے ہیں کہ "زید کسی عالمِ باعمل کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ چند مسئلۂ شرعیہ دریافت کر کے اس پر عمل کرے، مگر عالم نے اس کے ساتھ اخلاقِ محمدی نہیں برتا اور سخت خفگی ظاہر کی کہ اس کی دہشت سے زید نے ناراض ہو کر زید نے اپنے اس ارادہ کو ترک کر دیا، جس مسئلہ پر عمل کرنے والا تھا۔ چونکہ علمائے باعمل وارثِ انبیاء ہیں، اخلاقِ محمدی نہ برتنے سے اور زید کو مسئلے کی واقفیت نہ ہونے سے وہ عالم موجبِ عذابِ خداوندی کا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## الجواب:۔

سائل کا کلام متناقض (یعنی آپس میں ٹکرانے والا) ہے۔ عالم با عمل بھی کہتا ہے اور اتنا شدید الزام بھی اس پر دھرتا ہے۔ اگر (وہ) واقعی عالمِ با عمل ہے تو اس کی خفگی (یعنی ہدا ضگی) اگر اس کی (یعنی زید کی) کسی معصیت یا بے ادبیٔ شریعت کے سبب ہوگی۔ اسے لازم تھا کہ توبہ کرے اور معافی چاہے نہ یہ کہ اس کے سبب عالم سے کنارہ کش ہو اور مسئلہ پوچھنے کا فرض چھوڑ کر اپنی معصیت میں یہ دوگنا اور اضافہ کرے اور تیسرا یہ کہ عالم پر الزام رکھنا چاہے۔ فلاح نہیں پاتا وہ جاہل جو خادمانِ شریعت کا ادب نہ کرے۔

اور بالفرض (اگر) اس (یعنی عالم) کی خفگی اس (یعنی زید) پر کسی معصیت و بے ادبیٔ شریعت کے سبب نہ ہو (تب بھی) بعض وقت انسان کی طبیعت منقبض (یعنی بو جھل) ہوتی ہے اس کا سبب کچھ اور ہوتا ہے اور دوسرے کا بات کرنا بھی اس وقت ناگوار ہوتا ہے۔ اس وقت وہ اسے جواب، ترشی سے دیتا ہے، جو اس پر ناراضی کے باعث نہیں ہوتا۔ ایسے وقت کی ترشی اہلِ سعادت کے لئے قابلِ لحاظ نہیں۔ اکابر صدیقین نے فرمایا ہے، "ان لنا شیطانا یقربنا فاذا رایتموہ فاعتزلوا۔ یعنی ہم بھی بشر ہیں، بشر کا سا غصہ ہمیں بھی آتا ہے، جس وقت اسے دیکھو تو اس وقت ہمیں چھیڑو نہیں بلکہ الگ ہٹ جاؤ۔"

اور بالفرض یہ بھی نہ سہی، بلکہ بلاوجہ محض اس سے کج خلقی کی تو ضرور اس کا الزام اس عالم پر ہے۔ مگر اسے (یعنی زید کو) اس کی خطا گیری اور اس پر اعتراض "حرام" ہے۔ اور اس کے سبب علمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادۂ مسائل چھوڑ دینا، اس کے حق میں زہر ہے۔ اس (یعنی عالم) کا کیا نقصان؟ حدیث میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ "عالم اگر اپنے علم پر عمل نہ کرے جب اس کی مثال شمع کی ہے کہ آپ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جلے اور ہمیں روشنی دے۔"

یہ سب اس صورت میں ہے کہ وہ عالم حقیقۃً عالمِ دین، سنی، صحیح العقیدہ، ہادیٔ راہِ یقین ہو ورنہ اگر سنی نہیں تو کتنا ہی خلیق، کتنا ہی متواضع، کتنا ہی خوش مزاج ہے، نائبِ ابلیس ہے، اس سے کنارہ کشی "فرض" ہے اور اس سے فتویٰ پوچھنا "حرام"۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ عالم کہلوانے والا دو حال سے خالی نہ ہو گا۔

(i) سنی صحیح العقیدہ ہے۔ (ii) بد مذہب ہے۔

"بصورتِ ثانی" اس سے دور رہنا "فرض" اور مسائل معلوم کرنا "حرام"۔

بصورتِ اول حاجت پیش آنے پر مسئلہ پوچھنا "فرض"۔ پھر اگر یہ عالم بد اخلاقی کا مظاہرہ کرے تو تین حال سے خالی نہ ہو گا۔

﴿1﴾ اس کی ناراضگی، سائل کے کسی گناہ یا بے ادبی کی وجہ سے ہے۔

﴿2﴾ کسی سبب سے طبیعت بوجھل ہونے کا نتیجہ ہے۔

﴿3﴾ بغیر کسی وجہ کے ہے۔...

☆ بصورتِ اول اس کی ناراضگی "درست" اور سائل کا ناراض وکنارہ کش ہونا "حرام"۔...

☆ بصورتِ ثانی ایسا عالم شریعت کی جانب سے "رعایت کا مستحق و نا قابلِ گرفت" اور سائل کا ناراض ہونا "ممنوع"۔...

☆ اور بصورتِ ثالث عالم "قابلِ گرفت" ہو گا، لیکن سائل کے لئے اب بھی خطا پر گرفت کرنا اور دور ہو جانا "حرام"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نقشے کی مدد سے مزید وضاحت :

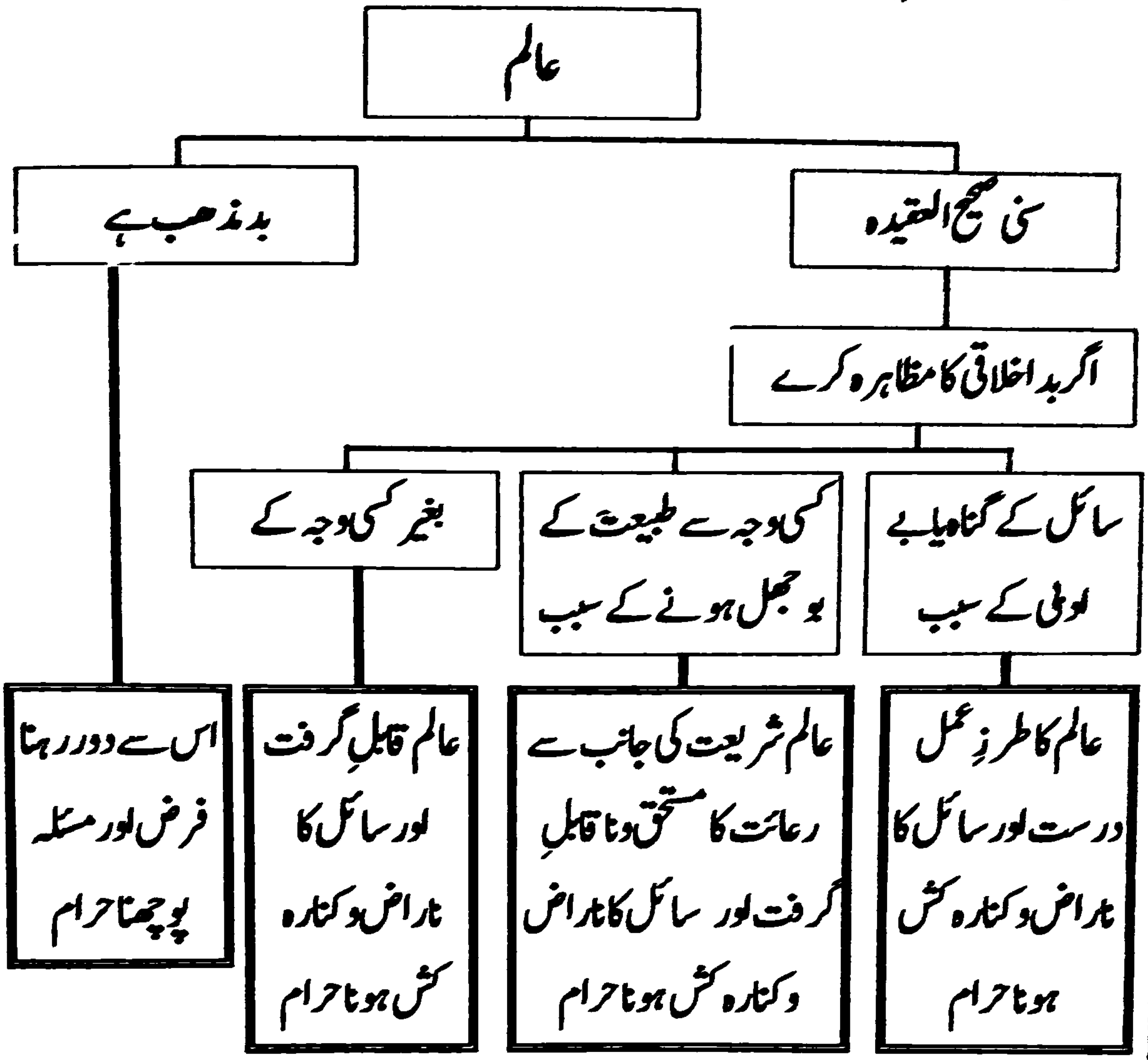


اللہ تعالیٰ علماء کا منصب سمجھنے اور ان کا ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## کسی دوسرے کی چیز گم کر دی تو؟

**مسئلہ :۔** ﴿جلد ہشتم.....صفحہ نمبر ۳۴﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ " ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان کی شے گم ہو جائے تو اس چیز کے دام لینا چاہئیں یا نہیں ؟"

**الجواب :۔**

اگر وہ شے اس کے پاس امانت تھی اور اس نے پوری احتیاط کی اور اتفاقاً گم ہو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گئی تو اس کا تاوان لینا "حرام" ہے۔ اور اس کی بے احتیاطی سے گم ہوئی تو "جائز" ہے اور اگر امانت محض نہ تھی مثلاً کوئی چیز خریدنا چاہی اور مول چکا کر اسے دکھانے کیلئے لے گیا اور گم گئی، اسکے دام دے گا، اگرچہ بے احتیاطی نہ کی ہو۔ واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ گم شدہ چیز دو حال سے خالی نہ ہو گی۔

(۱) وہ امانت تھی۔ (۲) امانت کے علاوہ کسی سبب سے اس کے پاس تھی۔

بصورتِ اول پھر دو حال سے خالی نہیں۔

(i) اس نے حفاظت میں اپنی طرف سے مکمل طور پر احتیاط سے کام لیا تھا۔

(ii) بے احتیاطی کا مظاہرہ کیا تھا۔

بصورتِ اول اس پر کوئی تاوان و جرمانہ نہیں بلکہ تاوان لینا حرام۔ اور بصورتِ ثانی تاوان دینا پڑے گا۔" اور بصورتِ ثانی (یعنی وہ شے امانت کے علاوہ کسی اور سبب سے اس کے پاس تھی۔) چاہے احتیاط کرے یا نہ کرے دونوں صورتوں میں اس پر تاوان لازم ہے۔

## مدینہ:۔

امانت کے بارے میں درجِ ذیل مسئلہ ذہن نشین رکھنا مفید رہے گا۔

**مسئلہ:۔** ودیعت (یعنی امانت) کا حکم یہ کہ وہ چیز مودع (یعنی امانت رکھنے والے) کے پاس امانت ہوتی ہے، اس کی حفاظت مودع پر "واجب" ہوتی ہے اور مالک کے طلب کرنے پر اسے لوٹانا "واجب" ہوتا ہے۔ امانت کا قبول کرنا "مستحب" ہے، امانت ہلاک ہو جائے تو اس کا ضمان (یعنی جرمانہ) "واجب نہیں"۔ ﴿البحر الرائق﴾

اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# مسجد میں بغرضِ حفاظت جوتیاں رکھنے کا حکم

**مسئلہ :۔** : ﴿جلد دہم......صفحہ نمبر۱۳۴﴾

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام اس مسئلہ میں کہ "اکثر لوگ اپنی اپنی جوتیوں کو بغرض حفاظت مسجد کے اندر لیجاکر اپنے قریب یا کسی گوشہ میں رکھتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟"

## الجواب:۔

جوتے جن میں نجاست نہ ہو اگر کسی گوشہ میں رکھ دیئے جائیں یا اپنے پاؤں کے سامنے تو "حرج" نہیں، مگر سجدہ کے سامنے نہ ہوں کہ نمازی کی طرف رحمت الٰہی عزوجل متوجہ ہوتی ہے، نہ کہ دہنی طرف کہ ادھر ملائکہ ہیں، نہ بائیں طرف کہ دوسرے کے دہنی طرف ہونگے۔ ہاں! اگر یہ کنارہ پر کھڑا ہے کہ اسکے بائیں طرف کوئی نہیں اور دیوار کے متصل ہے کہ کسی کے آنے کا بھی احتمال نہیں تو رکھ سکتا ہے۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ بغرضِ حفاظت جوتوں کو مسجد میں لے جانا جائز ہے، لیکن اس میں باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

(۱) جوتوں پر کسی قسم کی نجاست نہ لگی ہو اور (۲) سجدے کی جگہ یا سیدھی جانب نہ رکھیں۔ (۳) اور بائیں جانب اگر نمازی ہوں تب اس طرف بھی نہ رکھے جائیں، ہاں اگر اس جانب دیوار ہو تو اب رکھنے میں حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ مسئلہ یادر کھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا حکم

**مسئلہ:۔** ﴿جلد پنجم......صفحہ نمبر ۳۶۲﴾

ایک شخص نے کسی سے غصہ میں آکر کہا کہ " تیرے مکان کا کھانا پینا مجھ پر حرام ہے۔" یا کہا کہ " تیرے مٹکے کا پانی حرام ہے۔" تو شرع شریف میں ان کا کیا حکم ہے؟

## الجواب:۔

یہ قسم ہے اگر اسکے گھر کھائے پئے گا یا دوسری صورت میں اسکے مٹکے کا پانی پئے گا قسم کا کفارہ دینا آئے گا۔ پھر اگر اس سے ترکِ علاقۂ خیر (یعنی بھلائی و خیر خواہی کا تعلق ترک ہوتا ہو) ہو تو چاہیئے کہ قسم توڑے اور کفارہ ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

جواب سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی حلال شے کو اپنے اوپر حرام کرلے، تو یہ بھی قسم میں شمار کیا جائے گا، اب اگر اس کے خلاف کرے گا تو اس پر کفارہ لازم آئے گا۔ جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے کہ "**ومن حرم شیئاً ثم فعله کفر**۔ جس شخص نے (اپنے اوپر) کوئی شے حرام کی، پھر اس (کے خلاف) کر بیٹھا، تو کفارہ ادا کرے۔"

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز کے بارے میں قسم کھائی ہے اگر اس کے خلاف کرنے میں دنیوی یا اخروی بہتری ہو تو چاہیئے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، "جو شخص قسم کھائے اور دوسری چیز اس سے بہتر پائے تو قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے۔" ﴿مسلم، کتاب الایمان﴾

اللہ عزوجل اس مسئلہ کو بھی یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# نعمتِ رب العلی احمد رضا رضی اللہ عنہ

نعمتِ رب العلی احمد رضا رضی اللہ عنہ
عاشقِ خیر الوریٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ
جس کی شہرت چار سو احمد رضا رضی اللہ عنہ
جس کا چرچا ہر جگہ احمد رضا رضی اللہ عنہ
حامیِ ربِّ جلیل و متقی
پیکرِ حسن و وفا احمد رضا رضی اللہ عنہ
لائقِ تقلید ہے سیرت تری
ہر عمل سنت ترا احمد رضا رضی اللہ عنہ
پوچھئے گر چشمۂ فیضِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تو بھی دے دل سے صدا احمد رضا رضی اللہ عنہ
جس کی کرنیں ہیں ظفرؔ امجدؔ نعیمؔ (1)
وہ سراجِ (2) پُر ضیاء احمد رضا رضی اللہ عنہ
جس کی ہم کو بھی عطا خیرات ہو
جو کرم تجھ پر ہوا احمد رضا رضی اللہ عنہ
کیوں عطا نہ ان کا بیڑا پار ہو
راہ نما جن کا ہوا احمد رضا رضی اللہ عنہ

(علامہ محمد اکمل عطؔا قادری عطاری)

---

(1) یہ تینوں آپ کے خلفاء کرام رضی اللہ عنہم ہیں یعنی حضرت مولانا ظفر الدین بہاری، حضرت مولانا محمد امجد علی اور حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ عنہم (2) سورج

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیٰحضرت رضی تعالیٰ عنہ اور فتاویٰ رضویہ سے
اخذ شدہ فتاویٰ پر مشتمل ایک مفید تالیف

7

# رہنمائے کامل

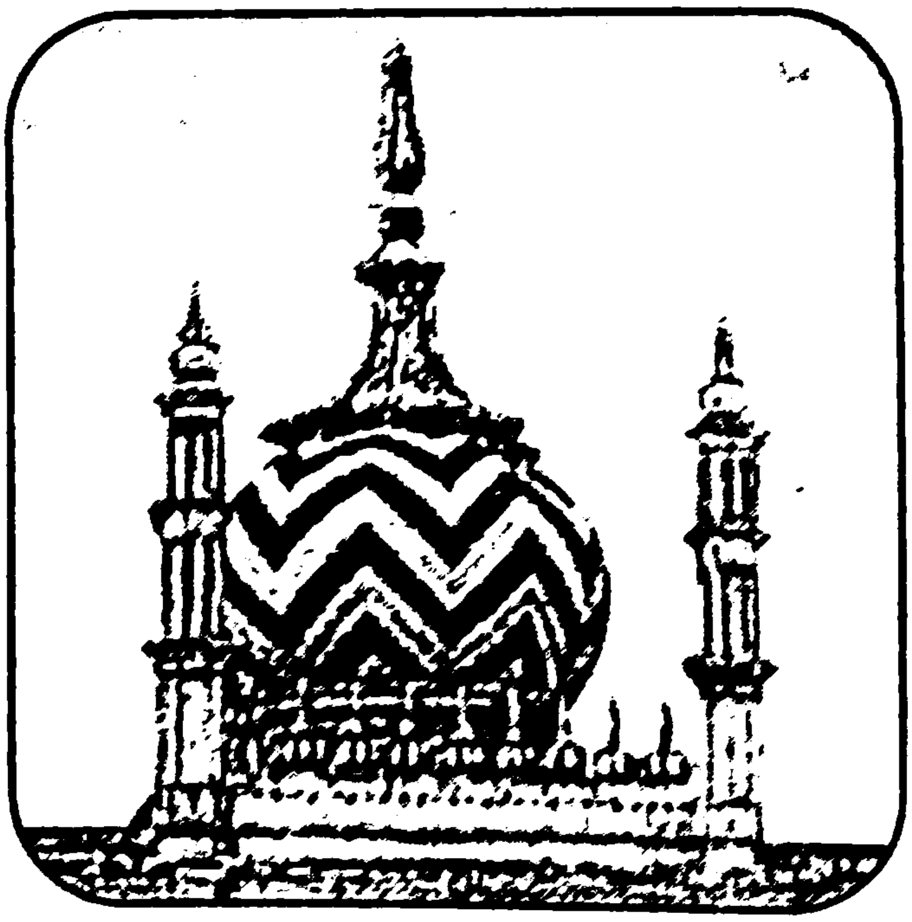

مصنف
علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# پہلے اسے پڑھئے

اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہے کہ اس نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے "رہنمائے کامل" کی شکل میں اعلیٰ حضرت (رضی اللہ عنہ) کے فیوض وبرکات کو جاری وساری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اس سلسلے کا ساتواں رسالہ "جناب مولانا مفتی محمد عبد السلام قادری مدظلہ العالی" کے تاثرات کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مشکل الفاظ کو آسان کرنے، عبارات کے ترجمے، وضاحت وخلاصہ اور نقشوں کے ذریعے نفسِ مسئلہ کو سمجھانے کا سلسلہ حسبِ سابق قائم رکھا گیا ہے۔ قوسین ( ) کی تمام عبارات تسہیل کی غرض سے زائد کی گئیں ہیں، اس کے علاوہ تمام تحریر اصل فتاویٰ سے منقول ہے۔

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ "کسی رہنمائے کامل کی اہمیت اور ضرورت کے بارے میں کافی لکھا جاچکا ہے، لھذا اس بار بھی صرف اعلیٰ حضرت (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں چند واقعات پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ نئے، مطالعہ میں شریک ہونے والے حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر آپ سابقہ حصوں میں موجود اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کی شخصیت وسیرت اور اہمیتِ رہنمائے کامل کا مطالعہ کر کے رسالہ پڑھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ فیوض وبرکات کے حصول میں بہت زیادہ اضافہ محسوس فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ "سلسلۂ رہنمائے کامل کو جاری رکھنے کی توفیق" اور "عوام وخواص میں اس کو مزید مقبولیت" عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز)

محمد اجمل عطاری

۲۷ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ مطابق 26 اکتوبر 2000ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# تاثرات

## استاذ العلماء ،عالمِ باعمل ،سرمایہ اہلِ سنت ،عاشقِ اعلیٰ حضرت قدس سرہ
## علامہ مولانا مفتی محمد عبدالسلام قادری صاحب مدظلہ العالی
## ناظمِ اعلیٰ وخطیب جامعہ غوثیہ مرکزی جامع مسجد کھوٹہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحبک یا حبیب اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین المہدیین

حضورِ اکرم ،نورِ مجسم ،رحمتِ عالم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے ،"ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ﴿ابو داؤد شریف﴾

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو برس پر ایک مجدد بھیجتا رہے گا، جو ان کا دین تازہ کرے گا۔

اس حدیثِ مبارکہ میں جہاں ہر صدی میں دین کے تازہ اور زندہ کرنے کے لئے مجدد کے مبعوث ہونے کا ذکر ہے وہاں اس کے فرائض کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے کہ وہ دین کی تجدید کرے گا۔چنانچہ " مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مجدد کی علامات ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ "وہ سنت وبدعت میں امتیاز کرے گا، علوم کے دریا بہائے گا، علماء کی عزت کرے گا اور بدعات کا خاتمہ کرے گا اور اہلِ بدعت کو ذلیل ورسوا کرے گا۔"

یہی وجہ ہے کہ ہر صدی میں مذکورہ علامات کے حامل ایسی شخصیات تشریف لاتی رہی ہیں جنہوں نے دین کی تجدید فرمائی یہاں تک کہ چودھویں صدی میں جب ہر طرف کفر وشرک ،بدعت وضلالت پھیلنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے جس عظیم شخصیت کو منصبِ مجددیت پر فائز فرما کر امت کے لئے "رہنمائے کامل" بنا کر بھیجا وہ اعلیٰ حضرت ، عظیم البرکت ،فقیہہِ اعظم ، محدثِ کبیر ،امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تھی جنہوں نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گمراہ فتنوں کا تعاقب کیا، اعداءِ دین کا قلع قمع کیا، سنت و بدعت میں امتیاز کرنے کے علاوہ علوم کے دریا بہائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے "اللہ عزوجل اور اس کے رسول اکرم ﷺ سے ٹوٹے ہوئے رابطہ "کو استوار کیا اور عشقِ رسول ﷺ کی دولت سے ان کے قلوب کو منور فرمایا۔

جس نے ہر دل میں لگائی عشقِ احمد ﷺ کی لگن

وہ امامِ عاشقاں احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

مجدد کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ علوم کے دریا بہائے اور علماء و فقہاء اس کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار علوم عطا فرمائے۔ پچاس سے زائد علوم پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نہ صرف کامل مہارت حاصل تھی بلکہ ہر ایک پر بطور استشہاد کوئی نہ کوئی تحریر بھی موجود ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی اور فقہی بصیرت کا اعتراف اپنے بیگانوں نے کیا۔ علمائے عرب و عجم نے اپنے وقت کے مشکل اور لا ینحل مسائل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا اور صائب جواب پا کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کے اعتراف کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کی سعادت حاصل کی اور انہوں نے اپنا اپنا سلسلہ سند الحدیث اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل کر کے آپ کے ساتھ متصل کیا۔ علمائے حرمین شریفین و مصر و شام اور علمائے برصغیر و افریقہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا جس پر "حسام الحرمین ،الدولة المكيه اورالصارم الهنديه" نامی کتب پر علمائے کرام کی تقاریظ گواہ ہیں۔

یوں تو امامِ اہلِ سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں کتب تصنیف فرمائیں جن میں سے ہر ایک اپنی مثال آپ ہے مگر "العطايا النبويه فى الفتاوىٰ الرضويه المعروف فتاوىٰ رضويه "جو بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

واضح ثبوت ہے۔ جس میں دنیا بھر سے پوچھے جانے والے سوالات کے جوابات، لاکھوں مسائل اور فقہی جزئیات پر مشتمل ہیں۔ فتاویٰ رضویہ چونکہ فقہی اور علمی اعتبار سے عوام تو عوام خواص وعلماء کے لئے بھی سمجھنا دشوار تھا، فلہذا دورِ حاضر میں ان سے مکمل رہنمائی کے حصول کے لئے ضرورت تھی کہ سوالات وجوابات کو سہل اور عام فہم انداز میں ترتیب دے دیا جائے تاکہ ان کا سمجھنا آسان ہو جائے اور ان سے استفادہ ممکن ہو سکے اور زندگی کی اس شاہراہ میں ہر ایک ان سے رہنمائی حاصل کر سکے، چنانچہ "علامہ محمد اکمل قادری عطاری دامت برکاتھم العالیہ" نے "رہنمائے کامل" کے نام سے سلسلہ وار اس کام کو جاری فرمایا اور انتہائی عام فہم اور خوبصورت اندازِ تحریر میں اس مشن کو آگے بڑھایا۔ جہاں جہاں ایسی عبارات یا الفاظ تھے جن کا سمجھنا عام آدمی کے لئے مشکل تھا ان کا قوسین میں ترجمہ کر دیا گیا اور جوابات کے آخر میں وضاحت وخلاصہ کے تحت مسئلہ کو مزید آسان کر دیا گیا اور بعض مقامات پر جواب کے سمجھانے کے لئے نقشہ جات سے مدد بھی لی گئی ہے۔

اس وقت تک "رہنمائے کامل" کے چھ کتابچے منظر عام پر آچکے ہیں جنہیں انتہائی سرعت سے اہلِ علم میں مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ علامہ موصوف دامت برکاتھم العالیہ ان کے علاوہ بھی بہت سی مفید کتب، مختلف عنوانات پر تصنیف کر چکے ہیں، اصلاحِ عقائد اور درستگیٔ اعمال کے لئے جن کا مطالعہ ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مبلغِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد اکمل قادری عطاری دامت برکاتھم العالیہ کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور تمام مسلمانوں کو ان کی خوبصورت تصانیف سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرضِ مولف

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین وملت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن جیسی کامل واکمل شخصیت کا بطورِ رہنما حاصل ہو جانا، مسلمانانِ عالم پر اللہ تعالیٰ کے عظیم انعامات میں سے ایک ایسا انعام ہے کہ جس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے، کم ہے۔ ہر مسلمان بھائی کو چاہیئے کہ اپنے دنیا وآخرت کے تمام معاملات کے لئے آپ کی طرف سے منقول ہونے والی "قرآن وحدیث کی برکات" سے بھرپور تعلیمات کو مشعلِ راہ بنائے۔ ان شاء اللہ عزوجل اس کوشش میں ہمت کے ساتھ کامیابی حاصل کر لینے والا کبھی ناکامی یا گمراہی کا منہ نہیں دیکھے گا۔ اس دعویٰ کی دلیلِ قوی ملاحظہ فرمانا چاہیں تو "رہنمائے کامل" کے اب تک شائع ہونے والے تمام رسائل کا مطالعہ فرما کر دیکھیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اس دعویٰ میں مبالغہ آرائی کی جھلک بھی نہ پائیں گے۔

اس عظیم شخصیت کی عظمت کی مزید معرفت کے لئے درجِ ذیل واقعات بغور ملاحظہ فرمائیے۔

## حافظہ اور وسعتِ علمی:۔

مولوی محمد حسین صاحب بریلوی ثم المیرٹھی موجد طلسمی پریس کا بیان ہے کہ میرٹھ کے ایک بہت بڑے رئیس اور بڑے دیندار، جنہوں نے ۱۱ حج کیئے، جناب حاجی علاؤالدین صاحب نے اپنی کوٹھی میں بالا خانہ بنایا اور اسکی دیوار پر جو کوٹھی میں مسجد کی جانب تھی، دیوار بلند کی، بعدہ یہ خیال ہوا کہ یہ دیوار کہیں مسجد کی نہ ہو، یہاں کے علماء سے تحقیقات کی، بعدہ مجھ سے فرمایا کہ "میں اعلیٰ حضرت سے اس کی تحقیقات کرنا چاہتا ہوں، میرا ان کا تعارف نہیں آپ میرے ہمراہ چلیے۔" میں ان کے ہمراہ بریلی گیا۔ وہ اسٹیشن پر ایک ہوٹل میں مقیم ہوئے اور شب کو وہاں حاضر ہوئے، حضرت بعد عشاء کچھ دیر تشریف رکھتے، حاجی صاحب نے ایک مسئلہ ھیأت کا دریافت کیا۔ فرمایا، "اس کی دس قسمیں ہیں۔ پہلی کا نام یہ ہے دوسری کا یہ ہے تیسری کا یہ، اسی طرح دسوں کا نام بتایا، پھر فرمایا، "ان دسوں میں جو سب سے پہلی قسم ہے، اس کی بیس قسمیں ہیں، پہلی کا نام یہ ہے دوسری کا نام یہ ہے تیسری کا یہ' اسی طرح بیسوں کا نام نمبروار بتایا، پھر فرمایا کہ "ان بیس میں جو سب سے پہلے ہے اس کی چالیس قسمیں ہیں۔" اتنا سن کر حاجی صاحب نے عرض کیا، "میں سب معلوم نہیں کرنا چاہتا ہوں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس ترتیب سے بتانے پر اس قدر حیرت ہوتی ہے کہ گویا یہی مسئلہ ملاحظہ فرماکر تشریف لائے تھے ۔" پھر مسجد کی دیوار کا تذکرہ ہوا، فرمایا کہ "اس دیوار میں کوٹھی کی جانب طاق ہیں یا مسجد کی جانب ؟" حاجی صاحب نے فرمایا "کوٹھی کی طرف۔" فرمایا کہ "یہ دیوار کوٹھی کی ہے، مگر اس پر دیوار بلند کرنے میں مسجد کے منارے دب گئے ہوں گے ان کو بلند کرنا چاہیے۔" چنانچہ حاجی صاحب نے آتے ہی منارے بلند کرلو یئے۔﴿حیاتِ اعلیٰ حضرت (رضی اللہ عنہ)﴾

## اللہ تعالیٰ کے موثرِ حقیقی ہونے پر یقینِ کامل :۔

ایک دن مولوی غلام حسین صاحب تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے دریافت فرمایا، "فرمایئے بارش کا کیا انداز ہے، کب تک ہوگی ؟" انہوں نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا کہ "اس مہینہ میں پانی نہیں ہے، آئندہ ماہ میں ہوگا" یہ کہہ کر وہ زائچہ اعلیٰ حضرت کی طرف بڑھادیا۔ اعلیٰ حضرت نے دیکھ کر فرمایا "اللہ کو سب قدرت ہے چاہے تو آج بارش ہو۔" انہوں نے کہا "یہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ آپ ستاروں کی وضع کو نہیں دیکھتے ؟" حضرت نے فرمایا کہ "میں سب دیکھ رہا ہوں (پھر اس مشکل مسئلہ کو کس قدر آسان طریقے سے سمجھادیا)" سامنے کلاک لگی ہوئی تھی، اعلیٰ حضرت نے ان سے پوچھا "وقت کیا ہے ؟" عرض کی "پونے گیارہ بجے ہیں۔" فرمایا "۱۲ بجنے میں کتنی دیر ہے ؟" بولے "پون گھنٹہ۔" حضرت نے فرمایا "اس سے قبل نہیں ؟" کہا "نہیں، ٹھیک پون گھنٹہ۔" اعلیٰ حضرت اٹھے اور بڑی سوئی کو گھمادیا فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ "آپ نے فرمایا تھا ٹھیک پون گھنٹہ بارہ بجنے میں ہے ؟" بولے کہ "آپ نے سوئی کھسکادی ورنہ اپنی رفتار سے پون گھنٹہ بعد ہی ۱۲ بجتے۔" اعلیٰ حضرت نے فرمایا "اسی طرح رب العزت جل جلالہ' قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت، جہاں چاہے پہنچادے وہ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک دن کیا، ابھی بارش ہونے لگے ۔" اتنا زبان سے نکلنا تھا کہ چاروں طرف سے گھنگھور گھٹا آگئی اور پانی برسنے لگا۔ (ایضاً)

اللہ تعالیٰ اپنے اس ولی کی برکات سے ہر مسلمان بھائی کو مستفیض فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد اکمل عطا قادری عطاری

۷ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ بمطابق 26 اکتوبر 2000ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلاما علیک یا سیدی یا رسول اللہ

# آتش بازی کا حکم

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ نمبر ۱۷۴۔دہم ۔نصفِ اول﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ آیا "آتش بازی بنانا اور چھوڑنا" حرام ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

## ﴿الجواب﴾

ممنوع و گناہ ہے۔ لقولہ تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے) **"وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا"**☆ (یعنی : اور فضول نہ اڑا۔ ۱) وبقولہ ﷺ (یعنی اور رسول اللہ ﷺ کے اس قول کے سبب) **کل لھو المسلم حرام الا ثلث**۔ (یعنی : مسلمان کا ہر کھیل حرام ہے سوائے تین کے) مگر جو صورتِ خاصہ (یعنی خاص صورت) لھو و لعب و تبذیر و اسراف (یعنی کھیل کود و فضول خرچی) سے خالی ہو (تو جائز ہے) جیسے اعلانِ ہلال (یعنی چاند نظر آنے کا اعلان کرنا) یا جنگل میں یا وقتِ حاجت شہر میں بھی، دفعِ جانورانِ موذی کھیت (یعنی کھیت کو نقصان پہنچانے والے جانوروں کو دور کرنے) یا میوہ کے درختوں سے جانوروں کے بھگانے، اڑانے کو ناڑیاں، پٹاخے، تومڑیاں چھوڑنا۔ **فان الامور بمقاصدھا** (یعنی کیونکہ معاملات اپنے مقاصد کے ساتھ ہوتے ہیں)۔ **قال ﷺ انما الاعمال بالنیات وانما لکل امری ما نوی** (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اعمال محض نیتوں کے ساتھ ہیں اور ہر شخص کے لئے محض وہی ہے کہ جو اس نے نیت کی۔ ۲)۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ :۔**

چونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، چنانچہ نیت کے اعتبار سے پٹاخے وغیرہ

---

۱۔بنی اسرائیل ۲۶۔پ ۱۵ ۔۲۔بخاری ۔ کتاب بدا الوحی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چھوڑنا بھی دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ شوقیہ و کھیل کود کے طور پر ہے۔(جیسا کہ آج کل شعبان المعظم کے مبارک مہینے میں ہمارے معاشرے میں رائج ہے)۔۔۔یا۔۔۔

﴿2﴾ کسی صحیح ضرورت کے سبب ہے۔

بصورتِ اول"ناجائز و گناہ"۔۔۔۔بصورتِ ثانی"جائز و مباح"۔

اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو شوقیہ پٹاخے بازی میں فضول پیسہ ضائع کرنے اور والدین کو اس میں تعاون کر کے گناہ گار ہونے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## بالوں میں روزانہ کنگھا کرنا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿صفحہ ۱۳۸۔دہم۔نصفِ اول﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ"زید ضعفِ بصر(نگاہ کی کمزوری) کے سبب سے کہ طب میں علاج کے منجملہ ہر روز کئی دفعہ سر و ریش(یعنی سر اور داڑھی) میں کنگھی کرنا بتایا ہے۔اور حدیث میں ایک دفعہ سے زیادہ کنگھا کرنا یا ایک دن کے بعد آیا ہے،اس روایت کی بابت(یعنی اس کے بارے میں)سوال ہے،آیا معمول بہ(یعنی اس پر عمل کیا جاتا)ہے یا نہیں؟یہ روایت کہاں ہے؟صورتِ اول میں بضرورتِ علاج اجازت ہے یا نہیں؟نہ بظرِ زینت و کبر(یعنی تکبر و زینت کی نیت سے نہیں)جو **مُنجَرّ بکبر است**(یعنی جو تکبر کی طرف کھینچنے والا)و تضیعِ وقت(یعنی وقت کا ضائع کرنا)ہو۔**بینوا توجروا**

### ﴿الجواب﴾

احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی باسانیدِ صحیحہ حضرت عبداللہ بن مغفل(رضی اللہ عنہ)سے راوی،**نھی رسول اللہ ﷺ عن الترجل الاغبار**۔رسول ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا،مگر ناغہ کر کے۔نیز ابوداؤد اور نسائی کی حدیث میں بعض صحابہ(رضی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ عنہم ) سے ہے ،نہانا رسول ﷺان یمشط احد نا کل یوم ۔ہمیں رسول ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم میں کوئی شخص روز کنگھی کرے۔

مقصودِ احادیث (یعنی مذکورہ احادیث سے مقصود)تَرَفُّہ وتَنَعُّم (یعنی آرام وناز ونعمت) کی کثرت اور تزئین و تحسینِ بدن (یعنی بدن کو زینت دینے اور خوبصورت بنانے) میں انہماک سے نہی (یعنی منع فرمانا) ہے، جس کا حاصل (یعنی خلاصہ) یہ ہے کہ مرد کو زنانہ طور پر سنگھار اور کنگھی چوٹی میں مشغول نہ چاہیئے۔ مرقات میں امام ولی الدین عراقی سے ہے،"ھو نہی تنزیه لا تحریم والمنع فيه انه من باب الترفه فيجتنب۔ (یعنی یہ ممانعت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی اور اس بارے میں ممانعت ترفہ کے باب سے ہے، پس اس سے اجتناب کیا جائے)... اور جہاں پر نیتِ ذمیمہ (یعنی بری نیت) نہ ہو بلکہ بنیتِ صالحہ (یعنی اچھی نیت کے ساتھ) مثلِ علاج وغیرہ دن میں کئی بار کنگھی کرے، کوئی حرج وکراہت نہیں۔

امام مالک (قدس سرہ العزیز) موطاء میں ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے راوی کہ انھوں نے حضورِ اقدس ﷺ سے عرض کی ،"ان لی جمة افار جلها۔ میرے بال شانوں تک ہیں، کیا میں انھیں کنگھی کروں ؟ فرمایا نعم واکرمها۔ہاں اور ان کی عزت کر۔قال فکان ابو قتادہ ربما دھنها فی الیوم مرتین من اجل قول رسول ﷺ"نعم واکرمها"۔یعنی ابو قتادہ (رضی اللہ عنہ) اکثر دن میں دوبار بالوں میں تیل ڈالتے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمادیا تھا"ہاں اوران کی عزت کرو۔"واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصه :-

خلاصہ یہ ہوا کہ "روزانہ کنگھی کرنا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(1) فقط زیب وزینت مقصود ہے۔(جیسا کہ آج کل کے فیشن ایبل حضرات)

....یا....

(2) کسی غرضِ صحیح کی بناء پر ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بصورتِ اول "مکروہِ تنزیہی" (یعنی شریعت نے اس کو ناپسند کیا ہے، لیکن گناہ نہیں)

...اور بصورتِ ثانی "بلا کراہت جائز"۔

**مدینہ** :۔ایسے مسلمان بھائیوں کو، کہ جو پیارے آقا ﷺ کی سنت کے مطابق زلفیں رکھنے کی سعادت حاصل کئے ہوئے ہیں، چاہیئے کہ اپنے بال خصوصی طور پر سنوار کر رکھیں اور نیت فقط "سنت کی ادائیگی اور دیکھنے والوں کے قلوب میں پیارے آقا ﷺ کی سنت کی محبت میں اضافہ کرنے کی ہو۔" کیونکہ ان کی طرف سے بے پرواہ ہو جانے کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ان بکھرے اور تیل سے محروم بالوں کو دیکھ کر کسی کے دل میں (معاذاللہ) حبیبِ کبریا ﷺ کی سنت سے متعلق ناپسندیدگی پیدا ہو جائے۔اس سلسلے میں درجِ ذیل حدیثِ پاک ہمہ وقت پیشِ نظر رکھنا بہتر رہے گا۔

حضرت سیدنا عطائن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے ،اتنے میں ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ہمارے پیارے آقا ﷺ نے اس کی طرف اس انداز سے اشارہ کیا، جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپ ﷺ اس کو بالوں کے درست کرنے کا حکم فرمارہے ہیں،وہ شخص بال درست کر کے واپس آیا تو سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا "کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر کر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔" ﴿مسند امام مالک﴾

اللہ تعالیٰ ہمیں کنگھا کرنے میں بھی نیت درست رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

## مسائل کی کتابوں میں "مکروہ" لکھا ہو تو کیا مراد ہو گی؟

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۱۳۹.دہم.نصفِ اول﴾

جس عبارت میں صرف لفظِ مکروہ ہو تو اس سے کیا ارادہ لیا جائے گا؟ تحریم یا تنزیہہ ؟بینوا توجروا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## ﴿الجواب﴾

ہمارے علماء (یعنی علمائے احناف) کے کلام میں غالبًا (یعنی اکثر) کراہتِ مطلقہ (یعنی جب صرف مکروہ لکھا ہو) سے مراد "کراہتِ تحریم" ہوتی ہے۔ مگر کلیۃً (یعنی ایسا ہمیشہ نہیں۔ (بلکہ) بہت جگہ عام (کراہت) مراد لیتے ہیں (خواہ تنزیہی ہو یا تحریمی) **کما فی مکروہاتِ الصلوۃ** (یعنی جیسا کہ نماز کے مکروہات میں ہے)۔ بہت جگہ خاص کراہتِ تنزیہی۔ **کما لا یخفی علی من تتبع کلامھم وقد بینه البحر الرائق ورد المحتار وذکرناہ فی کتاب الصلوۃ من فتاونا** (یعنی جیسا کہ اس شخص پر مخفی نہیں کہ جس نے ان علماء کے کلام کی تلاش و جستجو کی ہے اور اسے بحر الرائق اور رد المحتار میں بیان کیا گیا ہے اور ہم نے اسے اپنے فتاوٰی میں کتاب الصلوۃ میں ذکر کیا ہے)۔ واللہ تعالٰی اعلم

## وضاحت وخلاصه :-

معلوم ہوا کہ فقہ کی کتابوں میں "مکروہ" کا لفظ معنوی لحاظ سے تین حال سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) اس سے مراد کراہتِ تحریمی ہوگی (یعنی اس فعل کا کرنا گناہ اور اس سے بچنا واجب)...یا...

(۲) عام کراہت...اوریا...

(۳) خاص کراہتِ تنزیہی (یعنی اس فعل کا ارتکاب گناہ تو نہیں لیکن شریعت نے اسے ناپسند کیا ہے)۔

**مدینہ** :- مذکورہ مسئلے کے پیشِ نظر، کسی چیز کے لئے "مکروہ" لکھے ہونے کی صورت میں، اسے "تنزیہی" یا "تحریمی" قرار دینے میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔ اور یقیناً یہ احتیاط "کسی معتبر و مستند عالمِ دین سے پوچھے"...یا..."فقہ سے متعلقہ کتب کے وسیع مطالعے" کے بغیر حاصل ہونا ممکن نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ نفسِ مسئلہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

# نقالوں کو پیسہ دینا

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۱۶۳۔دہم۔نصفِ اول﴾

نقالوں (یعنی مسخروں، بہروپیوں) کو دینا، جیسا کہ تقریبِ نکاح وغیرہ میں آتے ہیں اور گھیرتے اور مانگتے ہیں، دینا ان کو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

## ﴿الجواب﴾

اگر انھیں ممنوعاتِ شرعیہ (یعنی شرعی طور پر منع کئے ہوئے کاموں) سے اپنے یہاں باز رکھا جائے اور بغیر کسی ممنوعِ شرعی کی اجرت کے احساناً دیا جائے تو جائز ہے، بلکہ اگر اس نیت سے دیں کہ یہ مسلمان اس مالِ حلال کو پاکر اکلِ حلال (یعنی حلال کھانے) سے بہرہ مند ہوں اور شائد اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو توبہ نصیب فرمائے، تو محمود و حسن و باعثِ اجر ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث "**اللھم لك الحمد علی زانیة اللھم لك الحمد علی سارق**۔ (یعنی: اے اللہ! تیری حمد ہے خواہ زانیہ کو دیا، اے اللہ! تیری حمد ہے خواہ چور کو دیا۔ [۱]) اس پر شاہدِ عدل (یعنی عادل گواہ) ہے، اس صورت میں دینے والے کو دینا اور لینے والے کو لینا حلال وطیب ہے۔ عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔

اور اگر یہ صورت ہے کہ نہ دے گا تو اسے مطعون کرتے پھریں گے، اس کا مضحکہ اڑائیں گے، نقل بنائیں گے جیسا کہ ان کی عادت سے معروف و مشہور ہے تو اس صورت میں بھی اپنے تحفظ کے لئے دینا جائز و حلال ہے، اگرچہ انھیں لینا حرام ہے۔ اس کے جواز پر وہ حدیث شاہد کہ ایک شاعر نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں سوال کیا۔ رسول ﷺ نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو ارشاد فرمایا، "**اقطع عنی لسانه**۔ میری طرف

---

[۱]۔ بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سے اس کی زبان کاٹ دے۔۔۔درِ مختار وغیرھا میں بھی اس کا جواز مصرح (یعنی واضح طور پر بیان کیا گیا) ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصۂ یاد رکھنا چاہیئے کہ "اس قسم کا پیشہ اختیار کرنے والوں کو کچھ دینا چار حال سے خالی نہ ہوگا۔

(1) کسی ناجائز کام کے بدلے میں دیا۔۔۔یا۔۔۔

(2) احساناً دیا۔۔۔یا۔۔۔

(3) اصلاح کی امید میں دیا۔۔۔یا۔۔۔

(4) ان سے اپنی عزت محفوظ رکھنے کے لئے دیا۔

بصورتِ اول لینا، دینا دونوں حرام۔ بصورتِ ثانی لینا، دینا دونوں جائز۔ بصورتِ ثالث بھی لینا، دینادونوں جائز۔اور بصورتِ رابع لینا حرام اور دینا جائز۔

### نقشے کے ذریعے مزید وضاحت :۔

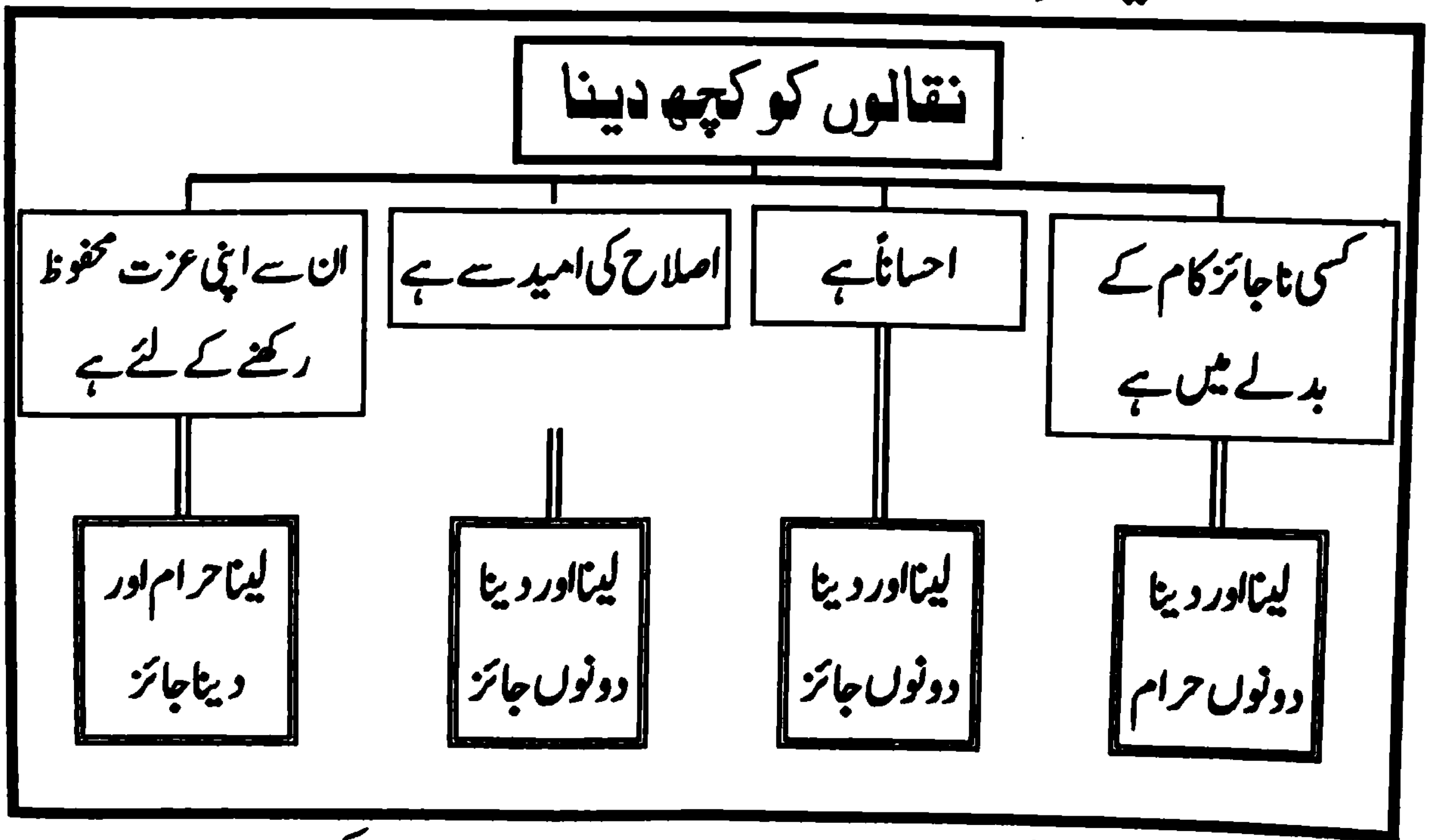


**مدینہ** :۔بخاری و مسلم کے حوالے سے درج شدہ حدیث کا مکمل متن یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک آدمی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صدقہ کرنے کی غرض سے مال لے کر نکلا اور اس نے ایک چور کو دے دیا۔ صبح لوگوں نے چرچا کیا کہ "اس نے ایک چور کو صدقہ دیا ہے۔" عرض گزار ہوا کہ "اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں میں صدقہ دوں گا۔" وہ مال لے کر نکلا اور زانیہ کو دے دیا صبح کے وقت لوگوں نے چرچا کیا کہ "رات اس نے زانیہ کو صدقہ دیا ہے۔" کہا "اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں میں صدقہ ضرور دوں گا۔" وہ مال لے کر نکلا تو ایک مالدار کو دے دیا۔ صبح لوگوں نے چرچا کیا کہ "اس نے ایک مالدار کو صدقہ دے دیا۔" کہا "اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں، خواہ چور، زانیہ اور غنی کو دیا۔" اس سے کہا گیا کہ "تم نے چور کو جو صدقہ دیا تو شاید وہ چوری کرنے سے رک جائے اور زانیہ، شاید وہ زنا سے باز آجائے اور مالدار شاید عبرت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو مال دیا ہے اس میں سے خرچ کرنے لگے۔"

﴿بخاری . کتاب الزکوٰۃ .باب اذا تصدق علی غنی وھو لا یعلم﴾

اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں شرعی احکام کو ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## گیارہویں کے لئے زبردستی پیسے کاٹنا

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۱۶۸۔ہشتم﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ "اکثر ایک پیشہ ور کام کراتے ہیں آدمیوں سے۔ اور اس شرط پر کہ آدھ آنہ روپیہ کے حساب سے گیارہویں شریف کے لئے کاٹتے رہیں گے، اس میں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایسے نہیں دیتے، ہم چاہے اپنے گھر یا جیسے جی چاہے گا ویسے ہی دیں گے۔ ایسی پابندی کا باندھنا جائز ہے یا نہیں ؟

**﴿الجواب﴾**

اس کو جبر کا کوئی اختیار نہیں، اگر جبراً کاٹے گا ظلم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ :۔

معلوم ہوا کہ کام وغیرہ دینے کو بنیاد بنا کر "کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے" تنخواہ سے کسی دینی یا دنیاوی معاملے کے لئے پیسے کی کچھ مقدار کاٹنے کی شرط لگانا "ناجائز و ممنوع" ہے۔اور اگر ایسا کیا تو یہ "ظلم وحرام" ہے۔اس سے توبہ کرنی واجب اور لیا ہوا پیسہ لوٹانا لازم۔

اللہ تعالیٰ دینی کام کرنے کے جذبے کے ساتھ ساتھ "اسے کامل طریقے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچانے کے لئے" علم دین سیکھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

# سودی پیسے والی دکان میں نوکری کرنا

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۱۷۷۔ہشتم﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ چند مسلمان اشخاص کی دکان شرکت میں کلکتہ، بمبئی یا کسی اور مقام پر ہے،دکان کی کل رقم میں تقریباً چہارم سود کا روپیہ لگا ہوا ہے، ایسی دکان میں کسی مسلمان کو ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ نیز اس کی آمدنی سے کسی مسجد یا مدرسہ وغیرہ کی اعانت ہو سکتے ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

## ﴿الجواب﴾

اس دکان کی ملازمت اگر سود کی تحصیل،وصول یا اس کا تقاضا کرنا یا اس کا حساب لکھنا یا کسی اور فعلِ ناجائز کی ہے تو ناجائز ہے۔قال تعالیٰ "**وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ**۔ (یعنی: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو ۱) صحیح مسلم شریف میں ہے،"**لعن رسول الله ﷺ اکل الربوا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم سواء**۔رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سود دینے والے اور سود لکھنے والے اور سود کے گواہوں پر اور فرمایا،"وہ سب برابر ہیں۔"

۱۔ ترجمہ کنزالایمان۔المائدہ ۲پ ۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور اگر کسی امرِ جائز کی نوکری ہے تو جائز ہے، تنخواہ میں وہ روپیہ بعینہ سود میں آیا ہو نہ لے اور مخلوط و نا معلوم ہو تو لے سکتا ہے۔

یونہی ایسے نا معلوم روپے سے مسجد و مدرسہ کی اعانت بھی ہو سکتی ہے، خصوصاً ایسی حالت میں کہ مالِ حلال غالب ہے۔ **فی الهندية عن الذخيرة عن محمد قال به ناخذ لم نعرف شيئا حراما بعينه** ۔(یعنی عالمگیری میں ذخیرہ سے امامِ محمد (قدس سرہ العزیز) سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک ہم کسی شے کو بعینہ حرام نہ جان لیں۔) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصه :۔

ایسی دکان و مقام پر کہ جہاں سودی و غیر سودی دونوں طرح کا سرمایہ لگا ہوا ہو، نوکری کرنا دو حال سے خالی نہیں۔

﴿i﴾ دورانِ کام سودی پیسے کا لین دین کرنا..یا..اسے لکھنا..یا..اس کا تقاضا کرنا پڑتا ہے۔...یا...

﴿ii﴾ ان میں سے کچھ لازم نہیں بلکہ امرِ جائز ہی سرانجام دینے کی ذمہ داری ہے۔

بصورتِ اول "ناجائز"...بصورتِ ثانی "جائز"۔

جواز کی صورت میں ملنے والی تنخواہ تین حال سے خالی نہیں۔

(1) سودی پیسے سے دی گئی ہے۔...یا...

(2) غیر سودی پیسے سے دی گئی ہے۔...یا...

(3) اس کا سودی و غیر سودی ہونا معلوم نہیں۔

بصورت اول لینا اور اس سے دینی کاموں میں معاونت کرنا "ناجائز"۔

بصورتِ ثانی و ثالث لینا اور اس سے معاونتِ امورِ دینیہ دونوں "جائز"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نقشے کے ذریعے مزید وضاحت :۔

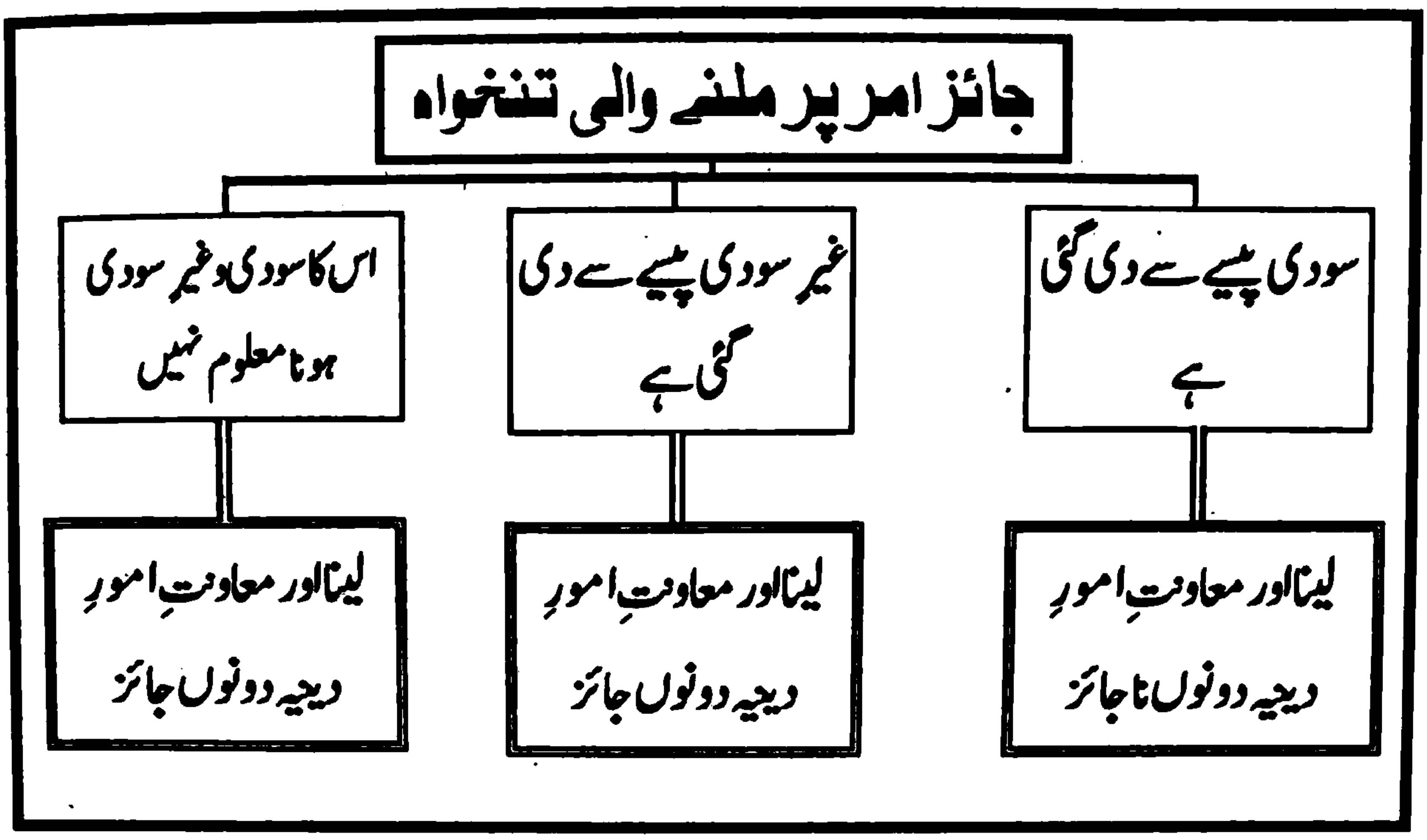


اللہ تعالیٰ رزقِ حلال کے لئے مخلصانہ کوشش کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## وعظ کے پیسے لینا کیسا؟

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ۔۱۸۵۔ہشتم﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں مسئلہ (یعنی اس مسئلے کے بارے میں) کہ ”کوئی شخص مقرر کر کے بطورِ اجرت کے وعظ کرے اور وعظ گوئی کو پیشہ اور سلسلۂ معاش جان کر بسر اوقات کرنی اختیار کرے، جائز ہے یا ناجائز؟ ”تفسیرِ رؤفی“ والے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں ناجائز اور قریب حرام کے فرماتے ہیں (آیۂ کریمہ) **وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا**☆ (یعنی: اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو[۱])..... فقط

## ﴿الجواب﴾

اصل حکم یہ ہے کہ ”وعظ پر اجرت لینی “حرام” ہے۔ درمختار میں اسے یہود ونصاریٰ کی ضلالتوں (یعنی گمراہیوں) میں سے گنا۔ مگر ”**کم من حکم یختلف باختلافِ الزمان، کما فی العالمگیریہ**۔ (یعنی بہت سے حکم ایسے ہیں کہ جو زمانے کے

---

۱۔ ترجمۂ کنزالایمان۔ البقرۃ ۴۱۔پ۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مختلف ہونے کی بناء پر مختلف ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔)

کلیہ غیر مخصوصہ (یعنی کسی خاص صورت کے ساتھ غیر مخصوص ضابطہ) (تو یہ ہی تھا) کہ طاعات پر اجرت لینا "ناجائز" ہے، (لیکن) ائمہ نے حالاتِ زمانہ دیکھ کر اس میں سے چند چیزیں مستثنیٰ (یعنی حکم ناجائز سے خارج) کیں۔

(1) امامت...... (2) اذان...... (3) تعلیمِ قرآنِ مجید...... (4) تعلیمِ فقہ۔

کہ اب مسلمانوں میں یہ اعمال بلا نکیر (یعنی بغیر کسی انکار و ممانعت کے) "معاوضہ کے ساتھ" جاری ہیں۔ "مجمع البحرین" میں ان کا (یعنی ان مستثنیٰ چیزوں میں سے) پانچواں "وعظ" گنا، وبس۔

فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں، "میں چند چیزوں پر فتویٰ دیتا تھا، اب ان سے رجوع کی، از الجملہ (یعنی ان سب میں سے یہ ہے کہ) میں فتویٰ دیتا تھا کہ عالم کو جائز نہیں کہ دیہات میں دورہ کرے اور وعظ کے عوض تحصیل کرے (یعنی پیسہ حاصل کرے) مگر اب اجازت دیتا ہوں۔" لھذا یہ ایسی بات نہیں کہ جس پر نکیر (یعنی انکار و ممانعت) لازم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ اصل قاعدہ وکلیہ تو یہی ہے کہ "عباداتِ وطاعات" پر اجرت لینا "حرام وناجائز" ہے۔ لیکن حالاتِ زمانہ کو دیکھتے ہوئے، سخت ضرورت یعنی اس بات کے پیشِ نظر کہ اگر مذکورہ چند چیزوں میں اجازت نہ دی گئی تو دین کے کاموں میں حرجِ عظیم واقع ہوگا، فقہاءِ کرام نے اجرت ٹھہرانا جائز قرار دیا۔ کیونکہ شرعی ضابطہ ہے کہ "الضرورات تبیح المحظورات۔ حاجات، ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔" چنانچہ اب فی زمانہ "وعظ و تقریر" پر اجرت طے کرنا اور اس کا لینا، دینا سب "جائز وحلال" ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ شرعی قواعد و ضوابط کی رعایت کی توفیق عطا فرمائے۔

## بیعانہ ضبط کرنا کیسا؟

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۷۔ جلد ہفتم﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ معاہدہ مابین زید و عمر کے قرار پایا اور زید نے عمر کو بیس روپے بطور بیعانہ کے دئے اب زید اپنی بد نیتی سے بلا قصور عمرو کے معاہدہ مذکورہ سے منحرف ہو گیا تو اس صورت میں زید واپسی زر مذکور کا مستحق ہے یا نہیں ؟

### ﴿الجواب﴾

بے شک واپس پائے گا بیع نہ ہونے کی حالت میں بیعانہ ضبط کر لینا جیسا کہ جاہلوں میں رواج ہے "ظلم صریح" ہے قال اللہ تعالیٰ **"لَا تَاكُلُوْآ اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ"** (یعنی: اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ ۱)

ہاں عقد بیع باہم تمام ہو لیا تھا یعنی طرفین سے ایجاب و قبول اور کوئی موجب تنہا مشتری کے فسخ بیع کر دینے کا نہ رہا، اب بلا وجہِ شرعی، زید مشتری، عقد سے پھرتا ہے تو بے شک عمرو کو روا ہے کہ اس کا پھرنا نہ مانے اور بیع تمام شدہ کو تمام و لازم جانے اس کے یہ معنی ہونگے کہ مبیع ملکِ زید اور ثمن حقِ عمرو۔ در مختار کے باب الاقالہ میں ہے، "**من شرائطها رضا المتعاقدين** ۔ اقالہ کی شرطوں میں سے بائع و مشتری کا باہم رضامند ہونا ہے۔"

یہ کبھی نہ ہوگا کہ بیع کو فسخ ہو جانا مان کر مبیع زید کو نہ دے اور اس کے روپے اس جرم میں کہ تو کیوں پھر گیا ضبط کرے **هل هذا الا ظلم صريح** (یعنی یہ محض ظلم صریح ہے)۔

واللہ تعالیٰ اعلم

۱۔ از ترجمۂ کنز الایمان۔ البقرۃ ۱۸۸، پ ۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ :۔

نفسِ مسئلہ کے خلاصہ سے پہلے چند چیزوں کا ذہن نشین ہونا ضروری ہے۔

☆**تعریفِ بیع** :۔دو اشخاص کا باہم رضامندی سے آپس میں مال کا تبادلہ کرنا۔اسے عرفِ عام میں خرید و فروخت کرنا بھی کہتے ہیں۔

☆**بَائِع** :۔بیچنے والا۔

☆**مُشْتَرِی** :۔خریدنے والا۔

☆**مَبِیْع** :۔جس چیز کو بیچا جائے۔

☆**قیمت** :۔مبیع کی وہ قیمت جو بازار میں ہے۔

☆**ثَمَن** :۔مبیع کی وہ قیمت جو بائع و مشتری آپس میں طے کریں۔

**مثال** :۔ایک میز بازار میں "۵۰"روپے کی بکتی ہے۔کسی نے دکاندار سے بات چیت کر کے چالیس میں خرید لی۔تو اب ۵۰ روپے میز کی قیمت اور ۴۰ روپے اس کے ثمن کہلائیں گے۔

☆**فَسْخِ بیع** :۔بیع کو ختم کر دینا۔

☆**بیعانہ** :۔وہ رقم جو کسی سودے کو پکا کرنے کے لئے کل رقم سے پہلے بائع کو دی جائے۔

ان تعریفات کے بعد مسئلے کی وضاحت کے بارے میں عرض ہے کہ "جب بائع اور مشتری، باہم رضامندی سے کسی مال پر ایجاب و قبول کر لیں تو یہ بیع لازم و تام ہو جاتی ہے۔لازم و تام ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ فریقین میں سے کسی کو بھی دوسرے کی رضامندی کے بغیر فسخِ بیع کا اختیار نہیں رہتا۔چنانچہ بائع پر مشتری کو مبیع اور مشتری پر بائع کو ثمن دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ہاں بعض صورتیں ایسی ہیں کہ بائع کی رضامندی کے بغیر بھی شریعت کی جانب سے مشتری کو فسخِ بیع کا اختیار دیا گیا ہے۔مثلاً

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مال میں کوئی عیب تھا، خریدتے ہوئے مشتری اس پر مطلع نہ ہو سکا، بعد میں معلوم ہوا تو اب اسے اختیار ہے کہ چاہے تو کل ثمن کے ساتھ اس چیز کو لے لے یا بیع کو فسخ کر دے، چاہے بائع اس پر راضی ہو یا نہ ہو۔

نیز بیع فسخ ہونے کی صورت میں بائع پر مشتری کو بیعانہ لوٹانا لازم ہے، کسی سبب سے مشتری کا کل رقم نہ دے سکنے کی صورت میں بائع کا بیعانہ کو ضبط کر لینا، جیسا کہ آج کل عام دستور ہے "ناجائز و حرام" ہے۔ ﴿اب مسئلہ دوبارہ ملاحظہ فرمایئے﴾

اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں "ذاتی فائدوں" کو نہیں بلکہ شریعت کو مقدم رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## ملاوٹ والی چیز بیچنا جائز یا ناجائز؟

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۳۱۔جلدہفتم﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہاں کلکتہ میں مصنوعی یعنی میل کا گھی بکتا ہے باوجود علم ایسا گھی تجارت کے لئے خرید کر بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

### ﴿الجواب﴾

اگر یہ مصنوع جعلی گھی وہاں عام طور پر بکتا ہے کہ ہر شخص اس کے جعل ہونے پر مطلع ہے اور باوجود اطلاع خریدتا ہے تو بشرطیکہ خریدار اسی بلد (یعنی شہر) کا ہو، نہ غریب الوطن (یعنی مسافر) تازہ وارد (یعنی نیا آنے والا) ناواقف، اور گھی میں اس قدر میل سے جتنا وہاں عام طور پر لوگوں کے ذہن میں ہے اپنی طرف سے اور زائد نہ کیا جائے نہ کسی طرح اس کا جعلی ہونا چھپایا جائے۔ خلاصہ یہ کہ جب خریداروں پر اس کی حالت مکشوف (یعنی ظاہر) ہو اور فریب و مغالطہ راہ نہ پائے تو اس کی تجارت جائز ہے آخر گھی بیچنا بھی جائز اور جو چیز اس میں ملائی گئی اس کا بیچنا بھی، اور عدمِ جواز (یعنی جائز نہ ہونا) صرف

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بوجہ غش و فریب تھا، جب حال ظاہر ہے غش نہ ہوا اور جواز رہا، جیسے بازاری دودھ کہ سب جانتے ہیں کہ اس میں پانی ہے اور باوصف علم خریدتے ہیں۔ یہ (یعنی مذکورہ شرائط مسئلہ) اس صورت میں ہے جب کہ بائع، وقتِ بیع، اصلی حالت خریدار پر ظاہر نہ کردے، اور اگر خود بتادے تو ظاہر الروایت مذہب امام اعظم (قدس سرہ العزیز) میں مطلقا جائز ہے خواہ کتنا ہی میل ہو اگرچہ خریدار غریب الوطن ہو کہ بعدِ بیان، فریب نہ رہا، در مختار میں ہے "**لا باس ببیع المغشوش اذا بین غشه او کان ظاہرا یری وکذا قال ابوحنیفة رضی الله تعالی عنه فی حنطة خلط فیہا الشعیر والشعیر لاباس ببیعه و ان طحنه لا یبیع وقال الثانی فی رجل معه فضة نحاس لا یبیعہا حتی یبین** (یعنی ملاوٹ والی چیز کے بیچنے میں کوئی حرج نہیں، جب کہ اس کی ملاوٹ کو بیان کردے یا ملاوٹ ایسی ظاہر ہو کہ دکھائی دیتی ہو، اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح اس گندم کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جس میں جو ملے ہوئے ہوں، اس طرح کہ نظر آتے ہوں، تو ایسی گندم کی بیع میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس جو ملی گندم کو پیس لیا تو اب نہ بیچے۔ اور امام یوسف نے اس شخص کے بارے میں کہ جس کے پاس تانبا ملی چاندی ہو، فرمایا کہ وہ اسے بتائے بغیر نہ بیچے۔ باب المتفرقات)

رد المحتار میں ہے "**قوله وان طحنه لا یبیع ای ال ان یبین لا نه لا یری** ۔ (یعنی ماتن کا یہ فرمانا کہ جب اس نے مخلوط گندم کو پیس لیا تو مت بیچے اس کا مطلب یہ کہ بیان کئے بغیر نہ بیچے کیونکہ اس میں ملاوٹ دکھائی نہیں دیتی۔ باب المتفرقات)"

بالجملہ (یعنی خلاصہ یہ ہے کہ) مدارِ کار (یعنی کام کا دارومدار) ظہورِ امر (یعنی ملاوٹ والے معاملے کے ظاہر ہونے) پر ہے، خود ظاہر ہو جیسے گیہوں میں جو، چنوں میں کسایا بجہت عرف واشتہار (یعنی عرفا یا مشہوری کی بناء پر) مشتری پر واضح ہو جیسے دودھ کا معمولی پانی۔ خواہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ خود حالتِ واقعی (یعنی حقیقی حالت) تمام وکمال (یعنی مکمل طور پر) بیان کردے، واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم علمہ مجدہ اتم واحکم۔

## وضاحت وخلاصہ :۔

اولاً ملاوٹ والی چیز کی خرید وفروخت کے بارے میں ایک اہم بات ذہن نشین رکھئے کہ "اس کا بیچنا ناجائز ہونا، "دھوکہ وفریب" کی بناء پر ہے۔ چنانچہ اگر کسی سبب سے "دھوکہ وفریب" کی علت ختم ہو جائے یا ختم کردی جائے، تو اب اس کا خرید نا وبیچنا بالکل جائز ہوگا۔

اب مسئلے کا خلاصہ یہ ہے کہ "ملاوٹ والے مال کے ذریعے کمائی گئی روزی دو حال سے خالی نہیں۔

(i) بائع نے مشتری کو ملاوٹ کے بارے میں خبر دے کر حاصل کی ہے۔۔۔یا۔۔۔

(ii) اس بات کو چھپا کر۔

بصورتِ اول مطلقاً جائز۔ (مطلقاً جائز کا مطلب یہ کہ چاہے خریدنے والے مقامی لوگ ہوں یا باہر سے آئے ہوئے، ملاوٹ کی مقدار عام رواج کے مطابق ہو یا اس سے زائد وبڑھ کر۔)۔۔۔

بصورتِ ثانی (یعنی جب بائع، ملاوٹ کو چھپا کر چیز بیچے) پھر دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ بائع نے جتنی ملاوٹ کی ہے، اس مقدار کا عام رواج ہے۔۔۔یا۔۔۔

﴿2﴾ عام رواج سے زائد ہے۔

پھر یہ دونوں صورتیں مزید دو حال سے خالی نہیں۔

﴿3﴾ اس مال کو خریدنے والے مقامی لوگ ہیں۔۔۔یا۔۔۔

﴿4﴾ باہر سے آئے ہوئے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پھر یہ تیسری ﴿3﴾ اور چوتھی ﴿4﴾ صورت بھی دو حال سے خالی نہیں۔

(i) یہ لوگ اس ملاوٹ کی مقدار پر مطلع ہیں۔۔۔یا۔۔۔

(ii) نہیں۔

**بصورتِ اول:۔** (یعنی جب کہ جتنی ملاوٹ کی اس کا عام رواج ہے، خریدنے والے مقامی ہیں اور اس مقدارِ ملاوٹ کو جاننے کے باوجود خریدتے ہیں)۔۔۔۔۔۔ **جائز و حلال۔**

**بصورتِ ثانی:۔** (یعنی جب کہ جتنی ملاوٹ کی، اس کا عام رواج ہے، خریدنے والے باہر کے لوگ ہیں اور اس مقدارِ ملاوٹ کو جاننے کے باوجود خریدتے ہیں)۔۔۔۔۔ **جائز و حلال۔**

**بصورتِ ثالث:۔** (یعنی جب کہ جتنی ملاوٹ کی اس کا عام رواج ہے، خریدنے والے مقامی ہیں اور اس مقدارِ ملاوٹ سے ناواقف ہیں)۔۔۔۔۔ **حرام و ناجائز۔**

**بصورتِ رابع:۔** (یعنی جب کہ جتنی ملاوٹ کی اس کا عام رواج ہے، خریدنے والے باہر کے لوگ ہیں اور اس مقدارِ ملاوٹ سے ناواقف ہیں)۔۔۔۔۔ **حرام و ناجائز۔**

**بصورتِ خامس:۔** (یعنی جب کہ ملاوٹ عام رواج سے زائد ہے، خریدنے والے مقامی ہیں اور اس مقدارِ ملاوٹ کو جاننے کے باوجود خریدتے ہیں)۔۔۔۔۔ **حلال و جائز۔**

**بصورتِ سادس:۔** (یعنی جب کہ ملاوٹ عام رواج سے زائد ہے، خریدنے والے باہر کے لوگ ہیں اور اس مقدارِ ملاوٹ کو جاننے کے باوجود خریدتے ہیں)۔۔۔۔۔ **حلال و جائز۔**

**بصورتِ سابع:۔** (یعنی جب کہ ملاوٹ عام رواج سے زائد ہے، خریدنے والے مقامی ہیں اور اس مقدارِ ملاوٹ پر واقف نہیں۔)۔۔۔۔۔ **ناجائز و حرام۔**

**بصورتِ ثامن:۔** (یعنی جب کہ ملاوٹ عام رواج سے زائد ہے، خریدنے والے باہر کے لوگ ہیں اور اس مقدارِ ملاوٹ پر واقف نہیں۔)۔۔۔۔۔ **حرام و ناجائز۔**

**نقشے کے ذریعے مزید وضاحت:۔**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

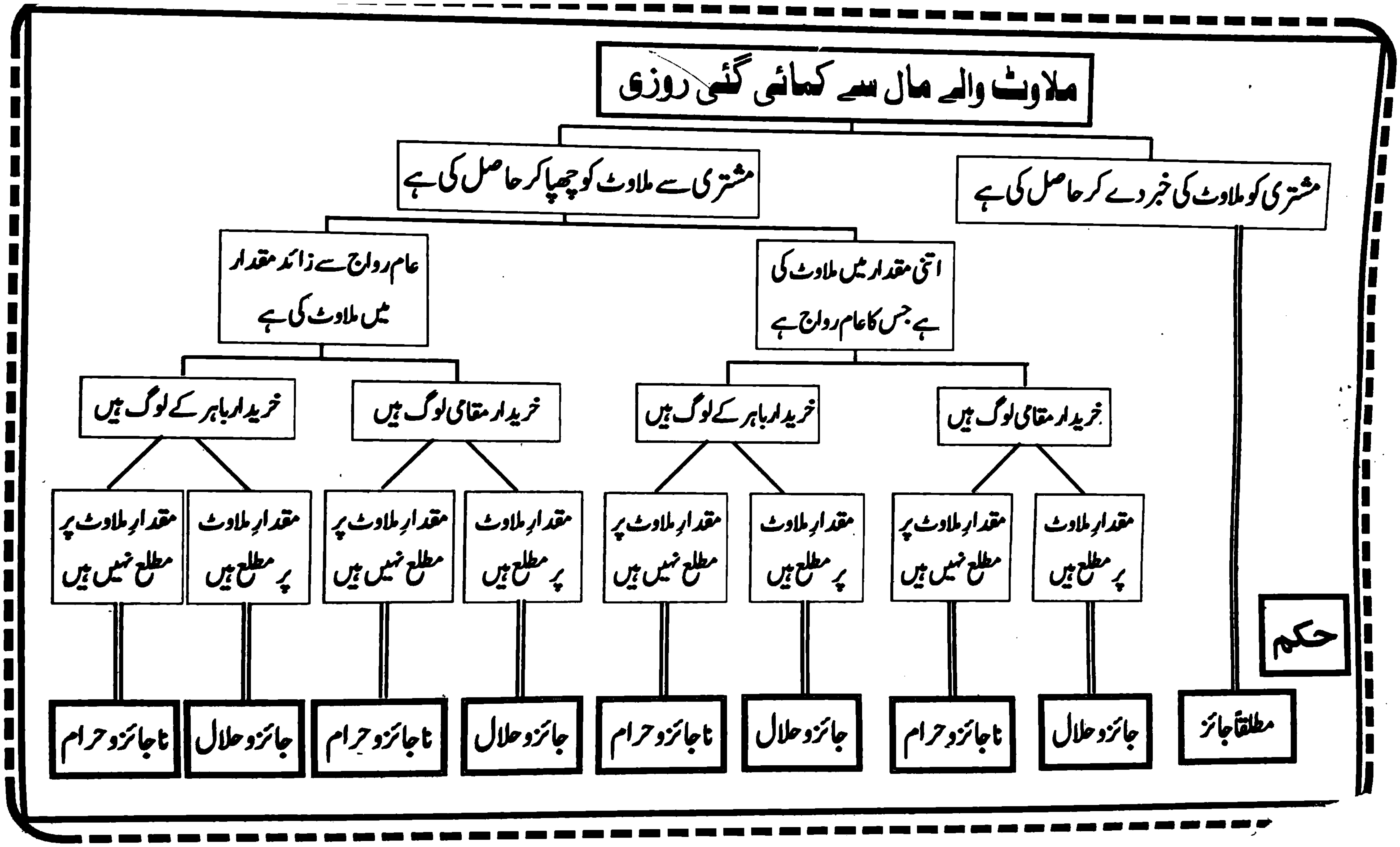


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ ہمیشہ حلال روزی کی جستجو کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

# چوری کا مال خریدنا

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۳۸۔ جلد ہفتم﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص کسی کا مال چوری کر کے لایا اور اس نے اس مال کو فروخت کرنا چاہا تو جس شخص کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ مال چوری کا ہے پھر بھی اس کو خریدتا ہے تو اس کے لئے وہ خریدنا جائز ہے یا نہیں ؟ اور جو شخص لاعلمی میں ایسا مال مسروقہ خریدلے تو کیا حکم ہے ؟

## ﴿الجواب﴾

چوری کا مال دانستہ خریدنا "حرام" ہے بلکہ اگر معلوم نہ ہو مظنون ہو جب بھی حرام ہے مثلاً کوئی جاہل شخص کہ اس کے مورثین (یعنی آباء واجداد) بھی جاہل تھے کوئی علمی کتاب بیچنے کو لائے اور اپنی ملک بتائے اس کے خریدنے کی اجازت نہیں۔

اور اگر نہ معلوم ہے نہ کوئی واضح قرینہ، تو خریداری جائز ہے۔ پھر اگر ثابت ہو جائے یہ مال چوری کا مال ہے تو اس کا "استعمال حرام" ہے بلکہ مالک کو دیا جائے اور وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو اور ان کا بھی پتہ نہ چل سکے تو فقراء کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ :۔**

خلاصہ یہ ہوا کہ "جس مال کو خریدنا مقصود ہے وہ تین حال سے خالی نہ ہو گا۔

(1) اس کا چوری کا ہونا یقینی طور پر معلوم ہے۔

(2) یقین تو نہیں، لیکن غالب گمان ہے کہ یہ چوری کا ہے۔

(3) نہ اس کا چوری کا ہونا معلوم، نہ ہی اس پر کوئی واضح قرینہ موجود۔

بصورتِ اول وثانی خریدنا" حرام وناجائز"۔ اور بصورتِ ثالث" جائز وحلال"۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پھر اگر معلوم نہ تھا اور بے خبری میں خرید لیا، بعد میں اطلاع ہوئی تو اس صورت میں اس کا استعمال حرام ہے۔ اب حکم یہ ہے کہ "اگر اصل مالک کے بارے میں معلوم ہے تو یہ مال اس تک پہنچانا واجب ہے۔

اگر وہ زندہ نہ رہا، ورثاء وغیرہ ہیں تو انھیں پہنچائے۔

اور اگر مالک وورثاء دونوں کے بارے میں کسی قسم کی اطلاع نہ ملے یا یہ سب فوت ہو چکے ہوں، تو اب ان کی طرف سے اس مال کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

**مدینہ** :۔ مذکورہ مسئلے میں درج ہے کہ اگر بیچنے والے کی حالت سے اندازہ ہوتا ہو کہ یہ مال اس کا ذاتی نہیں، تو نہ خریدیں۔ "اس حکم کے پیشِ نظر "نشہ کرنے والوں" سے کسی بھی قسم کی چیز نہیں خریدنی چاہئے، کیونکہ یہ عموماً چوری شدہ چیزیں ہی فروخت کرتے ہیں۔ تھوڑے سے فائدے پر نظر رکھتے ہوئے اگر اس حکم کو نہ مانا تو پھر میدانِ محشر میں "اصل مالک کی طرف سے" سخت گرفت کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ خرید و فروخت میں بہت زیادہ احتیاط کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## ایک جھوٹی روایت اور اس کے بیان کرنے والے کا حکم

**مسئلہ** :۔ ﴿صفحہ ٤٤، جلد ششم﴾

ایک واعظ صاحب نے بیان کیا کہ "ایک مرتبہ جنابِ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرتِ جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ "تم وحی کہاں سے اور کس طرح لاتے ہو؟" آپ نے جواب عرض کیا کہ "ایک پردے سے آواز آتی ہے۔" آپ نے دریافت فرمایا کہ "کبھی تم نے پردہ اٹھا کر دیکھا؟" انھوں نے جواب دیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ پردے کو اٹھاؤں۔" آپ نے فرمایا کہ اب کی مرتبہ پردہ اٹھا کر دیکھنا۔" حضرت جبرئیل نے ایسا ہی کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ پردے کے اندر خود حضورِ اقدس ﷺ جلوہ افروز ہیں اور عمامہ سر پر باندھے ہیں اور سامنے شیشہ رکھا ہے اور فرما رہے ہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہ "میرے بندے کو یہ ہدایت کرنا۔" یہ روایت کہاں تک صحیح ہے؟ اگر غلط ہے تو اس کا بیان کرنے والا کس حکم کے تحت میں داخل ہوگا؟

## ﴿الجواب﴾

یہ روایت محض "جھوٹ اور کذب وافتراء" ہے، اور اس کا بیان کرنے والا "ابلیس کا مسخرہ" اور اگر اس کے ظاہری معنی کا معتقد ہے تو "صریح کافر"۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

## وضاحت وخلاصہ :۔

معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت بالکل جھوٹی و من گھڑت ہے۔ اس کا بیان کرنے والا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(i) اس کے ظاہری معنی (یعنی یہ کہ خدا اور رسول عزوجل وﷺ دونوں ایک ہی ہیں) کا اعتقاد رکھ کر بیان کرتا ہے۔۔۔یا۔۔۔

(ii) یہ اعتقاد نہیں۔

بصورتِ اول "کافر" اور بصورتِ ثانی "حرام و گناہِ کبیرہ کا مرتکب۔"

اللہ تعالٰی صرف مستند و معتبر روایت بیان کرنے کی ہی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# منکرِ حدیث کا حکم اور اسے عاجز کرنے کا طریقہ

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ٤٦.ششم﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ ایک مولوی بنگالی نے کہا "جو کوئی نمازِ سنت پڑھے وہ مشرک ہے، اور التحیات اور درود شریف پڑھنے کی نماز میں کہیں سند نہیں اور اگر سند ہو تو قرآن شریف سے پیش کرو۔ اور نمازِ جنازہ کی بھی نہیں پڑھنی چاہیئے، اس کی بھی قرآن شریف سے سند نہیں اور حدیث کا کچھ اعتبار نہیں۔ ازراہِ عنایت جواب سے زود تر (یعنی جلد تر) سرفراز فرمائیے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## ﴿الجواب﴾

جو شخص حدیث کا منکر ہے وہ نبی ﷺ کا منکر ہے اور جو نبی ﷺ کا منکر ہے، وہ قرآن مجید کا منکر ہے، اور جو قرآن مجید کا منکر ہے، اللہ واحد قہار کا منکر ہے، اور جو اللہ کا منکر ہے، "صریح مرتد کافر" ہے۔ اور جو مرتد کافر ہے اسے اسلامی مسائل میں دخل دینے کا کیا حق؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے، "**مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا**۔ رسول جو کچھ تمہیں دیں، وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ ۱؂

اور فرماتا ہے، "**فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا**☆ اے نبی! تیرے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تجھے اپنی ہر اختلافی بات میں حاکم نہ بنائیں، پھر اپنے دلوں میں تیرے فیصلے سے کچھ تنگی نہ پائیں۔ اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔" ۲؂

نمازِ سنت و جنازہ اور التحیات و درود، سب کا حکم کلام اللہ شریف میں صراحۃً موجود، مگر **من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور**۔ جسے اللہ نے نور نہ دی اس کے لئے کہیں نور نہیں۔......... پہلے منکر یہ بتائے کہ

☆ پانچ نمازوں کا ثبوت کلام اللہ شریف سے کہاں ہے؟

☆ اور صبح کی دو رکعتیں، مغرب کی تین رکعتیں، باقی کی چار چار، ان کا ذکر کلام اللہ شریف میں کہاں ہے؟

☆ اور نمازوں کی ترتیب کہ پہلے قیام اور اس میں قرأت پھر رکوع پھر سجود پھر قعود، قرآن مجید میں کہاں ہے؟

☆ وقتوں کی ابتداء و انتہاء کہ "فجر کا وقت، طلوعِ صبح سے شروع ہو کر طلوعِ

---

۱؂ ۱۔ الحشر ۷۔ پ ۲۸ ۲؂ ۲۔ النساء ۶۵۔ پ ۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شمس پر ختم ہوتا ہے، اور ظہر کا زوالِ شمس سے سایۂ اصلی کے سوا ایک مثل یا دو مثل سایہ ہونے تک، اس کا ذکر قرآن مجید میں کہاں ہے ؟

☆وضو کی ناقض (یعنی توڑ دینے والی) یہ یہ چیزیں ہیں، اور غسل کی یہ یہ۔ اور نماز ان ان چیزوں سے، ان کی تفصیل قرآن مجید میں کہاں ہے ؟

جب وہ ان سوالوں سے عاجز ہوگا اور اپنے کفر و جہل کا اقرار کر کے تائب ہو گا، اس وقت ہم اسے بتا دیں گے کہ جن چیزوں کا وہ منکر ہے، وہ سب قرآنِ مجید سے ثابت ہیں۔

☆اور ساتھ ہی یہ بھی بتائے کہ "اس نے اس قرآنِ موجود کو "بے کم و بیش (یعنی بغیر کسی کمی، زیادتی کے) قرآن مُنَزَّلٌ مِنَ اللّٰه (قرآن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا) کیونکر مانا ؟ کیا اللہ تعالیٰ خود اس کے ہاتھ میں قرآن مجید دے گیا ؟ اور جب یہ نہیں تو دلیل دے اور سمجھ رکھے کہ اس دلیل سے جو کچھ ثابت ہوگا، سب ماننا پڑے گا۔ ورنہ قرآن بھی ہاتھ سے کھوئے گا، کھویا تو ہے ہی، جھوٹے زبانی اقرار سے بھی ہاتھ دھوئے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ☆ ﴿یعنی : بے شک اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔۱﴾

یہ مسائل جن کا ثبوت ہم نے قرآنِ عظیم سے دینا، اس کے ذمہ لازم کیا ہے، اس طرح لکھے، جس طرح ہم مسلمانوں میں ہے۔ اس کے نزدیک اگر اور طور (یعنی کسی اور طریقے) پر ہوں، تو جس طرح اس کے اعتقاد میں ہے، انھیں کا ثبوت قرآنِ مجید سے دے کہ "نماز ہر روز کے (یعنی کتنے) وقت کی فرض ہے ؟ ہر وقت کی ابتداء و انتہاء کیا ہے ؟ نماز میں کیا کیا فرائض ہیں ؟ ان کی ترتیب اور پڑھنے کی ترکیب کیا ہے ؟ وضو

۱۔ ترجمۂ کنز الایمان۔ المنافقون ۶۔ پ ۲۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

غسل کی ناقض کیا کیا ہیں ؟ہر وقت کی نماز میں کے (یعنی کتنی) رکعتیں ہیں ؟کس کس چیز سے فاسد ہوتی ہے ؟واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

اولاً چند امور کا جاننا فائدے سے خالی نہ ہوگا۔

(1) راویوں کی تعداد کے اعتبار سے احادیث کی اقسام میں سے ایک قسم "متواتر" بھی ہے۔حدیثِ متواتر وہ حدیثِ پاک ہے کہ "جسے ہر دور میں اتنے راویوں نے روایت کیا ہو کہ جن کا جھوٹ پر متفق و جمع ہونا عادۃً محال ہو۔"اس کا حکم قرآنِ پاک کی آیت کی مثل ہوتا ہے یعنی جس طرح آیتِ قرآنی کا "انکار" "کفر" ہے ،اسی طرح حدیثِ متواتر کا منکر بھی "دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔"

(2) بقیہ اقسامِ احادیث کا انکار کرنا "کفر نہیں"، "گمراہی" ضرور ہے۔

(3) اگر کوئی شخص تمام احادیث کا انکار کردے تو چونکہ تمام میں "متواتر" بھی شامل ہے،لھذا اس انکار کے باعث اسے "کافر" قرار دیا جائے گا۔

اب خلاصہ یہ ہوا کہ

(i) چونکہ مذکورہ بدمذہب نے احادیث کا مطلقاً انکار کیا ہے چنانچہ وہ "کافر ومرتد" ہے۔

(ii) اگر کوئی منکرِ حدیث کسی حدیث کا انکار کرے یا کسی چیز کے بارے میں صرف قرآن سے ثبوت مانگے ،تو اسے جواب دینے کے بجائے ،عاجز ولاجواب کرنے کے لئے چند سوال کئے جائیں۔جن میں سے سب سے زیادہ سوالِ لاجواب یہ ہے کہ "تیرے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ "یہ قرآن جسے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ تسلیم کرتا ہے،واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی نازل کردہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے؟"

نیز تقریباً چودہ سو سال کے عرصے میں جن لوگوں کے ہاتھوں سے ہوتا ہوا تجھ تک قرآن پہنچا اور تو نے فوراً اس کا یقین کر لیا کہ "یہ اللہ کا ہی کلام ہے۔" تو انھیں کے ہاتھوں سے نقل شدہ حدیثِ رسول ﷺ کا انکار کیوں؟

نیز اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) نے بقیہ جتنے بھی سوالات درج فرمائے، انھیں ذہن میں رکھا جائے تاکہ بوقتِ ضرورت استعمال میں آسانی رہے۔

اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## لاعلمی میں کلمۂ کفر نکل جانے اور تجدیدِ نکاح کا حکم

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۴۹۔ششم﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دیں ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ "ایک عورت اور مرد میں سے کسی سے بے علمی کی وجہ سے ایسا کلمہ منہ سے نکل جائے کہ کفر میں شمار ہو تو طلاق ہو جاتی یا نہیں؟ اور اگر ایسا ہو جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟ کیونکہ ظاہر نکاح (یعنی اعلانیہ نکاح) دوسری بار پڑھانے سے شرم کرنا ہو (یعنی شرم محسوس ہو) تو بغیر گواہ کے پھر ایسی نکاح درست ہو سکتی ہے یا نہیں؟ کہ صرف مرد عورت دونوں ہی نکاح قائم کر لیں، کوئی صورت آسان ہو تو بتلا دیں، کیونکہ اکثر لوگ بے علمی کی وجہ سے کوئی کلام کہہ دیتے ہیں اور وہ کفر ہوتا ہے اور ان کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

### ﴿الجواب﴾

معاذاللہ (یعنی اللہ کی پناہ) جس سے کلمۂ کفر صادر ہو، اسے بعدِ توبہ، تجدیدِ نکاح کا حکم ضرور ہے۔ اور نکاح بغیر دو گواہوں کے نہیں ہو سکتا۔ "دو مرد" یا "ایک مرد دو عورتیں" عاقل، بالغ، آزاد اور مسلمان عورت کے نکاح میں ان کا مسلمان ہونا بھی شرط

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے، وہ ایجاب و قبول کو ایک سلسلہ میں سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، بغیر اس کے نکاح نہیں ہو سکتا۔

ہاں یہ کچھ ضرور نہیں کہ وہ غیر ہی لوگ ہوں، زن و شوہر کے جوان بیٹا، بیٹی، بہن بھائی، نوکر چاکر، ان میں سے اگر دو مردوں اور ایک مرد یا دو عورتوں کے سامنے ایجاب و قبول کر لیں، کافی ہے۔

اور تجدیدِ نکاح کوئی شرم کی بات نہیں، یہ (یعنی شرم کا محسوس ہونا) وسوسۂ شیطانی ہے، شرم کی بات یہ ہے کہ نکاح میں خلل پڑ جائے اور بغیر تجدید کے زن و شوہر کا علاقہ (یعنی تعلق) باقی رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

معلوم ہوا کہ

﴿1﴾ اگر لاعلمی میں بھی کلمۂ کفر صادر ہو جائے تو مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ "دارالاسلام میں جہالت عذر نہیں۔"

﴿فتاویٰ رضویہ جدید۔ جلد ۱۱۔ صفحہ ۲۲۸﴾

﴿2﴾ نکاح بغیر گواہوں کے نہیں ہو سکتا۔

﴿3﴾ مسلمانوں کے نکاح میں گواہوں کے لئے شرط ہے کہ وہ "دو مرد"... یا... "ایک مرد اور دو عورتیں" ہوں۔ عاقل و بالغ و آزاد ہوں، ایجاب و قبول کو ایک ساتھ سنیں اور انھیں یہ بھی معلوم ہو کہ یہ نکاح ہو رہا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی شرط نہ پائی گئی، تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔

﴿4﴾ نکاح کے لئے اجنبی و گھر کے علاوہ افراد کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ مسئلے میں مذکورہ افراد بھی گواہ بن سکتے ہیں۔

﴿5﴾ تجدیدِ نکاح میں شرم، شیطان کی طرف سے ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ تاحیات کلماتِ کفر کے سرزد ہونے سے محفوظ فرمائے۔ آمین

# معجزاتِ انبیاء کا انکار کرنا

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۵۲۔ششم﴾

معجزاتِ انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام غلط ہیں، معجزۂ حضرت سیدنا عیسیٰ (یعنی) مردہ کو زندہ کرنا، غلط ہے۔ مطلب اس کا احوالاتِ قومی کو زندہ کرنا (ہے) ایسے (عقائد رکھنے والے) شخص کے واسطے کیا حکم ہے، شرعاً؟

## ﴿الجواب﴾

جو شخص معجزاتِ انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام کو غلط بتائے، "کافر و مرتد" ہے۔ مستحق لعنتِ ابد (یعنی دائمی لعنت کا مستحق) ہے۔ حضور سیدنا عیسی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے معجزۂ احیائے موتی (یعنی مردوں کو زندہ کرنے کے معجزہ) کا غلط کہنے والا بھی یقیناً کافر مرتد ہے۔ اور وہ تاویل کہ "احوالِ قوم زندہ کرنا" مراد ہے، اسے کفر وارتداد سے نہ بچائے گی کیونکہ ضروریاتِ دین میں تاویل مسموع نہیں۔ (یعنی ضروریاتِ دین میں تاویل نہ سنی جائے گی)۔

(کتاب) عقائد (جو کہ) امام، مفتی الثقلین، مفتی الجن والانس عمر نسفی (قدس سرہ العزیز) (کی تصنیف ہے) میں ہے، "**النصوص تحمل علی ظواہرھا والعدول عنھا الی معان یدعیھا اھل الباطن الحاد۔** (یعنی نصوص کو ان کے ظاہر پر ہی محمول کیا جائے گا اور اس سے ایسے معانی کی طرف عدول کرنا، جن کا دعویٰ اہلِ باطن نے کیا، بے دینی ہے۔)

شرح میں ہے، "**الحاد ای میل وعدول عن الاسلام واتصال والتصاق بالکفرِ لکونہ تکذیباً للنبی ﷺ فیما علم مجیئہ بہ بالضرورۃ۔** (الحاد یعنی اسلام سے اعراض وعدول کرنا، کفر کے ساتھ مل جانا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیونکہ یہ نبی علیہ السلام کو ان معاملات میں جھٹلانا ہے کہ جن کا لانا آپ سے بالضرورۃ ثابت ہے۔)

شفا قاضی عیاض میں ہے،"التاویل فی الضروری لا یسمع۔ (ضروریاتِ دین میں تاویل نہ سنی جائے گی)۔واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصه :۔

(i) چونکہ معجزاتِ انبیاء (علیھم الصلوٰۃ والسلام) قرآنِ کریم سے صراحۃً ثابت ہیں، لھذا ان کا انکار دراصل قرآنِ پاک کا ہی انکار ہے اور قرآن کا انکار "کفر" ہے۔

(ii) نیز چونکہ معجزات، ضروریاتِ دین میں سے ہیں اور ضروریاتِ دین میں تاویل کی گنجائش نہیں، لھذا جو ان کا انکار کر کے کسی قسم کی تاویل کرنے کی کوشش کرے، اس کی تاویل کو قبول نہ کیا جائے گا۔

**فائدہ** :۔ ضروریاتِ دین سے مراد وہ امور ہیں کہ جن کے علم میں عوام وخواص برابر شریک ہوں۔ عوام سے مراد وہ ہیں کہ جن کا دین کے ساتھ تعلق اور علماء کے ساتھ میل جول ہو۔[فتاویٰ رضویہ۔ جلد اول]

اللہ تعالیٰ ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین علیہ السلام

# کفریہ عبارات لکھنے اور چھاپنے کا حکم

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۱۱۵۔ششم﴾

کاتب جو اجرت پر کتابت کرے اور اس کتابت میں امرِ مخالفِ دین ہو اور اجرت پر چھاپنے، شائع کرنے والے اسے شائع کریں...یا...کوئی شخص مروت سے ایسا کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟...یا...کوئی شخص صفائی خط کے لئے کوئی قطعہ وغیرہ لکھے اور اس اور اس میں ایسے کلمات بھی نقل کر جائے...یا...ان سب صورتوں میں زبان سے پڑھے، تو کیا حکم ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## ﴿الجواب﴾

**القلم احد اللسانین۔**(یعنی قلم دوزبانوں میں سے ایک ہے)۔جو زبان سے کہے پر احکام ہیں وہی قلم پر۔اور ایسی اجرت "حرام" اس کی اشاعت "حرام" اور ایسی مروت فی النار(یعنی آگ میں ہے)۔ہاں جب اعتقاداً نہ ہو تو کفر نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

معلوم ہوا کہ کسی لفظ کا لکھنا اور زبان سے اسے ادا کرنا، شرعی لحاظ سے ایک ہی حکم رکھتا ہے۔چنانچہ جس طرح زبان سے کسی ناجائز بات کا بیان کرنا منع ہے، اسی طرح اس کا لکھنا بھی ممنوع ہوگا۔اب اگر کوئی عبارت کفر پر مشتمل ہو تو اس کا لکھنا یا زبان سے ادا کرنا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

﴿1﴾ اس کفریہ بات کا اعتقاد رکھتا ہے۔۔۔۔یا۔۔۔

﴿2﴾ اعتقاد تو نہیں، لیکن کسی اور وجہ مثلاً روزی کے حصول یا کسی کی مروت میں تحریر کی یا پڑھی ہے۔

بصورتِ اول "کفر" اور بصورتِ ثانی "حرام"۔

اللہ تعالیٰ ایمان برباد کرنے والے اعمال سے ہمیشہ ہمیشہ بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

# انبیاء(علیھم السلام)کاان کے پیشوں کے ساتھ ذکر کرنا

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ١٣٤۔ششم﴾

اگر کوئی یوں کہے کہ آدم(علیہ السلام)نے کپڑا بنا ہے، داؤد(علیہ السلام)نے آہن گروں(یعنی لوہاروں)کا کام کیا ہے، اور فلاں پیغمبر نے حجام کا کام کیا، تو اس میں کیا بے عزتی پیغمبروں کی ہے یا نہیں؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## ﴿الجواب﴾

حجام کا کام تو انبیاء (علیہم السلام) کی طرف نسبت کرنا، تو اس کا شخص کا افتراء (یعنی جان بوجھ کر جھوٹ گھڑنا) ہے۔ آدم (علیہ السلام) کو کپڑا بننا سکھایا گیا، داؤد (علیہ السلام) کے لئے لوہا نرم کیا گیا کہ وہ اس سے زرہیں بناتے۔ یہ بیان اگر اس نے محلِ توہین میں کیا (یعنی کسی ایسے مقام یا ماحول میں کہ جہاں اس قسم کے ذکر سے سوائے توہین کے کوئی اور پہلو نہ نکلتا ہو) تو "کافر و مرتد" ہے۔ اور اگر کسی محلِ صحیح میں نیتِ صحیح سے تو حرج نہیں۔ اور اگر نہ کوئی نیتِ فاسدہ تھی نہ صحیحہ ویسے ہی بے معنی حکایات کے طور پر بیان کیا تو بے ادب ہے اور قابلِ تعزیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

اولاً یہ مسئلہ ذہن نشین رہے کہ "کسی گناہ و خطا پر اصلاح وادب سکھانے کی غرض سے جو سزا دی جاتی ہے، اس کو "تعزیر" کہتے ہیں۔ شریعت کی جانب سے اس کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں۔ بلکہ اس کو حاکمِ اسلام یا قاضی کی رائے پر چھوڑا ہے، جیسا موقع ہو اس کے مطابق عمل کرے۔ تعزیر کا اختیار صرف حاکمِ اسلام کو ہی نہیں بلکہ شوہر بیوی کو، ماں باپ اولاد کو، استاد شاگرد کو تعزیر کر سکتا ہے۔

﴿رد المحتار. باب التعزیر﴾

خلاصہ یہ ہوا کہ انبیاء (علیہم السلام) کا پیشوں کے ساتھ ذکر تین حال سے خالی نہ ہوگا۔

(1) توہینا کیا ہے... یا...

(2) کسی صحیح غرض کی بناء پر ہے (مثلاً کسی کو رزقِ حلال یا عاجزی کی ترغیب دیتے ہوئے)... یا...

(3) ویسے ہی بلا مقصد، حکایت بیان کرتے ہوئے (مثلاً اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرتے ہوئے، سابقہ دونوں نیتوں کے بغیر)۔

بصورتِ اول "کفر"... بصورتِ ثانی "جائز"... اور بصورتِ ثالث "بے ادبی اور باعثِ تعزیر"۔

**نقشے کے ذریعے مزید وضاحت :۔**

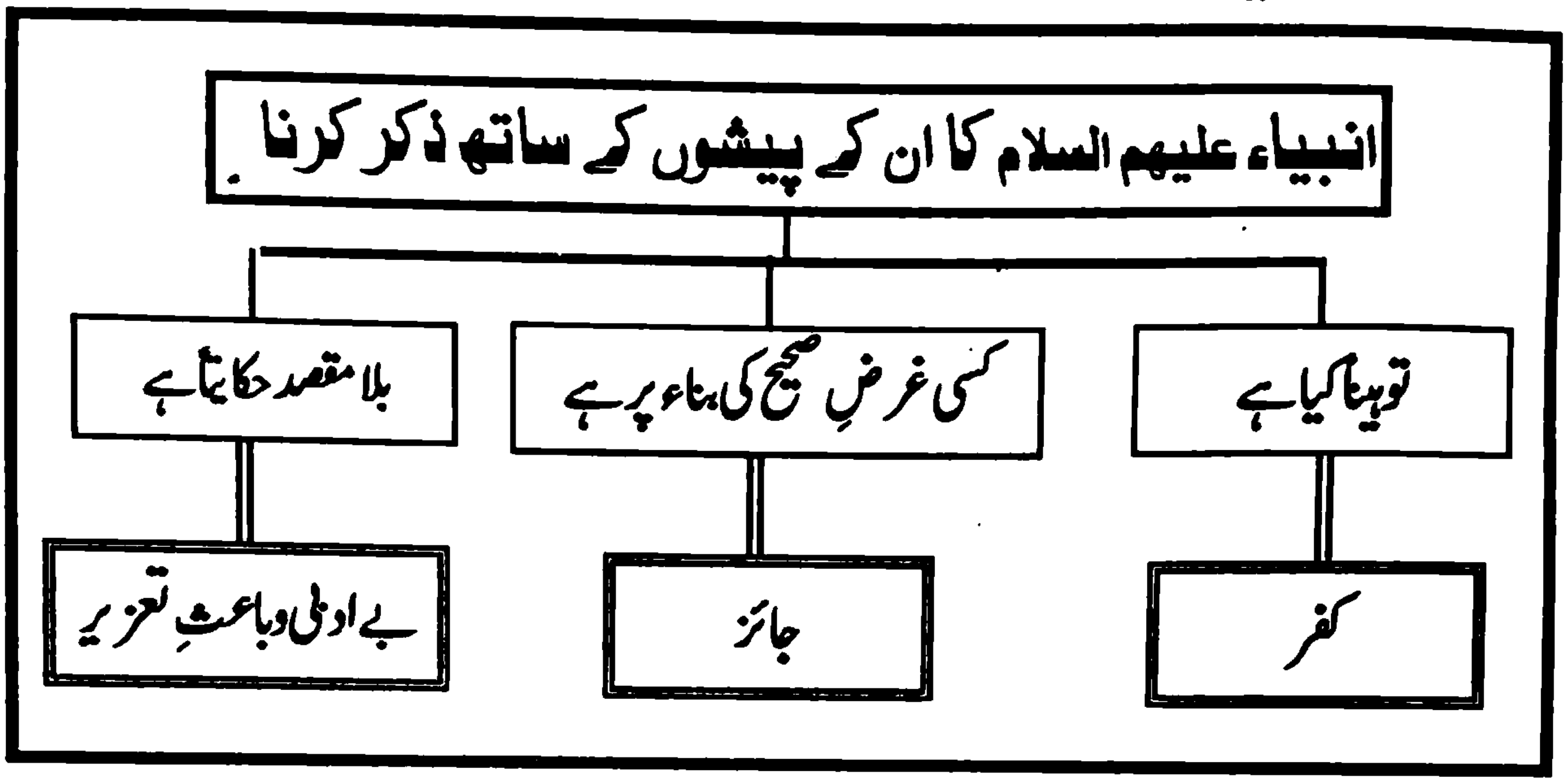


اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا صرف ادب کے ساتھ ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## کافر کو کافر کہنا

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۱۳۸۔ششم﴾

کافر کو کافر کہنا چاہیئے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ نہیں کہنا چاہیئے، اس لئے کہ شائد مرتے وقت حضور علیہ السلام پر ایمان لائے، زید اگر باز نہ آئے تو اس سے سلام علیک جائز ہے یا ناجائز؟

## ﴿الجواب﴾

کافر کو ضرور کافر کہا جائے گا، زید کا خیال غلط ہے، جہالت پر مبنی ہے، اسے سمجھایا جائے، اگر نہ مانے تو قابلِ ترک ہے، پھر اس سے سلام علیک نہ کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ :۔

معلوم ہوا کہ کافر کو کافر کہا جائے گا۔ جو شخص باوجود سمجھانے کے اس بات کو تسلیم نہ کرے وہ اس قابل ہے کہ اس سے دعا سلام ترک کر دی جائے۔ (خود قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ**☆ یعنی : تم فرماؤ، اے کافرو! ﴿ترجمۂ کنزالایمان۔ الکفرون ا۔ پ ۳۰﴾۔۔۔

نیز ایسے شخص کو چاہئے کہ کسی مسلمان کو مسلمان بھی نہ کہے کہ خدانخواستہ ہو سکتا ہے کہ اس کا مرتے وقت ایمان سلب ہو جائے۔)

اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں شرعی احکام کو مقدم اور اپنی عقل کو موخر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

# یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں سے متعلق حکم

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۱۸۲۔ششم﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ یوسف (علیہ السلام) کے بھائی نبیوں میں شمار ہیں یا نہیں؟ بصورتِ اول کسی قسم کی توہین ان کی یا کلمۂ بے ادبانہ، ان کے حق میں کہنا ناجائز اور بصورتِ ثانیہ جب ان کی خطاء معاف کی جاچکی ہے، تو ان کی نسبت کلماتِ بے ادبانہ اور ناشائستہ زبان پر لانا درست ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

## ﴿الجواب﴾

ان کی نسبت کلماتِ ناشائستہ لانا، بہر حال (یعنی ہر حال میں، چاہے یہ نبی ہوں یا نہ ہوں) "حرام" ہے۔ ایک قول ان کی نبوت کا ہے، **کما فی شرح الهمزیه للامام ابن حجر المکی** (یعنی جیسا کہ امام ابن حجر مکی (قدس سرہ العزیز) کی شرحِ ہمزیہ میں ہے)۔ اور ظاہر قرآنِ عظیم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ **قال تعالیٰ "قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ☆ (یعنی: یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم واسمعیل واسحاق ویعقوب اور ان کی اولاد پر اور جو عطا کئے گئے موسیٰ و عیسیٰ اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء اپنے رب کے پاس سے ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔۱)

(آیتِ کریمہ میں) اسباط، یہی ابنائے یعقوب (علیہ السلام) ہیں۔ اس تقدیر (یعنی صورت) پر تو ان کی توہین "کفر" ہو گی۔ ورنہ اس قدر میں شک نہیں کہ وہ اولیائے کرام سے ہیں اور جو کچھ ان سے واقع ہوا، اپنے باپ نبی اللہ کے ساتھ محبتِ شدیدہ کی غیرت سے تھا۔ پھر وہ بھی رب العزت نے معاف کر دیا اور یوسف (علیہ السلام) نے خود عفو (یعنی معاف) فرما دیا۔ قَالَ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ ؕ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ☆ (یعنی: کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔۲) اور یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا "سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ☆ (یعنی: جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔۳)

بہر حال ان کی توہین "سخت حرام" اور "باعثِ غضبِ ذوالجلال والاکرام" ہے۔ رب عزوجل نے کوئی کلمہ ان کی مذمت کا نہ فرمایا، دوسرے کو کیا حق ہے؟ مناسب ہے کہ توہین کرنے والا تجدیدِ اسلام و تجدیدِ نکاح کرے کہ جب ان کی نبوت میں اختلاف ہے، (تو) اس کے کفر میں اختلاف ہو گا اور "کفرِ اختلافی" کا یہی حکم ہے۔ کما فی درمختار وردالمحتار وغیرھما (یعنی جیسا کہ درمختار اور ردالمحتار اور ان

ترجمۂ کنزالایمان ۔۱۔ البقرۃ ۱۳۶، پ ۱۔ ۲۔ یوسف ۹۲، پ ۱۳۔ ۳۔ یوسف ۹۸، پ ۱۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دونوں کے علاوہ میں ہے)۔واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصہ یہ ہوا کہ چونکہ حضرت یوسف (علیہ السلام) کے بھائی یا تو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں یا ولی۔ان سے جو کچھ سرزد ہوا وہ اپنے والد کی محبت میں شدت کے باعث تھا اور اس معاملے سے اللہ تعالیٰ ،ان کے والد حضرت یعقوب (علیہ السلام) اور خود حضرت یوسف (علیہ السلام) نے درگزر فرمادیا۔چنانچہ ان کے بارے میں برے کلمات زبان پر لانا "ناجائز وحرام" ہے۔چونکہ ان کی نبوت میں اختلاف ہے،لھذا ان کی توہین کرنے والے کے کفر میں بھی اختلاف واقع ہوگا اور جب کفر اختلافی ہوا تو اسے چاہیئے کہ تجدیدِ اسلام ونکاح کرے،کیونکہ ایسی صورت میں یہی حکم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انبیاء واولیاء (علیھم السلام) کی توہین سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔آمین

# ایک مسجد کے قرآن دوسری مسجد میں بھیجنا

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ٣٠٤۔ششم﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ یہاں کا طریقہ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے یا فوت ہوتا ہے،تو اس کی جانب سے اس کے عزیز ایک یا چند قرآنِ پاک مسجد میں بھیجتے ہیں،اس نیت سے کہ لوگ پڑھیں تاکہ ہم کو ثواب ملے۔اب جب کہ وہ جامع مسجد میں بکثرت جمع ہوگئے اور بے کار رکھے ہیں،جن کا انجام سوائے گلنے اور بوسیدہ ہونے کے کچھ نہیں ہے۔کیونکہ پڑھنے والے چند اور قرآن بکثرت جمع۔تو ان کو ہدیہ کرکے وہ پیسہ مسجد کے صرف میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟مسجد کے متعلق ایک مدرسۂ قرآن ہے اور نیز شہر میں بھی قرآن کے مدرسہ ہیں۔ان میں ان قرآنوں کو متولی بھیج سکتا ہے یا نہیں؟نیز اگر شہر کے مدارس سے بچ رہیں تو دوسرے شہر کے مدارس میں بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## ﴿الجواب﴾

اگر اس بھیجنے سے مصحف شریف اس مسجد پر وقف کرنا مقصود نہیں ہوتا ،جب تو بھیجنے والوں کو اختیار ہے،وہ مصاحف ان کی ملک میں باقی ہیں،جو وہ چاہیں کریں ،اور اگر مسجد پر وقف مقصود ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ ایسی صورت میں اسے دوسری مسجد کو بھیج سکتے ہیں یا نہیں.... جب حالت وہ ہو جو سوالِ مذکور میں ہے اور تقسیم کی ضرورت سمجھی جائے تو قولِ جواز پر عمل کر کے دوسری مساجد ومدارس پر تقسیم کر سکتے ہیں۔اس شہر کی حاجت سے زائد ہو تو دوسرے شہر کو بھی بھیج سکتے ہیں ۔مگر انھیں ہدیہ کر کے (یعنی بیچ کر)ان کی قیمت مسجد میں صرف نہیں کر سکتے۔در مختار میں ہے"**وقف مصحفاً علی المسجدجاز ویقرؤ فیه ولا یکون محصورا علی هذا المسجد**۔(یعنی کسی نے مسجد پر مصحف وقف کیا تو جائز ہے،وہ اس میں پڑھ سکتا ہے اور وہ مصحف اسی مسجد میں محصور نہ ہوگا۔کتاب الوقف)واللہ تعالیٰ اعلم

### وضاحت وخلاصه :۔

اولاً دو باتیں یاد رکھئے۔

☆وقف کی تعریف یہ ہے کہ "کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دینا اس طرح کہ اس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔﴿بہارِ شریعت۔حصہ ۱۰﴾

☆**مسئله :۔** وقف کو نہ باطل کر سکتا ہے،نہ اس میں میراث جاری ہو گی،نہ اس کی بیع ہو سکتی ہے اور نہ ہی ہبہ ہو سکتا ہے۔﴿فتاویٰ عالمگیری. کتاب الوقف﴾

اب خلاصہ یہ ہوا کہ "قرآنِ پاک مسجد میں بھیجنا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(1)وقف کرنے کی نیت سے بھیجا ہے...یا...(2) وقف کی نیت نہیں۔

بصورتِ اول چونکہ مصحف شریف اس کی ملک سے نکل گیا لھذا اسے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فروخت کرنے کا اختیار نہیں۔ دوسری مسجد میں استعمال کرنے میں اختلاف ہے۔ لیکن سوال میں مذکورہ صورت کے مطابق مصاحفِ مبارکہ کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے جواز کے قول پر فتویٰ دینا مناسب ہے۔..... بصورتِ ثانی چونکہ وہ ملک سے خارج نہیں ہوا لھذا مالک کو اس میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ وقف کے مسائل بھی ذہن نشین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## مسجدوں کے گنبد ومینار کا حکم

**مسئلہ :۔** ﴿صفحہ ۳۹۵۔ششم﴾

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ کے وقت میں مسجدوں کے اوپر مینار اور برج (یعنی گنبد) نہیں تھے، اب کیونکر بنائے جاتے ہیں ؟

### ﴿الجواب﴾

واقعی زمانۂ اقدس حضور سرورِ عالم ﷺ میں مساجد کے لئے برج، کنگرے (یعنی وہ طاقچے جو فصیلِ قلعہ یا دوسری عالیشان عمارتوں میں خوبصورتی کے لئے بنائے جاتے ہیں )اور اس طرح کے منارے جن کو لوگ مینار کہتے ہیں، ہر گز نہ تھے، بلکہ زمانۂ اقدس میں پکے ستون، نہ پکی چھت، نہ پکا فرش، نہ گچکاری (یعنی چونے کا کام)، یہ امور اصلاً، نہ تھے۔ **کما فی صحیح البخاری فی ذکر مسجدہ** ﷺ. (یعنی جیسا کہ صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے ذکر میں ہے۔)

بلکہ حدیث میں ہے "**ابنوا المساجد واتخذو ھاجما**۔ مسجدیں بناؤ اور انھیں بے کنگرہ رکھو۔ **رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ والبیھقی فی السنن عن انس (رضی اللہ عنہ) عن النبی** ﷺ. (یعنی اسے ابو بکر بن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے سنن میں حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے اور انھوں نے نبی اقدس ﷺ سے روایت کیا۔)

دوسری حدیث میں ہے، "**ابنوا مساجدکم جماوابنوامدائنکم**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مشرفة۔ اپنی مسجدیں منڈی (یعنی بغیر کنگرے کے) بناؤ اور اپنے شہر اُنگرہ دار۔ رواہ ابن ابی شیبة عن ابن عباس (رضی اللہ عنہ) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی اسے ابنِ ابی شیبہ نے حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہ) سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا)

مگر تغیرِ زمانہ (کی وجہ) سے جب کہ قلوبِ عوام، تعظیمِ باطن پر تنبہ (یعنی تنبیہ واگاہی) کے لئے تعظیمِ ظاہر کے محتاج ہو گئے (تو) اس قسم کے امور، علماء وعامۂ مسلمین نے مستحسن (یعنی پسندیدہ) رکھے۔ اسی قبیل سے ہے قرآن پر سونا چڑھانا کہ صدرِ اول (یعنی اول زمانے) میں نہ تھا اور اب بہ نیتِ تعظیم واحترامِ قرآن مجید مستحب ہے۔

یو ہیں مسجد میں گچکاری اور سونے کا کام۔ وما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ (یعنی اور ہر وہ کام جسے مسلمان اچھا گمان کریں، وہ اللہ عزوجل کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ مسند احمد. مسند المکثرین من الصحابہ)

در مختار میں ہے، "جاز تحلیة المصحف لما فیه من تعظیمه کما فی نقش المسجد۔ (یعنی قرآنِ مجید کو مزین کرنا جائز ہے، کیونکہ اس میں قرآنِ مجید کی تعظیم ہے جیسا کہ مسجد کو تعظیماً منقش کرنا جائز ہے۔ کتاب الحظر والاباحة. فصل فی البیع) تبیین الحقائق میں ہے، "لا یکرہ نقش المسجد بالجص وماء الذھب۔ (قلعی اور سونے کے پانی سے مسجد کو منقش کرنا مکروہ نہیں ہے۔ کتاب الصلوة. باب ما یفسد الصلوة)

عالمگیری میں ہے، "لا باس بنقش المسجد بالجص والسباح وماء الذھب والصرف الی الفقراء افضل کذا فی سراجیه وعلیه الفتویٰ کذا فی المضمرات وھکذا فی المحیط۔ (یعنی مسجد کو قلعی، ساج کی لکڑی اور سونے کے پانی سے منقش کرنے میں حرج نہیں، لیکن فقراء پر خرچ کرنا اولیٰ ہے۔ جیسا کہ سراجیہ میں ہے۔ اور اسی پر فتویٰ ہے۔ مضمرات اور محیط میں یونہی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔کتاب الکراھیة.الباب الخامس فی آداب المسجد)

اور ان میں ایک منفعت یہ بھی ہے کہ مسافر یا ناواقف، منارے، کنگرے دور سے دیکھ کر پہچان لے گا کہ یہاں مسجد ہے۔ تو اس میں مسجد کی طرف مسلمانوں کو ارشاد وہدایت اور امرِ دین میں ان کی امداد واعانت ہے۔اور اللہ عزوجل فرماتا ہے،"**تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى**۔(یعنی: نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔۱)

تیسری منفعتِ جلیلہ یہ ہے کہ یہاں (یعنی ہندوستان میں) کفار کی کثرت ہے،اگر مسجدیں سادی گھروں کی طرح ہوں، تو ممکن ہے کہ ہمسایہ کے ہندو بعض مساجد پر گھر اور مملوک ہونے کا دعویٰ کر دیں اور جھوٹی گواہیوں سے جیت لیں ،بخلاف اس صورت کے کہ یہ ہیئات (یعنی بناوٹیں) خود بتائیں گی کہ یہ مسجد ہے، تو اس میں مسجد کی حفاظت اور اعداء (یعنی دشمنوں) سے اس کی صیانت (یعنی بچاؤ) ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

معلوم ہوا کہ زمانۂ سرکار ﷺ میں مساجد پر گنبد ومینار وغیرہ کچھ بھی نہ تھے ،بعد میں صحیح ضرورت ونیت کے باعث علماء وعام مسلمانوں نے ان کی تعمیر کو مناسب خیال کیا اور اب یہ سلسلہ بغیر کسی نکیر کے جاری وساری ہے۔

**مدینہ** :۔مذکورہ مسئلے سے واضح ہو گیا کہ ضرورت کے تحت، حسنِ نیت کے ساتھ نئی چیز کی ایجاد جائز ومستحب ہے۔جیسا کہ مساجد کے گنبد ومینار۔ ہر نئی چیز پر بدعت بدعت کی رٹ لگانے والوں کی عبادت گاہیں بھی اس خالی نہیں۔ان کی حالت پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے مولود شریف کی باری آئے تو بغض وعناد میں اندھے ہو کر اسے بدعت وحرام قرار دیں اور میناروں اور گنبدوں کی تعمیر کے سلسلے میں اس سبق کو بھول جائیں۔اللہ تعالیٰ انھیں بھی ہدایت عطا فرمائے۔

۱۔ترجمۂ کنز الایمان۔المائدہ ۲۔پ ۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیٰحضرت رضی تعالیٰ عنہ اور فتاویٰ رضویہ سے
اخذ شدہ فتاویٰ پر مشتمل ایک مفید تالیف

سلسلہ نمبر
8

# رہنمائے کامل

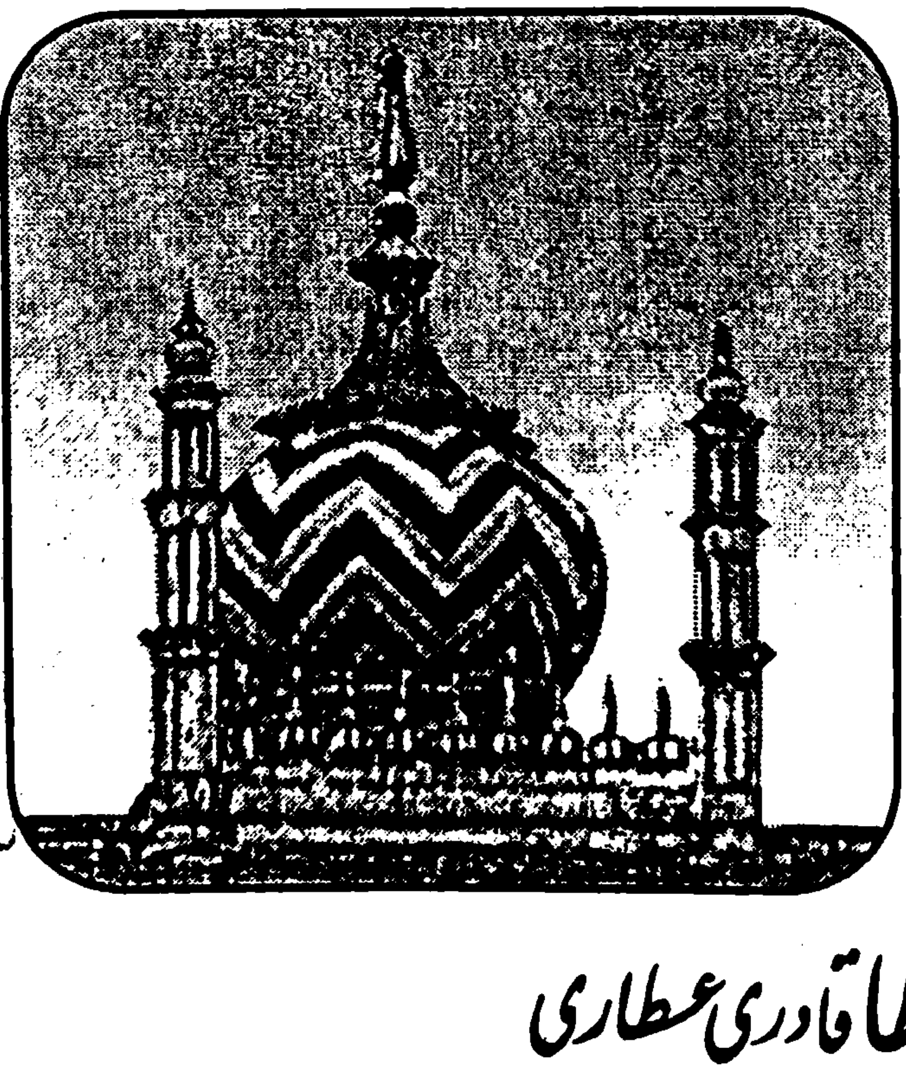

مصنفہ

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# [پہلے اسے پڑھئے]

الحمد للہ تعالیٰ رہنمائے کامل کے سلسلے کا "آٹھواں رسالہ" بھی مکمل کرنے اور اسے مظہرِ عام پر لانے کی سعادت حاصل ہو گئی۔ اس عظیم خدمت کے لئے انتخاب پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے اس سلسلے کو عوام و خواص میں بے حد مقبولیت حاصل ہو رہی ہے۔ اور امید ہے کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن کی روحِ مبارک بھی بے حد خوش ہو گی۔ کاش! اسی طرح مکمل فتاویٰ رضویہ کو سہل کرنے میں کامیابی حاصل ہو جائے۔

اس مرتبہ بھی عربی عبارات کا ترجمہ، مسائل کی آسان انداز میں وضاحت و خلاصہ، سمجھانے کے لئے نقشہ جات کا استعمال اور قوسین () میں بات سمجھانے کے لئے آسان الفاظ کے انتخاب کا سلسلہ قائم و دائم رکھا گیا ہے۔

اس بار "حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری دامت فیوضھم" کے تاثرات شاملِ اشاعت کئے گئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کے بارے میں چند واقعات بھی شاملِ اشاعت ہیں۔ آپ کے متعلق مکمل معلومات اور دیگر فضائل و کمالات جاننے کے لئے رہنمائے کامل کے سابقہ حصہ جات کا مطالعہ ضرور ضرور کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کو بھی اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور اسے عوام و خواص کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز)

محمد اجمل عطاری

۵ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ بمطابق 31 مارچ 2001ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# تاثرات

## استاذ العلماء،فاضلِ جلیل،عالمِ نبیل،فقیہ العصر

## جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی

## مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور

اسلام کی ترویج واشاعت اور مسلمین کی فوز واصلاح کے لئے اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدماتِ جلیلہ صبحِ قیامت تک یادگار رہیں گی اور رب کریم ان کو جزاعطا فرماتا رہے گا۔

محترم مولانا محمد اکمل قادری عطاری حفظہ اللہ تعالیٰ جس محنت اور لگن سے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو عام فہم بنانے، ترجمہ کرنے اور موزوں مقامات پر تشریح کرنے کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں، قابلِ ستائش ہے۔ البتہ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اس کام میں اس امر کا خاص خیال رکھا جائے کہ معنی اور مفاہیم تبدیل نہ ہونے پائیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ کے فیوضات سے پوری امت کو فیض یاب کرے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اسلام

(مفتی) محمد خان قادری

امیر کاروانِ اسلام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرضِ مؤلف

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین وملت، قاطع بدعت، حامی سنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمٰن قدرتِ الٰہی کی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی اور اس کے محبوب ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ایک معجزہ ہیں۔ آپ کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ نے اتنے کثیر فضائل وکمالات کو جمع فرمایا ہے کہ بلاشبہ جن کو شمار کرنے کے لئے ایک طویل مدت درکار ہے۔ آپ کی حیاتِ پاک کا ہر پہلو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے ایک عظیم مشعلِ راہ ہے۔ کاش! اس شمع سے روشنی حاصل کرنے میں بخل وسستی سے کام نہ لیا جائے۔ آپ کی ذاتِ پاک میں موجود نفیس خصلتوں کا مزید اندازہ درجِ ذیل واقعات سے لگائیے۔

**علماء کا ادب وتعظیم:۔** ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) پیلی بھیت کے علاقے میں حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی (قدس سرہ) کے ہاں تشریف لے گئے۔ دورانِ قیام ایک روز کسی نے آپ کی دعوت کی۔ بوجہِ نقاہت وکمزوری پالکی میں جانے کا اتفاق ہوا۔ جب پالکی کولے کر چلا گیا تو دیگر حضرات کے ساتھ ساتھ خود حضرت محدث سورتی بھی پالکی کے پیچھے پیچھے پیدل چلنے لگے۔ چونکہ پالکی اٹھانے والوں کی رفتار تیز تھی، لھذا مولانا سورت صاحب نے اپنے جوتیاں بغل میں دبائیں اور ساتھ ساتھ بھاگنا شروع کردیا، اطراف میں کھڑے ہوئے لوگ حیرت سے یہ منظر دیکھنے لگے۔

کچھ آگے جاکر کہاروں نے کندھا بدلنے کے لئے پالکی روکی، مولانا محدث چونکہ تیزی میں تھے لھذا کچھ آگے نکلتے چلے گئے اور پالکی کی کھڑکی کا سامنا ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کی نگاہ جونہی ان پر پڑی فوراً کہاروں کو پالکی رکھنے کا حکم دیا۔ پھر اتر کر فرمایا، "مولانا! یہ کیا غضب کررہے ہیں؟" انہوں نے فرمایا، "حضور! تشریف تورکھیں۔" آپ نے فرمایا، "ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔" انھوں نے فرمایا، "آپ پر کمزوری غالب ہے اور مکان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ابھی دور ہے۔" آپ نے فرمایا، "اچھا تو آپ یہیں سے واپس تشریف لے جائیے، تب میں پالکی میں بیٹھوں گا، ورنہ میں بھی پیدل چلوں گا۔" بالآخر انھیں واپس ہونا پڑا، تب پالکی آگے بڑھی۔ چونکہ مولانا محدث بھی وہاں مدعو تھے، چنانچہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) کے پہنچنے کے بعد پالکی دوبارہ ان کے لئے بھیجی گئی۔

**تحریر کا ادب:۔** ایک مرتبہ کسی صاحب نے نیاز کا انتظام کیا۔ دستر خوان بچھایا گیا تو اس پر کچھ اشعار جا بجا لکھے تھے۔ آپ نے اسے اٹھوا دیا اور سادہ دستر خوان منگوا کر بچھوایا اور فرمایا، "تحریر پر کوئی شے نہیں رکھنی چاہیئے، دستر خوان پر برتنوں کے علاوہ کھانا لانے والے بھی بے تکلف چلتے پھرتے ہیں، انھیں مطلق احساس نہیں ہوتا کہ ہمارا قدم کہاں پڑ رہا ہے۔"

**ادبِ ساداتِ کرام:۔** بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے ہاں محفلِ میلاد شریف میں ساداتِ کرام کو دوسروں کی بہ نسبت دوگنا حصہ دیا جاتا تھا۔ ایک سال گھر میں سے کسی نے ایک سید صاحب کو اکہرا حصہ دے دیا۔ موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر آپ کے پاس آگئے اور عرض کی، حضور! آج تو آپ کے ہاں سے ہمیں عام حصہ ملا ہے۔" فرمایا، "سید صاحب! تشریف رکھئے۔" تقسیم کرنے والے کی فوراً طلبی فرمائی اور سخت اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، "ابھی ایک تھال میں جتنے بھی حصے آسکیں فوراً بھر کر لاؤ۔" تعمیلِ حکم کی گئی۔ سید صاحب نے عرض بھی کی "حضور! میرا یہ مقصد نہ تھا، ہاں میرے دل کو تکلیف ضرور ہوئی، جسے برداشت نہ کر سکا۔" فرمایا، "سید صاحب! یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہی ہوگی ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی۔" پھر تقسیم کرنے والے سے فرمایا، 'ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ بھیج دو جو اس تھال کو ان کے مکان پر چھوڑ آئے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد اکمل عطا قادری عطاری عفی عنہ

۵ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق 31 مارچ 2001ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

# مجنونہ و معتوہہ عورت کے تصرفات کا حکم

**مسئلہ :۔** ﴿جلد ہشتم ……صفحہ ۲۱۷﴾

ایک عورت عرصہ چالیس سال سے اس مرض میں مبتلاء ہے کہ کبھی کبھی اس کی عقل میں اختلال (یعنی حواس میں فتور) آجاتا ہے اور خیال، پردہ و ستر پوشی کا نہیں رہتا ہے حتی کہ مکان کی چھت سے جو بازار میں واقع ہے، سرِ بازار کھڑی ہو جاتی ہے۔ ایک مرتبہ چھت سے نیچے گر پڑی اور اکثری حالت یہ ہے کہ ہر قسم کا خیالِ ستر پوشی و حجاب رہتا ہے۔ سب قرابت دارانِ مادری و پدری و صہری (یعنی ماں و باپ و داماد کی جانب سے بننے والے رشتہ داروں) کو بتخصیص قرابت جانتی پہچانتی ہے۔ کام متعلقِ عورات (یعنی عورتوں سے متعلق وہ کام) جو خانہ داری کو چاہئیں، کرتی ہے۔ ایسی حالت میں اس کا اپنی جائیداد کسی کو بطورِ ہبہ (یعنی تحفے کے طور پر) دے دینا . . یا . . معاف کرنا . . یا . . کسی بارہ میں اس کی شہادت مثل رضاعت (یعنی بچے کو دودھ پلانے کی مثل) وغیرہ مقبول و جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ عورت مجنونہ و معتوہہ ہے یا کیا؟ بینوا توجروا

## [الجواب]

ایامِ دورہ (یعنی دورے کے دنوں) میں زنِ مذکورہ (یعنی ذکر کردہ عورت) کا آفت معترضہ علی العقل (یعنی عقل کو لاحق ہونے والی آفت) میں مبتلاء ہونا واضح و بدیہی ہے۔ قلتِ فہم (یعنی سمجھنے و پہچاننے میں کمی) و فسادِ تدبیر تو ظاہر اور اختلاطِ کلام (یعنی درست و فاسد کلام کا آپس میں مل جانا) اختلالِ عقل کو لازم، تو اسی قدر سے معتوہہ ہونا تو صراحۃً ثابت، اور اس کے ساتھ لوگوں کو مارنا گالیاں دینا بھی ہو تو مجنونہ ہے۔ بہر حال تبرعات (یعنی کسی کو ذاتی منفعت کی امید کے بغیر دینا) مثل ہبۂ مال و بخشش مہر وغیرہ کی اہلیت ہرگز نہیں، اگر ایسے تصرفات

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرے گی محض باطل ہوں گے اور رضاعت وغیرہ کسی امر میں اس کی شہادت اصلاً قبول نہیں۔پھر اگر اس کے افاقہ کا کوئی وقت معلوم و معروف نہیں تو یہ احکامِ حجر تصرفات(یعنی تصرفات کرنے سے روکنا)وابطالِ تبرعات (یعنی اس کے تبرعات کو باطل قرار دینا)والغائے شہادت(یعنی گواہی کو لغو قرار دینا)دائمی ہیں کہ جب وقتِ افاقہ، معہود(یعنی معلوم) نہیں تو کسی وقت اطمینان نہیں ہو سکتا،ہر وقت محتمل کہ حالتِ اختلال میں ہو۔صرف عاقلانہ باتیں کرنی موجبِ اطمئنان نہیں کہ معتوہ بلکہ مجنون بعض اوقات ٹھیک ٹھیک عقل کی باتیں کرتے ہیں۔یہاں تک کہ ناواقف سنے تو ہرگز احتمالِ اختلال نہ کرے۔ہاں اگر وقتِ افاقہ معلوم و معہود ہے،تو اس وقت اس کا حکم مثل عقلاء ہے،اس کے تبرعات بھی نافذ ہوں گے اور شہادات بھی مسموع(یعنی سنی جائیں گی)۔

در مختار میں ہے،”المعتوہ من العتہ وھواختلال فی العقل ۔(یعنی لفظ معتوہ،عتہ سے بنا ہے۔اور عتہ کا مطلب عقل میں اختلال کا پیدا ہونا ہے۔)“

ردالمحتار میں ہے،”ھذا ذکرہ فی البحر تعریفا للمجنون وقال ویدخل فیہ المعتوہ واحسن الاقوال فی الفرق بینھما ان المعتوہ ھو قلیل الفھم مختلط الکلام فاسد التدبیر لکن لا یضرب ولایشتم بخلاف المجنون اھ وصرح الاصولیون بان حکمہ کالصبی ۔“(اسے بحر میں مجنون کی تعریف کے طور پر ذکر کیا گیا ہے،اور فرمایا اسی حکم میں معتوہ بھی داخل ہو گا اور معتوہ و مجنون کے درمیان فرق کے بارے میں اقوال میں سے بہترین قول یہ ہے کہ ”معتوہ وہ ہوتا ہے کہ جس کی سمجھ کم،کلام مختلط اور تدابیر فاسد ہوتی ہیں لیکن وہ نہ تو مارتا ہے اور نہ گالیاں بکتا ہے برخلاف مجنون کے۔اور اصولیین نے واضح طور پر بیان فرمایا کہ اس کا حکم بچے کی مثل ہے۔)

در مختار میں ہے ”تصرف المعتوہ ان کان نافعا محضا کالاسلام والاتھاب صح بلا اذن وان کان ضارا کالطلاق والعتاق والصدقۃ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

والقرض (والهبة ش)لاوان اذن به وليهما وماتردد من العقود بين نفع وضرر كالبيع والشراء توقف على الاذن "(یعنی معتوہ کا تصرف اگر صرف نفع ہی نفع دینے والا ہو مثلاً اسلام لانا یا تحفہ قبول کرنا تو یہ بلا اجازت درست ہے۔اور اگر نقصان کا باعث ہو جیسے طلاق دینا، غلام آزاد کرنا، صدقہ اور قرض دینا تو اس میں ولی کی اجازت درکار ہوگی اور معاملات میں سے وہ کہ جو نفع وضرر کے درمیان ہوں جیسے خرید وفروخت، تو یہ بھی اجازت پر موقوف ہوں گے۔)

عالمگیری میں ہے "لاتقبل شهادة الصبيان والمجانين والمعتوه بمنزلة المجنون ۔"(یعنی بچوں اور مجنونوں کی گواہی نہ قبول کی جائے گی، اور معتوہ بمنزلہ مجنون کے ہے۔)

اسی میں ہے "وكذا شهادة الصبيان بعضهم على بعض فيما يقع في الملاعب وشهادة النساء فيما يقع في الحمامات لاتقبل وان مست الحاجة اليها كذا في الذخيرة ۔"(اور اسی طرح بچوں میں سے بعض کی گواہی بعض کے خلاف ان چیزوں میں جو کھیل کود میں واقع ہوتی ہیں اور عورتوں کی گواہی ان چیزوں کے بارے میں جو حمامات میں وقوع پزیر ہوں، قبول نہ کی جائے گی۔اگرچہ حاجت ان کی طرف مجبور کرے۔اسی طرح ذخیرہ میں ہے۔)

طحطاوی میں ہے "قال الشلبي في حاشية الزيلعي الحق التفصيل فان كان لافاقته وقت معلوم فعقد في ذالك الوقت فالحكم فيه كالعاقل ،وان لم يكن لافاقته وقت معلوم فعقد في حال الافاقة فالحكم فيه كالصبي اھ والفرق بين الافاقة المعلومة وغيرها انه في المعلومة تحقق صحوه بحسب عادته اماغيرها فيحتمل انه حال جنونه تكلم بكلام العقلاء اھ مختصرا (یعنی شلبی نے حاشیہ زیلعی میں فرمایا "حق تفصیل ہے، پس اگر معتوہ کے افاقے کا وقت معلوم ہے اور اس نے اسی وقت میں کوئی معاملہ کیا تو اس کے لئے عاقل کا حکم ہوگا اور اگر اس کے افاقے کے لئے وقت معلوم نہ ہو پھر اس نے افاقے میں کوئی عقد کیا تو اس کے لئے بچے کا حکم ہوگا۔اور افاقۂ معلومہ اور اس کے علاوہ میں فرق یہ ہے کہ معلومہ میں اس کا افاقہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں آنا حسبِ عادت متحقق ہوتا ہے اور اور اس کے علاوہ میں تو احتمال ہے کہ وہ حالتِ جنون میں ہو لیکن کلام عاقل لوگوں کی طرح کررہا ہو۔)" واللہ سبحانہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

**وضاحت وخلاصہ** :۔ معلوم ہوا کہ

☆**معتوہ** وہ ہے کہ جو کم سمجھ، تدبیر ٹھیک نہ کرنے والا، کبھی عاقلوں اور کبھی مدہوشوں کی سی باتیں کرنے والا ہو۔

☆جب کہ **مجنون وپاگل** وہ ہے کہ جو ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بلاوجہ مارے اور گالیاں بھی بکے۔

ان کے تصرفات کے بارے میں خلاصہ یہ ہے کہ ان کا تصرف تین حال سے خالی نہ ہوگا۔

[1] اس میں فقط نفع ہی نفع ہوگا۔ جیسے اسلام لانا..یا.. کسی سے تحفہ قبول کرنا۔

[2] نقصان ہی نقصان ہوگا مثلاً کسی سے قرضہ لے لینا..یا.. طلاق دینا۔

[3] نفع ونقصان دونوں کا پہلو ہوگا۔ جیسے خرید وفروخت کرنا۔

پھر یہ لوگ دوحال سے خالی نہ ہوں گے کہ

(i) ان کے افاقے کا وقت معلوم ہے..یا..(ii) نہیں ہے۔

اس طرح کل چھ صورتیں بنیں گی۔ وہ صورتیں اور ان کے احکام یہ ہیں۔

{1} ان کے افاقے کا وقت معلوم ہے اور اسی وقت میں کوئی نفع بخش تصرف کیا ہے۔

**حکم** :۔ تصرف نافذ ہوگا۔

{2} ان کے افاقے کا وقت معلوم ہے اور اسی وقت میں کوئی نقصان کا باعث تصرف کیا ہے۔

**حکم** :۔ تصرف نافذ ہوگا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

{3}ان کے افاقے کا وقت معلوم ہے اور اسی وقت میں کوئی نفع و نقصان دونوں کا احتمال رکھنے والا کام کیا ہے۔

**حکم** :۔ تصرف نافذ ہو گا۔

{4}ان کے افاقے کا وقت معلوم نہیں اور اس صورت میں کوئی نفع بخش تصرف کیا ہے۔

**حکم** :۔ تصرف نافذ ہو گا۔

{5}ان کے افاقے کا وقت معلوم نہیں اور اس صورت میں کوئی نقصان کا باعث کام کیا ہے۔

**حکم** :۔ اجازتِ ولی پر موقوف ہو گا۔

{6}ان کے افاقے کا وقت معلوم نہیں اور اس صورت میں کوئی ایسا کام کیا جو نفع و نقصان دونوں کا احتمال رکھتا ہے۔

**حکم** :۔ اجازتِ ولی پر موقوف ہو گا۔

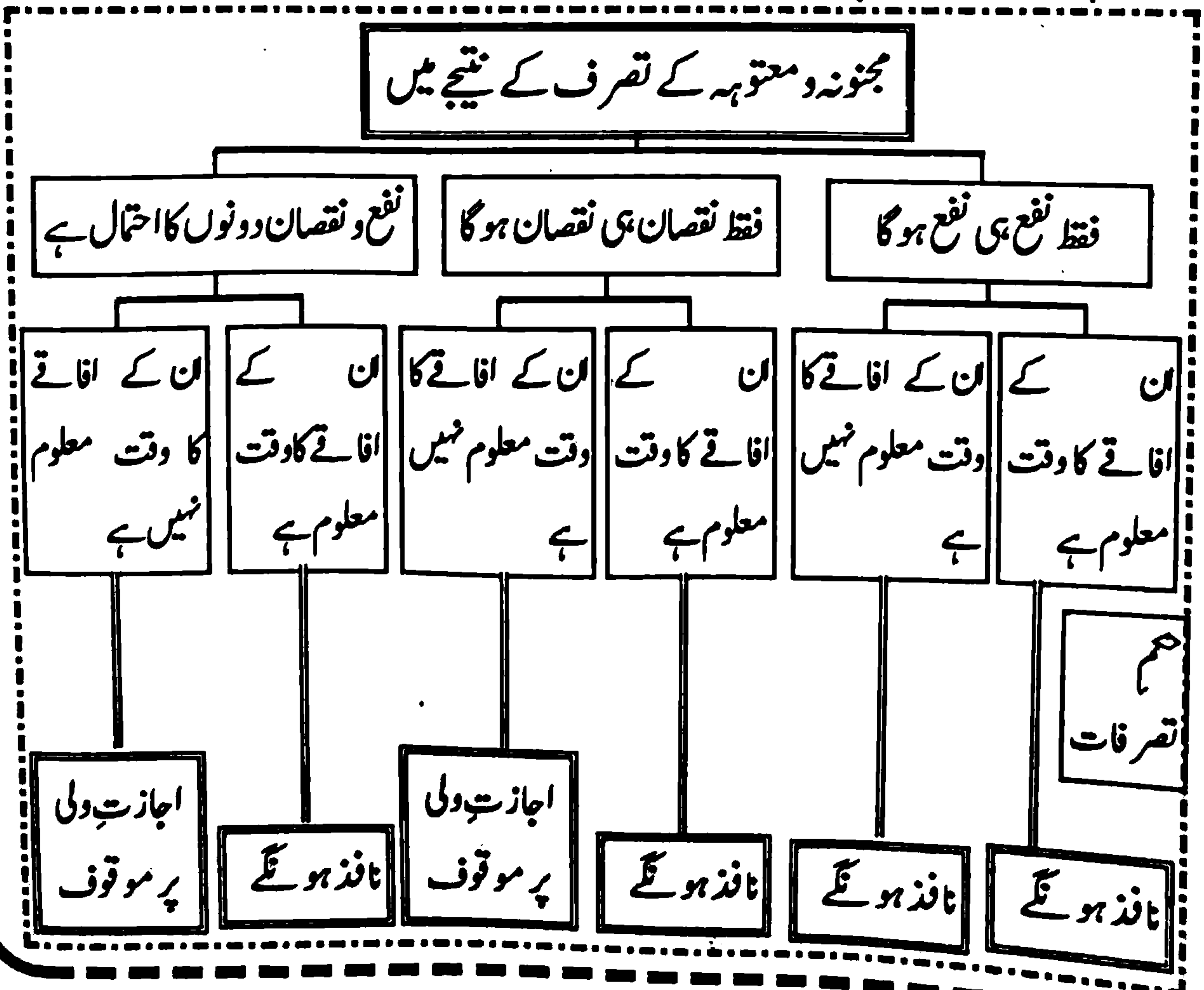


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ مسئلہ سمجھنے اور یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## لڑکے اور لڑکی کے بالغ ہونے کی عمریں

**مسئلہ :۔** ﴿جلد ہشتم ...... ۲۲٤﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ نابالغوں کے لئے حدِ بلوغ کیا ہے؟ مرد ہوں یا عورت۔

### [الجواب]

لڑکا بارہ سال اور لڑکی نو برس سے کم عمر تک ہرگز بالغ وبالغہ نہ ہوں گے اور لڑکا لڑکی دونوں پندرہ برس کامل کی عمر میں ضرور شرعاً بالغ وبالغہ ہیں، اگرچہ آثارِ بلوغ کچھ ظاہر نہ ہوں۔ ان عمروں کے اندر اگر آثار پائے جائیں، یعنی خواہ لڑکے خواہ لڑکی کو سوتے خواہ جاگتے میں انزال ہو..یا.. لڑکی کو حیض آئے..یا.. جماع سے لڑکا حاملہ کر دے..یا.. لڑکی کو حمل رہ جائے تو یقیناً بالغ وبالغہ ہیں۔ اور اگر آثار نہ ہوں، مگر وہ خود کہیں کہ ہم بالغ وبالغہ ہیں اور ظاہر حال ان کے قول کی تکذیب نہ کرتا ہو تو بھی بالغ وبالغہ سمجھے جائیں گے اور تمام احکام، بلوغ کے نفاذ پائیں گے اور داڑھی مونچھ نکلنا یا لڑکی کے پستان میں ابھار پیدا ہونا کچھ معتبر نہیں۔

درمختار میں ہے۔ **"بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال ولانزال والجارية بالاحتمال والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما متى يتم لكل منها خمس عشرة سنة به يفتى وادنى مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين۔**

(یعنی لڑکے کا بالغ ہونا احتلام، حاملہ کرنے اور انزال کے سبب ہوتا ہے، اور لڑکی کا احتمال، حیض اور حمل کی وجہ سے۔ پس اگر ان دونوں میں ۱۵ سال کے ہونے کے باوجود یہ آثار ظاہر نہ ہوں تب بھی بالغ ہونے کا حکم لگادیا جائے گا، اسی پر فتویٰ ہے۔ اور لڑکے کے لئے بلوغ کی ادنیٰ مدت ۱۲ سال اور لڑکی کے لئے نو سال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔)

ردالمحتار.. **فان راهقا فقالا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر ،فيشترط لصحة اقراره ان يكون يحتلم مثله والا لا يقبل قوله ،شرح وهبانيه وهما حينئذ كبالغ حكما فلا يقبل جحوده البلوغ بعد اقراره مع احتمال حاله اه باختصار** ۔(یعنی اگر یہ دونوں جوانی کے قریب پہنچ جائیں اور کہیں کہ ہم بالغ ہو چکے ہیں تو ان کی تصدیق کی جائے گی۔بشرطیکہ ان کا ظاہر اس کی تکذیب نہ کرتا ہو۔پس لڑکے کے اقرار کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے کہ اس کی مثل لڑکوں کو احتلام ہوتا ہو ورنہ اس کا قول قبول نہ کیا جائے گا۔شرح وہبانیہ میں ہے کہ اور وہ دونوں اس وقت حکماً بالغ کی مثل ہیں، پس ان کا بلوغ کا انکار کرنا اقرار کے بعد قبول نہ کیا جائے گا جب کہ ان کی حالت بھی اس کا احتمال رکھتی ہو۔)

عالمگیریہ میں ہے" **ولايحكم بالبلوغ ان ادعى وهو مادون اثنتا عشرة سنة فى الغلام وتسع سنين فى الجارية كذا فى المعدن** ۔(یعنی لڑکے میں ۱۲ سال اور لڑکی میں ۹ سال سے کم میں ان کے دعوے کے باوجود بالغ ہونے کا حکم نہ لگایا جائے گا۔اسی طرح معدن میں ہے۔)

ردالمحتار میں ہے "**لااعتبار لنبات العانة ولااللحى وامانهود الثدى فى الحموى انه لايحكم به فى ظاهر رواية وكذا ثقل الصوت كما فى شرح النظم الهاملى ابو السعود وكذا شعر الساق والابط والشارب** (یعنی (بلوغ کے سلسلے میں) مثانے پر بالوں کے اگنے اور داڑھی نکل آنے کا کوئی اعتبار نہیں۔اور حموی میں ہے کہ ظاہر الروایہ میں پستانوں کے ابھرنے کے سبب (بلوغ کا) حکم نہ لگایا جائے گا۔اور نہ آواز کے بھاری ہونے کے سبب، جیسے کہ شرحِ نظمِ ہاملی میں ہے۔ابو سعود،اسی طرح پنڈلیوں،بغل اور مونچھوں کے بال)۔واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

بالغ ہونے کا حکم لگانے کے سلسلے میں لڑکا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(i) وہ بارہ سال سے کم کا ہے۔[1] (ii) اس سے زیادہ کا ہے۔

---

1 :۔ لڑکی میں (9) برس کا اعتبار ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بصورتِ اول ہرگز ہرگز بالغ نہ ہوگا۔ بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

﴾1﴿ ۱۵ سال کا ہو چکا ہے۔ ﴾2﴿ بارہ سے پندرہ سال کے درمیان ہے۔ ۱؎

بصورتِ اول لازمی طور پر بالغ ہونے کا حکم لگایا جائے گا چاہے آثارِ بلوغ ظاہر ہوں یا نہ ہوں۔ بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) آثارِ بلوغ ظاہر ہو چکے ہیں۔ (۲) نہیں ہوئے۔

بصورتِ اول بالغ ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں۔

[i] خود بالغ ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ [ii] اقرار نہیں کرتا۔

بصورتِ ثانی بالغ قرار نہ دیا جائے گا۔ بصورتِ اول پھر دو حال سے خالی نہیں۔

(1) اس کا ظاہر حال اس کے قول کی تکذیب کرتا ہے۔ (2) تکذیب نہیں کرتا۔

بصورتِ اول نابالغ اور بصورتِ ثانی بالغ۔

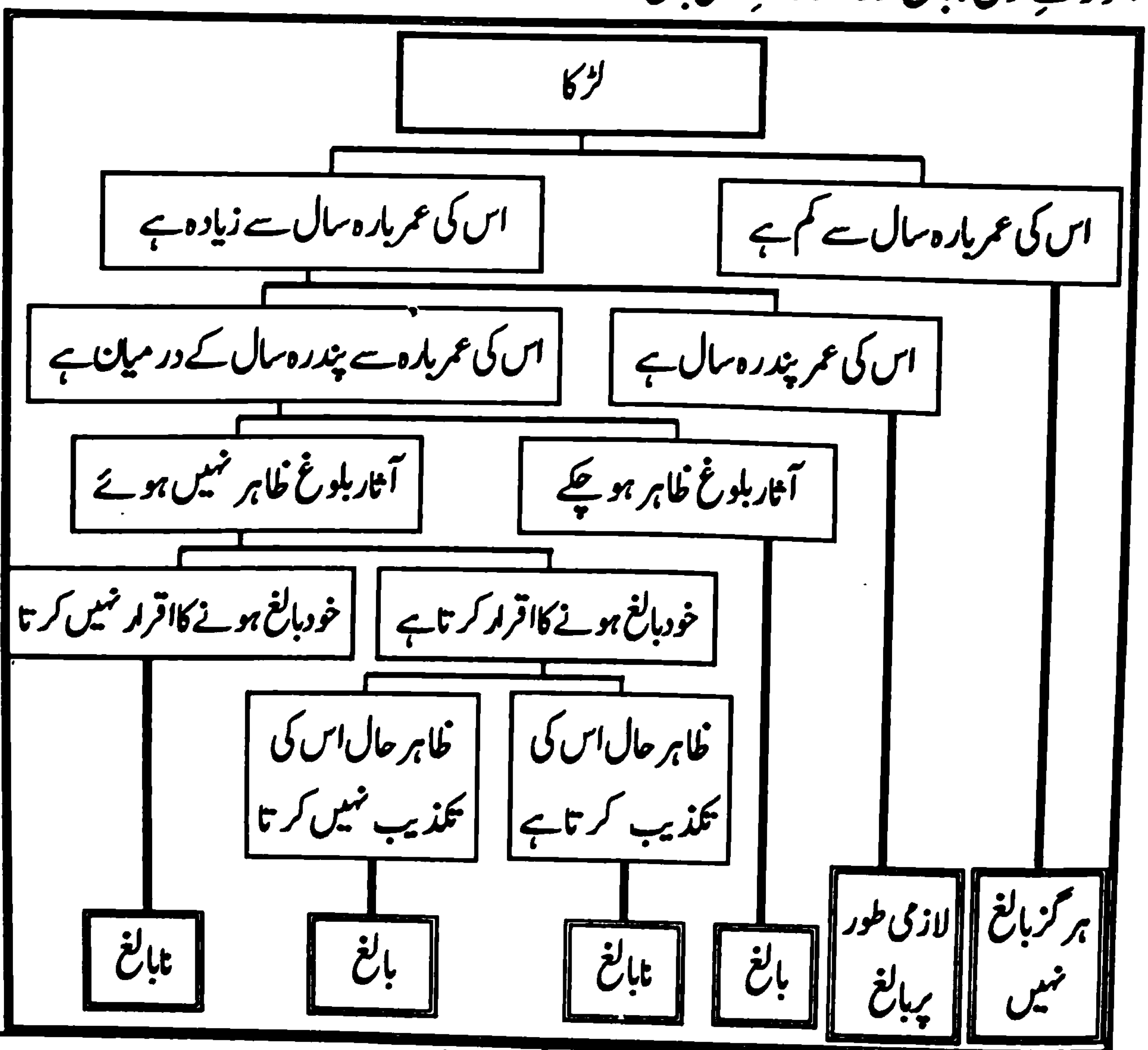


۱؎: یہاں لڑکی میں نو سے پندرہ برس کا درمیانی عرصہ دیکھا جائے گا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ مسئلہ یادر کھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

# کون سا پیسہ حرام ہے؟ اور مالِ حرام سے خریدی گئی اشیاء کے استعمال کرنے کا حکم

**مسئلہ :۔** ﴿جلد ہشتم ...... صفحہ ۲۳۱﴾

کیا فرماتے ہیں، علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ قول ہے کہ ”سود کا روپیہ اور چوری کا روپیہ اور جوئے کا روپیہ اور غصب کا روپیہ اور جو تجارت، سودی روپیہ سے ہو اور وکالت یا مختار کاری کا پیسہ اور منصفی اور صدر صدوری اور فوج کی تنخواہ کا روپیہ، یہ سب حرام ہیں۔ اگر اس روپیہ سے کھانا تیار کیا جائے یا کپڑا بنایا جائے تو حرام ہے کھانا، ایسا کھانا حرام ہے اور اس کھانا پر تسمیہ کرنا (یعنی بسم اللہ پڑھنا) کفر ہے۔“

..... اور عمرو کا یہ قول ہے کہ ”یہ پیسہ حرام نہیں ہے بلکہ مالکِ مال چور کا بعد چرا لے جانے مال کے بخش دے، اگر چور کو اس کے بخشنے کی خبر ہی نہ ہو۔ یعنی مالکِ مال یہ کہہ دے کہ ”جو میرا مال چور لے گیا ہے، میں نے بخشا اور معاف کیا“ تو وہ مال چور کی ملک ہو گیا، وہ حرام نہیں ہے، اسی طرح جوئے وغیرہ اور وکالت اور سود کا بھی یہ حکم ہے۔“ اب زید کو جستجو اس مال کی ہے جو ازروئے شرع حرام ہے کہ اس سے بچنا اور احتراز کرنا بہتر ہے مسلمانوں کو۔ امید ہے کہ جو پیسہ حرام ہے، اس سے آگاہی فرمائی جائے (گی)، تاکہ اس پیسہ سے بچنا موجب خیرات وبرکات کا ہو اور حرام کے مال سے صدقہ اور خیرات کر کے امیدِ ثواب رکھنا یہ درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

## [الجواب]

سود اور چوری اور غصب اور جوئے کا روپیہ قطعی حرام ہے اور اسی طرح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وکالت و مختار کاری جس طرح اس زمانہ میں رائج قطعاً حرام ہے، اور اس کی اجرت بھی قطعا حرام اور ہر وہ نوکری جس میں خلاف حکمِ خدا اور سول فیصلہ یا حکم کرنا پڑے، خواہ ریاستِ اسلامی کی ہو یا غیر کی قطعا حرام، اور اس کی اجرت بھی قطعا حرام۔ یوہیں ہر معصیت کی اجرت حرام ہے "**کل ذالك ثابت بالقرآن العظیم، والحدیث والفقه ومعروف معلوم عند اهل العلم وكل من رزق صحبتهم** (یعنی ان میں سے ہر ایک قرآن و حدیث وفقہ سے ثابت اور اہلِ علم اور ان کی صحبت پانے والوں کے نزدیک معلوم و معروف ہے۔)

اور بے ضرورت سود دینا ہی اگرچہ حرام ہے **كما فصلنا في فتاونا** (یعنی جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں تفصیل سے بیان کیا) مگر وہ روپیہ کہ اس نے قرض لیا، اس سے تجارت میں جو کچھ حاصل ہو حلال ہے، **فان الخبث فیما اعطی لافیما اخذ وهذا ظاهر جدا** (یعنی کیونکہ خباثت اس مال میں ہے کہ جو دیا گیا (یعنی سود) نہ کہ وہ جو لیا گیا (یعنی قرض) اور یہ بالکل واضح بات ہے۔)

اور حرام مال مثلِ زرِ غصب و رشوت و سرقہ و اجرت معاصی وغیرہ سے جو چیز خریدی جائے، اس کی چند صورتیں ہیں۔

☆ ایک مثلاً غلہ فروش کے سامنے (حرام) روپیہ ڈال دیا کہ اس کے گیہوں دے دے، اس نے دے دیئے، یا بزاز (یعنی کپڑے والے) کو (حرام) روپیہ پہلے دے دیا کہ اس کا کپڑا دے دے، یہ گیہوں اور کپڑا حرام ہے۔

☆ دوسرے یہ کہ روپیہ پہلے تو نہ دیا مگر عقد و نقد دونوں اس روپیہ پر جمع کئے یعنی خاص اس حرام روپیہ کی تعیین سے اس کے عوض خریدا اور یہی روپیہ قیمت میں ادا کیا مثلاً غلہ فروش کو یہ حرام روپیہ دکھا کر کہا اس روپیہ کے گیہوں دے دے، اس نے دے دیئے، اس نے یہی روپیہ اسے دے دیا اس صورت میں یہ گیہوں حرام ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

☆ تیسرے یہ کہ نہ روپیہ پہلے سے دیا، نہ اس پر عقد و نقد جمع کیے، اس کی پھر تین شکلیں ہیں۔

☆اول یہ کہ اس سے کہا ایک روپیہ کے گیہوں دے دے، کچھ روپیہ اس کی تخصیص نہ کی، کہ اس کے بدلے دے۔ جب اس نے تول دیئے، اس نے زرِ ثمن جو بعوضِ گندم اس کے ذمہ واجب ہوا تھا، یہ حرام روپیہ دے دیا۔ اس صورت میں نقد تو زرحرام کا ہو مگر عقد کسی خاص روپیہ پر نہ ہوا۔

☆دوم یہ کہ پہلے اسے حلال روپیہ دکھا کر اس کے بدلے گیہوں لئے، جب اس نے دے دیئے، اس نے وہ حلال روپیہ اٹھا لیا اور قیمت میں زرِ حرام دے دیا۔ اس صورت میں عقد زرِ حلال پر ہوا اور نقد حرام کا۔

☆سوم یہ کہ اس کا عکس یعنی پہلے اسے حرام روپیہ دکھا کر کہا، اس کے گیہوں دے، پھر دیتے وقت حلال روپیہ دیا، اس صورت میں عقد زرِ حرام پر ہوا اور نقد حلال کا۔

بہر حال تینوں صورتوں میں عقد و نقد دونوں زرِ حرام پر جمع نہ ہوئے، نہ پہلے زرِ حرام دے کر چیز خریدی کہ حقیقۃً یہ بھی اجتماعِ عقد و نقد کی صورت تھی۔

ان تینوں صورتوں میں بھی بڑا قوی مذہب ہمارے ائمہ کا یہ ہے کہ وہ گیہوں حرام ہوں گے، مگر زمانہ کا حال دیکھ کر ائمہ متاخرین نے امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول اختیار کیا کہ ان شکلوں میں وہ چیز حرام نہ ہوگی اور اس کا کھانا کھلانا پہننا پہنانا، تصرف میں لانا جائز ہوگا۔ اس آسان فتوے کی بنا پر ان حرام روپیہ والوں کے یہاں کھانا یا پان وغیرہ کھانا پینا مسلمانوں کو روا (یعنی جائز) ہے کہ وجہِ حرام سے ان لوگوں کو بعینہ یہ کھانا نہیں آتا بلکہ روپیہ آتا ہے، یہ اس کے عوض اشیاء خرید کر کھانا تیار کراتے ہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور خریداری میں عام طریقہ شائعہ (یعنی رائج طریقے) کے طور پر عقد و نقد کا اجتماع نہیں ہوتا، بلکہ غالب بیع و شراء (یعنی خرید و فروخت) صورتِ ثالثہ (یعنی تیسری صورت) کی شکلِ اول پر واقع ہوتی ہے۔ کمالا یخفی (یعنی جیسے کہ مخفی نہیں ہے۔)

رد المحتار میں ہے، "فی التتار خانیه رجل اکتسب مالا من حرام ثم اشتری، فھذا علی خمسة اوجه اما ان دفع تلك الدراھم الی البائع اولا ثم اشتری منه بھا اواشتری قبل الدفع بھا ودفعھا او اشتری قبل الدفع بھا ودفع غیرھا اواشتری مطلقا ودفع تلك الدراھم اواشتری بدراھم اخر ودفع تلك الدراھم، قال ابونصر یطیب له ولایجب علیه ان یتصدق الا فی الوجه الاول والیه ذھب الفقیه ابواللیث لکن ھذا خلاف ظاھر الروایة فانه نص فی الجامع الصغیر اذا غصب الفا فاشتری بھا جاریة وباعھا بالفین تصدق بالربح وقال الکرخی فی الوجه الاول والثانی لایطیب وفی الثلاث الاخیرة یطیب وقال ابو بکر لایطیب فی الکل لیکن الفتوی الان علی قول الکرخی دفعا للحرج عن الناس اھ فی الولوالجیة وقال بعضھم لایطیب فی الوجوہ کلھا وھو المختار ولکن الفتوی الیوم علی قول الکرخی دفعا للحرج لکثر الحرام اھ وعلی ھذا مشی المصنف فی کتاب الغصب تبعا للدر وغیرہ۔ (یعنی تتار خانیہ میں ہے کہ ایک شخص نے حرام سے مال کمایا، پھر اس سے کچھ خریدا، تو یہ پانچ صورتوں پر ہوگا۔ یا تو یہ کہ وہ ان ہی دراھم کو اولاً بیچنے والے کو دے گا، پھر اس سے ان کے بدلے میں خریدے گا۔ یا انھیں دینے سے پہلے خریدے گا پھر انھیں دے گا۔ یا انھیں دینے سے پہلے خریدے گا اور ان کے بجائے دوسرے دے گا۔ یا مطلقاً خریدے گا اور ان دراھم کو دے گا۔ یا دوسرے دراھم کے بدلے میں خریدے گا اور دے گا ان دراھم کو۔ ابو نصر نے فرمایا، "وہ اس کے لئے پاکیزہ ہوگا۔" اور اس پر صرف پہلی صورت میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صدقہ کرنا واجب ہو گا۔ اور فقیہہ ابو اللیث بھی اسی جانب گئے ہیں۔ لیکن یہ ظاہر الروایہ کے بر خلاف ہے۔ کیونکہ امام محمد نے جامع صغیر میں صراحۃً فرمایا کہ جب کسی نے ہزار روپے غصب کئے اور اس سے ایک لونڈی خریدی اور پھر اسے دو ہزار میں بیچ دیا تو نفع کو صدقہ کرے۔ اور امام کرخی فرماتے ہیں کہ پہلی اور دوسری صورت میں مال طیب نہ ہو گا۔ اور آخری تین میں طیب و پاکیزہ ہو گا۔ اور ابو بکر فرماتے ہیں کہ تمام صورتوں میں طیب نہ ہو گا۔ لیکن لوگوں سے حرج کو دور کرنے کے لئے اب فتویٰ امام کرخی کے قول پر ہے۔ اور ولوالجیہ میں ہے کہ بعض علماء نے فرمایا کہ تمام صورتوں میں مال حلال نہ ہو گا اور یہی مختار ہے۔ لیکن حرام کی کثرت کی بناء پر حرج دور کرنے کے لئے آج فتویٰ امام کرخی کے قول پر ہے۔ اور مصنف، درر اور اس کے علاوہ کی پیروی میں کتاب الغصب میں اسی قول پر چلے ہیں۔)

پھر جن صورتوں میں وہ کھانا ان مذہب پر حرام ہے یعنی وہ دو صورت پیشیں (یعنی پہلے والی)، ان میں اگر بسم اللہ کہہ کر کھایا، برا کیا مگر کافر ہر گز نہیں کہا جائے گا، اس کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہونا درکنار، اجماعی بھی نہیں۔ "**فان من العلماء من قال یحل ابدال مالایتعین مطلقا لعدم تعلق العقد بعینه بل بالذمة فلایسری الخبث وهو القیاس وعلیه یبتنی علی ما فی فتاوی العلامة السطوری عن المحیط ،اشتری بالدراهم المغضوبة طعاما حل التناول۔**" (کیونکہ علماء میں بعض وہ ہیں کہ جنھوں نے فرمایا کہ جو متعین نہ ہو چونکہ عقد اس کے عین کے ساتھ متعلق نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق ذمہ سے ہوتا ہے لھذا اس کا تبدیل کر دینا مطلقاً حلال ہے چنانچہ خباثت اس میں سرائیت نہ کرے گی۔ اور یہی قیاس ہے۔ اور اسی پر بجیاد ہے اس کی جو علامہ سطوری کے فتاوی میں محیط سے منقول ہے کہ کسی نے مغصوبہ دراہم سے کھانا خریدا تو اس کا کھانا حلال ہے۔)

شرح فقہ اکبر میں ہے" **فی التتمه من قال عند ابتداء شرب الخمر والزنا واکل الحرام ببسم الله کفر فیه ،انه ینبغی ان یکون محمولا علی الحرام المحض المتفق علیه وان یکون عالما بنسبة التحریم الیه ،بان**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**تکون حرمته مما علم من الدین بالضرورۃ کشرب الخمر۔** (تتمہ میں ہے کہ وہ شخص جس نے شراب پینے، زناء کرنے، اور حرام کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھی تو اس نے اس میں کفر کیا، تو بے شک مناسب ہے کہ یہ حرامِ محض پر محمول ہو جو متفق علیہ ہے اور یہ کہ وہ اس کی طرف نسبتِ حرمت کو جانتا بھی ہو اس صورت کے ساتھ کہ اس کی حرمت ان چیزوں میں سے ہو جو دین میں بالضرورت معلوم ہوتی ہیں، جیسے شراب کا پینا۔)

اور حرام مال کو صدقہ کر کے امیدِ ثواب رکھنا بھی مطلقاً کفر نہیں، اگر وہ چیز عینِ حرام نہ ہو بلکہ زرِ حرام کے معاوضہ میں خریدی، جب تو ظاہر کہ اس کی حرمت مجمع علیہ بھی نہیں (یعنی اس کی حرمت ایسی نہیں کہ علماء اس کے حرام ہونے پر متفق ہوں) اور اگر عینِ حرام ہے اور اسے مالک تک نہیں پہنچا سکتا، خواہ اس وجہ سے کہ مالک اسے یاد نہ رہا.. یا.. یہ سرے سے مالک کو جانتا ہی نہیں مثلاً اس کے مورث (وارث بنانے والے) نے مال غصب کیا تھا، یہ عینِ مغضوب (یعنی مغصوبہ شے) کو جانتا ہے اور مغضوب منہ (یعنی جس شخص سے وہ شے غصب کی گئی) سے محض ناواقف.. یا.. یوں کہ مالک مر گیا اور کوئی وارث نہ رہا، تو ان سب صورتوں میں شرع مطہر اسے تصدق (یعنی صدقہ کرنے) کا حکم دیتی ہے ۔جب اس نے صدقہ کیا، حکم بجالایا اور فرمانبرداری پر امیدِ ثواب رکھنا محذور (یعنی ممنوع) نہیں۔

شرحِ فقہِ اکبر میں ہے، **"فی المحیط من تصدق علی فقیر شیئا من الحرام یرجوالثواب کفر ،وفیه بحث لان من کان عندہ مال حرام فهو مامور بتصدقه علی الفقراء فینبغی ان یکون ماجورا بفعله حیث قام بطاعة الله وامرہ فلعل المسئلة موضوعة فی مال حرام یعرف صاحبه ویعدل عنه الی غیرہ فی عطائه لاجل سمعته وریائه کما کثر هذا فی سلاطین الزمان وامرائه** (یعنی محیط میں ہے کہ جس شخص نے مال حرام سے کسی فقیر پر ثواب کی امید کے ساتھ کچھ صدقہ کیا تو وہ کافر ہو گیا۔ اور اس مسئلہ میں بحث ہے کیونکہ جس شخص

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے پاس مالِ حرام ہو تو اسے فقراء پر اس مال کے صدقے کا حکم ہے تو مناسب ہے کہ وہ اپنے اس فعلِ تصدق کی بناء پر اجر کا مستحق ہو کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے حکم کی اطاعت کی ہے۔ پس شائد یہ مسئلہ اس مالِ حرام کے بارے میں وضع کیا گیا ہے کہ جسے صاحبِ مال جانتا ہو اور وہ اسے عطا کرنے میں اس کے بارے میں سنانے اور ریاء کرنے کی وجہ سے اس سے اس کے غیر کی طرف پھیر دے، جیساکہ یہ سلاطین وامرائے زمانہ میں کثرت سے واقع ہے۔)۔واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

مندرجہ بالا مسئلے سے درجِ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

[1] نیچے مذکورہ ذرائع سے حاصل شدہ مال حرام وناجائز ہے۔

☆سود ☆چوری ☆جوا

☆ایسی وکالت کہ جس میں جھوٹ سے کام لیا جائے اور حق کو ناحق اور ناحق کو حق بنا کر پیش کیا جائے۔

☆ہر وہ نوکری کہ جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف فیصلہ یا حکم کرنا پڑے۔☆ہر گناہ۔

[2]اگر کسی نے سود پر پیسہ لے کر اس سے تجارت کی تو حاصل ہونے والا نفع حلال وطیب ہوگا۔کیونکہ اس نے جو کچھ لیا وہ قرض ہے اور قرض لینا جائز اور جائز مال سے حاصل شدہ مال حلال ہوتا ہے، لھذا اس مال سے جو کچھ حاصل ہوگا وہ بھی جائز۔ہاں یہ اس قرضے پر جو سود دے گا وہ سود دینا حرام ہے۔

[3]خرید و فروخت کے معاملے کو عقد اور اس کے طے پا جانے کے بعد خریدار جو مال مالک کو دیتا ہے اسے نقد کہتے ہیں۔پھر خریدی جانے والی چیز دو حال سے خالی نہ ہوگی۔

(i)اسے خریدتے وقت پیسے پہلے دے دیئے تھے۔(ii) پہلے نہیں دئے تھے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بصورتِ اول وہ پیسہ (1) حلال کا تھا۔ (2) حرام کا تھا۔

بصورتِ اول چیز حلال اور بصورتِ ثانی حرام۔

دوسری صورت میں (یعنی جب کہ پیسہ پہلے نہیں دیا تھا) وہ چیز پھر دو حال سے خالی نہیں۔

(۱) اس پر عقد و نقد جمع ہوئے تھے۔ (۲) نہیں ہوئے تھے۔

بصورتِ اول مال (i) حلال کا تھا۔ (ii) حرام کا تھا۔

پہلی صورت میں چیز حلال اور دوسری میں حرام۔

صورتِ ثانی (یعنی جب کہ اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئے تھے۔) تین حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ عقد کسی خاص زر پر نہ ہوا، لیکن نقد زرِ حرام کا ہو۔

﴿2﴾ عقد زرِ حلال پر ہوا، لیکن نقد زرِ حرام کا ہو۔

﴿3﴾ عقد زرِ حرام پر ہوا، لیکن نقد زرِ حلال کا ہو۔

ان تینوں صورتوں میں خریدی گئی چیز حلال ہے۔

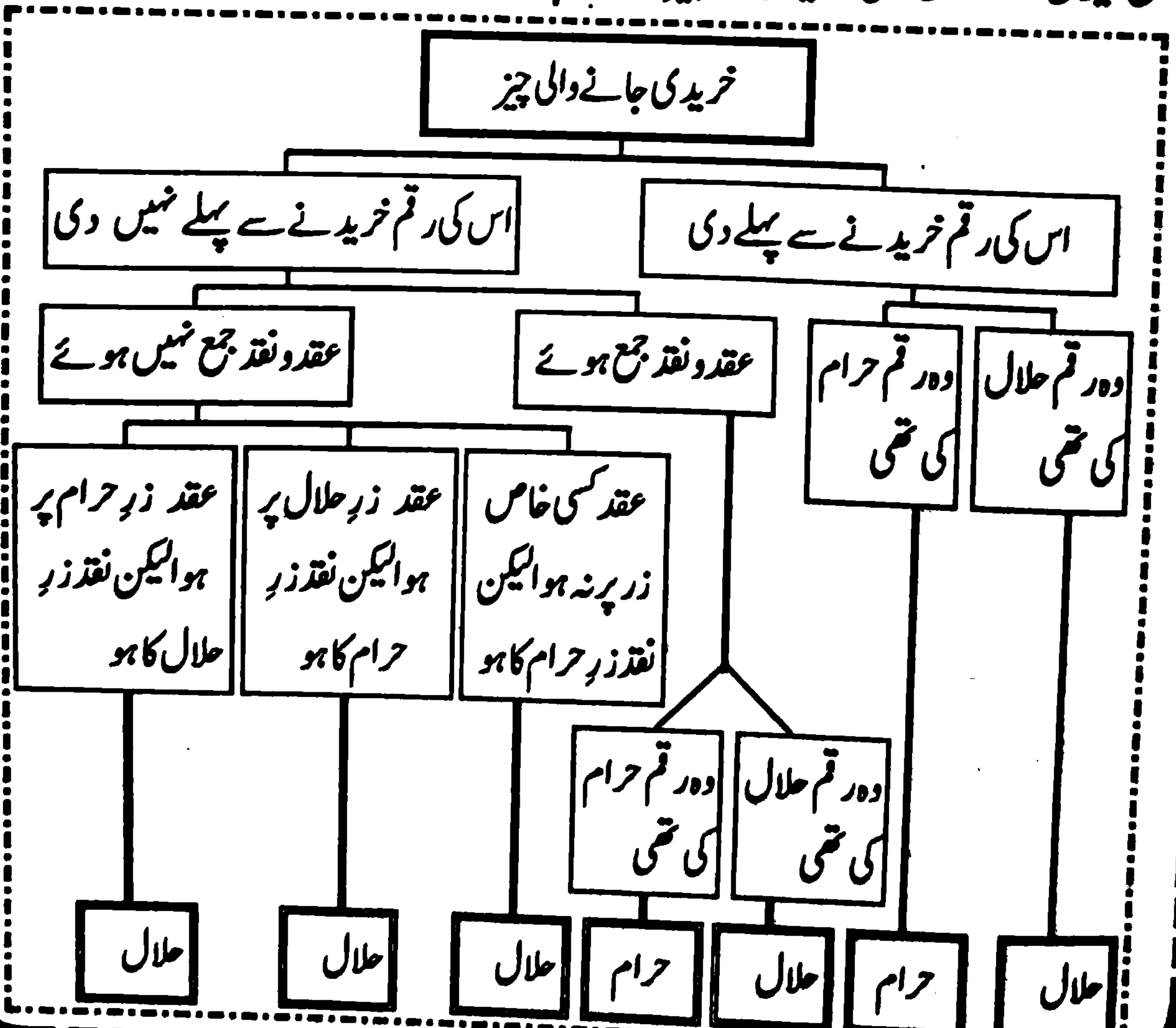


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

[4] پہلی دو صورتوں میں اگر کسی نے خریدی ہوئی چیز کو بسم اللہ پڑھ کر کھالیا تو وہ کافر نہ ہو گا، ہاں اس کا یہ فعل قابلِ مذمت ضرور ہے۔ کیونکہ ان صورتوں میں خریدی ہوئی چیز کے حرام ہونے کے بارے میں علماء متفق نہیں اور جہاں حرمت میں اختلاف ہو وہاں کفر کا حکم نہ دیا جائے گا اور نہ ہی یہ معاملہ ضروریاتِ دین میں سے ہے۔[1]

[5] اگر کسی نے حرام مال کو صدقہ کیا اور اس پر ثواب کی امید رکھی تو وہ کافر ہو جائے گا۔

لیکن اگر صورت یہ ہو کہ کسی نے مالِ حرام حاصل کیا، پھر وہ تائب ہوا اور مالک کو تلاش کیا لیکن نہ تو مالک ملا نہ اس کے وارث وغیرہ تو چونکہ شریعت کی طرف سے اسے صدقہ کرنے کا حکم تھا یعنی اسے چاہیئے کہ اس مالِ حرام کو مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔ چنانچہ اس نے صدقہ کیا اور اس پر ثواب کی امید رکھی تو کافر نہ ہو گا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کی اطاعت کرنے پر اجر و ثواب سے نوازا جائے گا۔ لیکن یاد رہے کہ یہ ثواب صدقہ کا نہیں ہے بلکہ اس بات کا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو یاد رکھنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## وقف شدہ زمین پر قبضہ کرنا کیسا؟

**مسئلہ :۔** ﴿جلد ہشتم ......۲۳۹﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اراضی مسجد کی جو اس

---

1 :۔ ضروریاتِ دین کی تعریف جاننے کے لئے رہنمائے کامل ﴿7﴾ صفحہ 38 کا مطالعہ فرمائیے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے پیچھے تھی، اپنے مکان میں ڈال لی ہے اور دیوار ہوالی ہے، اور تاج محراب مسجد و مینارِ مسجد دبا کر اپنی دیوار بلند کرلی ہے، ایسے شخص کے واسطے کیا حکم شرع شریف ہے۔ فقط

## [الجواب]

فاسق، فاجر، ظالم، جائر، مرتکب کبائر، مستحق عذاب النار و غضب الجبار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "**لایاخذ احد شبرامن الارض بغیر حقه الاطوقه الله الی سبع ارضین الی یوم القیمة**...... جو شخص ایک بالشت بھر زمین ناحق لے گا، اللہ تعالیٰ وہ زمین، زمین کے ساتوں طبقوں تک اس کے گلے میں قیامت کے دن تک طوق بنا کر ڈالے گا۔ رواہ المسلم عن ابی هريرة والشیخان عن ام المؤمنين وعن سعيد بن زيد رضی الله تعالى عنهم (یعنی اسے مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور امام بخاری و مسلم نے ام المومنین اور سعید بن زید (رضی اللہ عنھما) سے روایت فرمایا ہے۔)

اور فرماتے ہیں ﷺ "**من اخذ من الارض شيئا بغيرحقه خسف به يوم القيمة الى سبع ارضين** ...... جو شخص کسی قدر زمین ناحق دبا لے گا قیامت کے دن زمین کے ساتویں طبق تک دھنسایا دیا جائے گا۔ **رواہ البخاری عن ابن عمر رضی الله عنهما** (یعنی اسے امام بخاری نے عبداللہ بن عمر سے روایت فرمایا ہے۔)

اور فرماتے ہیں ﷺ "**ایما رجل ظلم شبرا من الارض كلفه الله عزوجل ان يحفره حتى يبلغ اخر سبع ارضين ثم يطوقه يوم القيمة حتى يقضى بين الناس**۔ جو شخص ایک بالشت زمین ناحق لے لے، اللہ تعالیٰ اسے تکلیف دے گا کہ اس زمین کو کھودے، یہاں تک کہ ساتویں طبقے کے ختم تک پہنچے گا، پھر قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالے گا، یہاں تک کہ تمام مخلوق کا حساب کتاب ختم ہو کر فیصلہ فرما دیا جائے۔ رواه احمد والطبرانی وابن حبان فی صحیحه

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسند جید عن یعلی بن مرة رضی الله عنه ۔(اسے احمد و طبرانی وابنِ حبان نے یعلی بن مرۃ سے اعلیٰ سند کے ساتھ روایت فرمایا ہے۔)

ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں" **من اخذ شیئا من الارض بغیر حله طوقه الله من سبع ارضین لایقبل الله منه صرف ولاعدل**۔جو کسی قدر زمین ناجائز طور پر لے اللہ تعالی ساتوں زمینوں سے اس کے گلے میں طوق ڈالے گا نہ اس کا فرض قبول ہو نہ نفل۔**رواہ احمد والطبرانی عن سعد بن مالک رضی اللہ عنه** (یعنی اسے احمد و طبرانی سعد بن مالک سے روایت فرمایا ہے۔)۔

حدیثیں اس باب میں متواتر (یعنی کثرت سے) ہیں،اس شخص پر فرض ہے کہ مسجد کی زمین وعمارت فورا فورا خالی کر دے اور اپنی ناپاک تعمیر جو اُن پر کرلی ہے،ڈھا کر دور کرے ،اللہ قہار جبار کے غضب سے ڈرے ،ذرا من دو من نہیں ،بیس پچیس سیر مٹی کے ڈھیلے ہی گلے میں باندھ کر گھڑی دو گھڑی لئے پھرے ،اس وقت قیاس کرے کہ اس ظلم شدید سے باز آنا آسان ہے یازمین کے ساتوں طبقوں تک کھود کر قیامت کے دن تمام جہان کا حساب پورا ہونے تک گلے میں ،معاذ اللہ یہ کروڑوں من کا طوق پڑنا اور ساتویں زمین تک دھنسایا جانا۔والعیاذ باللہ          **واللہ تعالی اعلم**

## وضاحت وخلاصہ :۔

چونکہ مساجد کی زمین وقف ہوتی ہے اور وقف کا مطلب ہے کہ "کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ تعالیٰ کی ملک کر دینا اس طرح کہ اس کا نفع بندگانِ خدا میں سے جسے چاہے ملتا رہے۔(بہارِ شریعت۔حصہ دہم۔وقف کا بیان)"

چنانچہ معلوم ہوا کہ مسجد کے کسی بھی حصے پر قبضہ کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی ملک میں ناجائز تصرف کا ارتکاب کرنا ہے اور جب بندوں کی چیزوں میں بلا ان کی اجازت کے تصرف کرنا حرام ہے تو اس چیز پر ناحق قبضہ کرنا کہ جو خاص اللہ تعالیٰ کی ملک میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دے دی گئی، یقیناً بدرجۂ اولیٰ حرام و ناجائز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فعلِ حرام سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## مالک کی اجازت کے بغیر تنخواہ سے زیادہ مال لینے کا حکم

**مسئلہ:۔** ﴿جلد ہشتم ......۲۵۲﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بقال (یعنی دال نمک آٹا بیچنے والے) کے یہاں ملازم ہے اور پوری تنخواہ نہ دے تو وہ اس سے چھپا کر اس کے مال سے یعنی جو اس کے یعنی بقال کا تعلق ہو خود لے لے، یعنی بنیے بقال اہلِ ہنود کا مال چھپا کر مسلمان ملازم کو کھانا روا ہے یا نہیں؟

**[الجواب]**

تنخواہ پوری نہ دینے کے دو معنی ہیں۔

☆ایک یہ کہ جس قدر قرار پائی ہے، اس سے کم دیتا ہے، اس صورت میں جتنی کمی رہتی ہے، اتنی مقدار تک اس کے مال سے بے اس کی اجازت کے لے سکتا ہے، مثلاً دس روپیہ تنخواہ ٹھہرے ہیں اور اس نے کسی مہینے میں ظلماً پانچ روپے کاٹ لئے تو یہ پانچ روپے کی قدر اس کے مال سے لے سکتا ہے کہ یہ اس کا حق ہے۔

☆دوسرے یہ کہ تنخواہ جتنی ہونی چاہئے تھی اتنی نہیں دیتا، مثلاً وہ کام دس روپے ماہواری کے قابل تھا اور اس نے اسے حاجت مند پاکر دبا کر پانچ روپے ماہوار پر نوکر رکھا اور اس نے قبول کر لیا تو اب نہیں لے سکتا کہ اتنے سے زیادہ میں اس کا حق نہیں اور مال جو اس کی سپردگی میں ہے، امانت ہے اور بذریعہ عقد اجارہ اس کا اس سے معاہدہ ہو چکا ہے اور امانت میں خیانت اور معاہدہ میں غدر (یعنی دھوکہ) کسی کے ساتھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جائز نہیں، قال اللہ تعالیٰ "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (یعنی اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو۔﴿ترجمۂ کنزالایمان۔پ۶۔آیت ۱﴾" واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اس مسلمان کو ملنے والی تنخواہ دو حال سے خالی نہیں۔

[1] جتنا کام کرتا ہے اس کے مطابق دی جارہی ہے۔[2] اس سے کم دی جارہی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ پھر دو حال سے خالی نہیں۔

﴿i﴾ جتنی کام شروع کرتے وقت طے ہوئی تھی، اتنی ہی دی جارہی ہے۔

﴿ii﴾ اس سے کم دی جارہی ہے۔

اس طرح کل چار صورتیں بن گئیں۔ صورتیں اور احکام یہ ہیں۔

{1} تنخواہ کام کے مطابق ہے اور کام شروع کرنے سے پہلے اتنی ہی طے بھی ہوئی تھی۔

**حکم** :۔ مالک کی اجازت کے بغیر تنخواہ سے زیادہ لینا حرام و ممنوع ہوگا۔ کیونکہ یہ مال اس کے پاس امانت ہے اور امانت میں خیانت حرام۔

{2} تنخواہ کام کے مطابق ہے، لیکن طے شدہ سے کم دی جارہی ہے۔

**حکم** :۔ جتنی کم دی گئی اتنی مالک کی اجازت کے بغیر نکال لینا بالکل جائز ہے، کیونکہ یہ اس کا حق ہے۔

{3} تنخواہ کام کے مطابق نہیں بلکہ کم ہے اور شروع کرتے وقت اتنی ہی طے ہوئی تھی۔

**حکم** :۔ اسی سابقہ علت اور معاہدے میں دھوکہ کی بناء پر مالک کی اجازت کے بغیر تنخواہ سے زیادہ لینا حرام و ممنوع ہوگا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

{4} تنخواہ کام کے مطابق نہیں، بلکہ کم ہے اور شروع کرتے وقت زیادہ طے ہوئی تھی۔

**حکم** :۔ جتنی کم دی گئی اتنی مالک کی اجازت کے بغیر نکال لینا بالکل جائز ہے، کیونکہ یہ اس کا حق ہے۔

## نقشے کے ذریعے وضاحت :۔

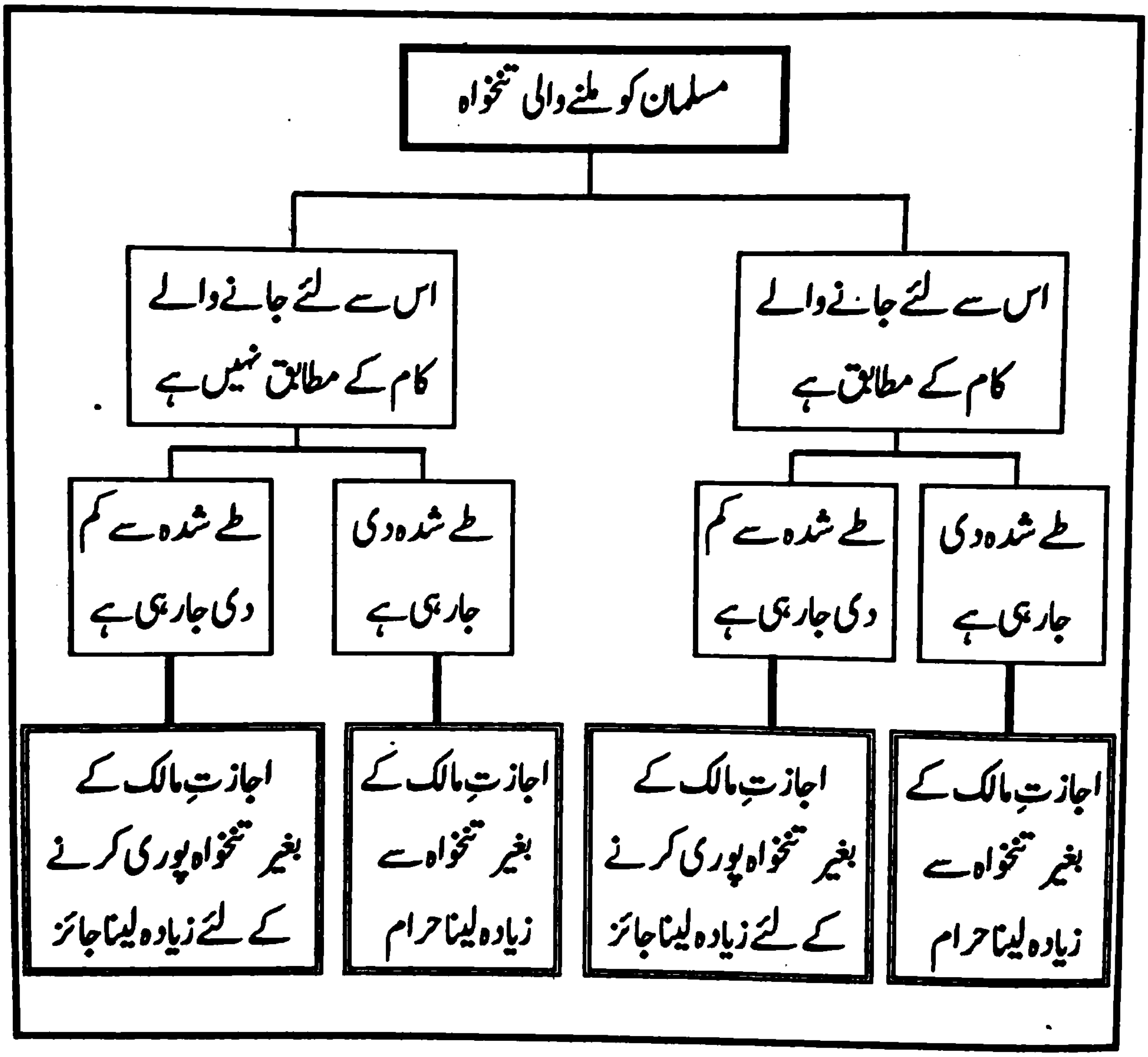


**نوٹ** :۔ جب ہندو بنئے کے ساتھ امانت میں خیانت والا معاملہ درست نہیں تو پھر اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ کس طرح جائز و حلال ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ علمِ دین کی برکت سے مالا مال ہو کر تا حیات رزقِ حلال کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# سجدوں کے درمیان دعا پڑھنا کیسا؟

**مسئلہ :۔** ﴿جلد سوم ...... صفحہ ٦١﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس باب میں کہ دونوں سجدوں کے درمیان "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ" (یعنی اے اللہ میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت عطا فرما۔) پڑھنا چاہئے امام کو..یا.. مقتدی کو..یا..دونوں کو..یا..امام و مقتدی بلا اس کے پڑھے دونوں سجدے ادا کریں۔

## [الجواب]

**اللھم اغفرلی** کہنا امام و مقتدی و منفرد سب کو مستحب ہے اور زیادہ طویل دعا سب کو مکروہ، ہاں منفرد کو نوافل میں مضائقہ نہیں۔ والله تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ :۔**

خلاصہ یہ ہوا کہ دونوں سجدوں کے درمیان میں امام و مقتدی و منفرد سب کو **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ** کہہ لینا افضل و پسندیدہ و باعثِ ثواب ہے۔ کیونکہ یہ پیارے آقا مدنی مصطفی ﷺ سے ثابت ہے، جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنھما) روایت فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ دو سجدوں کے درمیان کہتے تھے "**اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ** یعنی اے اللہ میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت عطا فرما اور رزق دے"

لیکن جماعت ہو رہی ہو تو زیادہ طویل دعا کرنا مکروہ و خلافِ سنت ہو گا کیونکہ دیگر نمازیوں کے لئے ملال کا سبب ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص اکیلا نفل نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس مقام پر دعا کو طویل کرلے کہ یہ بھی سنت سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سنت پر بھی عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## درودِ پاک کون سا، کتنا اور کس طرح پڑھا جائے؟

**مسئلہ :۔** ﴿جلد سوم ...... صفحہ ۶۲﴾

بعد سلام علیک حضور کی خدمت میں میری عرض یہ ہے کہ مجھے درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کی یا کسی دوسری درود شریف کی جو سب درودوں سے افضل ہو، اجازت مرحمت فرمائیں۔ مجھے درود شریف یا کلمہ شریف یا استغفار پڑھنے کا نہایت شوق ہے۔ خدا حضور کو اجر دے گا، میں عام طور پر راستہ میں چلتا ہوا و دیگر بازار وغیرہ جگہ میں بھی پڑھتا ہوں۔ مجھے عام طور پر درود شریف ہر جگہ پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں ؟ حضور برائے مہربانی تحریر فرمائیں۔ میں ہر وقت وظیفہ رکھنا چاہتا ہوں، یا آیت کریمہ یا کوئی دوسرا، اس لئے کہ محبت، خدا اور رسول (عزوجل ﷺ) کی پورے طور پر حاصل ہو جائے۔ جناب مہربانی کرے ضرور بالضرور جلد مجھے آگاہ کر دیں، درود شریف یا کلمہ شریف، استغفار کی نسبت ضرور بالضرور تحریر فرمائیں۔ ان شاء اللہ تحریرِ حضور پر عمل در آمد ہو گا۔

## [الجواب]

سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے۔ درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے۔ جہاں نجاست پڑی ہے، وہاں رک جائے اور بہتر یہ ہے کہ ایک وقت معین کر کے ایک عدد مقرر کر لے کہ اس قدر باوضو دوزانو ادب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے روزانہ عرض کیا کرے جس کی مقدار سوبار سے کم نہ ہو، زیادہ جس قدر نباہ سکے بہتر ہے۔ علاوہ اس کے اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، وضو، بے وضو ہر حال میں ورد جاری رکھے اور اس کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لئے بہتر یہ ہے کہ ایک صیغۂ خاص کا پابند نہ ہوبلکہ وقتاً فوقتاً مختلف صیغوں سے عرض کرتا رہے تاکہ حضورِ قلب میں فرق نہ ہو۔

درود شریف اور کلمہ طیبہ اور استغفار ان سب کی کثرت نہایت محبوب مطلوب ہے۔ کلمہ طیبہ کو افضل الذکر فرمایا اور یہ کہ اللہ عزوجل تک اس کے پہنچنے میں کوئی روک نہیں اور استغفار کے لئے فرمایا کہ شادمانی ہے اسے جو اپنے نامۂ اعمال میں استغفار بکثرت پائے اور اپنے تمام اوقات کو درود شریف میں صرف کر دینے کو فرمایا کہ ایسا کرے گا تو اللہ تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف فرمادے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

مذکورہ بالا مسئلے سے درجِ ذیل مفید باتیں حاصل ہوئیں۔

[1] درودِ ابراہیمی تمام درودوں سے افضل ہے۔

[2] راستے میں چلتے ہوئے بھی درودِ پاک پڑھا جا سکتا ہے لیکن جہاں نجاست وغیرہ ہو وہاں پڑھنا موقوف کر دیا جائے۔

[3] درود شریف ودیگر ایسے وضائف کے لئے کوئی مخصوص تعداد ووقت مقرر کرلینا بہتر ہے کہ جن کی تعداد و پڑھنے کے وقت کے بارے میں بزرگانِ دین سے کچھ منقول نہ ہو۔

[4] درودِ پاک پڑھنے کے لئے کم از کم سو کی تعداد مقرر کر لینا بہتر ہے اور زیادہ سے زیادہ اتنا کہ جسے بآسانی نبھا سکے۔ اور افضل طریقہ یہ ہے کہ باوضو، دوزانو، مدینہ منورہ کی طرف رخ کر کے پڑھا جائے۔

[5] حضورِ قلب کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ کسی ایک خاص درودِ پاک کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پابندی نہ کی جائے بلکہ مختلف درودِ پاک پڑھے جائیں۔

[6] درودِ پاک کے علاوہ کلمۂ طیبہ اور استغفار کی کثرت کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ومطلوب ہے۔ کیونکہ ان تینوں کے بارے میں احادیثِ کریمہ میں خصوصی طور پر فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ درجِ ذیل تین احادیثِ مبارکہ سے بخوبی ظاہر ہے۔

﴿۱﴾ حضرت ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ پر بہت درود پڑھتا ہوں تو درود کتنا مقرر کروں؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جتنا چاہو۔" میں نے کہا "چوتھائی" فرمایا "جتنا چاہو اگر درود بڑھادو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔" میں نے کہا "آدھا۔" فرمایا "جتنا چاہو، اگر درود بڑھاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے۔" میں نے عرض کی "دو تہائی۔" تو فرمایا "جتنا چاہو، لیکن اگر درود بڑھادو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔" میں نے کہا میں سارا درود ہی پڑھوں گا۔" تو ارشاد فرمایا "تب تو تمہارے غموں کو کافی ہو گا اور تمہارے گناہ مٹادے گا۔ ﴿ترمذی﴾

﴿۲﴾ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "افضل ترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ اور بزرگ ترین دعا الحمد للہ ہے۔ ﴿ترمذی و ابن ماجہ﴾

﴿۳﴾ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو استغفار کو اپنے اوپر لازم کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے چھٹکارا اور ہر غم سے نجات دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔ ﴿ابو داؤد﴾

## نماز میں تکبیراتِ انتقال کا سنت طریقہ

**مسئلہ :۔** ﴿جلد سوم ...... ٦٤﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک پیش امام صاحب نماز کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حالت میں جب رکوع سے فارغ (ہوتا ہے تو) سمع اللہ لمن حمدہ کو سجدہ کے قریب جاکر ختم کرکے بوصل (یعنی اس کے ساتھ ملاکر) اللہ اکبر کہتا ہے اور جگہ (یعنی دیگر مقامات پر) جو اماموں کو دیکھا ہے وہ سمع اللہ لمن حمدہ کو قیام میں ختم کرتے ہیں اور وہاں سے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ کرتے ہیں۔ اب جو امام سجدہ کے قریب سمع اللہ لمن حمدہ کو ختم کرتا ہے تو مقتدی ربنا لك الحمد کہاں پہ کہیں؟ کھڑے رہیں یا امام کے ساتھ سجدے میں جاکر کہیں؟ اگر اسی طرح کریں گے تو ان جاہلوں کی عادت پڑ جائے گی اور اب سوال یہ ہے کہ نماز میں تو کوئی نقصان نہیں ہوگا؟

## [الجواب]

سنت یہ ہے کہ سمع اللہ کا سین رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ کہیں اور حمدہ کی ہ سیدھا کھڑا ہونے کے ساتھ ختم۔ اسی طرح ہر تکبیرِ انتقال میں حکم ہے (یعنی ہر اس تکبیر میں کہ جو ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت لگائی جائے) کہ ایک فعل سے دوسرے فعل کو جانے کی ابتداء کے ساتھ اللہ اکبر کا الف شروع ہو اور ختم کے ساتھ ختم ہو گیا۔

امام مذکور جو اس طرح کرتا ہے، دو باتیں خلافِ سنت ہے۔

(۱) سمع اللہ لمن حمدہ کا سجدہ کو جاتے ہوئے ختم کرنا... اور

(۲) سجدہ کو جانے کی تکبیر، سجدہ کو جھکنے کی ابتداء سے شروع نہ کرنا۔

ان وجوہ سے نماز دو کراہتوں سے مکروہ ہوتی ہے۔ اسے سمجھایا جائے کہ "خلاف سنت نہ کر" اگر نہ مانے اور اس سے بہتر امام سنی صحیح العقیدہ، صحیح القراۃ، صحیح الطہارۃ مل سکے تو اس کو بدل دیا جائے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مقتدی خلافِ سنت (عمل) میں اس کی پیروی نہ کریں بلکہ رکوع سے سر اٹھانے کے ساتھ **اللھم ربنا لك الحمد** کا الف اور جو صرف **ربنا ولك الحمد** پڑھتا ہو وہ **ربنا** کی **ر** سے شروع کرے اور سیدھا ہونے تک **حمد** کی دال ختم ہو جائے۔ پھر سجدہ کو جانے کے ساتھ **اللہ اکبر** کا الف شروع کریں اور اللہ کے لام کو بڑھائیں۔ جب سر رکھنے کے قریب پہنچیں، "**اللہ کی ہ**" اور عین سر زمین پر پہنچتے وقت "**اکبر کی ر**" ختم کریں۔ لام کو بڑھانا اس لئے کہ یہ راستہ طے کرنے میں اگر لام کو نہ بڑھایا تو..یا.. تو اکبر سجدے میں پہنچنے سے پہلے ختم ہو جائے گا اور یہ خلافِ سنت ہے یا راستہ پورا کرنے کو اکبر کا الف یا ب بڑھائیں گے (یعنی **آکبر**..یا..**اکبار** کہیں گے۔) اور اس سے نماز فاسد ہوتی ہے (یعنی ٹوٹ جاتی ہے) یا **ر** بڑھائیں گے (یعنی **اکبرررر** کہیں گے) اور یہ غلط و خلافِ سنت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ** :۔ خلاصہ یہ ہوا کہ

(1) رکوع سے اٹھتے ہوئے **سمع اللہ لمن حمدہ**....کا سین شروع کرنا اور سیدھے کھڑے ہونے پر **حمدہ** کی **ہ** ختم کرنا سنت ہے۔

(2) اسی طرح ایک رکن سے دوسرے رکن جاتے ہوئے **اللہ اکبر** کا الف شروع کیا جائے اور جب دوسرے رکن میں پہنچیں تو اس کا راء ختم ہونا چاہیئے۔ مثلا رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد سجدے کو جانا چاہیں تو **اللہ** کا الف شروع کریں اور جب سجدے میں سر زمین پر رکھنے کے بالکل قریب ہو جائے تو اکبر کا راء ختم ہو۔

(3) جو مذکورہ طریقے کے خلاف کرے تو وہ سنت کی مخالفت کا مرتکب ہو گا۔ ایسا شخص اگر امام ہو تو اولاً اسے نرمی سے سمجھایا جائے، اگر مان جائے تو ٹھیک ورنہ وہ اس قابل ہے کہ اس کے متبادل دوسرا ہر لحاظ سے مکمل امام ملنے پر اسے فارغ کر دیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جائے۔

(4) ایک رکن سے دوسرے رکن کو جاتے وقت **الله** کی لام کو لمبا کرنا چاہیئے۔اس کے برعکس اگر یوں کیا کہ الف کو بڑھایا جیسے **آللہ**...یا...**اکبر** کی باء کو کھینچا جیسے **اکبار** تو معنی فاسد ہونے کی بناء پر نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر اکبر کی راء کو طویل کیا مثلاً یوں **اکبرررررر** تو یہ خلافِ سنت ہے۔

اللہ تعالیٰ بالکل سنت کے مطابق نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

## امام کے دعا مانگنے سے پہلے چلا جانا کیسا؟

**مسئلہ :۔** ﴿جلد سوم ...... صفحہ ٦٥﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں زید کہتا ہے کہ نمازِ فریضہ بجماعت جو شخص ادا کرلے تو اس پر لازم ہے کہ جب تک امام بعدِ سلام کے دعا نہ مانگے،تب تک مقتدی بھی دعا نہ مانگے اگرچہ کیسا ہی ضروری کام ہو خواہ نمازِ فجر ہو یا ظہر ہو یا عصر ہو یا مغرب یا عشاء۔اگر امام سے پہلے دعا مانگ کر مقتدی اٹھ جائے گا تو وہ گناہ گار ہو جائے گا اور امام کی اطاعت سے نکل جائے گا۔عمرو کہتا ہے کہ اگر امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی امام کی اطاعت سے نکل گیا اب مقتدی کو اختیار ہے کہ وہ انتظارِ دعائے امام کرے یا نہ کرے اگر انتظار کیا تو فبھا ورنہ چلے آنے سے گناہ گار نہ ہوگا اور نہ اطاعتِ امام سے دور۔"

اب علمائے دین کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کا پورا پورا ثبوت کیوں نہ دیا جائے کہ زید کا قول ثابت ہے یا عمرو کا؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## [الجواب]

عمرو کا قول صحیح ہے۔ ہاں! جماعت کے ساتھ دعا میں برکت ہے، اس کے لئے انتظار بہتر ہے اور اگر کوئی ضرورت جلدی کی ہو تو جا سکتا ہے کوئی حرج نہیں، ورنہ مسلمانوں کی جماعت کے خلاف بات پسندیدہ نہیں۔

**وضاحت وخلاصہ :۔**

چونکہ اجتماعیت میں برکت ہے لھذا بہتر ہے کہ جماعت کے اختتام پر امام ودیگر نمازیوں کے ساتھ دعا مانگ کر جایا جائے، چنانچہ اگر اس کے لئے تھوڑا بہت انتظار بھی کر لیا جائے تو اس میں اپنا ہی ذاتی فائدہ ہے۔ لیکن اگر نفس کی سستی کی بناء پر نہیں بلکہ کسی کو واقعی کوئی ضروری کام ہے تو وہ اپنی انفرادی دعا مانگ کر بھی جا سکتا ہے۔ اس صورت میں اسے قابلِ ملامت تصور کرنا مناسب نہیں۔

اللہ تعالیٰ اجتماعی دعا کی برکات سے سب کو مالا مال فرمائے۔ آمین

## دعا کس رخ مانگی جائے؟

**مسئلہ :۔** ﴿جلد سوم ...... صفحہ ٦٦﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کے بعد چاروں جہات (یعنی مشرق، مغرب، شمال، جنوب) میں سے کسی ایک جہت کو متوجہ ہو کر دعا کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور ہندوستان کے لئے ان چاروں جہت میں سے کوئی جہت مخصوص ہے یا نہیں؟

## [الجواب]

جہتِ قبلہ ہر جگہ افضل ہے، مگر امام کے لئے کہ بعدِ سلام اسے قبلہ رو رہنا مکروہ ہے۔ دہنے یا بائیں پھر جائے یا مقتدیوں کی طرف منہ کر لے اگر سامنے کوئی نماز

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پڑھتا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

☆یوں تو بعدِ نماز یا اس کے علاوہ جس سمت بھی رخ کر کے دعا مانگی جائے جائز ودرست ہے، لیکن قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا مستحب ہے۔ لیکن کعبۃ اللہ کی جانب رخ کر کے دعا مانگنے کا افضل ہونا غیرِ امام لئے ہے، امام اگر نماز پڑھانے کے بعد دعا مانگنا چاہے تو دائیں یا بائیں پھر جائے کیونکہ مدنی آقا ﷺ کا یہی معمول تھا جیسا کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں سرکارِ دوعالم ﷺ دائیں جانب پھرتے تھے۔

☆اور یوں بھی کر سکتا ہے کہ مقتدیوں کی جانب رخ کر لے جیسا کہ حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھ لیتے تو ہم پر اپنے چہرہ سے متوجہ ہوتے۔(بخاری)

لیکن یہ اسی صورت میں جائز ہوگا کہ جب اس کے سامنے کوئی نمازی نماز نہ پڑھ رہا ہو اگر پڑھ رہا ہو تو پھر اس سمت رخ نہ کرے کیونکہ بہار شریعت (حصہ سوم) میں ہے کہ "کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، یونہی دوسرے شخص کو نمازی کی طرف منہ کرنا بھی ناجائز گناہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مسئلے پر بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## نماز میں الحمد و سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

**مسئلہ :۔** ﴿جلد سوم ...... صفحہ ٦٧﴾

آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ درمیانِ نماز میں ہر الحمد شریف سے پہلے اور قل ھو اللہ شریف سے، بسم اللہ شریف پڑھنا چاہیے؟ الحمد للہ سے پہلے کی بسم اللہ کافی ہوگی یا قل ھو اللہ سے پہلے بھی پڑھنا چاہیے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## [الجواب]

سورۂ فاتحہ کی ابتداء میں تو تسمیہ پڑھنا سنت ہے اور بعد کو اگر کوئی سورت یا شروع سورت کی آیتیں ملائے تو ان سے پہلے تسمیہ پڑھنا مستحب ہے پڑھے تو اچھا' نہ پڑھے تو حرج نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

### وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصہ یہ ہوا کہ سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا سنت اور اس کے بعد ملائی جانے والی سورت یا آیات سے قبل مستحب۔ پہلی صورت میں ترکِ بسم اللہ مکروہ اور دوسری صورت میں ترکِ افضل۔

اللہ تعالیٰ الحمد و سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

## کیا نماز میں پڑھی جانے والی ہر چیز کے معانی سیکھنا فرض ہیں ؟

**مسئلہ :۔** ﴿جلد سوم ......صفحہ ۷۴﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں زید کہتا ہے کہ ہر ایک مسلمان مرد و عورت عاقل بالغ پر جیسے کہ نماز کا پڑھنا فرض ہے،ویسے ہی نماز کے معنی اپنی زبان (یعنی اردو وغیرہ) میں یاد کر لینا بھی فرض ہے۔ پھر بوقتِ نماز جو لفظ،زبانِ عربی میں پڑھا جائے اس کے معنی بغور دل میں سمجھ لینا بھی فرض ہے، پس (جو شخص) باوجود طاقت ہونے کے سیکھنے سکھانے میں سستی کرے یا معنی جانتا ہے اور وقت پر بے غوری کرے،ایسے شخص کی نماز کا پھل کیا ہوگا،دنیا و آخرت میں ؟ بینوا توجروا

## [الجواب]

ان دونوں باتوں سے کچھ فرض نہیں بغیر ان کے بھی سر سے فرض اتر جانے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کا پھل حاصل ہے۔فی الاشباہ لاتستحب اعادتھا لترك الخشوع وفی الغمز عن الملتقط قول بعض الزھاد من لم یکن قلبه فی الصلوٰۃ لاقیمة لصلاته لیس بشیٔ الخ۔(یعنی اشباہ میں ہے کہ ترکِ خشوع کی بنا پر نماز کا اعادہ مستحب نہیں اور غمز میں ملتقط کے حوالے سے ہے کہ بعض زاہدوں کے اس قول کی کوئی حقیقت نہیں کہ جس کا دل نماز میں حاضر نہ ہو اس کی نماز کی کوئی قیمت نہیں۔)

ہاں نماز کا کمال، نماز کا نور، نماز کی خوبی، فہم و تدبر و حضورِ قلب پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ :۔

معلوم ہوا کہ نماز کی فرضیت کی ادائیگی کے لئے نہ تو پہلے سے الحمد و ساتھ ملائی جانے والی سورت وغیرہ کے معانی کا سیکھنا فرض ہے اور نہ ہی نماز ادا کرتے ہوئے ان معانی و مفہومات کا دل میں حاضر کرنا ضروری۔ چنانچہ ان دونوں چیزوں کے بغیر بھی انسان فرض کی ادائیگی کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے گا۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ نماز میں جتنا زیادہ حضورِ قلب حاصل ہو گا اتنا ہی ثواب میں اضافہ ہو گا اور نماز کی اتنی ہی زیادہ برکات بھی ظاہر ہوں گی۔ اور دل کو حاضر رکھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کے معانی بھی سیکھ لئے جائیں، اور نماز پڑھتے ہوئے ان معانی پر غور و تفکر بھی جاری رہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نماز میں خشوع و خضوع و حضورِ قلب عطا فرمائے۔ آمین

## بعدِ نماز مصلے کا کنارہ موڑنے کا مسئلہ

**مسئلہ :۔** ﴿جلد سوم ...... صفحہ ۷۵﴾

اکثر دیہات میں نماز پڑھ کر جب اٹھتے ہیں، کونا مصلی کا الٹ دیتے ہیں، اس کا شرعاً ثبوت ہے یا نہیں؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## [الجواب]

ابنِ عساکر نے تاریخ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "**الشیاطین یستعملون ثیابکم فاذا نزع احدکم ثوبه فلیطوه حتی ترجع الیها انفاسها فان الشیطان لایلبس ثوبا مطویا** ...... شیطان تمھارے کپڑے اپنے استعمال میں لاتے ہیں تو کپڑا اتار کر تہہ کر دیا کرو کہ اس کا دم راست (یعنی درست) ہو جائے کہ شیطان تہہ کئے ہوئے کپڑے کو نہیں پہنتا۔"

معجم اوسط طبرانی کے لفظ یہ ہیں "**اطووا ثیابکم حتی ترجع الیها ارواحها فان الشیطان اذا وجد ثوبا مطویا لم یلبسه وان وجده منشورا لبسه** ...... کپڑے لپیٹ دیا کرو کہ ان کی جان میں جان آئے اس لئے کہ شیطان جس کپڑے کو لپٹا ہو دیکھتا ہے اسے نہیں پہنتا اور جسے پھیلا ہوا پاتا ہے اسے پہنتا ہے۔"

ابن ابی الدنیا نے قیس ابن ابی حازم سے روایت کی، "**قال من فراش یکون مفروشا لاینام علیه احد الانام علیه الشیطان** ...... جہاں کوئی بچھونا بچھا ہو جس پر کوئی سوتا نہ ہو اس پر شیطان سوتا ہے۔"

ان احادیث سے اس کی اصل نکل سکتی ہے اور پورا لپیٹ دینا بہتر ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

## وضاحت وخلاصہ :-

چونکہ مذکورہ احادیثِ کریمہ سے بچھے ہوئے کپڑے کو شیطان کا استعمال کرنا ثابت ہوتا ہے اور مصلیٰ بھی ایک بچھونا ہے کہ جس پر نماز ادا کی جاتی ہے: لھذا بہتر ہے کہ اسے بعدِ استعمال لپیٹ دیا جائے۔ چونکہ صرف کونہ موڑ دینا لپیٹنا نہیں کہلاتا لھذا چاہیے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہ اسے پورا پلیٹ دیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## نامِ سرکار ﷺ سن یا کہہ کر درودِ پاک پڑھنے کا شرعی حکم

**مسئلہ :۔** ﴿جلد سوم ...... صفحہ ۸۱﴾

قبلہ وکعبہ دارین دام ظلکم (یعنی دنیا وآخرت میں ہمارے لئے اکتسابِ فیض کے مرکز، اللہ تعالیٰ آپ کے سائے کو دراز فرمائے)، کلمہ طیبہ شریف جب ورد کر کے پڑھا جائے تو اس میں ہر کلمہ پر جب نامِ نامی حضورِ اقدس صلعم (ﷺ) کا آئے درود پڑھنا چاہیے یا ایک مرتبہ جب وہ جلسہ (یعنی مجلس) ختم کرے؟ بینوا توجروا

### [الجواب]

جوابِ مسئلہ سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ معلوم کیجئے۔ سوال میں نامِ پاک حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ بجائے ﷺ، صلعم لکھا ہے، یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے.. کوئی صلعم لکھتا ہے.. کوئی عم.. کوئی (ص)... اور یہ سب بے ہودہ ومکروہ وسخت ناپسند وموجب محرومی شدید (یعنی شدید محرومی کا سبب) ہے۔ اس سے بہت سخت احتراز چاہیے۔ اگر تحریر میں ہزاروں جگہ نامِ پاکِ حضورِ اقدس ﷺ آئے تو ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا جائے۔ ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو، علماء نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے، یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد (یعنی شدید ترین) حکم لکھ دیا ہے۔

علامہ طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں، "**ویکرہ الرمز بالصلوٰۃ والترضی بالکتابۃ بل یکتب ذلک کلہ بکمالہ وفی بعض المواضع من التتار خانیہ من کتب علیہ السلام بالھمزۃ والمیم یکفر لانہ**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**تخفیف وتخفیف الانبیاء کفر بلاشك ولعله ان صح النقل فهو مقید بقصد والا فالظاهر انه لیس بکفر وکون لازم الکفر کفرابعد تسلیم کونه مذهبا مختارامحله اذا کان اللزوم بین نعم الاحتیاط فی الاحتراز عن الایهام والشبهة۔** (یعنی ﷺ کی جگہ (ص) اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی جگہ (رض) لکھنا مکروہ ہے، بلکہ اسے کامل طور پر لکھا جائے، تاتارخانیہ میں بعض مقامات پر ہے "جس نے درود وسلام ہمزہ اور میم کے ساتھ لکھا اس نے کفر کیا کیونکہ ایسا کرنا تخفیف ہے اور انبیاء (علیہم السلام) کی تخفیف بلاشک وشبہ کفر ہے۔ اور اگر یہ قول صحت کے ساتھ منقول ہو تو یہ اس بات کے ساتھ مقید ہوگا کہ (کفر اس وقت ہے کہ) کرنے والا تخفیف کے ارادے کے ساتھ ایسا کرے، ورنہ ظاہر یہی ہے کہ وہ کافر نہیں اور لزومِ کفر سے کفر اس وقت ثابت ہوگا جب اسے مذہبِ مختار تسلیم کیا جائے اور اس کا محل وہ ہوتا ہے جہاں لزوم بیان شدہ اور ظاہر ہو، ہاں احتیاط اس میں ہے کہ ایہام وشبہ سے بچا جائے۔ (حاشیہ۔ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار۔ مقدمۃ الکتاب)"

اب جوابِ مسئلہ لیجئے نام پاکِ حضور پر نور سیدِ عالم ﷺ مختلف جلسوں (یعنی مجلسوں) میں جتنی بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ اگر نہ پڑھے گا، گنہگار ہوگا اور سخت وعیدوں میں گرفتار۔ ہاں! اس میں اختلاف ہے کہ "اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا۔۔ یا۔۔ سنا تو ہر بار واجب ہے۔۔ یا۔۔ ایک بار کافی ہے اور ہر بار مستحب ہے"۔ بہت علماء قولِ اول کی طرف گئے، ان کے نزدیک تو ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے۔ اگر ایک مرتبہ بھی چھوڑا گنہگار ہوا۔ مجتبیٰ ودر مختار وغیرھما میں اسی قول کو مختار واضح کہا۔

**فی الدر المختار اختلف فی وجوبها علی السامع والذاکر کلما ذکر صلی الله علیه وسلم والمختار تکرار الوجوب کلما ذکر ولو**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**اتحد المجلس في الاصح اھ بتلخیص** (یعنی اس بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کا نامِ پاک لیا جائے تو ذکر کرنے والے اور سننے والے دونوں پر درود پڑھنا واجب ہے یا نہیں۔ اصح مذہب پر مختار قول یہی ہے کہ ہر بار درود پڑھنا واجب ہے، چاہے مجلس ایک ہی ہو۔ اھ خلاصۃ)

دیگر علماء نے بنظرِ آسانیٔ امت (یعنی امت کی آسانی کی جانب نظر کرنے کے سبب)، قولِ دوم اختیار کیا، ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود ادائے واجب کے لئے کفایت کرے گا، زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا، مگر ثوابِ عظیم و فضلِ جسیم سے بے شک محروم رہا، کافی وقنیہ وغیرھما میں اسی قول کی تصحیح کی۔

**في رد المحتار صحه الزاهدی فی المجتبی لکن صحح فی الکافی وجوب الصلوٰة مرة فی کل مجلس کسجود التلاوة للحرج الاانه یندب تکرار الصلوٰة فی المجلس الواحد بخلاف السجود وفی القنیه قیل یکفی فی المجلس مرة کسجدة التلاوة وبه یفتی وقد جزم بهذا القول المحقق ابن همام فی زادا لفقیر اھ ملتقطا۔** (ردالمحتار میں ہے کہ اسے زاہدی نے مجتبیٰ میں صحیح قرار دیا ہے، لیکن کافی میں حرج و تنگی کو دور کرنے کی غرض سے ہر مجلس میں ایک ہی دفعہ درود کے وجوب کو درست کہا ہے، جیسا کہ سجدۂ تلاوت (کا حکم ہے) البتہ ایک ہی مجلس میں درود کی تکرار مستحب و مندوب ہے، بخلاف سجدۂ تلاوت کے۔ قنیہ میں ہے کہ ایک مجلس میں ایک ہی دفعہ درود پڑھنا کافی ہے جیسا کہ سجدۂ تلاوت (کا حکم ہے) اور اسی پر فتویٰ ہے۔ ابنِ ہمام نے زادالفقیر میں اسی قول پر جزم فرمایا ہے۔)

بہر حال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں ہیں اور نہ کرنے میں بلاشبہہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذھبِ قوی پر گناہ و معصیت۔ عاقل کا کام نہیں کہ اسے ترک کردے۔ وباللہ التوفیق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ :۔

خلاصہ سے قبل مجلس کا مطلب معلوم کرنا بہتر رہے گا۔ انسان کی ایک نشست شرعی لحاظ سے ایک مجلس کہلاتی ہے۔ اب ایک نشست کی مقدار کیا ہوتی ہے؟ اس کے لئے درجِ ذیل مسئلہ یاد رکھیں۔

مسئلہ :۔ تین لقمے کھانے، تین گھونٹ کوئی چیز پینے، تین کلمے بولنے، تین قدم میدان میں چلنے[1]، نکاح یا خرید و فروخت کرنے، لیٹ کر سو جانے.. یا.. کپڑا وغیرہ سینے سے مجلس بدل جائے گی۔ ہاں، کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنا، قرأت و تسبیح و تہلیل و درس و وعظ میں مشغول ہونا مجلس کو نہیں بدلے گا۔ (در مختار، رد المحتار)

اب خلاصہ یہ ہے کہ نامِ پاک سرکار ﷺ سننا یا پڑھنا دو حال سے خالی نہ ہو گا۔

(1) ایک ہی مجلس میں لیا ہے۔ (2) مختلف مجلسوں میں لیا ہے۔

بصورتِ ثانی بالاتفاق درودِ پاک پڑھنا واجب ہے۔ بصورتِ اول پھر دو حال سے خالی نہیں۔

﴿i﴾ ایک بار نامِ پاک لیا۔ ﴿ii﴾ ایک سے زیادہ بار لیا۔

بصورتِ اول بالاتفاق درود پڑھنا واجب۔ اور بصورتِ ثانی اختلاف ہے۔

☆ بعض کے نزدیک اب بھی ہر مرتبہ درودِ پاک پڑھنا واجب ہے، نہیں پڑھے گا تو گناہ گار ہو گا۔

☆ اور بعض کے نزدیک صرف ایک مرتبہ پڑھنا واجب اور اس کے بعد ہر مرتبہ پڑھنا مستحب و باعثِ اجر و ثواب و بلندیٔ درجات۔

---

1 :۔ میدان کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اگر کوئی شخص چھوٹے مکان میں ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک بھی چلا جائے تو وہ ایک ہی مجلس کہلاتی ہے یعنی اس صورت میں مجلس تبدیل نہ ہو گی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس صورت میں اگرچہ انسان باربار نہ پڑھنے کی وجہ سے گناہ گار تو نہ ہوگا لیکن چونکہ اس میں ثواب میں کمی اور بعض علماء کے نزدیک گناہ گار ہونا بھی لازم آتا ہے، لھذا بہتر یہی ہے کہ ہر بار درودِپاک پڑھ لیا جائے۔

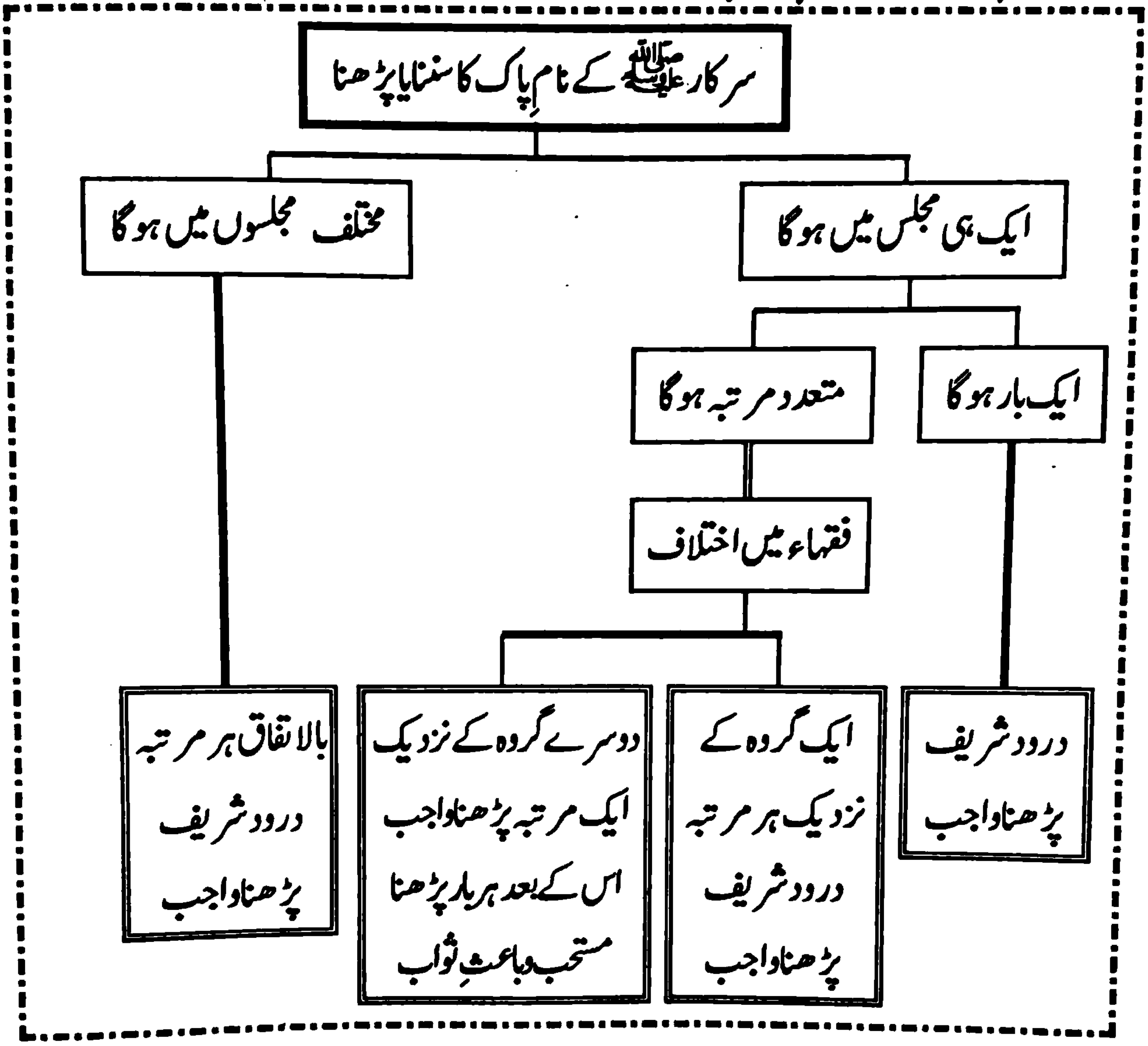


ضمناً یہ بھی معلوم ہوا کہ درودِپاک کی جگہ صلعم یا (ص)..رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ (رض)..اور..رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ (رح) وغیرہ لکھنا مکروہ وناپسندیدہ اور شدید محرومی کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ پورا درودِپاک لکھنے اور نامِ اقدس ﷺ سننے پر درودِپاک پڑھنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# بآوازِ بلند ذکرِ الٰہی کرنے کی شرائط

**مسئلہ :۔** ﴿جلد سوم ...... صفحہ ۸۵﴾

وظیفہ یا درود شریف بآوازِ بلند پڑھنا درست ہے یا نہیں ؟ ان معاملات میں کچھ شبہہ ہے اور کچھ دلیل بھی ہوئی لھذا دریافت کی ضرورت ہوئی۔

## [الجواب]

**مکرمی السلام علیکم ورحمة الله وبر کاته** . درود شریف خواہ کوئی وظیفہ بآوازِ بلند نہ پڑھا جائے جبکہ اس کے باعث کسی نمازی یا سوتے یا مریض کی ایذاء ہو یا ریاء آنے کا اندیشہ ہو...اور... اگر کوئی محذور (یعنی رکاوٹ) نہ موجود ہو، نہ مظنون (یعنی نہ اس کا گمان ہو) تو عندالتحقیق (یعنی تحقیق یہ ہے کہ) کوئی حرج نہیں تاہم اخفاء (یعنی اس جواز کے باوجود آواز پست کرنا ہی) افضل ہے۔ **کما فی الحدیث خیر الذکر الخفی** (جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ذکر میں سے سب سے بہتر ذکرِ خفی ہے)۔ واللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ :۔**

خلاصہ یہ ہوا کہ بآوازِ بلند ذکر واذکار دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

[1] اس کے باعث ریاء میں مبتلاء ہونے..یا..کسی نمازی یا مریض یا سونے والے کو تکلیف پہنچنے کا یقین یا غالب گمان ہے۔

[2] نہیں ہے۔

بصورتِ اول ممنوع اور بصورتِ ثانی جائز۔ لیکن صورتِ ثانی میں بھی اگر آواز کو پست رکھ کر ہی ذکر کیا جائے تو افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ ذکر کرتے وقت مذکورہ مسئلے کو یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیحضرت رضی تعالیٰ عنہ اور فتاویٰ رضویہ سے
اخذ شدہ فتاویٰ پر مشتمل ایک مفید تالیف

سلسلہ نمبر
9

# رہنمائے کامل

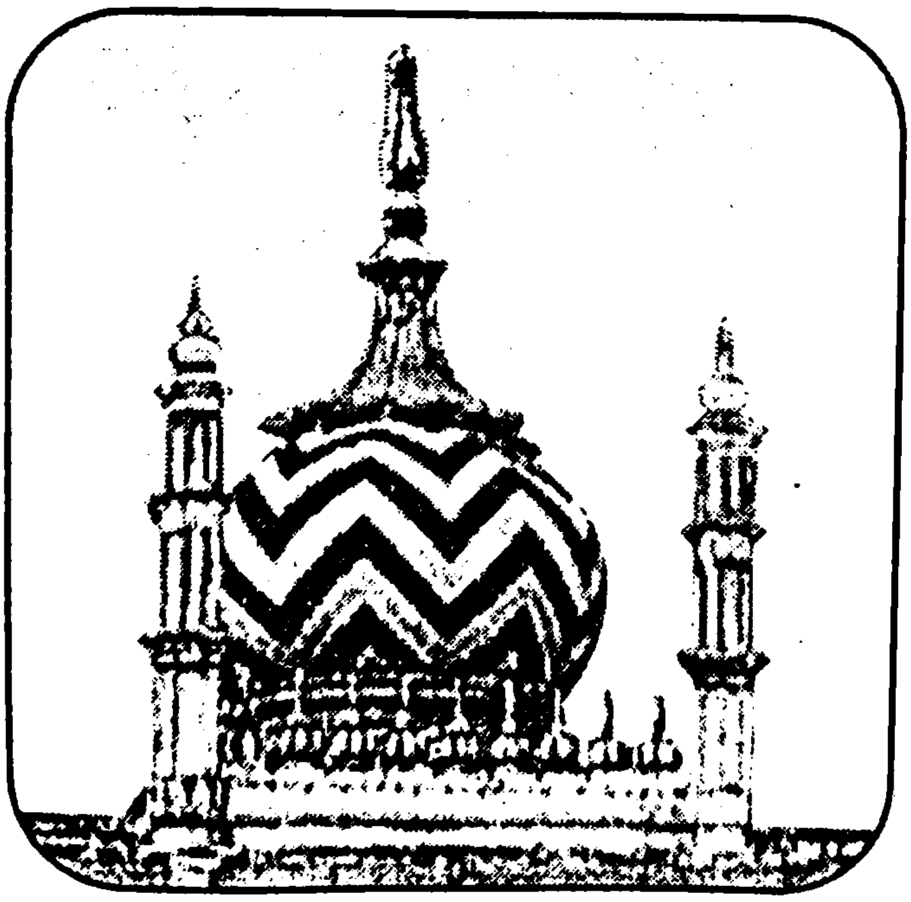

مصنفہ

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## پہلے اسے پڑھئے

الحمد للہ عزوجل "رہنمائے کامل" کے مقبول ومعروف سلسلے کا نواں حصہ بعد اشاعت آپ کے سامنے ہے۔اس مرتبہ اس کے بارے میں حضرت علامہ مولانا جناب عون محمد سعیدی صاحب مدظلہ العالی کے تاثرات شاملِ اشاعت کئے گئے ہیں۔

نئے شاملِ مطالعہ ہونے والے مسلمان بھائیوں کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ ان فتاویٰ میں جہاں کہیں قوسین () میں تحریر نظر آئے، اسے بغرضِ تسہیل ادارے کی جانب سے زیادتی تصور کیا جائے۔نیز عربی عبارات کا ترجمہ، حواشی اور نقشہ جات بھی ادارے کی طرف سے ہیں۔باقی تمام تحریر اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کی ہے۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کی حیاتِ پاک کے بارے میں مفید معلومات کے لئے اس سلسلے میں شائع کردہ سابقہ رسائل کا مطالعہ کیا جائے۔

اس مرتبہ زیادہ تر مسائل نماز باجماعت سے متعلقہ شامل کئے گئے ہیں۔

نوٹ:۔حوالہ جات کے سلسلے میں اکثر مقامات پر "رضا فاؤنڈیشن" کی تخریج پر اعتماد کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو بعافیت اختتام تک پہنچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز)

محمد اجمل عطاری

۲ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق 28 مئی 2001ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# تاثرات

## سرمایۂ اہلسنت،عاشقِ ماہ رسالت ﷺ،حامئ سنت ،قاطعِ بدعت

## حضرت علامہ مولانا حافظ عون محمد سعیدی دامت برکاتھم العالیہ

مدرس مدرسہ حسینیہ نزد سبزی منڈی بیرون ملتانی گیٹ بہاول پور و لیکچرر گورنمنٹ ڈگری کالج خیر پور ٹامیوالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامہ محمد اکمل عطاری مدظلہ العالی، اھلِ سنت کے ان نو وارد مصنفین میں سے ہیں جن کی کتابوں نے صحیح معنی میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔آپ ملت کے نبض شناس اور وقت کے تقاضوں کو سمجھنے والے مصنف ہیں۔آپ کی تقریباً تمام کتابیں اسلام کے پریکٹیکل موضوعات پر مبنی ہیں، جن کی ہر خاص و عام مسلمان کو ضرورت ہے اور پھر اندازِ بیان بھی ایسا شائستہ ہے کہ آنکھوں کے راستے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔

میں چشمِ بصیرت سے یہ بات کہہ سکتا ہوں ،اگر علامہ صاحب اسی طرح لکھتے رہے تو جلد ہی وہ نام نہاد مؤلفین جو اپنے آپ کو جدت کا علمبردار سمجھتے ہیں اور لوگ اپنی کم علمی اور ان کی سہل نگاری کی بنا پر ان کو اسلام کا بہترین مؤلف سمجھتے ہیں، واپس اپنی کمین گاہوں میں چلے جائیں گے۔

حسن پہ ہر اک مہ پارہ لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا

علامہ صاحب کی کتابیں ظاہری و باطنی خوبیوں سے آراستہ اور علم و تحقیق کا خزانہ ہوتی ہیں۔ ہر ایک سطر سے دل و دماغ کو بالیدگی اور جسم و روح کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے علامہ صاحب کو ذہن رسا کا مالک بنایا ہے۔جہاں آپ کی نظر مشکل ترین کتابوں کو دادِ تحقیق دے رہی ہوتی ہے وہاں قاری کا ذوق اور اس کی علمی سطح بھی پیشِ نظر ہوتی ہے۔اتنے تھوڑے عرصہ میں اتنی زیادہ کتابیں دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنا کوئی بھی لمحہ ضائع نہیں ہونے دیتے۔امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ارواحِ مقدسہ آپ کے کام کو دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھی ہوں گی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کا آخری سانس لیتے ہوئے بھی ایک فقہی مسئلہ کا حل پیش فرمایا تھا اور کچھ وہی رنگ یہاں جھلکتا محسوس ہو رہا ہے۔

پیغام رسانی سے پتہ چلتا ہے
لفظوں کی روانی سے پتہ چلتا ہے
طاقت ہے میرے ذہن کے پیچھے کوئی
القائے معانی سے پتہ چلتا ہے

میرے نزدیک آپ کی تصانیف کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ دیگر مصنفین کی طرح وقت گزاری اور عوام الناس کو الفاظ کے ڈھیر سے بہلانے کے بجائے آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں بامقصد تحریر اور فقہی مسائل کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں جس کے نتیجہ میں قاری بے شمار احادیث نبویہ اور مسائل فقہیہ سے روشناس ہو جاتا ہے۔ مسائلِ فقہیہ کے ساتھ ساتھ تزکیہ نفس کی اس طرح کی اصلاحی کاوش پہلی مرتبہ دیکھنے میں آئی ہے۔

اور یقیناً یہ **امیرِ اھلِ سنت، امیر دعوتِ اسلامی حضرت علامہ الیاس قادری** دامت برکاتھم العالیہ کا ہی فیضانِ نظر ہے کہ جن کی زیرِ تربیت سینکڑوں ذرے، آفتاب ...اور... قطرے، دریا بننے کے لئے مچل رہے ہیں۔

دیکھی بات ہے، نہ سر بستہ راز ہے
ان کی گلی کا بندہ بھی بندہ نواز ہے

"**رھنمائے کامل**" علامہ صاحب کی بہت اہم کاوش ہے۔ میرے نزدیک اس کی تین اہم وجوہات ہیں۔

1۔ وہ فقہی مسائل جن کے بارے میں اکثر علماء کو پریشانی لاحق رہتی ہے اور بوقتِ سوال وہ آئیں بائیں شائیں کر کے رہ جاتے ہیں، ان کا حل بڑی وضاحت کے ساتھ "فتاویٰ رضویہ" میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سالہا سال پہلے پیش فرمادیا تھا مگر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس جیسی ضخیم کتاب کی مطلوبہ جلد کا انتخاب ،متعلقہ باب سے مسائل کوتلاش کرنا اور پھر اس کا صحیح مطلب سمجھنا بہت کٹھن کام ہے۔اس لئے عام طور پر یہ تکلف گوارہ ہی نہیں کیا جاتا۔ علامہ صاحب نے امتِ مسلمہ پر احسان فرماتے ہوئے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور چھوٹے چھوٹے رسائل کی صورت میں انتہائی عرق ریزی کے ساتھ مسائلِ ضروریہ کو عام فہم انداز میں مرتب کرنے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ (اے اللہ !اس میں روز بروز زیادتی عطا فرما۔)

2﴾ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات اوران کی تحریر کوسہل انداز میں پیش کرنا وقت کی اہم ضرورت تھی مگر اب تک اس سلسلے میں بے حد سستی برتی گئی جس کے نتیجہ میں وہ تحریریں مقبول ہوگئیں جن کی حیثیت اعلیٰ حضرت کے سامنے ٹھیکری کے برابر بھی نہ تھی ۔اب جب کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیقی تحریریں منظرِ عام پر آئیں گی تو حقیقت کا سورج اوھامِ باطلہ کی اوٹ سے نکل کر دوبارہ اپنی ضیأ پاشیاں شروع کردے گا اور پروپیگنڈہ تصانیف ،بوریا بستر سمیٹ کر اپنے وطن کوسدھار جائیں گی۔

3﴾ کتاب کے شروع میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح بھی درج کی جاتی ہے ،اس طرح آپ پر لگائے گئے جھوٹے الزامات کا گردوغبار نیچے بیٹھ جائے گا اور آپ کی شخصیت دنیا کے سامنے آفتابِ نیم روز کی طرح روشن اورعیاں ہوجائے گی۔

اللہ عزوجل کی بارگاہِ بے کس پناہ میں مخلصانہ التجاء ہے کہ علامہ صاحب کوعمرِ خضر عطا فرمائے اورامیر اہلِ سنت کے زیرِ سایہ اسی طرح سرعتِ رفتار سے کام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی کتابوں کوقبولیتِ عامہ اورشہرتِ تامہ حاصل ہوتی چلی جائے۔

این دعا ازمن وزجملہ جہاں آمین باد

[illegible] حیدری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## عرضِ مؤلف

بارگاہ الٰہی کے مقبول ولی، دربارِ رسول ﷺ سے تائید یافتہ اور چودھویں صدی کے مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت جناب احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کا نام نامی اسمِ گرامی، علمی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اس منتخب کردہ بندے کو بے شمار عظیم صفات سے متصف فرمایا، جن کا مطالعہ کرنا یقیناً قلوب میں ان کی عظمت واہمیت میں اضافے کا سببِ عظیم واقع ہوگا۔ اوران شاء اللہ عزوجل، اللہ تعالیٰ کے ان جیسے نیک وپرہیز گار وباکردار بندوں کے ساتھ عقیدت ومحبت کا تعلق دنیا وآخرت میں کئی لحاظ سے نفع بخش ثابت ہوگا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے درجِ ذیل واقعہ پیشِ خدمت ہے۔

**فرمانِ رسول ﷺ پر یقین کامل:۔**

حضرت مولانا ظفر الدین بہاری (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) عام طور پر چکی کے پسے ہوئے آٹے کی روٹی اور بکری کا قورمہ تناول فرماتے تھے۔ گائے کا گوشت نقصان کا باعث بنتا تھا، لھذا نہ کھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی دعوت کی اور اتفاقاً گائے کے گوشت کے کباب کا اہتمام کیا۔ آپ کے ساتھ سید حبیب اللہ صاحب بھی تھے، عرض گزار ہوئے،''گائے کا گوشت آپ کے موافق نہیں اگر فرمائیں تو میزبان سے کہہ دیا جائے کہ کسی اور چیز کا انتظام کرے؟'' آپ نے فرمایا،''یہ میری عادت نہیں۔'' لھذا میزبان کی تکلیف کے پیشِ نظر وہی کباب تناول فرمالئے۔ اسی دن مسوڑھوں پر ورم ہوگیا اور اتنا بڑھا کہ منہ اور حلق بالکل بند ہوگیا۔ اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں کہ'' بمشکل تھوڑا دودھ حلق سے اتارتا تھا، بات بالکل نہ کرسکتا تھا۔ یہاں تک کہ آہستہ قرأت پر بھی قادر نہ تھا، چنانچہ سنتیں بھی کسی کی اقتداء میں ادا کیا کرتا تھا۔ جو بات کرنی ہوتی لکھ کر کرتا۔ بخار بھی بہت شدید ہوگیا اور کانوں کے پیچھے گلٹیاں نکل آئیں۔'' ایک طبیب کو لایا گیا۔ ان دنوں بریلی میں مرضِ طاعون بشدت تھا۔ ان صاحب نے بغور دیکھ کر سات یا آٹھ مرتبہ کہا'' یہ وہی ہے، یہ وہی ہے یعنی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

طاعون۔" میں چونکہ بات نہ کر سکتا تھا اس لئے جواب نہ دے سکا، حالانکہ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ صاحب غلط کہہ رہے ہیں۔ نہ مجھے طاعون ہے، نہ کبھی ہو سکتا ہے کیونکہ میں طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا وہ دعا پڑھ چکا ہوں جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، "جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے، وہ اس بلا سے محفوظ رہے گا۔ وہ دعا یہ ہے، "**اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا**۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے اس مصیبت سے عافیت دی، جس میں تجھے مبتلاء فرمایا اور مجھے بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔" میں نے جن جن امراض میں مبتلاء مریضوں اور جن جن بلاؤں میں گرفتار مصیبت زدوں کو دیکھ کر یہ دعا پڑھی، الحمد للہ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں اور بعونہ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔

آخر شب میں درد بڑھا، میرے دل نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، "**اللھم صدق الحبیب وکذب الطبیب**۔ (یعنی اے اللہ اپنے حبیب ﷺ کی تصدیق فرما اور طبیب کو جھوٹا کر دے۔)"۔ اس دعا کے ساتھ ہی کسی نے میرے کان پر منہ رکھ کر کہا "مسواک اور سیاہ مرچیں۔" میں نے قریب بیٹھے ہوئے شخص کو پاس بلایا اور کسی نہ کسی طرح اشارے سے دونوں چیزیں لانے کو کہا۔ جب دونوں چیزیں آ گئیں تو میں نے بدقتِ تمام مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا اور دانتوں میں مسواک رکھ کر سیاہ مرچ کا سفوف چھوڑ دیا کہ دانتوں نے بند ہو کر دبا لیا۔ پسی ہوئی مرچیں اسی راہ سے داڑھوں تک پہنچائیں۔ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کلی خالص خون کی آئی۔ مگر کوئی اذیت و تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ اس کے بعد ایک کلی خون کی اور آئی۔ بحمد اللہ تعالیٰ وہ گلٹیاں جاتی رہیں اور منہ کھل گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ "آپ کا وہ طاعون بفضلہٖ تعالیٰ دفع ہو گیا۔" دو تین روز میں بخار بھی جاتا رہا۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ))

اللہ تعالیٰ ہمیں اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) جیسا ایمانِ کامل نصیب فرمائے۔ امین

محمد اکمل قادری عطاری

۴ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق 28 مئی 2001ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

# جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والا مشرک؟

**مسئلہ:** ﴿جلد ثانی صفحہ ۱۹۲﴾

جناب مولوی صاحب !دام اقبالکم (یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی عزت کو دوام عطا فرمائے۔) بعد سلام علیک کے ملتمس (یعنی عرض گزار) ہوں کہ اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''جس نے نماز کو چھوڑا اس میں اور مشرک میں کچھ فرق نہیں۔'' تو یہ عرض ہے کہ اگر یہ بات سچ ہے تو اکثر لوگ بے نماز ہیں، کیا وہ سب لوگ شرک میں داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ جو کچھ آیت وحدیث کا اس بارہ میں حکم ہو تحریر فرمایئے تاکہ معلوم ہو۔ بینوا توجروا

## الجواب

بلاشبہ حدیث میں آیا ہے کہ ''ہم میں اور مشرکوں میں فرق نماز کا ہے۔'' اس میں شک نہیں کہ جو نماز کا تارک ہے وہ مشرکوں کے فعل میں ان کا شریک ہے۔ پھر اگر دل سے بھی نماز کو فرض نہ جانے.. یا.. ہلکا سمجھے (یعنی معمولی وحقیر گمان کرے) جب تو سچا مشرک، پورا کافر ہے۔ ورنہ اس کا یہ کام کافروں مشرکوں کا سا ہے اگرچہ وہ حقیقۃً کافر مشرک نہ ٹھہرے۔

**واللہ تعالیٰ اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ نماز ترک کرنا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

[1] اس کی فرضیت واہمیت کا قائل رہتے ہوئے، محض سستی کی وجہ سے ہے۔

[2] اس کی فرضیت کے منکر ہونے.. یا.. اسے حقیر وکم تر ومعمولی سمجھنے کی بناء پر ہے۔

بصورتِ اول انسان مشرک تو نہ ہوگا، لیکن گناہِ کبیرہ کا مرتکب اور مشرکین سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فعل میں مشابہت رکھنے والا ضرور ہے۔اور بصورتِ ثانی بحکمِ حدیث کافر ومشرک ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو بے نمازی پن کی نحوست سے جلد از جلد نجات عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## بلا عذر نماز قضا کرنے والا فاسق ہے

**مسئلہ:۔** ﴿جلد ثانی صفحہ ۱۹۴﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ایک وقت کی نماز قضا کرنے سے بھی آدمی فاسق کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

## الجواب

ہاں جو ایک وقت کی نماز بھی قصدا بلا عذرِ شرعی ،دیدہ ودانستہ قضا کرے' فاسق ومرتکب کبیرہ ومستحقِ جہنم ہے۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

معلوم ہوا کہ ایک نماز بھی جان بوجھ کر، بلا کسی شرعی عذر کے ترک کرنے والے کو فاسق کہنا بالکل درست ہے، نیز وہ اس گناہِ کبیرہ کے ارتکاب کی بناء پر ''توبہ نہ کرنے کی صورت میں'' عذابِ جہنم کا مستحق بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں پابندئ نماز کی توفیق مرحمت فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## تبلیغ دین کے لئے گھروں سے نکلنا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد ثانی صفحہ ۱۹۹﴾

☆ کیا فرماتے ہیں علمائے دین وہادیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ کچھ غریب مسلمان، انجمن خادم الساجدین کے، بغرضِ تبلیغِ صلوٰۃ، شہر سے باہر مواضعات میں ایسی جگہ پر پیدل اور دھوپ اور پیاس کی تکلیف اور بلا کسی ذاتی نفع کے فی سبیل اللہ آدھی رات سے اٹھ کر گئے اور دوسرے دن واپس آئے۔ بعض لوگ اس میں بھوکے پیاسے بھی شامل تھے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تقریباً ایک سو مسلمان مستعدِ نماز ہو گئے ان کے واسطے کیا اجر ہے تا کہ آگے کو ہمت بڑھے؟

☆ ایک شخص انجمن سے باہر کا سوال کرتا ہے، "یکہ (یعنی گھوڑا گاڑی) میں چلو اوران سے (یعنی تبلیغ کے لئے لے کر جانے والوں سے) کرایہ لو، کل خرچہ کھانے پینے کا لو اور اس میں رکھا ہی کیا ہے کوئی اپنے لئے نماز پڑھے گا تم کیوں کوشش کرو ہو؟" وہ شخص کیسا ہے اورلوگوں کی ہمت شکستہ کرے ہے؟

## الجواب

پہلے لوگوں (یعنی انجمن سے وابستہ تبلیغ کے لئے جانے والوں) کے لئے ان کی نیتِ نیک پر اجرِ عظیم ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں۔ "لان یھدی اللہ بك رجلا خیر لك مما طلعت علیہ الشمس۔ (یعنی: اللہ تعالیٰ ایک شخص کو تیرے ذریعہ سے ہدایت عطا فرمادے تو یہ تیرے لئے تمام روئے زمین کی سلطنت ملنے سے بہتر ہے۔)

﴿جامع صغیر مع فیض القدیر حدیث ۷۲۱۹﴾

ہدایت کو آتے جاتے جتنے قدم ان کے پڑیں (گے) ہر قدم پر دس نیکیاں ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ "وَنَکْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَھُمْ۔ ہیں اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے۔ ﴿سورۃ یٰس آیت ۱۲۔ پ ۲۲﴾

اور جو بغیر سواری کے نہ جا سکتا ہو اس کا سواری مانگنا کچھ جرم نہیں، یوں ہی خرچِ راہ بھی لے سکتا ہے، مگر یہ کہنا "تم کیوں کوشش کرتے ہو؟"، شیطانی قول ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر (یعنی نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا) فرض ہے، فرض سے روکنا شیطانی کام ہے۔ بنی اسرائیل میں جنہوں نے مچھلی کا شکار کیا تھا وہ بھی بندر کر دیئے گئے تھے اور جنہوں نے انہیں نصیحت کرنے کو منع کیا تھا کہ "لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا نِ اللّٰہُ مُھْلِکُھُمْ اَوْ مُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا۔ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا۔ ﴿سورۃ الاعراف ۱۶۴۔ پ ۹﴾

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تقریباً ایک سو مسلمان مستعدِ نماز ہو گئے ان کے واسطے کیا اجر ہے تاکہ آگے کو ہمت بڑھے؟

☆ ایک شخص انجمن سے باہر کا سوال کرتا ہے، ''یکہ (یعنی گھوڑا گاڑی) میں چلو اور ان سے (یعنی تبلیغ کے لئے لے کر جانے والوں سے) کرایہ لو، کل خرچہ کھانے پینے کا لو اور اس میں رکھا ہی کیا ہے کوئی اپنے لئے نماز پڑھے گا تم کیوں کوشش کرو؟ ہو؟'' وہ شخص کیسا ہے اور لوگوں کی ہمت شکستہ کرے ہے؟

## الجواب

پہلے لوگوں (یعنی انجمن سے وابستہ تبلیغ کے لئے جانے والوں) کے لئے ان کی نیتِ نیک پر اجرِ عظیم ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''**لان یھدی اللہ بك رجلا خیر لك مما طلعت علیه الشمس**۔ (یعنی: اللہ تعالیٰ ایک شخص کو تیرے ذریعہ سے ہدایت عطا فرمادے تو یہ تیرے لئے تمام روئے زمین کی سلطنت ملنے سے بہتر ہے۔)

﴿جامع صغیر مع فیض القدیر حدیث ۷۲۱۹﴾

ہدایت کو آتے جاتے جتنے قدم ان کے پڑیں (گے) ہر قدم پر دس نیکیاں ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ''**وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ**۔ ہیں اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے۔ ﴿سورۃ یس آیت ۱۲۔ پ ۲۲﴾

اور جو بغیر سواری کے نہ جا سکتا ہو اس کا سواری مانگنا کچھ جرم نہیں، یوں ہی خرچِ راہ بھی لے سکتا ہے، مگر یہ کہنا ''تم کیوں کوشش کرتے ہو؟''، شیطانی قول ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر (یعنی نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا) فرض ہے، فرض سے روکنا شیطانی کام ہے۔ بنی اسرائیل میں جنہوں نے مچھلی کا شکار کیا تھا وہ بھی بندر کر دیئے گئے تھے اور جنہوں نے انہیں نصیحت کرنے کو منع کیا تھا کہ ''**لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا نِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا**۔ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا۔ ﴿سورۃ الاعراف ۱۶۴۔ پ ۹﴾

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ بھی تباہ ہوئے اور نصیحت کرنے والوں نے نجات پائی اور یہ کہنا کہ ''اس میں رکھا ہی کیا ہے؟'' سب سے سخت کلمہ ہے اس کہنے والے کو تجدیدِ اسلام اور تجدیدِ نکاح چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:

خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ دین کی سربلندی اور احکام شریعہ کو عملی طور پر نافذ کرنے کی غرض سے دور دراز علاقوں میں جانا اور اس راہ میں آنے والی تکالیف پر حصولِ ثواب اور رضائے الٰہی کی نیت سے خوش دلی کے ساتھ صبر کرنا ''بے شمار نیکیوں کے حصول اور بلندیٔ درجات کا سببِ عظیم ہے۔ نیز اگر کوئی واقعی مستحق وضرورت مند ہو تو اس سلسلے میں پیسوں یا سواری یا کھانے پینے کے اخراجات کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

اس کے برعکس اس جیسے بابرکت کام میں رکاوٹیں ڈالنے کی نیت سے ہمت توڑنے والے جملے کہنا۔۔یا۔۔اس کام کو بے فائدہ بتانا شیطانی کاموں میں سے ہے۔

اور اگر کوئی اس فرض وواجب کام کے بارے میں یوں کہے کہ ''اس میں رکھا ہی کیا ہے؟'' تو اسے احتیاطاً تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا کیونکہ اس نے ایسا کلام کیا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی فرض کردہ عبادت کی تحقیر وتوہین کا پہلو نکلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کی ترقی کے سلسلے میں اپنے عیش وآرام کو ترک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہِ النبی الامین ﷺ

## بعد نمازِ عصر قرآنِ پاک کی تلاوت کا حکم

**مسئلہ:۔** ﴿جلد ثانی صفحہ ۲۵۹﴾

نمازِ عصر کے بعد قرآن شریف پڑھنا دیکھ کر یا زبانی، امامِ اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## الجواب

بعدِ نمازِ عصر، تلاوتِ قرآنِ عظیم جائز ہے دیکھ کر ہو یا خواہ یاد پر۔ مگر جب آفتاب قریبِ غروب پہنچے اور وقتِ کراہت آئے اس وقت تلاوت التوی (یعنی بند) کی جائے اور اذکارِ الٰہیہ کیے جائیں کہ آفتاب نکلتے اور ڈوبتے اور ٹھیک دوپہر (یعنی زوال) کے وقت نماز ناجائز ہے اور تلاوت مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت و خلاصہ:

معلوم ہوا کہ من جانبِ شریعت تین اوقات ایسے ہیں کہ جن میں کسی بھی قسم کی نماز (فرض، واجب، سنت، نفل) اور تلاوتِ قرآنِ پاک ممنوع ہے۔ وہ تین اوقات یہ ہیں۔

﴿1﴾ سورج نکلنے کے بیس (۲۰) منٹ بعد تک۔ اسے طلوعِ آفتاب کہتے ہیں۔

﴿2﴾ سورج مکمل طور پر غائب ہونے سے بیس (۲۰) منٹ پہلے تک۔ اسے غروبِ آفتاب کہا جاتا ہے۔...اور...

﴿3﴾ ٹھیک دوپہر کے وقت۔ اسے وقتِ زوال اور ضحوۂ کبریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص تلاوتِ قرآنِ پاک کر رہا تھا کہ یہ اوقات شروع ہو گئے تو اسے چاہیئے کہ تلاوت موقوف کر دے۔ اب اگر چاہے تو اتنی دیر ذکرِ الٰہی کرتا رہے کہ وقتِ مکروہ گزر جائے۔

**نوٹ**:۔ آج کل اوقات کی پہچان کے لئے اوقات کے کلینڈر بآسانی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ آپ بھی ضرور بضرور اسے اپنے گھر میں رکھیں۔ یہ دائمی کلینڈر ہوتا ہے چنانچہ ایک مرتبہ خریدا ہوا کلینڈر ان شاء اللہ عزوجل آپ کی پوری زندگی کام آتا رہے گا۔ آپ کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

علاقے میں جہاں کہیں دعوتِ اسلامی کے اجتماعات منعقد ہوتے ہوں، ان کے باہر اسٹال سے انھیں ہدیۃً حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اس میں آپ کو آٹھ خانے نظر آئیں گے۔

تیسرے میں طلوعِ آفتاب لکھا ہوگا۔ اس کے نیچے جو بھی وقت ہو اس میں بیس منٹ جمع فرمالیں۔ یہ "۲۰ منٹ" پہلا مکروہ وقت ہوا۔

چوتھے خانے میں ضحوۂ کبریٰ لکھا نظر آئے گا۔ جب کہ اس سے اگلے خانے میں وقتِ ظہر لکھا ہوگا۔ ضحوۂ کبری کے نیچے لکھے ہوئے وقت سے لے کر وقتِ ظہر کے نیچے تحریر شدہ وقت تک "زوال کا وقت" ہے۔

پھر ساتویں خانے میں ملاحظہ فرمائیے وقتِ مغرب لکھا ہوا ہے۔ اس کے نیچے لکھے ہوئے وقت میں بیس مزید جمع فرمائیں۔ یہ "۲۰ منٹ" غروبِ آفتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اوقات کی معرفت حاصل کر کے اپنی عبادات کو مکروہ ہونے سے بچانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## ناپاک زمین پر نماز ادا کرنے کا طریقہ

**مسئلہ:** ﴿جلد ثانی - صفحہ ۳۶۹﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو ایسی جگہ نماز کا وقت آیا کہ دور دور تک زمین تر اور ناپاک ہے اگر سجدہ کرتا ہے تو کپڑے تر ہو کر ناپاک ہوتے ہیں اور کوئی ایسی چیز نہیں کہ نیچے بچھا کر اس پر کپڑا پاک ڈال کر نماز پڑھے۔ تو ایسی صورت میں کس طرح نماز ادا کرے، اشارہ سے یا سجدہ ورکوع سے۔ بینوا توجروا

## الجواب

شرع مطہر کسی وقت کسی سوال کے جواب سے عاجز نہیں مگر ایسی صورت میں قبل از وقوع (یعنی اس قسم کی کوئی صورت حال درپیش ہونے سے پہلے) بے اندیشۂ صحیحہ وقوع (یعنی کوئی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صورت) فرض کر کے سوال کرنا وبال لانا ہے اور کبھی اسے (یعنی سائل کو) مشکل میں مبتلاء کر دیتا ہے۔ حدیث میں ہے۔ ''نهی رسول الله ﷺ عن نفل المسائل۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے مسائل پوچھنے سے منع فرمایا ہے۔)

رہا سوال کا جواب، وہ قرآنِ مجید میں موجود ہے کہ ''لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔)

﴿سورہ البقرۃ ۲۸۶۔پ ۳﴾

''فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ (یعنی تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے)

﴿سورہ تغابن ۱۶۔پ ۲۸﴾

''مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ (اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔) ﴿سورہ الحج ۷۸۔پ ۱۷﴾

نماز کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:

مذکورہ جواب سے دو باتیں صراحۃً معلوم ہوئیں۔

☆ خود اپنے پاس سے صورتیں فرض کر کے علماء کرام سے سوال کرنا بسا اوقات انسان کے لئے وبال و آزمائش کا سبب بن سکتا ہے۔ لھذا بلا ضرورت کثرتِ سوال سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

☆ چونکہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اس کی ہمت سے زیادہ کام کا حکم ارشاد نہیں فرماتا چنانچہ مذکورہ صورت میں اس شخص کو چاہیئے کہ کھڑے کھڑے اشارے سے نماز ادا کرے، ان شاء اللہ عزوجل ذمہ داری سے عہدہ براء ہو جائے گا۔۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بے جا سوالات سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ امین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## بارش کے لئے اذان دینا

**مسئلہ:**۔ ﴿جلد ثانی صفحہ ۳۷۰﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں ،اذان دینی واسطے بارش کے درست ہے یانہیں؟

## الجواب

درست ہے،**اذ لاحظر من الشرع** (یعنی اس لئے کہ اس بارے میں شریعت کی جانب سے کوئی ممانعت نہیں ہے۔) اذان ذکرِ الٰہی ہے اور بارش رحمتِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی باعثِ نزولِ رحمتِ الٰہی۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

**وضاحت وخلاصہ:**

چونکہ بارش اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور ذکرِ الٰہی رحمتِ الٰہی کے نزول کا سبب بنتا ہے لھذا بارش کے لئے اذان کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اور چونکہ کسی بھی عمل کے ناجائز ہونے..یا..اس پر ناجائز کا حکم لگانے کے لئے شریعت کی جانب سے ممانعت پر مشتمل دلیل کا پیش کیا جانا لازم وضروری ہوتا ہے، نیز کسی دلیلِ ممانعت کا نہ ہونا ہی عمل کو جائز قرار دینے کے لئے ایک دلیلِ عظیم ہے، چنانچہ بارش کے حصول کے لئے اذان بھی جائز ودرست ہو گی کیونکہ اس کے عدمِ جواز پر کوئی دلیل پیش نہیں کی جا سکتی۔

اللہ تعالیٰ مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## عیسائی کی چھوئی ہوئی مٹھائی کھانے کا حکم

**مسئلہ:**۔ ﴿جلد ثانی-صفحہ ۱۲۶﴾

حضرت مخدومی دامت برکاتھم بعد آداب خادمانہ التماس خدمتِ اطہر کہ مسئلہ مندرجہ ذیل سے جلد غلام کو سرفراز فرمائیں ،عیسائی کے ہاتھ کی چھوئی ہوشیرینی قابلِ استعمال ہے یانہیں؟ مثلاً زید عیسائی ہے اور بکر مسلمان ہے۔زید نے بازار سے مٹھائی لی اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بکر کو قبل اپنے کھانے کے احتیاط کے ساتھ دے دی تو بکر استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

بکر مسلمان اپنے یہاں سے کتھا چونا زید کو دے دیتا ہے اور جب ضرورت ہوتی ہے تو بکر اپنے یہاں سے پانی وغیرہ اس کتھے چونے میں ڈال دیتا ہے اور اپنے ہی یہاں کے پانی سے بکر پان وغیرہ بھگو دیتا ہے بلکہ زید خود احتیاط رکھتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو پانی بکر کے یہاں سے اس میں استعمال کے واسطے منگوالیتا ہے اس حالت میں بکر پان زید کے ہاتھ کا استعمال کر سکتا ہے یا نہیں؟

## الجواب

نصاریٰ کے مذھب میں خونِ حیض کے سوا شراب پیشاب پاخانہ غرض کوئی بلا اصلاً ناپاک نہیں وہ ان چیزوں سے بچنے پر ہنستے اور اپنی ساختہ تہذیب کے خلاف سمجھتے ہیں تو ان کا ظاہر حال نجاسات سے متلوث (یعنی آلودہ) ہی رہتا ہے۔

امام ابن الحاج مکی مدخل میں فرماتے ہیں "**یتعین علی من له امران یقیم من الاسواق من یشتغل بهذا السبب (یرید بیع الاشربة الدوائیة کشراب العناب وشراب البنفسج وغیر ذلک )من اهل الکتاب لان النصاری عند هم ابوالهم طاهرة ولایتذینون بترک نجاسة الادم الحیض فقط فالشراب الماخوذ من النصاری الغالب علیه انه متنجس۔**

(یعنی صاحب اختیار کا فرض ہے کہ وہ ان اہلِ کتاب کو بازاروں سے اٹھادے جو اس کام میں مشغول ہیں (یعنی دوائیوں پر مبنی مشروبات جیسے عناب اور بنفشہ وغیرہ کا شربت بیچتے ہیں ۔) کیونکہ عیسائی اپنے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں اور وہ خونِ حیض کے علاوہ کسی نجاست کو چھوڑنے کا عقیدہ نہیں رکھتے ۔لہذا عیسائیوں سے حاصل کردہ مشروب غالب گمان کے مطابق ناپاک ہوتا ہے۔﴿المدخل .فصل فی ذکر الشراب الذی یستعمله المریض ﴾)

استفسارات ردنصاریٰ کے سترھویں استفسار میں ہے، "مسلمان لوگ بول وبزار

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اورخون سے آلودہ رہنے کو عقلاً بھی نامستحسن جانتے ہیں اور عیسائی لوگ اس بات پر انہیں ہنسا کرتے ہیں تو ان کو چھوئی ہوئی تر چیزوں کا استعمال شرعاً مطلقاً مکروہ وناپسند جیسے بھیگے ہوئے پان اگرچہ مسلمان ہی کے پانی سے بھیگے ہوں۔ **كما حققنا ذلك في كتابنا الاحلى من السكر لطلبة سكر روسر** (یعنی جیسا کہ ہم نے اسے اپنی کتاب ''الاحلی من السکر لطلبۃ سکر روسر'' میں تحقیق سے بیان کیا ہے۔)[1]

اوراس کے علاوہ یہاں ایک دقیقہ انیقہ (باریک ونادر نکتہ) اور ہے جو اس کراہت کو تر وخشک دونوں کو شامل اور اشد وکامل کرتا ہے (یعنی ایک باریک نکتہ ایسا بھی ہے کہ جس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا ان حضرات کی اشیاء چاہے خشک ہوں یا تر دونوں صورتوں میں ان کا استعمال مکروہ ہے، اور وہ نکتہ یہ ہے کہ) شرع مطہر میں جس طرح گناہ سے بچنا فرض ہے یونہی مواضع تہمت (یعنی ایسے مقامات کہ جہاں لوگ بدگمانی کا شکار ہوکر طعنہ زنی کریں) سے احتراز ضرور ہے اور بلاوجہ شرعی اپنے اوپر طعن کا دروازہ کھولنا ناجائز اور مسلمانوں کو اپنی غیبت وبدگوئی میں مبتلاء کرنے کے اسباب کا ارتکاب ممنوع اور انہیں اپنے سے نفرت دلانا قبیح وشنیع۔ احادیث واقوال ائمہ دین سے اس پر صدہا دلائل ہیں۔ **وقد ذكرنا بعضها في كتاب الحظر من فتاونا وفي غيره من تصانيفنا منها الحديث الصحيح بشروا ولاتنفروا**۔ (یعنی ہم نے اپنے فتاویٰ کی کتاب الحظر اور دوسری تصانیف میں اس کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے اس سے ایک صحیح حدیث یہ ہے: ''خوشخبری دو، متنفر نہ کرو۔'')

﴿صحیح بخاری باب ماکان النبی المجلد الاول صحیفة ١٦﴾

وحدیث، **اياك وما يتعذر منه** (جس بات سے عذر پیش کرنا پڑے اس سے بچو۔

﴿اتحاف السادة المتقين بيان ذم الحرص والطمع﴾

وحدیث، **اياك وما يسؤ الاذن** (جو بات کان کو اچھی نہ لگے اس سے بچو۔)

﴿مسند امام احمد بن حنبل حديث ابولفاديه﴾

1:۔ ان شاء اللہ عزوجل یہ بہترین رسالہ عنقریب انتہائی عام فہم طرز تحریر میں منظر عام پر لایا جارہا ہے۔ ادارہ)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وحديث، من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقفن مواقف التهم الى غير ذلك من النصوص (جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمتوں کی جگہ پر کھڑا نہ ہو۔ اس کے علاوہ دیگر نصوص ہیں۔)

﴿مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی باب ادراک الفریضۃ﴾

تو اپنا کتھا چونا دینا، اپنے پانی سے پان بھگونا، ساری احتیاط کرنا مگر پان عیسائی کے ہاتھ کا ہونا، اس میں سوائے اس کے کیا نفع ہے کہ مسلمان نفرت کھائیں، بدنام کریں، متہم جانیں، غیبت میں پڑیں۔ اسی طرح جب اس کے یہاں کی شیرینی' مفاسد کا دروازہ کھولتی ہو، تو اس سے بھی احتراز (یعنی بچنا) شرعاً درکار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:

معلوم ہوا کہ عیسائی حضرات کی اشیاء چاہے خشک ہوں.. یا.. تر' دو وجوہات کی بناء پر استعمال کرنا ممنوع ہیں۔

[1] ان حضرات کا گندی وناپاک اشیاء سے پرہیز نہ کرنا۔

[2] استعمال کرنے والے مسلمان پر دیگر مسلمان بھائیوں کی طرف سے طعنوں، غیبتوں اور بدگمانیوں کا دروازہ کھل جانے کا صحیح خطرہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی اشیاء کے استعمال سے بچنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## اقامت میں امام ومقتدی کب کھڑے ہوں؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد ثانی - صفحہ ۳۹۱﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید دعوی کرتا ہے کہ "جب تک سب مقتدی کھڑے نہ ہولیں اور صف سیدھی نہ ہو اور امام اپنی جا نماز پر کھڑا نہ ہو تب تک اقامت نہ کہی جائے اور عمرو دعوی کرتا ہے کہ مقتدی اور امام کو پہلے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہی سے کھڑا ہونا ضروری نہیں بلکہ اقامت شروع کی اور مؤذن "حی علی الفلاح" تک پہنچ جائے اس وقت امام ومقتدی کھڑے ہوجائیں۔اور جس وقت "قد قامت الصلوٰۃ" کہے تب امام تکبیر کہے۔" اب ان دونوں میں کون حق پر ہے؟۔

دیگر صورت مسئلہ یہ ہے اگر کوئی شخص نماز جمعہ میں امام کو تشہد میں پائے یا سجدہ سہو میں، اب جمعہ اس کا ادا ہو گیا یا نہیں؟

## الجواب

عمرو حق پر ہے۔کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے، یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں آیا اور تکبیر ہو رہی ہے وہ اس کے تمام تک کھڑا نہ رہے بلکہ بیٹھ جائے یہاں تک کے مکبر "حی علی الفلاح" تک پہنچے اس وقت کھڑا ہو۔وقایہ میں ہے،

"یقوم الامام والقوم عند "حی علی الفلاح "یشرع عند "قد قامت الصلوٰۃ۔(یعنی امام اور نمازی "حی علی الصلوۃ "پر کھڑے ہوں اور "قد قامت الصلوۃ" کے الفاظ پر امام نماز شروع کردے۔).....﴿شرح الوقایه .باب الاذان﴾)

محیط وہندیہ میں ہے،

"یقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن "حی علی الفلاح "عند علمائنا الثلاثة هوالصحیح ۔(یعنی ہمارے تینوں ائمہ کے نزدیک جب اقامت کہنے والا "حی علی الفلاح" کہے تو اس وقت امام اور تمام نمازی کھڑے ہوں اور یہی صحیح ہے۔)

جامع المضمرات وعالمگیریہ وردالمحتار میں ہے،

"اذا دخل الرجل عندالاقامة یکره له الانتظار ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قوله "حی علی الفلاح ۔(یعنی جب کوئی نمازی تکبیر کے وقت آئے تو وہ بیٹھ جائے کیونکہ کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے پھر جب مؤذن "حی علی الفلاح" کہے تو اس وقت کھڑا ہو۔)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اسی طرح بہت سے کتب میں ہے۔

**اقول ولاتعارض عندی بین قول الوقایۃ واتباعھا یقومون عند"حی علی الصلوۃ "والمحیط والمضمرات ومن معھا عند"حی علی الفلاح" فانا اذا حملنا الاول علی الانتھا والآخر علی الابتداء اتحد القولان ای یقومون حین یتم المؤذن "حی علی الصلوۃ ویاتی علی الفلاح وھذا ما یعطیہ قول المضمرات یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح ولعل ھذا اولی مما فی مجمع الانھر من قولہ وفی الوقایۃ ویقوم الامام والقوم عند "حی علی الصلوۃ "ای قبیلہ اھ** ۔(یعنی میں کہتا ہوں کہ" صاحب وقایہ اوران کے متبعین "حی علی الصلوۃ "کے موقع پر کھڑا ہونے کا قول کرتے ہیں اور صاحب محیط ،مضمرات اوران کی جماعت "حی علی الفلاح "کے وقت کھڑا ہونے کا قول کرتے ہیں ۔"میرے نزدیک ان میں کوئی تعارض نہیں ۔اس لئے کہ ہم پہلے قول کو انتہا اور دوسرے کو ابتداء پر محمول کریں تو دونوں قول متحد ہو جاتے ہیں ۔یعنی جب مؤذن "حی علی الصلوٰۃ "پورا کر کے "حی علی الفلاح "کہے تو کھڑے ہوں اوراس کی تائید مضمرات کے ان الفاظ سے ہوتی ہے،" اس وقت کھڑا ہو جب مؤذن "حی علی الفلاح" پر پہنچے اور یہ اس سے بہتر ہے جو مجمع الانہر میں اس کا قول ہے ۔وقایہ میں ہے کہ امام اورنمازی "حی علی الصلوۃ" کے وقت یعنی اس سے تھوڑا پہلے کھڑے ہوں ۔اھ )

یہ اس صورت میں ہے کہ امام بھی وقتِ تکبیر مسجد میں ہو اوراگر وہ حاضر نہیں تو مؤذن جب تک اسے آتا نہ دیکھے ،تکبیر نہ کہے نہ اس وقت تک کوئی کھڑا ہو **لقولہ** ﷺ **لاتقوموا حتی ترونی** (یعنی کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم کھڑے نہ ہو یہاں تک کہ مجھے دیکھ لو۔)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پھر جب امام آئے اور تکبیر شروع ہو اس وقت دو صورتیں ہیں،

☆اگر امام صفوں کی طرف سے داخلِ مسجد ہو تو جس صف سے گزرتا چلا جائے وہی صف کھڑی ہوتی جائے اور اگر سامنے سے آئے تو اسے دیکھتے ہی سب کھڑے ہو جائیں۔

☆اگر خود امام ہی تکبیر کہے تو جب تک پوری تکبیر سے فارغ نہ ہولے مقتدی اصلاً کھڑے نہ ہوں بلکہ اگر اس نے تکبیر مسجد سے باہر کہی تو فراغ پر بھی کھڑے نہ ہوں جب وہ مسجد میں قدم رکھے اس وقت قیام کریں۔

ھندیہ میں عبارت مذکور ہے،

”فاما اذا کان الامام خارج المسجد فان دخل المسجد من قبل الصفوف فکلما جاوز صفا قام ذلك الصف والیه مال شمس الائمة الحلوانی والسرخسی وشیخ الاسلام خواھر زادہ وان کان الامام دخل المسجد من قدامھم یقومون کما راؤا االامام وان کان المؤذن واحدا فان قام فی المسجد فالقوم لایقومون مالم یفرغ عن الاقامة وان اقام خارج المسجد فمشائخنا اتفقوا علی انھم لایقومون مالم یدخل الامام المسجد ویکبر الامام قبیل قوله قد قامت الصلوة قال الشیخ الامام شمس الائمة الحلوانی وھوالصحیح ھکذا فی المحیط۔ (یعنی اگر امام مسجد سے باہر ہو اگر وہ صفوں کی جانب سے مسجد میں داخل ہو تو جس صف سے گزرے وہ صف کھڑی ہو جائے۔ شمس الائمہ الحلوانی، سرخسی، شیخ الاسلام خواہر زادہ اسی طرف گئے ہیں اور اگر امام ان کے سامنے سے مسجد میں داخل ہو تو اسے دیکھتے ہی تمام مقتدی کھڑے ہو جائیں۔ اگر مؤذن اور امام ایک ہی ہے پس اگر اس نے مسجد کے اندر ہی تکبیر کہی تو قوم اس وقت تک کھڑی نہ ہو جب تک وہ تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے اور اگر اس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نے خارج از مسجد تکبیر کہی تو ہمارے تمام مشائخ اس پر متفق ہیں کہ لوگ اس وقت تک کھڑے نہ ہوں جب تک امام مسجد میں داخل نہ ہو۔ اور امام "قد قامت الصلوة" سے تھوڑا پہلے تکبیر تحریمہ کہے۔ امام شمس الائمہ حلوانی کہتے ہیں کہ یہی صحیح ہے۔ محیط میں اسی طرح ہے۔

﴿فتاوی هنديه .الفصل الثانی فی كلمات الاذان والاقامة﴾

جمعہ بھی ہمارے امام کے نزدیک اس بارے میں مثل اور نمازوں کے ہے سلام سے پہلے جو شریک ہولیا اس نے جمعہ پالیا، دو ہی رکعت پڑھے۔ درمختار میں ہے، "من ادركها فی تشهد اوسجود سهو علی القول به فيها يتمها جمعة خلافا لمحمد۔ (یعنی جس شخص نے جمعہ کی نماز میں تشہد یا سجدہ سہو میں اس قول پر جو جمعہ میں سجدہ سہو کا قول کرتے ہیں امام کو پایا تو وہ نماز کو جمعہ کے طور پر پورا ادا کرے۔ اس میں امام محمد کا اختلاف ہے۔)

﴿درمختار . كتاب الصلوة باب الجمعة﴾

## وضاحت وخلاصہ:

عام فہم خلاصہ یہ ہوا کہ تکبیر دو حال سے خالی نہیں۔

☆ موذن کہہ رہا ہے۔............یا............ ☆ امام۔

صورتِ اول پھر دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ امام مسجد میں حاضر ہے............یا............﴿2﴾ نہیں۔

بصورتِ اول امام ومقتدی حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔ بصورتِ ثانی موذن اس وقت تک تکبیر نہ کہے جب تک امام کو نہ دیکھ لے۔

اب جب امام مسجد میں حاضر ہوگا تو دو حال سے خالی نہیں۔

(1) نمازیوں کے پیچھے کی طرف سے آئے گا۔۔یا۔۔

(2) آگے کی جانب سے۔

بصورتِ اول جس صف کے پاس سے گزرے وہ کھڑی ہوتی جائے۔ اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بصورتِ ثانی اسے دیکھتے ہی سب کھڑے ہوجائیں۔

بصورتِ ثانی (یعنی جب کہ امام تکبیر لگائے) امام دو حال سے خالی نہیں۔

(۱) مسجد میں تکبیر کہہ رہا ہے۔۔۔یا۔۔

(۲) مسجد سے باہر ہے۔

بصورتِ اول مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب کہ وہ مکمل طور پر تکبیر کہہ چکے۔ بصورتِ ثانی اس وقت کھڑے ہوں کہ جب وہ فراغت کے بعد مسجد کے اندر قدم رکھے۔

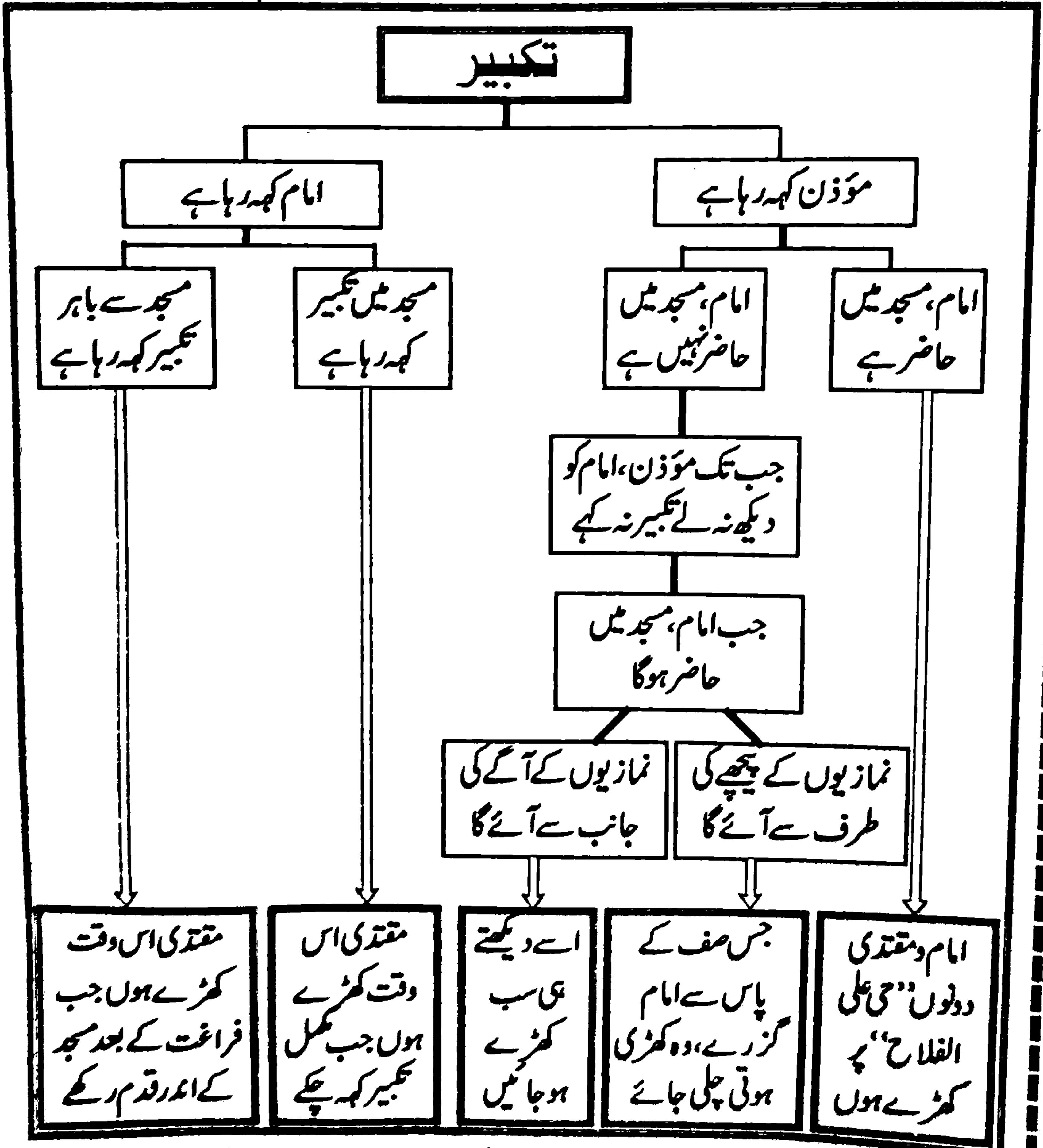


اللہ تعالیٰ ہمیں مذکورہ مسئلے کی صورتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نماز کے لئے کھڑے ہونے کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## دوبارہ اذان دینے سے رکنے کا مسئلہ

**مسئلہ** :۔ (جلد ثانی - صفحہ ۴۰۲)

ایک بار اذان ہو چکی، کسی دوسرے شخص نے لاعلمی میں پھر اذان پڑھنا شروع کر دی درمیان میں کسی ہمسایہ نے اطلاع دی کہ پڑھی جا چکی ہے۔ اب یہ شخص معارک جائے یا اذان کو پورا پڑھے؟

## الجواب

اگر مسجد، مسجدِ محلہ ہے جہاں کے لئے امام و جماعت متعین ہے اور جماعت اولی ہو چکی ہے اور اب کچھ لوگ جماعت کو آئے اور ان کو اذان کی خبر نہ تھی اور شروع کی اور اطلاع ہوئی تو معارک جائے اور اگر مسجد عام ہے مثلاً مسجدِ بازار و سرا و اسٹیشن و جامع تو ہرگز نہ رکے، اذان پوری کرے، ممانعت جہالت ہے۔ اور اگر مسجد محلہ یا عام ہے اور جماعت اولی بھی نہ ہوئی تو اختیار ہے چاہے رک جائے یا پوری کرے اور اتمام (یعنی تمام کرنا) اولی ہے۔

**وذلك لان فی الاولی اعادۃ الاذان لجماعۃ ثانیۃ فی مسجد محلۃ وھو لایجوز وفی الثانیۃ اعادۃ لجماعۃ اخری فی مسجد شارع وھو مسنون فلایترك وفی الثالثۃ لانھی ولاطلب فیخیر واتمام ذکر شرع فیہ افضل سیما وقد استحسنوا التثویب** ۔ (اور یہ اس لئے ہے کہ پہلی صورت میں محلے کی مسجد میں دوسری جماعت کے لئے دوبارہ اذان دی جارہی ہے جو کہ ممنوع ہے اور دوسری صورت میں شارع عام کی مسجد میں دوسری جماعت کے لئے اذان کا اعادہ ہے اور یہ مسنون ہے، چنانچہ ترک نہ کیا جائے گا۔ تیسری صورت نہ منع ہے اور نہ حکم، پس اب اسے اختیار ہے اور جب شروع کر لی گئی تو اب اسے مکمل کرنا افضل ہے خصوصاً اس حال میں جب کہ فقہاء نے ''تثویب'' کے عمل کو مستحسن قرار دیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:

خلاصہ یہ ہوا کہ اذان دوحال سے خالی نہ ہوگی۔

★ مسجدِ محلہ میں ہے کہ جہاں امام و جماعت متعین ہے۔

★ کسی مسجدِ عام میں ہے۔

بصورتِ ثانی اذان دینے والا نہ رکے..نیز روکنا جہالت ہے۔اور صورتِ اول دوحال سے خالی نہیں۔

{1} جماعت ہوچکی ہے......یا......{2} نہیں ہوئی۔

بصورتِ اول فوراً رک جائے...اور...بصورتِ ثانی اختیار ہے کہ چاہے رک جائے، چاہے پوری کرے۔اور اس صورت میں پوری کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

نوٹ:۔ مسجدِ عام میں اذان ثانی سے روکنا جہالت اس لئے قرار دیا ہے کہ ایسی مساجد میں تو من جانب شریعت حکم ہی یہ ہے کہ جب ایک جماعت فارغ ہوکر چلی جائے تو اگلی آنے والی نئی جماعت اذان واقامت دوبارہ کہے۔

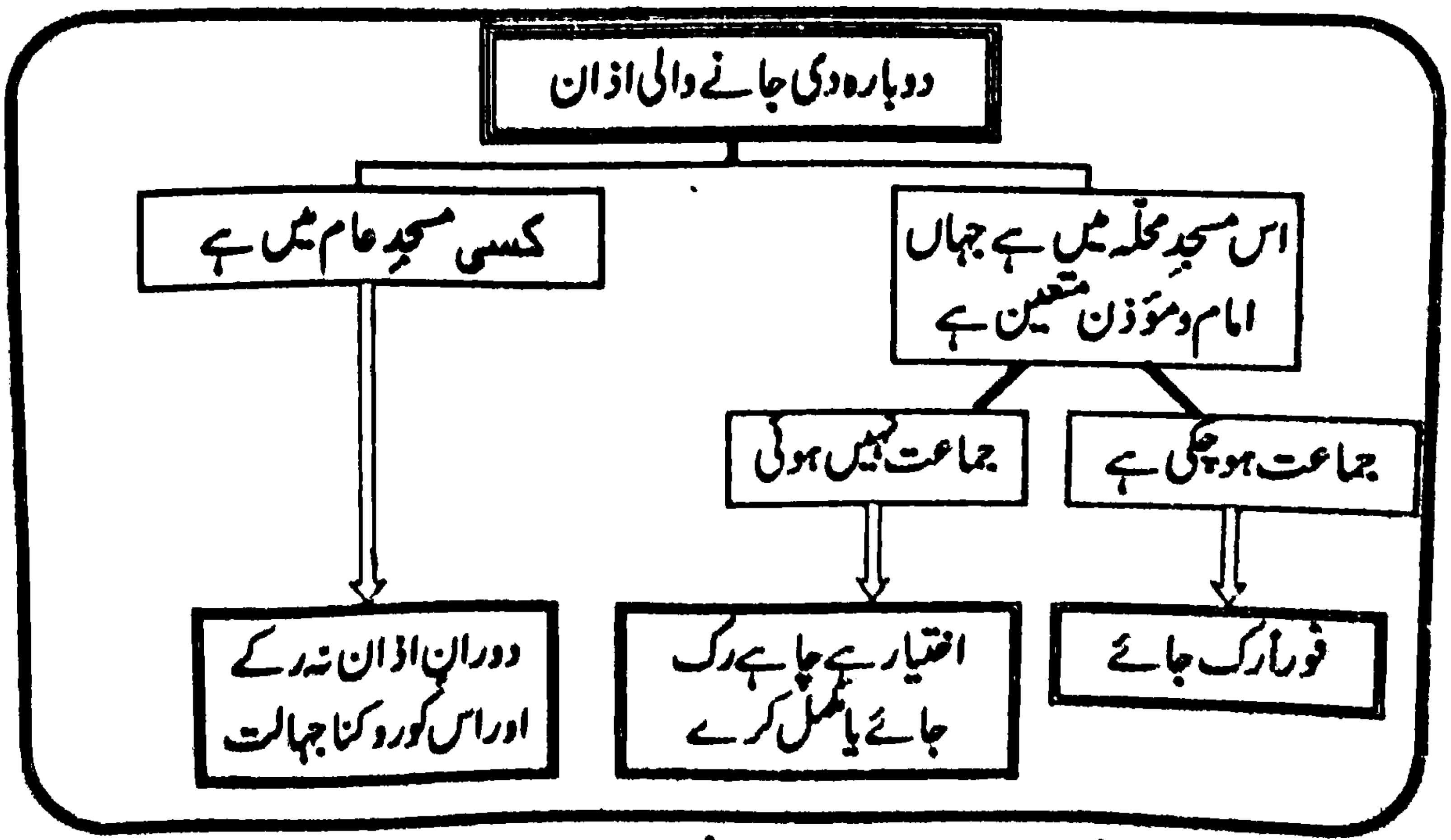


اللہ تعالیٰ نفسِ مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# اقامت کھنے کا مسئلہ

**مسئلہ:۔** ﴿جلد ثانی - صفحہ ۴۰۲﴾

اقامت صف کے دہنی جانب کہی جائے یا بائیں؟ اس میں کوئی فضیلت دہنے، بائیں کی ہے یا نہیں؟ فقط

## الجواب

اقامت امام کی محاذات (یعنی بالقابل) میں کہی جائے یہی سنت ہے۔ وہاں جگہ نہ ملے تو دہنی طرف، لفضل الیمین عن الشمال (کیونکہ دائیں جانب کو بائیں پر فضیلت ہے۔) ورنہ بائیں طرف لحصول المقصود بکل حال (کیونکہ مقصود ہر حال میں حاصل ہوتا ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

خلاصہ یہ ہوا کہ اقامت کے لئے سب سے افضل اور سنت کے مطابق صورت یہ ہے کہ امام کے بالکل پیچھے کہی جائے۔ اس کے بعد دائیں جانب کا مرتبہ ہے اور اس کے بعد بائیں جانب کا۔

اللہ تعالیٰ سنت کے مطابق اقامت کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

# اقامت میں رخ دائیں، بائیں کرنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد ثانی - صفحہ ۴۱۶﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان میں "حی علی الفلاح" کے وقت مؤذن دائیں بائیں رخ کرتا ہے، آیا اقامت میں بھی دائیں بائیں رخ کرنا سنت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

## الجواب

علماء نے اقامت میں بھی دہنے بائیں منہ پھیرنے کا حکم دیا ہے اور بعض نے اس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس صورت کے ساتھ خاص کیا ہے کہ کچھ لوگ ادھر ادھر منتظرِ اقامت ہوں۔

درمختار میں ہے،" **ویلفت فیه وکذا فیها مطلقا**۔(یعنی اذان میں منہ پھیرے اور اسی طرح تکبیر میں بھی ہر حال میں۔)﴿درمختار باب الاذان﴾"

قنیہ میں ہے۔

"**الاصح ان الصلوة عن یمینه والفلاح عن شماله ،مت شم قع ضح ،والاقامة کذلك ای مجدالائمة الترجمانی وشرف الائمة المکی والقاضی عبدالجبار والایضاح او ضیاء الائمة الحجبی**۔(یعنی اصح یہ ہے کہ حی علی الصلوۃ کے وقت دائیں اور حی علی الفلاح کے وقت بائیں جانب منہ پھیرے۔مت،شم،قع،اور اسی طرح اقامت میں بھی،یعنی مت سے مجدالائمۃ ترجمانی،شم سے شرف الائمۃ المکی،قع سے قاضی عبدالجبار اور ضح سے ایضاح یا ضیاء الائمۃ الحجبی مراد ہیں۔)

اسی میں ملتقط سے ہے،"**لایحول راسه فی الاقامة عند الصلوة والفلاح الالاناس ینتظرون الاقامة**۔(یعنی تکبیر کے اندر حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح پر دائیں بائیں سر نہ پھیرے مگر اس صورت میں کہ جب لوگ تکبیر کا انتظار کر رہے ہوں۔) **واللہ تعالیٰ اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:

معلوم ہوا کہ جس طرح اذان میں حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح پر دائیں ،بائیں رخ پھیرا جاتا ہے،اسی طرح اقامت میں بھی کیا جائے گا۔لیکن بعض علماء نے اقامت میں دائیں،بائیں رخ کرنے کی اس وقت اجازت مرحمت فرمائی کہ جب دونوں جانب کچھ لوگ انتظار نماز میں موجود ہوں۔

اللہ تعالیٰ اقامت میں اس طریقے پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# جماعت اولیٰ کی تعریف

**مسئلہ:** ﴿جلد سوم - صفحہ ۲۹۲﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ظہر کی نماز دو بج کر پچیس پر تین شخص جماعت کرلیں وہ بہتر ہے یا دو بج کر پینتیس منٹ پر پچیس آدمیوں کی جماعت ہو۔ یہ بہتر ہے، ان دونوں جماعتوں میں کون سی جماعت اولیٰ ہے۔ فقط

## الجواب

جماعت جتنی کثیر ہوگی ثواب عظیم ہوگا۔ اور اس دس منٹ میں کچھ وقت تنگ نہیں ہوتا، کثرتِ جماعت ہی کے لئے شرع مطہر نے نمازِ فجر کو آخر وقت میں پڑھنے پر ثواب زیادہ رکھا ہے۔

اصل حکم یہ ہے اور اگر کسی جگہ کوئی خاص صورت باعثِ فتنہ ہو تو فتنہ سے بچنا لازم ہے اور وبال فتنہ کرنے والے پر اور مسجدِ محلہ میں امام معین اکثر اہلِ محلہ کے ساتھ جو جماعت بروجہ سنت ادا کرے، وہ جماعت اولی ہے اس سے پہلے دو چار بلا وجہ یا اپنے کسی کام کے سبب جماعت کر جائیں تو وہ ان اکثرین کی جماعت کا ثواب کم نہ کرے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ:**

معلوم ہوا کہ وہ جماعت جو معین کردہ امام اکثر اہل محلہ کے ساتھ سنت کے طریقے کے مطابق ادا کرے وہی جماعت اولی ہے۔ اسی کے بارے میں احادیث مبارکہ میں فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ اب اگر کچھ لوگ اس جماعت سے قبل کسی عذر کی وجہ سے اپنی جماعت قائم کرلیں تو ان کی یہ جماعت، جماعت اولی کا ثواب کم نہ کرے گی۔ نیز یہ لوگ بھی جماعتِ اولی کے ثواب سے محروم رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ جماعتِ اولیٰ میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# اوقات مستحبہ چھوڑ کر نماز پڑھانا

**مسئلہ:** ﴿جلد سوم - صفحہ ۲۷۰﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض نمازیوں کی کسی دنیاوی ضرورت کی وجہ سے مثلاً بازار خرید وفروخت کے لئے جانا ہوتا ہے تو اس کے لئے ان کی رعایت سے وقتِ مستحبہ پر نماز کو ترک کرنا اور اول وقت پڑھنے میں کچھ قباحت تو نہیں ہے؟ یا امام کو وقتِ مستحبہ پر پڑھنا چاہیے۔ مثلاً عصر کے وقت کے بعد گزرنے دو مثل سایہ (یعنی چیزوں کا سایہ دوگنا ہو جانے کے بعد) کہ پندرہ بیس منٹ کا وقفہ اذان وصلوۃ کے لئے دے کر جماعت کرنے میں افضلیت تو ترک نہ ہوگی؟

## الجواب

عام جماعت کو ضرورت ہو تو حرج نہیں ایک کے لئے جماعت منتشر کرنا ..یا.. سب کو ترکِ وقتِ مستحبہ کی طرف بلانا ''بے جا'' ہے۔ واللہ تعالی اعلم

**وضاحت و خلاصہ:**

اولاً یاد رکھئے کہ فجر کی ادائیگی کے لئے مستحب وقت یہ ہے کہ ۴۰ سے ۶۰ آیات برعایتِ تجوید پڑھ کر سلام پھیریں تو پھر بھی اتنا وقت باقی رہے کہ جس میں ۴۰ سے ۶۰ آیات پڑھی جا سکتی ہوں۔ ظہر کے لئے سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں تاخیر کرنا، عصر کے لئے تاخیر (لیکن اتنی بھی دیر نہ کریں کہ سورج پر بلا تکلف نگاہیں جمنی شروع ہو جائیں۔)، مغرب کے لئے جلدی کرنا اور عشاء کے لئے تہائی رات تک دیر کرنا مستحب ہے۔

اب جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ امام کا وقتِ مستحبہ کو ترک کر کے غیر مستحب وقت میں نماز ادا کرنا تین حال سے خالی نہ ہوگا۔

{1} پوری جماعت میں سے اکثر کی رعایت کرتے ہوئے یہ عمل کیا۔

{2} ایک، دو آدمیوں کے لئے کیا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

{3} بغیر کسی ضرورت کے ایسا کیا۔

بصورتِ اول مناسب و روا اور بصورتِ ثانی و ثالث غلط و بے جا۔

اللہ تعالیٰ ''کوئی عذر نہ ہونے کی صورت میں'' اوقاتِ مستحبہ میں نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## داڑھی منڈوں کو اگلی صف سے ہٹانا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد سوم - صفحہ ۳۷۱﴾

جماعتِ جمعہ کے اندر پہلی صف میں دو یا تین شخص جن کی داڑھی منڈی ہوئی اور ایک شخص کی کتری ہوئی، اس نے یہ لفظ کہا بزرگ لوگ پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اگلی صف میں آجائیں اور منڈی اور کتری ہوئی پیچھے چلے جائیں لہذا اس نے گناہ کیا یا نہیں؟ اور اگلی صف میں منڈی ہوئی ہیں اور پیچھے صف میں پرہیزگار اور متقی ہیں ان کو پہلی صف میں لے جائیں اور منڈی ہوئی کو پیچھے ہٹایا جائے یا نہیں؟ اور وہ لوگ جن کی داڑھی منڈی ہوئی، اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد کو نماز پڑھنے کو جاتے ہیں اور ایک کے ساتھ ایک یا دو داڑھی والے بھی جاتے ہیں، اس بات کو ان لوگوں نے نہایت ناگوار معلوم کیا۔

## الجواب

داڑھی کترانا حرام ہے اور اس کے مرتکب فاسق۔ ان کو تفہیم و ہدایت کی جائے، بہتر یہ ہے کہ امام کے قریب دانشور لوگ ہوں۔ حدیث میں فرمایا: ''**لیلینی منکم اولو الاحلام والنهي**۔ (یعنی تم میں سے دانشور اور عقلمند لوگوں کو میرے قریب ہونا چاہیے۔)

﴿صحیح مسلم باب تسویة الصفوف﴾

اور وہی دانشور ہے جو متقی ہو۔ متقیوں کو چاہیئے تھا کہ یہی پہلے آتے کہ سب سے اول میں جگہ پائے اب کہ وہ دوسری قسم کے لوگ پہلے آگئے تو انہیں مناسب ہے کہ متقیوں کے لئے جگہ خالی کر دیں ورنہ انہیں ہٹانے کے کوئی وجہ نہیں خصوصاً جبکہ سببِ فتنہ ہو، اعمال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں ہدایت نرمی سے چاہئے کہ سختی سے ضد نہ بڑھے۔ واللہ تعالی اعلم

## وضاحت و خلاصہ:

معلوم ہوا کہ اولی یہ ہے کہ امام کے قریب متقی اور صاحب علم حضرات کھڑے ہوں۔ اس کے لئے متقی حضرات کو چاہیئے کہ جلدی حاضرِ مسجد ہوں تا کہ اگلی صف میں جگہ پا سکیں۔ اگر اگلی صف میں ان سے پہلے فاسق وفاجر حضرات پہنچ چکے ہوں تو انھیں چاہیئے کہ متقین کا خیال کرتے ہوئے جگہ خالی کردیں۔

لیکن اگر وہ جگہ خالی نہیں کرتے تو شریعت کی جانب سے کسی شخص کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ انھیں پیچھے کر کے متقین کو آگے لائے۔

اور اگر اس کوشش کی بناء پر فساق وفجار میں ضد کا مادہ بڑھنے اور اس کے نتیجے میں فتنہ وفساد کا اندیشہ ہو تو یہ عمل اور زیادہ ممنوع ہوگا۔

اللہ تعالیٰ شرعی احکام کو ہمہ وقت ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## جماعت ثانی جائز ہے

**مسئلہ:** ﴿جلد سوم - صفحہ ۲۷۵﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نمازِ باجماعت ہو چکی، بعد میں دو چار آدمی فراہم ہو گئے اور جماعت سے رہ گئے تو وہ آپس میں مل کر نماز جماعت سے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ اکثر ایسا دیکھا گیا تھا، اب ایسا معلوم ہوا ہے (یعنی اس قسم کی خبر ملی ہے) کہ اول جماعت کے بعد پھر جماعت سے نماز پڑھنا موجب ثواب نہیں بلکہ عذاب ہے۔

لہذا جو حکمِ شریعت ہو اس سے آگاہ فرمایئے؟ بینوا توجروا

## الجواب

جو مسجد کسی معین قوم کی نہیں جیسے بازار یا سراء یا اسٹیشن کی مسجد، ان میں تو ہر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جماعت، جماعت اولی ہے، ہر جماعت کا امام اسی محلِ قیامِ امام پر (یعنی وہ جگہ کہ جہاں سابقہ امام کھڑا ہوا تھا) محراب میں (یعنی محراب کے سامنے، صف کے درمیان) کھڑا ہو کر امامت کرے ۔بلکہ افضل یہ ہے کہ ہر جماعت' جدید اذان سے ہو۔ہاں مسجد محلّہ میں جس کے لئے امام وجماعت معین ہیں اس اعتماد پر کہ ہم اپنی جماعت دوبارہ کرلیں گے بلاعذرِ شرعی مثل بد مذھبی امام وغیرہ، جماعتِ اولی کا قصداً ترک کرنا گناہ ہے اور اگر امام کے ساتھ اہلِ محلّہ کی جماعت ہوگئی اور کچھ لوگ اتفاقاً یا عذر کے سبب رہ گئے تو ان کو اذانِ جدید کی اجازت نہیں اور محراب میں قیامِ امام کی جگہ ان کے امام کو کھڑا ہونا مکروہ ہے۔اذان دوبارہ نہ کہیں اور محراب سے ہٹ کر جماعت کریں یہی افضل ہے۔اسے جو موجبِ عذاب بتاتا ہے غلط کہتا ہے کما حققنا فی فتاونا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوی میں اس کی تحقیق کی ہے۔) واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:

خلاصہ یہ ہوا کہ دوسری جماعت قائم کرنا دو حال سے خالی نہیں۔

★ اسٹیشن.. یا.. کسی شارعِ عام پر واقع مسجد میں قائم کی ہے.. یا.

★ مسجدِ محلّہ میں۔

بصورتِ اول شریعت کو مطلوب ہونے کی بناء پر بالکل جائز۔

صورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ پہلی جماعت کسی عذر کی بناء پر ترک ہوئی تھی.. یا..

﴿2﴾ بلا کسی عذر کے۔

بصورتِ اول دوسری جماعت قائم کرنا بغیر کسی وبالِ گناہ کے بالکل جائز۔لیکن اس صورت میں نہ اذان دی جائے نہ اقامت پڑھیں۔نیز امام درمیانِ مسجد میں نہ کھڑا ہو بلکہ محراب سے دائیں یا بائیں کچھ ہٹ کر کھڑا ہو...اور..

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بصورتِ ثانی (یعنی جب کہ پہلی جماعت بغیر کسی شرعی عذر کے ترک کی تھی) دوسری جماعت قائم کرنا مذکورہ مسائل کا خیال رکھتے ہوئے اب بھی جائز ہے۔لیکن پہلی جماعت کے ترک کرنے کا وبالِ گناہ سر پر رہے گا،توبہ واجب ہے۔''

اللہ تعالیٰ کسی عذر کے باعث جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں دوبارہ قیامِ جماعت کی ''بعافیت'' توفیق عطا فرمائے۔امین بجاہ النبی الامین ﷺ

## مرد کافقط عورتوں کی امامت کرنا

**مسئلہ** :۔ ﴿جلد سوم -صفحہ ۲۸۰﴾

جماعت صرف عورتوں کی جن کا محض امام مرد ہو درست ہے یا نہیں؟ اور امام کے سہو کو وہ لڑکی یا عورت بتا سکتی ہے یا نہیں، جن سے پردہ نہیں ہوتا؟

## الجواب

اگر یہ جماعت مسجد میں ہو مطلقاً مکروہ ہے کہ عورات کو حاضری مسجد منع ہے اور اگر مکان ہو اور مرد کو حاضری مسجد سے کوئی عذر صحیح شرعی مانع نہیں تو مطلقاً مکروہ ہے کہ مرد پر حاضری مسجد واجب ہے اور اگر اسے عذر ہے اور جماعت میں جتنی عورتیں اس کی محرم (یعنی جن سے اس کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو جیسے ماں یا بیٹی۔) یا زوجہ یا غیر مشتہاۃ لڑکیوں (یعنی ایسی چھوٹی عمر کی کہ جن کو دیکھنے سے شہوت نہ پیدا ہوتی ہو۔) کے سوا نہیں تو مطلقاً بلا کراہت جائز ہے اور نامحرم و مشتہاۃ ہیں تو مکروہ بہر حال، اگر امام کو سہو ہو تو عورت تصفیق سے اسے متنبہ کرے یعنی سیدھی ہاتھ کی ہتھیلی بائیں پشتِ دست پر مارے، آواز سے تسبیح وغیرہ نہ کہے کہ مکروہ ہے۔

درمختار میں ہے،'' **المرأۃ تصفق لاببطن علی بطن ولو صفق اوسبحت لم تفسد وقد ترکا السنۃ تاتارخانیۃ** (یعنی عورت تصفیق سے متنبہ کرے مگر باطنِ ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے باطن پر نہ مارے، اگر مرد نے تصفیق کی یا عورت نے تسبیح کہی تو نماز تو فاسد نہ ہوگی ہاں دونوں نے سنت کو یقیناً ترک کر دیا۔تاتارخانیۃ ﴿در مختار باب مایفسد الصلوۃ﴾

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اقول (یعنی میں کہتا ہوں کہ)! ہاں اگر امام نے قرأت میں وہ غلطی کی جس سے نماز فاسد ہو تو عورت مجبورانہ آواز ہی سے بتائے گی جب کہ وہ تصفیق پر امام کو یاد نہ آجائے۔ وذلك لان الضرورات تبیح المحضورات (اور وہ اس لئے کہ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔) واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:

معلوم ہوا کہ یہ جماعت دو حال سے خالی نہیں۔

☆ مسجد میں ہے...... یا...... ☆ کسی گھر میں۔

بصورتِ اول عورتوں کے لئے مسجد میں حاضر ہونے کی ممانعت کے باعث مکروہ۔ بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں۔

[1] اس امام کے ساتھ، مسجد میں مردوں کی جماعت میں حاضر نہ ہونے کے سلسلے میں کوئی صحیح عذر لاحق ہے.. یا..

[2] نہیں۔

بصورتِ ثانی یہ جماعت مطلقاً مکروہ۔

بصورتِ اول پھر دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ اس جماعت میں محرمات وزوجہ وغیر مشتہاۃ لڑکیوں کے علاوہ کوئی اور عورت شامل ہے.. یا..

﴿2﴾ نہیں۔

بصورتِ اول مکروہ وممنوع اور بصورتِ ثانی بلا کراہت جائز ومشروع۔

نیز عورت کے امام کو غلطی پر متنبہ کرنے کے سلسلے میں خلاصہ یہ ہے کہ امام کا سہو دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(۱) اس سے نماز فاسد ہو جائے گی...... یا...... (۲) نہ ہوگی۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بصورتِ اول عورت اولاً تصفیق کے ذریعے متنبہ کرے، اگر ہوشیار نہ ہوتو زبان سے کہے...اور...بصورتِ ثانی صرف بذریعہ تصفیق۔

اللہ تعالیٰ مذکورہ مسئلہ یادرکھنے کی توفیق عطافرمائے۔امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## سمجھدار نابالغ صف میں کہاں کھڑا ہو؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد سوم - صفحہ ۳۸۱﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک سمجھ وال لڑکا آٹھ نو برس کا جو نماز خوب جانتا ہے، اگر تنہا ہوتو آیا اسے یہ حکم ہے کہ صف سے دور کھڑا ہو یا صف میں بھی کھڑا ہوسکتا ہے؟ بینوا توجروا

## الجواب

صورتِ مستفسرہ (یعنی دریافت شدہ صورت) میں اسے صف سے دور یعنی بیچ میں فاصلہ چھوڑ کر کھڑا کرنا تو منع ہے۔**فان الصلوة الصبی الممیز الذی یعقل الصلوة صحیحة قطعا وقد امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسدالفرج والتراص فی الصفوف ونهی عن خلافه بنهی شدید**۔(یعنی، کیونکہ تمیزدار بچے (جو نماز کو جانتا ہو) کی نماز قطعاً صحیح ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوف میں خلا نہ چھوڑنے اور متصل رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس کے خلاف پر نہی شدید فرمائی ہے۔)

اور یہ بھی کوئی ضروری امر نہیں کہ وہ صف کے بائیں ہی ہاتھ کو کھڑا ہو، علماء اسے صف میں آنے اور مردوں کے درمیان کھڑے ہونے کی صاف اجازت دیتے ہیں۔درمختار میں ہے،

"**یصف الرجال ثم الصبیان ظاهره تعددهم فلو واحدا دخل الصف**۔(یعنی مردصف بنائیں پھر بچے، اس کا ظاہر واضح کررہا ہے کہ یہ اس وقت ہے جب بچے متعدد ہوں اگر اکیلا ہوتو اسے صف کے اندر کھڑا کرلیا جائے۔﴿درمختار باب الامامة﴾)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مراقی الفلاح میں ہے،

''ان لم یکن جمع من الصبیان یقوم الصبی بین الرجال -

(یعنی اگر بچے زیادہ نہیں تو ایک بچے کو مردوں کی صف میں کھڑا کرلیا جائے۔

﴿مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فی بیان الاحق بالامامۃ﴾

بعض بے علم جو یہ ظلم کرتے ہیں کہ لڑکا پہلے سے داخلِ نماز ہے، اب یہ آئے تو اسے نیت بندھا ہوا ہٹا کر کنارے کر دیتے ہیں اور خود بیچ میں کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ محض جہالت ہے۔ اسی طرح یہ خیال کہ لڑکا برابر کھڑا ہو تو مرد کی نماز نہ ہوگی غلط و خطا ہے جس کی کچھ اصل نہیں۔ فتح القدیر میں ہے،

''اما محاذ الامرد فصرح الکل بعدم افسادہ الامن شذ ولامتمسک لہ فی الروایۃ ولافی الدرایۃ ملخصاً۔ (یعنی بے ریش لڑکے کا محاذی ہونا فسادِ نماز کا سبب نہیں اس پر تمام فقہاء نے تصریح کی ہے البتہ شاذ و نادر طور پر کچھ لوگوں نے اس کی مخالفت کی ہے، ان کے لئے نہ روایۃً کوئی دلیل ہے نہ درایۃً۔ ملخصاً﴿ فتح القدیر باب الامامۃ ﴾)

واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

## وضاحت و خلاصہ:

معلوم ہوا کہ جس وقت جماعت قائم کی جارہی ہو تو اس وقت حاضر بچے دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ صرف ایک ہی ہے۔۔ یا۔۔

﴿2﴾ ایک سے زائد ہیں۔

بصورتِ اول اسے صف میں ''دائیں، بائیں کی تخصیص کے بغیر'' شامل کیا جائے گا۔۔۔ اور

بصورتِ ثانی مردوں کے پیچھے ان کی علحیدہ صف قائم کرنے کا حکم ہے۔ نیز اگر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بچہ صف میں شامل ہو چکا تھا تو بعد میں آنے والے کا اسے پکڑ کر ایک طرف کرنا خلافِ شرع اور علامتِ جہالت ہے۔اور اس کے شامل ہونے کی بناء پر مردوں کی نماز پر کوئی منفی اثر مرتب نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ جہالت سے بچنے اور مسائل سیکھ کر ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## جماعت ثانیہ نظر انداز کر کے تنہا نماز پڑھنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد سوم۔ صفحہ ۳۸۴﴾

زید کی امامت سے جماعتِ ثانیہ، مسجدِ بازار یا سرائے میں ہو رہی ہے۔ اسی مسجد میں بکر بھی آیا، اس کو معلوم ہو گیا کہ یہ جماعتِ ثانیہ ہے۔ اس نے علیحدہ وتنہا جماعت کے قریب یا کسی قدر فاصلے سے اپنی نماز ادا کی تو نماز بکر کی ہو گئی یا نہیں؟

## الجواب

نماز بایں معنی (یعنی ان معنی میں) تو ہو گئی کہ فرض سر سے اتر گیا مگر سخت کراہت ولزومِ معصیت (یعنی گناہ کے لازم ہونے) کے ساتھ کہ بے عذرِ شرعی ترکِ جماعت گناہ وشناعت ہے نہ کہ خود بحالِ قیامِ جماعت (یعنی جماعت کے قائم ہونے کی حالت میں) صریح خلاف واضاعت۔

یہاں تک کہ اگر کسی نے تنہا فرض شروع کر دیئے، ہنوز (یعنی ابھی تک) جماعت قائم نہ تھی اس کے بعد قائم ہوئی اور اس نے ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا، تو اسے شرع مطہر مطلقاً حکم فرماتی ہے کہ نیت توڑ دے اور جماعت میں شامل ہو جائے۔ بلکہ مغرب وفجر میں تو جب تک دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو، حکم ہے کہ نیت توڑ کر مل جائے اور باقی تین نمازوں میں دو بھی پڑھ چکا ہو تو انہیں نفل ٹھہرا کر جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو شریک ہو جائے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**فی التنویر شرع فیھا اداء منفردا ثم اقیمت یقطعھا قائما بتسلیمة واحدة ویقتدی بالامام ان لم یقید الرکعة الاولی بسجدة اوقیدھا فی غیر رباعیة اوفیھا وضم الیھا اخری وان صلی ثلثا منھا اتم ثم اقتدی متنفلا ویدرك فضیلة الجماعة الا فی العصر** ۔ (یعنی تنویر الابصار میں ہے کسی نے تنہا نماز شروع کی پھر اسی فرض کی جماعت کھڑی ہوگئی تو وہ سلامِ واحد کے ساتھ کھڑے کھڑے نماز ختم کر دے اور امام کی اقتداء کرے بشرطیکہ اس نے پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو یا پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہے مگر نماز غیر رباعی ہو (یعنی چار رکعتی نہ ہو مثلاً فجر و مغرب) یا نماز رباعی ہو مگر اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملا چکا ہے۔ (ان صورتوں میں نماز توڑ کر امام کی اقتداء کرے) اگر تین رکعت ادا کر چکا ہے تو نماز پوری کرے اس کے بعد بنیتِ نوافل امام کی اقتداء کرے تو اسے ثوابِ جماعت حاصل ہو جائے گا البتہ نمازِ عصر میں ایسا نہیں کرسکتا۔ ( کیونکہ عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا مکروہ و ممنوع ہیں۔)﴿درمختار باب ادراک الفریضة﴾)

جب پیش از جماعت (یعنی جماعت قائم ہونے سے پہلے) تنہا شروع کرنے والے کو یہ حکم ہے... حالانکہ اس نے ہرگز مخالفتِ جماعت نہ کی تھی اور نیت توڑنا بے ضرورتِ شرعیہ سخت حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "**لَاتُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ**" اپنے عمل باطل نہ کرو﴿القران سورہ محمد ۳۳۔ پ ۲۶﴾ مگر شرع مطہر نے جماعت حاصل کرنے کے لئے نیت توڑنے کو ابطالِ عمل (یعنی عمل کو باطل وضائع کرنا) نہ سمجھا، اکمالِ عمل (یعنی عمل کو کامل کرنا) تصور فرمایا... تو یہاں کہ جماعتِ قائمہ کے خلاف اپنی الگ پڑھتا ہے، کیونکر شرع مطہر کو گوارا ہوسکتا ہے؟

بلکہ جو شخص مسجد میں نماز تنہا پوری پڑھ چکا ہو اور اب جماعت قائم ہوئی اگر ظہر یا عشاء ہے تو شرعاً اس پر واجب ہے کہ جماعت میں شریک ہو کہ مخالفتِ جماعت کی تہمت سے بچے اور باقی تین نمازوں میں حکم ہے کہ مسجد سے باہر نکل جائے تا کہ مخالفتِ جماعت کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صورت لازم نہ آئے۔

فی الدر المختار من صلی الظھر والعشاء وحدہ مرۃ فلایکرہ خروجہ بل ترکہ للجماعۃ الاعند الشروع فی الاقامۃ فیکرہ لمخالفتہ الجماعۃ بلاعذر بل یقتدی متنفلاً ومن صلی الفجر والعصر والمغرب مرۃ فیخرج مطلقا وان اقیمت وفی النھر ینبغی ان یجب خروجہ لان کراھۃ مکثہ بلا صلوۃ اشداہ مختصرا فی رد المحتار تحت قولہ الا عند الشروع فی الاقامۃ لان فی خروجہ تھمۃ قال الشیخ اسمعیل وھو المذکور فی کثیر من الفتاوی والتھمۃ ھنا نشأت من صلاتہ منفردا فاذا خرج یؤیدھا الخ وفیہ عن المحیط مخالفۃ الجماعۃ وزر عظیم ۔ (یعنی

درمختار میں ہے جس نے ظہر وعشاء کی نماز تنہا ایک مرتبہ ادا کرلی اس کے لئے مسجد سے نکلنا مکروہ نہیں بلکہ جماعت کا ترک مکروہ ہو مگر اس صورت میں جب کہ اقامت شروع ہوگئی تو بلا عذر نکلنا ''اس کے جماعت کی مخالفت کے سبب'' مکروہ ہے، بلکہ وہ مسجد میں ٹھہرے اور بنیتِ نوافل امام کی اقتداء کرے اور جس نے فجر، عصر اور مغرب کی نماز ادا کرلی تو وہ ہر حال میں مسجد سے نکل سکتا ہے، اگرچہ تکبیر شروع ہوجائے۔ نہر میں ہے، مناسب یہ ہے کہ جماعت ہوجانے کے وقت اس کا نکل جانا واجب ہو کیونکہ بغیر نماز کے مسجد میں رکے رہنا زیادہ مکروہ ہے۔ اھ مختصراً۔﴿ درمختار باب ادراک الفریضۃ ﴾..... ردالمحتار میں ''الا عند الشروع فی الاقامۃ'' کے تحت ہے کہ اس کے نکلنے میں لوگوں کی طرف سے طعنہ زنی کا اندیشہ ہے۔ شیخ اسمٰعیل فرماتے ہیں کہ بہت سے فتاوی میں یہی مذکور ہے اور یہ تہمت کا سبب اس کا تنہا نماز ادا کرنا ہے اور جب وہ نکل کھڑا ہوا تو اس سے تائید ہوجائے گی الخ۔ اسی میں محیط کے حوالے سے ہے کہ مخالفتِ جماعت میں بہت بڑا گناہ ہے۔﴿ ردالمحتار باب ادراک الفریضۃ ﴾)

جب جماعت سے پہلے تنہا پڑھنے والا جماعت میں شریک نہ ہو تو متہم اور مخالفِ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جماعت اور وزرِ عظیم (یعنی بڑے گناہ) میں مبتلاء قرار پاتا ہے تو جو باوصف قیامِ جماعت قصداً مخالفت کر کے اپنی الگ شروع کر دے، کیونکر سخت متہم وصریح مخالف وگرفتارِ گناہِ شدید نہ ٹھہرے گا؟ بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ قیامِ جماعت کی حالت میں اگر کچھ لوگ آ کر دوسری جماعت جدا قائم کر دیں، مبتلائے کراہت ہوں گے کہ تفریقِ جماعت کی حالانکہ یہ نفسِ جماعت کے تارک نہ ہوئے نہ ان پر اصل جماعت سے مخالفت کی تہمت لازم آسکتی ہے، تو اکیلا اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ بنانے والا کس قدر شدید مخالف ہوگا۔

فی الخلاصۃ ثم الھندیۃ قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اھل الخارج فامھم وقام امام من اھل الداخل فامھم من یسبق بالشروع فھو والمقتدون بہ لاکراھۃ فی حقھم ۔(یعنی: خلاصہ پھر ہندیہ میں ہے کچھ لوگ داخلِ مسجد اور کچھ مسجد کے باہر بیٹھے تھے کہ مؤذن نے اقامت کہی تو باہر والوں میں سے ایک شخص نے امامت کرائی یونہی اسی طرح اہلِ داخل میں سے ایک شخص نے امامت کرائی، ان دونوں میں سے جو پہلے شروع ہوا ہے وہ اور اس کی اقتداء کرنے والے درست ہیں اور ان میں کوئی کراہت نہیں۔)

(خلاصۃ الفتاویٰ .الفصل الخامس عشر فی الامامۃ والاقتداء)

اور اس جماعت کا جماعتِ ثانیہ ہونا ان شناعتوں سے نہیں بچا سکتا اگرچہ جماعتِ ثانیہ کی مخالفت کا تہمت سے مطلقاً بری ہونا مان بھی لیا جائے کہ جب مسجد مسجدِ محلہ نہیں بازار یا سراء کی مسجد ہے تو اس کی ہر جماعت جماعتِ اولیٰ ہے کما حققناہ فی فتاونا (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔)

ہاں! اگر یہ امام قرآنِ عظیم ایسا غلط پڑھتا ہے جو مفسدِ نماز ہو یا اس کی بد مذہبی تا حدِ فساد ہے، نقصِ طہارت وغیرہ کوئی اور وجہ فساد کی ہے، تو الزام نہیں کہ ان صورتوں میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وہ جماعت خود جماعت ہی نہیں بلکہ اس میں بھی شرکت ممتنع ہوگی ،لبطلان الصلوۃ خلفه (یعنی اس کے پیچھے نماز کے باطل ہونے کے سبب۔) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:

جماعت (اولیٰ ہو یا ثانیہ) کے قیام کے وقت موجود شخص تین حال سے خالی نہ ہوگا۔

﴿1﴾ جس نماز کے لئے جماعت قائم ہوئی وہ اسے پڑھ چکا ہے۔

﴿2﴾ ابھی نہیں پڑھی ہے۔

﴿3﴾ تنہا پڑھنا شروع ہو چکا ہے۔

پہلی صورت میں وہ نماز دو حال سے خالی نہیں۔

☆ فجر یا عصر یا مغرب کی ہے......یا......

☆ ان کے علاوہ ہے۔

بصورتِ اول چونکہ بعدِ فجر وعصر، نفل منع اور تین رکعت نفل پڑھنا بھی ممنوع ہیں، لھذا فوراً مسجد سے باہر نکل جائے تاکہ مسجد میں موجود ہونے کے باوجود شاملِ جماعت نہ ہونے کی صورت میں لوگوں کے قلوب میں اس کے لئے بدگمانیاں پیدا نہ ہوں۔

اور بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں۔

[1] اقامت شروع ہو چکی ہے۔

[2] نہیں ہوئی۔

بصورتِ اول، بنیتِ نفل، شریکِ جماعت ہو جائے۔ اور بصورتِ ثانی یا تو مسجد سے نکل جائے..یا..انتظار کر کے شریکِ جماعت ہو۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دوسری صورت (یعنی جب کہ ابھی نہ پڑھی تھی) دو حال سے خالی نہیں۔

{1} امام میں کوئی ایسا نقص ہے جو فسادِ نماز کا سبب بن سکتا ہے۔

{2} نہیں ہے۔

بصورتِ اول تنہا پڑھنا جائز (بشرطیکہ باعثِ فتنہ نہ ہو)۔اور بصورتِ ثانی شاملِ جماعت ہونا واجب۔

تیسری صورت (یعنی جب کہ تنہا شروع کر چکا ہے) میں نمازی دو حال سے خالی نہیں۔

(1) پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا ہے۔

(2) ابھی نہیں کیا۔

بصورتِ ثانی فوراً توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔صورتِ اول پھر دو حال سے خالی نہیں۔

☆ دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے۔

☆ نہیں کیا۔

بصورتِ ثانی نماز توڑ کر شریکِ جماعت ہو جائے۔

اور بصورتِ اول وہ نماز دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ فجر یا مغرب کی ہے۔

﴿2﴾ ان کے علاوہ بقیہ تین میں سے کوئی ایک ہے۔

بصورتِ اول نہ توڑے بلکہ اپنی نماز پوری کرے۔بصورتِ ثانی توڑ کر شاملِ جماعت ہو جائے، پہلے ادا کردہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ تمام صورتیں ملحوظ رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

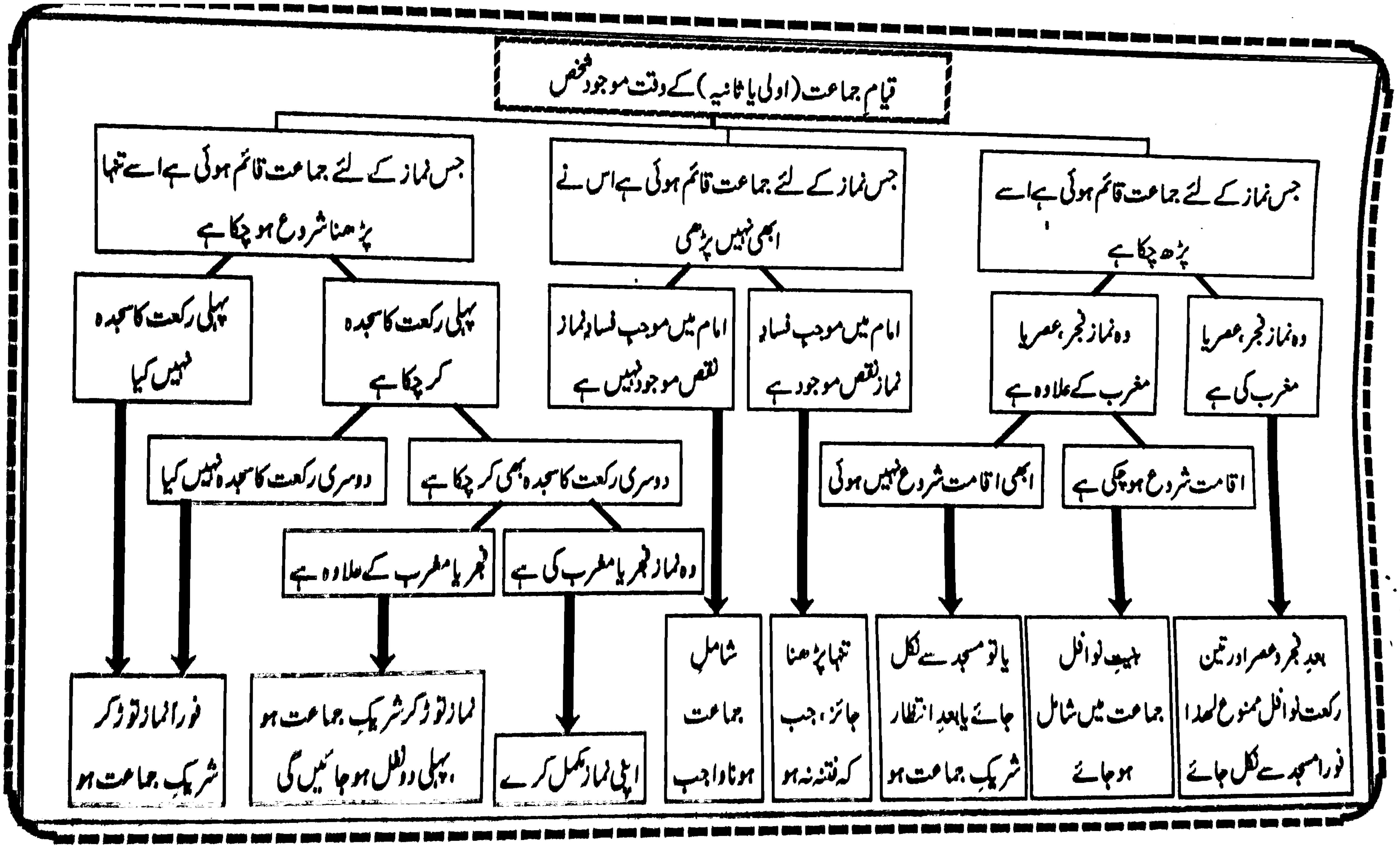


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## نماز میں امام کے لئے مصلی مخصوص کرنا

**مسئلہ:-** ﴿جلد سوم- صفحہ. ۲۸٤﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز میں امام کے واسطے مصلی مخصوص کرنا اور مقتدی بغیر مصلے کے قصدا کھڑے کئے جائیں بایں نیت کہ امام بہ نسبت مقتدیوں کے ممتاز ہونا چاہئے مکروہ ہے یا غیر مکروہ؟ بینوا توجروا

## الجواب

اتفاقاً ایسا ہو جائے تو مضائقہ نہیں یا امام نے خود چاہا کسی مقتدی نے نہ اس لئے کہ امام و مقتدی میں امتیاز چاہئے بلکہ امام کو کسی فضلِ دینی کی تعظیم کے لئے مثلاً وہ عالمِ دین ہے اس کے نیچے مصلی بچھا دیا تو بھی حرج نہیں اور خاص اس نیت سے کہ بالقصد مقتدیوں کو بے مصلی کھڑا کرنا کہ نماز میں امام و مقتدیان کا یوں امتیاز ہونا چاہئے، محض بے اصل وخلافِ سنت اور دین میں نئی بات نکالنا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ

### وضاحت و خلاصہ:

خلاصہ یہ ہوا کہ امام کے لئے مصلّی مخصوص کرنا اور مقتدیوں کو بغیر مصلے کے کھڑا رکھنا تین (۳) حال سے خالی نہ ہوگا۔

[1] اتفاقاً ایسا ہوا۔
[2] امام کے عالمِ دین ہونے کی بناء پر تعظیم کی غرض سے ہے۔
[3] امام و مقتدیوں میں امتیاز و فرق پیدا کرنے کے لئے ہے۔

بصورتِ اول و ثانی بلا کراہت جائز اور بصورتِ ثالث خلافِ سنت و ناجائز۔

اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں شریعت کو معیار بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

## کھانا حاضر ہونے کے وقت جماعت ترک کرنا

**مسئلہ:-** ﴿جلد سوم- صفحہ. ۲۹۰﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کھانا تیار ہے اور جماعت بھی تیار ہے تو اول کھانا کھائے یا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نماز پڑھے؟

# الجواب

جماعت تیار ہے اور کھانا سامنے آیا اور وقت تنگ نہ ہو جائے گا اور پہلے جماعت کو جائے تو بھوک کے سبب دل کھانے میں لگا رہے..یا.کھانا سرد ہو کر بے مزہ ہو جائے گا..یا.اس کے دانت کمزور ہیں روٹی ٹھنڈی ہو کر نہ چبائی جائے گی تو اجازت ہے کہ پہلے کھانا کھا لے اور اگر کھانے میں کوئی خرابی یا وقت نہ آئے گی نہ اسے ایسی بھوک ہے تو جماعت نہ کھوئے۔واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:

معلوم ہوا کہ بوقتِ جماعت، کھانا سامنے آنے کی صورت دو حال سے خالی نہیں۔

(۱) اتنی شدید بھوک لگی ہے کہ دورانِ نماز دل، بار بار کھانے کی طرف مائل ہوتا رہے گا...یا...کھانا سرد ہو کر بے مزہ ہو جائے گا...یا...روٹی ٹھنڈی ہو جانے کی صورت میں چبانی مشکل ہو جائے گی۔

(۲) ان میں سے کچھ بھی نہیں۔

بصورتِ ثانی شریکِ جماعت ہونا واجب ہے۔

پہلی صورت پھر دو حال سے خالی نہیں۔

(۱) نماز کا وقت تنگ ہے......یا......(۲) تنگ نہیں ہے۔

بصورتِ اول نماز پہلے پڑھے۔بصورتِ ثانی پہلے کھانا کھائے۔

**نوٹ**:۔جماعت قائم ہونے کے باوجود کھانے کی اجازت صراحۃً حدیثِ پاک سے ثابت ہے۔چنانچہ مشکوۃ شریف (بحوالہ مسلم و بخاری صفحہ نمبر 95) پر حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب تم میں سے کسی کے سامنے کھانا رکھا جائے اور نماز کی تکبیر کہی جائے تو کھانے سے ابتداء کرے اور کھانے سے فارغ ہونے تک جلدی نہ کرے''....

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔امین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیٰحضرت رضی تعالیٰ عنہ اور فتاویٰ رضویہ سے
اخذ شدہ فتاویٰ پر مشتمل ایک مفید تالیف

سلسلہ نمبر 10

# رہنمائے کامل

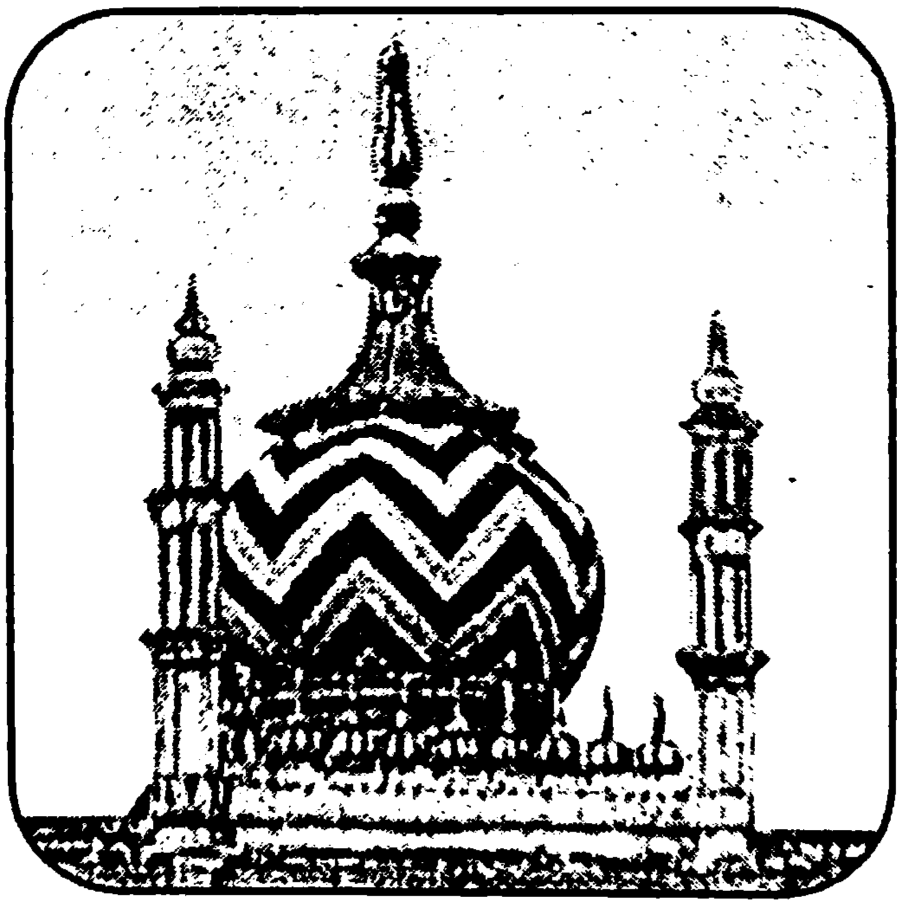

مصنف

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# پہلے اسے پڑھئے

امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے 
۳۰/۳۳ جلدوں کے عظیم مجموعے " **فتاویٰ رضویہ** " کی تسہیل کے لئے لکھے 
جانے والے رسائل بنام " **رہنمائے کامل** " کا دسواں حصہ آپکے ہاتھوں میں 
ہے۔ حسب روایت اس رسالے میں بھی، مشکل الفاظ کے معانی، عربی عبارات کا ترجمہ 
اور آیات قرآنی واحادیث مبارکہ کے حوالہ جات، تحریر کرنے کے ساتھ ساتھ تفہیمِ مسئلہ 
کے لئے وضاحت وخلاصہ اور نقشہ جات کا التزام کیا گیا ہے۔ قوسین ﴿﴾ میں موجود 
تمام عبارتیں ادارے کی جانب سے ہیں جبکہ حوالہ جات کے سلسلے میں رضا فاؤنڈیشن کی 
تخریج پر اعتماد کیا گیا ہے۔

مذکورہ رسالے میں زیادہ تر مسائل، احکامِ میت مثلاً غسل، کفن ودفن اور نمازِ 
جنازہ کے بارے میں درج کئے گئے ہیں۔ اور ان کے علاوہ عوامی ضرورت کے دیگر 
مسائل کو بھی شاملِ اشاعت کیا گیا ہے۔

واقفانِ علم سے مخفی نہیں کہ کسی کی تحریر کی ترجمانی اپنے الفاظ میں اس طرح 
سے کرنا کہ مقصودِ مصنف بھی فوت نہ ہو، بہ نسبت اپنی ذاتی تحریر کرنے کے کہیں زیادہ 
مشکل اور وقت طلب کام ہے۔ ادارے کے اراکین، اس عظیم خدمت پر حضرت علامہ 
مولانا محمد اکمل عطا قادری عطاری مدظلہ العالی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں کہ وہ بے 
حد مصروفیات کے باوجود بزرگانِ دین کے فیض کو عام کرنے کے جذبے کے تحت نہایت 
محنت، احتیاط اور لگن کے ساتھ ان رسائل کو مرتب فرما رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں احکامِ شرعیہ کو سیکھ کر ان پر عمل کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم مکتبۂ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز

محمد اجمل عطاری

۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ بمطابق 30 جولائی 2001ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# تاثرات

## عالمِ نبیل، مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد

## حضرت علامہ مولانا ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی

### دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ ورسولہ ونبیہ

**امابعد!**

فقیر قادری غفرلہ الحمید نے، عزیز گرامی مولانا اکمل عطا قادری زید شرفہ کے مرتبہ رسائل رہنمائے کامل (حصہ ایک تا چھ)[1] کا مطالعہ کیا۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان مجدد مائۃ حاضرہ وسابقہ نے، جو خود گنجینہ مسائل ہیں، جو مسائل بہ تحقیق وتصویب رقم فرمائے، مولانا اکمل عطا موصوف نے اس میں سے ضروری مسائل منتخب فرما کر، عوام اہلِ سنت کے لئے ان کو سمجھنا مزید آسان بنا دیا۔

اگرچہ یہ سلسلۂ انتخاب، فقیر کے علم میں سب سے پہلے احسن البرکات کے استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحفیظ صاحب قادری مدظلہ نے شروع فرمایا اور تین جزء منظر عام پر آئے۔ لیکن فاضل موصوف کے یہ تازہ انتخاب، زیادہ جامع اور مفید ہیں اور مشکل الفاظ وکلمات کی تشریح وتوضیح نے اس میں مزید چار چاند لگا دیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے مزید ہمت واستقامت عطا فرمائے اور اسے مقبول بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی ۔ ۴ ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ
مہتمم وشیخ الحدیث ۔ ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء
دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد ۔ چہار شنبہ

---

[1] الحمد للہ! رہنمائے کامل کے موجودہ رسالے سمیت ﴿10﴾ حصے منظر عام پر آچکے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرضِ مولف

آقائے نعمت، امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین وملت، پروانۂ شمعِ رسالت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقبول ترین ولی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو بے شمار اوصاف وفضائل سے نوازتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ عقیدت ومحبت رکھنے والے صرف ان اوصاف کو بیان کرنے پر ہی اکتفاء نہ کریں بلکہ ان کی معرفت کے بعد خلوصِ دل کے ساتھ انھیں اپنانے کی بھی کوشش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مزید رحمتوں اور برکتوں کے مستحق ہوسکیں۔ ذیل میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کی ذاتِ کریمہ میں موجود اوصاف پر دلالت کرنے والے چند واقعات عمل پیرا ہونے کی نیت سے ملاحظہ فرمائیے۔

## آدابِ مسجد وقبلہ کا اہتمام:۔

﴿1﴾ جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ نماز جمعہ کے لئے جس وقت تشریف لاتے، فرشِ مسجد پر قدم رکھتے ہی حاضرین سے تقدیم سلام فرماتے (یعنی سلام میں پہل کرتے) اور اسی پر بس نہیں بلکہ جس درجہ میں ورودِ مسعود ہوتا' تقدیمِ سلام ہوتی جاتی۔ اس کی بھی آنکھیں شاہد ہیں کہ مسجد کے ہر درجہ میں وسطی درسے داخل ہوا کرتے اگرچہ آس پاس کے دروں سے داخل ہونے میں سہولت ہی کیوں نہ ہو نیز بعض اوقات اوراد وظائف مسجد شریف ہی میں بحالت خرام (یعنی آہستہ آہستہ چلنے کی حالت میں) شمالاً وجنوباً پڑھا کرتے مگر منتہائے فرشِ مسجد سے واپسی ہمیشہ قبلہ رو ہوکر ہی ہوتی، کبھی پشت کرتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا۔

﴿2﴾ جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور بحالتِ اعتکاف اپنی مسجد میں مقیم تھے۔ شب کا وقت جاڑے کا زمانہ اور اس وقت دیر سے شدید بارش، مسلسل ہورہی تھی۔ حضور کو نمازِ عشاء کے لئے وضو کرنے کی فکر ہوئی کہ پانی تو موجود مگر بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے بالآخر مسجد کے اندر لحاف گدے کی چار تہہ کرکے اس پر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وضو کیا اور ایک قطرہ فرشِ مسجد پر نہ گرنے دیا اور پوری رات جاڑوں کی اور اس پر بادو باراں کا طوفان، یوہیں جاگ کر ٹھٹھر کر کاٹ دی، جزاہ اللہ عن الاسلام خیر الجزاء۔

## چھوٹوں، طالب علموں اور خادموں پر شفقت:۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مسلمان ساکن محلہ قرولان حلوہ سوہن فروخت کیا کرتے تھے۔ ان سے حضور نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا او یہ واقعہ پیلی کوٹھی میں قیام کے زمانہ کا ہے میں اور برادرم قناعت علی شب کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو حضور نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں جو بندھا ہوا ہے اٹھالائیے یہ دو پوٹلیاں اٹھالائے۔ حضور ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھے میں پیچھے ہٹا حضور آگے بڑھے میں اور ہٹا اور آگے بڑھے یہاں تک کہ میں دلان کے گوشہ میں پہنچ گیا حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی میں نے کہا حضور یہ کیا ارشاد فرمایا حلوہ سوہن ہے۔ میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کیے ہوئے عرض کیا حضور بڑی شرم معلوم ہوتی فرمایا شرم کی کیا بات ہے جیسے مصطفےٰ ویسے تم سب بچوں کو حصہ دیا گیا ہے، آپ دونوں کے لئے بھی میں نے دو حصے رکھ لئے۔ یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے بڑھکر حضور کے ہاتھ سے اپنا حصہ خود لے لیا اور دست بستہ عرض کیا، ''حضور! میں نے یہ جسارت اس لئے کی کہ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں میں چیز دیکھ کر بچے اسی طرح لے لیا کرتے ہیں۔'' حضور نے تبسم فرمایا۔ بعدہ ہم لوگ دست بوسی کر کے مکان سے چلے آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور نے ہم لوگوں کو بہت نوازا اور ہم نابکار کچھ خدمت نہ کر سکے۔ ﴿حیاتِ اعلیٰ حضرت﴾

اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگانِ دین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد اکمل عطا قادری عطاری

۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ بمطابق 30 جولائی 2001ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# جنازہ اٹھانے کا سنت کے مطابق طریقہ

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید۔صفحہ نمبر ۸۱﴾

جنازے اٹھانے میں کس طرف سے سبقت ﴿یعنی ابتداء﴾ کی جائے؟

## الجواب

جنازے کو یوں لے چلیں کہ سرہانا آگے کی جانب ہو اور پہلے سرہانے کا دہنا پایہ اپنے دہنے شانے پر لے، پھر پائنتی کا دہنا، پھر سرہانے کا بایاں پھر پائنتی کا بایاں، اور ہر بار کم از کم دس دس قدم چلے، ﴿یہ﴾ ایک دور ہوا۔ اس پر چالیس گناہ کبیرہ معاف ہونے کی بشارت ہے، حسب طاقت و حالت ﴿یعنی طاقت و حالات کے اعتبار سے﴾ جتنے دورے ممکن ہو کرے۔ واللہ تعالی اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

معلوم ہوا کہ جنازہ اٹھانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے سیدھے کندھے پر میت کا سیدھا سرہانا اٹھائیں اور دس قدم چلیں۔ پھر سیدھی پائنتی اٹھا کر دس قدم بڑھائیں۔ پھر اسی طرح بالترتیب الٹا سرہانہ اور پائینتی لے کر دس دس قدم طے کریں۔ اس طریقے سے کندھا دینے پر من جانب سرکار ﷺ ۴۰ گناہِ کبیرہ معاف کر دئے جانے کی بشارت ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے کر چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ ﴿جوہرہ، عالمگیری﴾۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سنت کے مطابق جنازے کو کندھا دینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# میت والے گھر میں روٹی پکانا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید . صفحہ نمبر ۹۰﴾

میت والے کے یہاں کیا روٹی پکانا منع ہے؟

## الجواب

موت کی پریشانی کے سبب وہ لوگ پکاتے نہیں ہیں، پکانا کوئی شرعاً منع نہیں، یہ سنت ہے کہ پہلے دن صرف گھر والوں کے لئے کھانا بھیجا جائے اور انھیں باصرار کھلایا جائے، نہ دوسرے دن بھیجیں، نہ گھر سے زیادہ آدمیوں کے لئے بھیجیں۔

**واللہ تعالی اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ کسی کے مرنے پر گھر میں روٹی وغیرہ پکانا شرعاً کوئی ممانعت نہیں رکھتا۔لیکن چونکہ میت کے باعث گھر والے غم میں مبتلاء ہوتے ہیں، کھانے پکانے کا ہوش نہیں رہتا چنانچہ سنت ہے کہ کم از کم پہلے دن ان کے لئے کھانا بھیجا جائے اور باصرار کھلایا جائے۔اس کے بعد چونکہ غم ہلکا ہو چکا ہوتا ہے لھذا اب بھیجنے کی حاجت نہیں۔ یونہی یہ کھانا صرف میت کے گھر والوں کے لئے بھیجا جانا سنت ہے نہ کہ تمام تعزیت کے لئے حاضر ہونے والوں کے لئے۔

اس کی دلیل یہ حدیثِ پاک ہے کہ ”حضرت عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی خبر آئی تو حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ وہ مصیبت میں مبتلاء ہیں

﴿ابوداؤد شریف۔باب ماجاء فی الطعام یبعث الی اھل المیت﴾“

اللہ تعالیٰ اس سنت پر بھی عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی

الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# مُردے کے بال وناخن وغیرہ کاٹنے کا مسئلہ

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید صفحہ نمبر ۹۱﴾

کاٹنا مرد کے بال بعد مرنے کے، جائز یا نہیں؟

## الجواب

ناجائز ہے........**فی الدر لا یسرح شعرہ ای یکرہ تحریما ولا یقص ظفرہ الا المکسور ولا شعرہ ولایختن﴿الدر المختار باب صلوۃ الجنائز﴾ ، وفی ردالمحتار عن النہر عن القنیۃ، التزیین بعد موتہا و الامتشاط وقطع الشعر لا یجوز** ﴿یعنی درمختار میں ہے: میت کے بالوں میں کنگھا کرنا جائز نہیں یعنی یہ عمل مکروہ تحریمی ہے، نہ اس کے ناخن تراشے جائیں مگر وہ جو خود بخود ٹوٹا ہو، نہ ہی بال تراشے جائیں اور نہ ہی ختنہ کیا جائے اور ردالمحتار میں نہر سے، اس میں قنیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ عورت کے مرنے کے بعد اس کی زینت کرنا، کنگھا کرنا، اور بالوں کا کاٹنا ناجائز ہے۔﴾ ﴿ردالمحتار باب صلوۃ الجنائز﴾ **واللہ تعالی اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد مردے کے بدن کے بال وناخن کاٹنا، ختنہ کرنا، زینت وکنگھا وغیرہ کرنا سب ناجائز وحرام افعال ہیں۔سیدہ عائشہ ( ) نے ایک عورت کو مردے کو زینت دیتے دیکھا تو فرمایا، کس وجہ سے تم اپنے مردوں کی پیشانی پکڑ کر کھینچتے ہو۔(ہدایہ)........ عقلی لحاظ سے بھی غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ چونکہ مردہ مرنے کے بعد ان چیزوں سے مستغنی ہو چکا ہے، چنانچہ یہ چیزیں لغویات میں شمار ہوں گی اور شریعت لغو کام کو پسند نہیں فرماتی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان حرام افعال سے بچنے، دوسروں کو بچانے اور سابقہ زندگی میں عمل پیرا ہونے یا دوسروں کو اس کا مشورہ دینے کی صورت میں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# شوہر کا بیوی کی میت کو غسل دینا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید. صفحہ نمبر ۹۲﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت مرجائے تو شوہر کو اسے غسل دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

**ناجائز ہے، فی تنویر الابصار، یمنع زوجها من غسلها﴿تنویر الابصار متن الدر المختار﴾** ۔﴿یعنی تنویر الابصار میں ہے کہ شوہر کو بیوی کو غسل دینے سے روکا جائے گا۔﴾

اور وہ جو منقول ہوا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا کو غسل دیا ﴿تو﴾،

اولاً ﴿یعنی پہلی بات تو یہ کہ﴾ اس کی ایسی ﴿یعنی اس بارے میں منقول حدیث کی مثل حدیث کی﴾ صحت و لیاقتِ حجیت ﴿یعنی کسی فعل کے جائز و ناجائز ہونے کی دلیل بننے کی قابلیت﴾ محل نظر ہے ﴿یعنی اس پر غور و تفکر کی ضرورت ہے کہ اس قسم کی احادیث کو بطورِ حجت پیش کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔﴾

ثانیاً ﴿یعنی اور دوسری بات یہ کہ﴾ دوسری روایت یوں ہے کہ اس جناب ﴿یعنی بی بی فاطمہ (رضی اللہ عنہا)﴾ کو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ﴿یعنی﴾ نبی ﷺ کی دائی نے غسل دیا۔

ثالث ﴿یعنی تیسری بات یہ کہ غسل کے بارے میں مذکورہ قول﴾ بمعنی امر شائع ﴿یعنی معروف طریقے کے مطابق ہے﴾ یقال ﴿یعنی جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ﴾،

**قتل الامیر فلانا و قاتل الملک القومَ الفلانی وفی الحدیث "اذن النبی ﷺ" ای امر بالتاذین** ۔﴿امیر نے فلاں کو قتل کیا... بادشاہ نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فلاں قوم سے جنگ کی ...اور حدیث میں آیا کہ نبی ﷺ نے اذان دی، اور مراد یہ ہے کہ اذان کا حکم دیا۔﴾

رابعا﴿یعنی چوتھی بات یہ کہ﴾اضافتِ فعل بسوئے مسبب﴿یعنی کسی فعل کو اس کے سبب کے بجائے مسبب کی جانب منسوب کرنا﴾غیر مستنکر﴿یعنی غیر ممنوع ہے﴾اور حدیث علی ان وجوہ﴿یعنی صورتوں﴾پر محمول کرنے سے تعارض﴿یعنی احادیث کا مفہومی اعتبار سے بظاہر ایک دوسرے کے خلاف ہونا﴾مرتفع﴿یعنی ختم ہوجاتا ہے۔﴾یعنی﴿اب مطلب یوں ہوگا کہ﴾ام ایمن نے اپنے ہاتھوں سے نہلایا اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا یا اسباب غسل کو مہیا فرمایا۔

خامساً﴿یعنی پانچویں بات یہ کہ اپنی زوجہ کو غسل دینا﴾مولی علی کرم اللہ وجہہ کے لئے خصوصیت تھی اوروں کا قیاس ان پر روانہیں﴿یعنی دوسروں کو آپ پر قیاس کرنا جائز نہیں۔﴾

ہمارے علماء جو شوہر کو غسل زوجہ سے منع فرماتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ بعد موت، بسببِ انعدام محل﴿یعنی محل نکاح کے منعدم ہوجانے کی وجہ سے﴾ملکِ نکاح ختم ہوجاتی ہے تو شوہر اجنبی ہوگیا،

**کماافادہ ملک العلماء فی البدائع و المحقق حیث اطلق فی الفتح و غیر ھما فی غیرھما۔**﴿یعنی جیسا کہ ملک العلماء نے بدائع میں اور محقق علی الاطلاق (یعنی امام ابن ہمام) نے فتح القدیر میں اور ان دونوں کے علاوہ دیگر حضرات نے دوسری کتابوں میں اس مسئلے کو بیان فرمایا﴾

مگر نبی ﷺ کا رشتہ ابدالآباد﴿یعنی ہمیشہ ہمیشہ﴾تک باقی ہے کہ کبھی منقطع نہ ہوگا﴿چنانچہ حضرت علی و فاطمہ (رضی اللہ عنہما) کا رشتہ بعدِ وفات بھی قائم و دائم رہے گا لھذا حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا غسل دینا بالکل جائز ٹھہرا﴾۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فقد اخرج الحاکم وصححه والبیهقی عن ابن عمر والطبرانی فی الکبیر عنه وعن ابن عباس وعن المسور رضی الله عنهم عن النبی ﷺ انه قال کل سبب ونسب منقطع یوم القیمة الاسببی و نسبی ﴿یعنی حاکم نے درج ذیل حدیث کو روایت کرتے ہوئے صحیح قرار دیا اور امام بیہقی حضرت ابن عمر سے اور امام طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت مِسوَر رضی اللہ عنہم سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا، بروزِ قیامت میرے رشتے اور نسب کے علاوہ ہر رشتہ ونسب منقطع ہو جائے گا۔﴾

و اخرج البیهقی و الدار قطنی بسند ، قال ابن حجرالمکی رجاله من اکابراهل البیت فی حدیث طویل فیه عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه سمع النبی ﷺ یقول کل صهراوسبب اونسب ینقطع یوم القیمة الاصهری وسببی و نسبی ﴿امام بیہقی اور دار قطنی ایک طویل حدیث میں جس کی سند سے متعلق امام ابن حجر مکی نے فرمایا کہ اس کے راوی اکابر اہل بیت سے ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بروزِ قیامت میرے رشتہ نکاح وقرابت ونسب کے علاوہ دیگر ہر رشتہ نکاح یا قرابت یا نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا۔﴾

وقد روی نحوه من حدیث عبد الله بن زبیر رضی الله عنهما ،قال ابن حجر قال الذهبی واسناده صالح اھ ونقل المناوی من الذهبی انه قال غیر منقطع قلت ان ثبت عندنا الصحة وقد قال ابن حجر انه صح عن عمر اقول کیف وقد تعدد طرقه وجاء عن جماعة من الاصحاب رضی الله عنهم ﴿اسی کے ہم معنی حضرت عبد اللہ بن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زبیر رضی اللہ عنھم سے مروی حدیث ہے۔ابن حجر لکھتے ہیں کہ امام ذہبی نے کہا کہ ''اس حدیث کی سند صالح ہے۔اور امام مناوی نے امام ذہبی سے نقل کیا کہ اس کی سند غیر منقطع ہے۔'' میں کہتا ہوں اگر ہمارے نزدیک اس حدیث کی صحت ثابت ہو۔ابن حجر نے حضرت عمر رضی اللہ عنھم سے مروی حدیث کو صحیح بتایا ہے۔میں کہتا ہوں، صحت کیوں نہیں جبکہ اس کے طریق متعدد ہیں اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنھم سے مروی ہے۔﴾

اسی لئے ﴿یعنی وفات کی بناء پر رشتہ نبی کے نہ ٹوٹنے کی وجہ سے﴾ منقول ہوا کہ ﴿جب﴾ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس امر ﴿معاملے﴾ پر اعتراض کیا، ﴿تو﴾ حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

**اما علمت ان رسول اللہ ﷺ قال ان فاطمة زوجتك فی الدنیا والأخرة۔** ﴿کیا تمھیں خبر نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ تیری بی بی ھے دنیا وآخرت میں۔﴾

تو دیکھو اس خصوصیت کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ رشتہ منقطع نہیں۔یہ جواب نہ فرمایا کہ شوہر کو اپنی عورت کا نہلانا روا ﴿یعنی جائز﴾ ہے۔اس سے اور بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے نزدیک صورت مذکورہ میں مذہب، عدم جواز تھا۔جب تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انکار فرمایا اور حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ نے اسے تسلیم فرما کر اپنی خصوصیت سے جواب دیا۔

**وھذا خلاصة ما فی الدرالمختار و ردالمحتار عن شرح المجمع مع زیادات النفائس۔** ﴿یہ چند مزید نفیس افادات کے ساتھ اس کا خلاصہ ہے جو درمختار اور ردالمحتار میں شرح مجمع الانہر سے منقول ہے﴾ **واللہ تعالی اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ چونکہ عورت کے فوت ہوتے ہی اس کا نکاح اپنے شوہر سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

منقطع ہو جاتا ہے چنانچہ شوہر کے لئے اسے غسل دینا ناجائز وحرام ہے۔اور احادیث میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں منقول ہوا کہ آپ نے اپنی زوجہ مبارکہ بنت رسول ﷺ یعنی سیدۃ النساء بی بی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو ان کے فوت ہونے پر غسل دیا تو اس کے کئی جواب ہیں۔

﴿1﴾ اس حدیث سے جوازِ غسلِ زوجہ ثابت کرنا درست ہی نہیں کیونکہ یہ کم درجے کی حدیث ہے۔حالانکہ حرام وحلال وجواز وعدمِ جواز کے لئے کم از کم حسن لغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔حسن لغیرہ اس حدیث کو کہتے ہیں، جو صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو، لیکن یہ کمی تعددِ طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

﴿2﴾ اس حدیث کا وہ مطلب نہیں جو بظاہر سمجھ میں آتا ہے۔بلکہ یہاں غسل کی نسبت حضرت علی کی جانب محاورتاً کی گئی ہے۔یعنی اصل میں حضرت علی نے غسل کا حکم دیا تھا.. یا.. پھر غسل کے اسباب یعنی پانی، بیری کے پتے وغیرہ مہیا فرمائے تھے۔چونکہ آپ اس غسل کی تکمیل کا سبب بنے تھے لھذا اس کی نسبت آپ کی جانب کر دی گئی، اصل میں غسل امِ ایمن نے دیا تھا۔یہ بالکل اس طرح ہے کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں بادشاہ نے شہر فتح کر لیا حالانکہ حقیقتاً شہر کو فوج فتح کرتی ہے لیکن چونکہ بادشاہ اس کا سبب بنتا ہے کہ وہی فوج کو بھیجتا ہے لھذا فتح کی نسبت اس کی جانب کر دی جاتی ہے۔اسی طرح یہاں بھی ہوا۔

(۳) جو کچھ حدیث کے ظاہر سے سمجھ میں آیا وہی حق ہے۔اور یہ بھی درست ہے کہ بیوی کو غسل دینا ناجائز ہے۔لیکن یہاں بات دراصل یہ ہے کہ یہ غسل دینا حضرت علی کے ساتھ خاص تھا، کیونکہ سرکار ﷺ کا رشتہ کبھی منقطع نہیں ہوتا لھذا بی بی فاطمہ کا رشتہ بھی آپ سے منقطع نہ ہوا اور جب رشتہ قائم ودائم ہے تو عدمِ جواز کی کوئی صورت نہیں۔

اللہ تعالیٰ نفسِ مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# بعدِ غسلِ میت گھڑے توڑ دینا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید صفحہ نمبر ۹۸﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھڑے بدھنے میت کو غسل دینے کے بعد پھوڑ ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

## الجواب

گناہ ہے کہ بلا وجہ تضییع مال ہے کہ اگر وہ ناپاک بھی ہو جائیں تاہم پاک کر لینا ممکن۔ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

**ان الله کره لکم ثلثا قیل و قال وکثرة السؤال واضاعة المال رواه الشیخان وغیرهما۔** ﴿یعنی اللہ تعالیٰ تین باتیں تمہارے لئے ناپسند رکھتا ہے: فضول بک بک، کثرتِ سوال اور مال کا ضائع کرنا۔ اسے امام بخاری و مسلم اور آپ دونوں کے علاوہ نے بھی روایت کیا ہے۔﴿صحیح بخاری کتاب الزکوۃ﴾﴾

اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ ان سے مردے کو نہلایا ہے تو ان میں نحوست آ گئی تو یہ خیال اوہامِ کفارِ ہند ﴿یعنی ہندوستان کے کفار کی وہم شدہ باتوں﴾ سے بہت ملتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ میت کو نہلانے کے بعد پانی کے گھڑوں کو توڑ دینا ممنوع وحرام ہے کیونکہ اس میں مال کو بلا وجہ ضائع کرنا ہے۔ عموماً دو وجوہات کی بناء پر ہی انھیں توڑا جاتا ہے۔

﴿1﴾ یہ گھڑے ناپاک ہیں۔ ﴿2﴾ یہ منحوس ہو چکے ہیں۔

ناپاکی کا خیال تو اس لئے غلط ہے کہ جب تک میت کے بدن پر کوئی ظاہری نجاست موجود نہ ہو تو اس کے بدن سے گرنے والا پانی ناپاک نہیں ہاں مستعمل ضرور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔اور مستعمل پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر یہ پانی کسی سبب سے ناپاک بھی ہو جائے اور اس کے چھینٹے گھڑوں پر پڑ جائیں، جب بھی طریقۂ شرعی کے ذریعے انھیں پاک کرنا ممکن ہے۔اور انھیں منحوس جاننا بھی درست نہیں کیونکہ مذہبِ اسلام کی تعلیمات کے مطابق کسی کے مرنے سے چیزوں میں نحوست وغیرہ سرایت نہیں کرتی ہے۔ہاں اس قسم کے خیالات، کفار کے مذہب باطل کی تعلیماتِ فاسدہ کی پیداوار بدکردار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں جہالت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## شوھر کا بیوی کے جنازے کو ھاتھ لگانا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید. صفحہ نمبر ۱۳۸﴾

اگر عورت مرجائے تو شوہر اس کے جنازے کو ہاتھ لگائے یا نہیں؟

### الجواب

﴿جب﴾ جنازے کو محض اجنبی ہاتھ لگاتے، کندھوں پر اٹھاتے، قبر تک لے جاتے ہیں، ﴿تو﴾ شوہر نے کیا قصور کیا ہے؟ یہ مسئلہ جاہلوں میں محض غلط مشہور ہے۔ہاں شوہر کو اپنی زنِ مردہ کا بدن چھونا جائز نہیں، دیکھنے کی اجازت ہے۔ **کما نص علیه فی التنویر والدر وغیرهما** ﴿یعنی جیسا کہ تنویر الابصار اور درمختار وغیرہما میں اس کی تصریح ہے۔﴾

اجنبی کو دیکھنے کی بھی اجازت نہیں۔محارم کو پیٹ، پیٹھ اور ناف سے زانو تک کے سوا چھونے کی بھی اجازت ہے۔ **واللہ تعالی اعلم**

**وضاحت وخلاصہ:۔**

خلاصہ یہ ہوا کہ میت تین حال سے خالی نہیں۔

(1) اجنبی ہے۔

(2) محارم میں سے ہے (مثلاً ماں، نانی وغیرھا)۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(3) زوجہ ہے۔

بصورتِ اول صرف جنازے کو کندھا دیا جا سکتا ہے، دیکھنے اور چھونے دونوں کی ممانعت ہے۔

بصورتِ ثانی دیکھنا ...، پیٹ، پیٹھ اورناف سے زانو تک کے علاوہ اعضائے بدن کو چھونا اور جنازے کو کندھا دینا بھی بالکل جائز ہے۔اور

بصورتِ ثالث صرف چھونے کی ممانعت ہے، دیکھنا اور جنازے کو کندھا دینا دونوں بالکل جائز ہیں۔

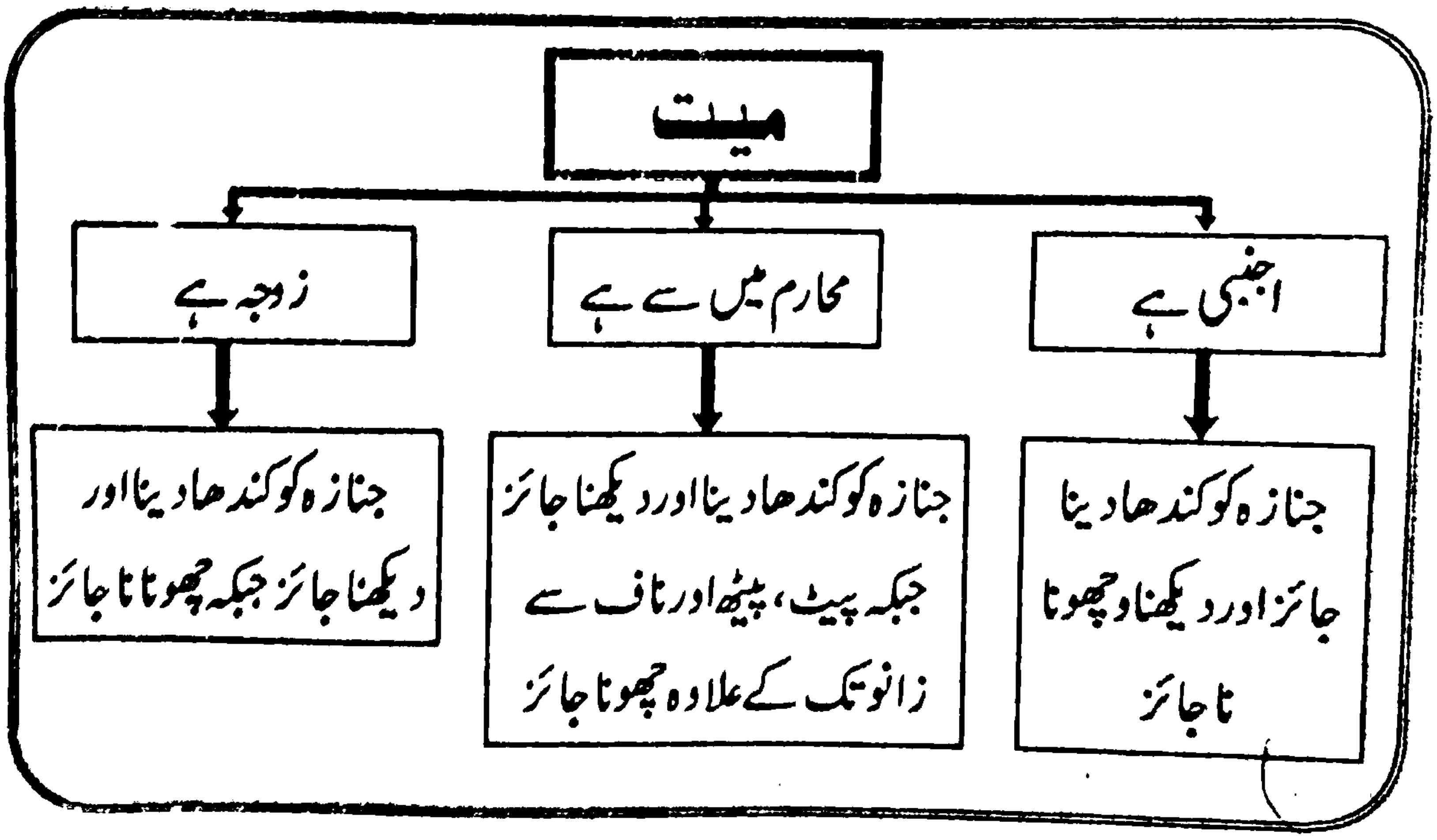


اللہ تعالیٰ جہالت سے بچنے اور بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

## جنازے کے ساتھ نعتیں پڑھتے جانا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید. صفحہ نمبر ۱۵۸﴾

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ جنازہ کے ساتھ غزلیں نعتیہ پڑھتے جاتے ہیں اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

### الجواب

جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ:۔

چونکہ بوقتِ ذکرِ الٰہی وذکرِ سرکار ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور مردہ نیک اعمال پر قادر نہ ہونے کے سبب نزولِ رحمت کے حصول میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے لھذا جنازے کے ساتھ ذکرِ سرکار ﷺ زندہ ومردہ ہر دو کے لئے بہت بہتر ہے۔ نیز چونکہ قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت موجود نہیں لھذا یہ فعل بالکل جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## بے نمازی کی نمازِ جنازہ؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید. صفحہ نمبر ۱۶۱﴾

بے نمازی کی نمازِ جنازہ چاہئے یا نہیں؟ اگر چاہئے تو کیا دلیل، جواب بالتفصیل بحوالہ کتبِ معتبرہ تحریر فرمائیے، بینواتوجروا۔

## الجواب

صحیح یہ ہے کہ ترکِ نماز سخت کبیرہ، اشد کفرانِ نعمت ﴿یعنی نعمتِ الٰہی کی شدید ترین ناشکری﴾ ہے، مگر کفر وارتداد نہیں، جب تک کہ انکار فرضیت یا استخفاف ﴿حقیر سمجھنا﴾ واہانت ﴿یعنی توہین﴾ نہ کرے، اور نماز ہر مسلمان کے جنازے کی فرضِ کفایہ ہے، اگر سب چھوڑیں گے سب گنہگار رہیں گے، نماز پنجگانہ اس پر فرض تھی اس نے چھوڑی، نماز جنازہ ہم پر فرض ہے ہم کیوں چھوڑیں؟.......

اس نے وہ فرض چھوڑا جو خالص حق اللہ کریم غنی عزوجل کا تھا، ہم وہ فرض چھوڑدیں جس میں اللہ عزوجل کا بھی حق اور اس محتاج باشد الاحتیاج کا بھی حق العبد؟........

یہ محض نادانی اور خود اپنی بھی بدخواہی ہے، علمائے کرام نے فرضیتِ نمازِ جنازہ سے صرف چند شخصوں کو استثناء فرمایا ﴿یعنی چند طرح کے لوگوں کی نمازِ جنازہ کو پڑھنا فرض

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں اور وہ﴾ باغی... اور آپس کے بلوائی ﴿یعنی لڑنے والے﴾ کہ فریقین بطور جاہلیت لڑیں... اور ان کے تماشائی... اور ڈاکو... اور وہ کہ لوگوں کو گلا دبا کر، پھانسی دے کر مار ڈالا کرتا ہو... اور وہ جس نے اپنے ماں باپ کو قتل کیا۔ ظاہر ہے کہ بے نمازی ان سے خارج ہے تو اس کی نماز جنازہ مثل عام مسلمانوں کے فرض ہے۔

**فی الدرالمختار ھی فرض علی مسلم مات خلا بغاۃ وقطاع طریق اذا قتلوا فی الحرب واھل عصبۃ ومکابر فی مصر لیلا و خناق وقاتل احد ابویہ اھ ملخصا** ﴿درمختار میں ہے: ہر مرنے والے مسلمان کی نماز جنازہ فرض ہے سوا باغی اور رہزن کے کہ جب یہ لڑائی میں مارے جائیں، اور جو براہ عصبیت آپس میں لڑیں، رات کو ہتھیار لے کر شہر میں لوٹ مار کرنے والا، گلا دبا کر مار ڈالنے والا، اپنے والدین میں سے کسی کا قاتل﴿درمختار۔ باب صلوۃ الجنائز﴾

**و فی ردالمحتار فی شرح دررالبحار فی النوازل جعل مشائخنا المقتولین فی العصبیۃ فی حکم اھل البغی وکذا الواقفون الناظرون الیھما ان اصابھم حجرا وغیرہ وما توافی تلک الحالۃ ولو ما تو ابعد تفرقھم یصلی علیھم اھ مختصراً** ﴿یعنی ردالمحتار میں ہے: شرح دررالبحار میں نوازل کے حوالے سے ہے کہ ہمارے مشائخ نے عصبیت میں مارے جانے والوں کو باغیوں کے حکم میں رکھا ہے ایسے ہی ان کے پاس کھڑے تماشا دیکھنے والے، اگر انھیں کوئی پتھر وغیرہ لگا اور اسی حالت میں مر گئے، ہاں اگر جدا ہونے کے بعد مرے تو ان کی نماز پڑھی جائے گی اھ مختصرا﴿ردالمحتار۔ باب صلوۃ علی الجنازۃ﴾۔

**واللہ تعالی اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ من جانب شریعت مذکورہ چند مخصوص لوگوں کے علاوہ ہر مسلمان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔اور چونکہ ان میں بے نمازی شامل نہیں لھذا اس کی نماز ادا کی جانی چاہیئے۔

اللہ عزوجل درست مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

## شیعہ کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم

**مسئلہ:۔** ﴿صفحہ نمبر ۱۷۱ جلد نہم جدید﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی اہل شیعہ کی نمازِ جنازہ پڑھنا اہلسنت و جماعت کے لئے جائز ہے یا نہیں؟اور اگر کسی قوم سنت و جماعت نے نماز کسی شیعہ کی جنازہ کی پڑھی تو ان لوگوں کہ لئے شرع میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

### الجواب

☆ اگر رافضی ضروریاتِ دین[1] کا منکر ہے، مثلاً قرآن عظیم میں کچھ سورتیں یا آیتیں یا کوئی حرف صرف امیر المومنین عثمان ذی النورین غنی رضی اللہ عنہ یا اور صحابہ خواہ کسی شخص کا گھٹایا ہوا مانتا ہے ...یا... مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم خواہ دیگر ائمہ اطہار کو انبیائے سابقین علیہم الصلوۃ والتسلیم میں کسی سے افضل جانتا ہے،اور آج کل یہاں کے رافضی تبرائی عموماً ایسے ہی ہیں ان میں شاید ایک شخص بھی ایسا نہ نکلے جو ان عقائد کفریہ کا معتقد نہ ہو جب تو وہ کافر مرتد ہے اور اس کے جنازہ کی نماز حرام قطعی و گناہ شدید ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

**وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ۔**

﴿ترجمۂ کنزالایمان:۔اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اس

---

[1]:۔ضروریاتِ دین سے مراد وہ امور ہیں کہ جن کے علم میں عوام و خواص برابر شریک ہوں۔عوام سے مراد وہ ہیں کہ جن کا دین کے ساتھ تعلق اور علماء کے ساتھ میل جول ہو۔(فتاوی رضویہ۔جلد اول)﴾

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کی قبر پر کھڑے ہونا، بے شک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مرگئے۔ ﴿پ ۱۰۔ التوبہ ۸۴﴾

☆ اور اگر ضروریات دین کا منکر نہیں مگر تبرائی ہے تو جمہور ائمہ وفقہائے عظام کے نزدیک اس کا بھی وہی حکم ہے۔

**کما فی الخلاصة وفتح القدير و تنويرا لا بصار والدرالمختار والحعاية وغيرها عامة الاسفار۔**

﴿جیسا کہ خلاصہ، فتح القدیر، تنویرالابصار، درمختار، ہدایہ وغیرہا عامہ کتب میں ہے۔﴾

☆ اور اگر صرف تفضیلیہ ہے ﴿یعنی حضرت علی کو تمام صحابۂ کرام سے افضل واعلیٰ مانتا ہے﴾ تو اس کے جنازے کی نماز بھی نہ چاہئے، متعدد حدیثوں میں بدمذہبوں کی نسبت ارشاد ہوا:

**ان ما توا فلا تشهد وهم ولا تصلو اعليهم** ۔ وہ مریں تو ان کے جنازہ پر نہ جائیں اور ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو۔

نماز پڑھنے والوں کو توبہ استغفار کرنی چاہئے۔ اور اگر صورت پہلی تھی یعنی وہ مردہ رافضی منکر بعض ضروریات دین تھا اور کسی شخص نے باآں ﴿یعنی اس صورت میں﴾ کہ اس کے حال سے مطلع تھا دانستہ اس کے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لئے استغفار کی جب تو اس شخص کو تجدید اسلام اور اپنی عورت سے از سر نو ﴿یعنی نئے سرے سے﴾ نکاح کرنا چاہئے۔

**فی الحلية نقلا عن القرافی واقره الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبه تكذيب الله تعالى فيما اخبر به۔** ﴿حلیہ میں قرافی سے نقل کیا اور اسے برقرار رکھا ہے کہ کافر کے لئے دعائے مغفرت کفر ہے کیونکہ یہ خبر الٰہی کی تکذیب کا طالب ہے۔﴾

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ جنازہ پڑھنے والے دو حال سے خالی نہیں۔

(1) انہیں معلوم تھا کہ جنازہ شیعہ کا ہے۔ (2) نہیں معلوم تھا۔

بصورتِ ثانی فقط توبہ واستغفار لازم ہے۔ اور صورتِ اول تین حال سے خالی نہیں۔ جس شیعہ کا جنازہ پڑھایا گیا وہ.....

﴿1﴾ ضروریاتِ دین کا منکر ہے....

﴿2﴾ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو گالیاں بکتا ہے۔

﴿3﴾ مذکورہ دو کام نہیں کرتا، ہاں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کو دیگر تمام صحابہ کرام پر فوقیت وفضیلت دیتا ہے۔

پہلی اور دوسری صورت میں توبہ واستغفار کے ساتھ ساتھ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرنا پڑے گا جب کہ تیسری صورت میں توبہ واستغفار لازم ہے۔

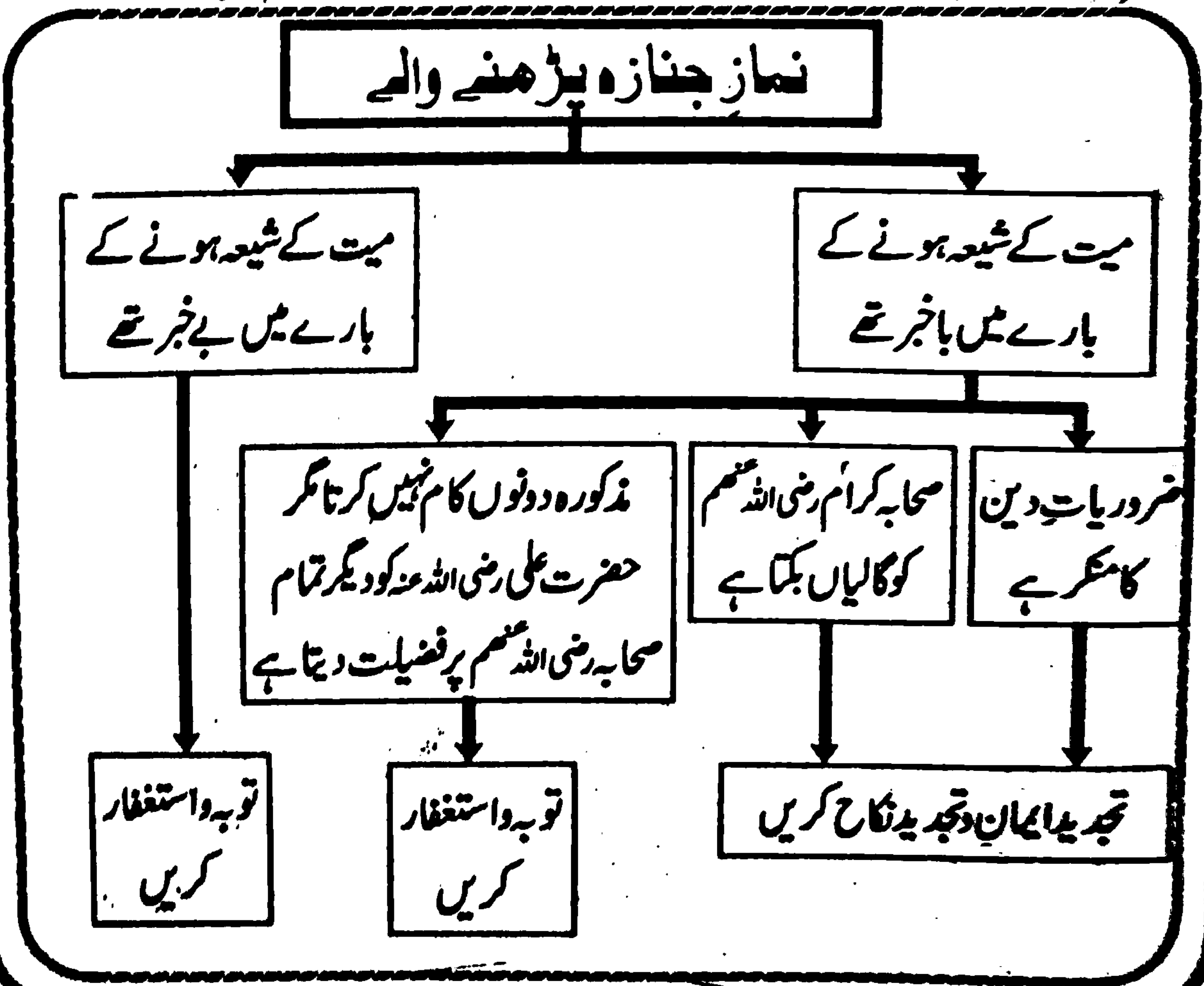


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ جنازہ و پڑھنے میں احتیاط عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

# ھیجڑہ کی نمازِ جنازہ

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید. صفحہ نمبر ۱۷۴﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اگر ہجڑہ مرجائے اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے یا نہیں؟ اور پڑھی جائے تو نیت مرد کی جائے یا عورت کی؟

## الجواب

ہجڑہ اگر مسلمان ہے تو اس کے جنازہ کی نماز فرض ہے، اور نیت میں مرد و عورت کی تخصیص کی کوئی حاجت نہیں۔ مرد و عورت دونوں کے لئے ایک ہی دعا ہے، خصوصا یہ ہجڑے جو یہاں ہوتے ہیں مرد ہی ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو عورت بناتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

معلوم ہوا کہ ہیجڑے کا جنازہ پڑھا جائے گا بشرطیکہ وہ مسلمان ہو۔ اور چونکہ بالغ مرد و عورت کی جنازے کی ایک ہی دعا ہے لھذا نیت کرتے وقت مرد یا عورت کی تخصیص کی کوئی حاجت نہیں۔

اللہ تعالیٰ مسئلہ یادرکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

# امام کا مصلے پر نمازِ جنازہ ادا کرنا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید. صفحہ نمبر ۱۹۰﴾

نمازِ جنازہ میں امام کے نیچے جانماز ہوتی ہے اور مقتدی سب زمین پر، یہ جائز ہے.. یا.. ناجائز؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

صورتِ مستفسرہ (یعنی دریافت کی گئی صورت میں) میں جواز تو یقینی ہے۔ رہی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کراہت اس کے لئے بھی کوئی وجہ نہیں ۔ نہ فقیر کو یاد کہ کسی کتاب میں اسے منع لکھا ہو۔ درمختار میں جو اس مقدار کو جس سے امام و مقتدی میں امتیاز پایا جائے مکروہ لکھا وہاں بلندی موضع ﴿یعنی نماز کے لئے کھڑے ہونے کی جگہ کی بلندی) میں کلام ہے یعنی امام کو مقتدیوں سے اتنا اونچا کھڑا ہونا مکروہ ہے جس سے امتیاز واقع ہو اور ﴿اسے مکروہ قرار دیے جانے کی﴾ وجہ اس کی حدیث میں نہی ﴿یعنی ممانعت کا﴾ آنا اور اہلِ کتاب سے مشابہت پایا جانا ہے کہ یہود وعنود ﴿یعنی عناد رکھنے والے یہود﴾ اپنے امام کے لئے جائے بلند ﴿یعنی بلند جگہ﴾ مقرر کرتے ہیں، یہاں تک کہ نہی و مشابہت ثابت نہیں تو کراہت پر بھی حکم نہیں دے سکتے۔

**فی الدر المختار وانفرد الامام علی الدکان للنھی وقدر الارتفاع بذراع ولا بأس بما دونه وقیل ما یقع به الامتیاز وھو الاوجه، فی ردالمحتار قوله للنھی وھو ما اخرجه الحاکم انه ﷺ نھی ان یقوم الامام فوق ویبقی الناس خلفه وعللوہ بانه تشبه باھل الکتاب فانھم یتخذون لا ما مھم دکانا اھ واللہ سبحانه و تعالی اعلم وصلی اللہ تعالی علیه سیدنا ومولنا محمد وعلی اله وصحبه اجمعین و بارك وسلم امین۔**

”درمختار میں ہے: امام کا تنہا کسی دکان ﴿اونچی جگہ﴾ پر کھڑا ہونا مکروہ ہے کیونکہ اس سے ممانعت آئی ہے۔ اونچائی کی مقدار ایک ہاتھ ہے اس سے کم ہو تو حرج نہیں اور کہا گیا کہ بس اتنی اونچائی جس کی وجہ سے ہو ممتاز نظر آئے اور یہی اوجہ ہے۔

﴿درمختار باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیھا﴾

ردالمحتار میں ہے: ممانعت کی حدیث وہ ہے جسے حاکم نے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ امام اوپر ہو اور باقی لوگ اس سے نیچے رہیں۔ علماء نے اس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کی علت یہ بتائی ہے کہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہے اس لئے کہ وہ اپنے امام کے لئے کوئی اونچی جگہ بناتے ہیں، بحر، اھ۔ اور خدائے پاک و برتر خوب جاننے والا ہے ،اللہ تعالٰی کی رحمت، برکت اور سلام ہو ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل و اصحاب سب پر۔ الٰہی قبول فرما۔ ﴿ردالمحتار باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ فیھا﴾"

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ امام کا مصلے اور مقتدیوں کا زمین پر نماز ادا کرنا شرعی لحاظ سے کوئی قباحت نہیں رکھتا۔ یہ اس وقت ناجائز و مکروہ و ممنوع ہوسکتا تھا جب کہ شریعت کی جانب سے اس کی ممانعت ہوتی.. یا پھر.. کسی غیر مسلم قوم سے مشابہت لازم آ رہی ہوتی۔ اور جب یہ دونوں باتیں یہاں موجود نہیں تو اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالٰی مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## نمازِ جنازہ میں سلام کا صحیح طریقہ

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید. صفحہ نمبر. ۱۹۳﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نمازِ جنازہ میں سلام ہاتھ چھوڑنے کے بعد پھیرنا چاہئے یا قبل ہاتھ چھوڑنے کے، افضل کیا ہے؟

### الجواب

ہاتھ باندھنا سنت اس قیام کی ہے جس کے لئے قرار ہو ﴿یعنی وہ باقی رہنے والا ہو﴾، کما فی الدرالمختار وغیرہ من الاسفار ﴿جیسا کہ درمختار وغیرہ کتب میں ہے﴾۔

سلام وقت خروج ﴿یعنی نماز سے باہر نکلنے کا وقت﴾ ہے، اس وقت ہاتھ باندھنے کی طرف کوئی داعی ﴿یعنی دعوت دینے والی چیز﴾ نہیں، تو ظاہر یہی ہے کہ تکبیر چہارم کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بعد ہاتھ چھوڑ دیا جائے۔ واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ نماز میں قیام دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

﴿1﴾ کچھ دیر مزید کیا جائے گا۔

﴿2﴾ حاجت نہ ہونے کی بناء پر فوراً ختم کر دیا جائے گا۔

بصورتِ اول قرار قیام کی وجہ سے ہاتھ باندھنے کا حکم ہوگا جب کہ بصورتِ ثانی قرار قیام نہ ہونے کی بناء پر انھیں کھول دیا جائے گا۔

اللہ تعالی یہ مسئلہ خود یاد رکھنے اور دوسروں کو بتانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## بعدِ دفن نمازِ جنازہ؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد نہم جدید. صفحہ نمبر ۱۹۵﴾

ما جوابہم ایہا العلماء رحمکم اللہ تعالی ﴿اے علماء کرام! اللہ تعالی آپ پر رحم فرمائے، آپ کیا جواب ارشاد فرماتے ہیں﴾ اس مسئلہ میں کہ مردہ کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی ہو تو کتنے دن تک پڑھنا جائز ہے؟

## الجواب

جب تک بدنِ میت کا سالم ﴿یعنی صحیح سلامت﴾ ہونا مظنون ہو ﴿یعنی اس کا غالب گمان ہو﴾..........

اور یہ امر ﴿یعنی صحیح سالم رہنے یا نہ رہنے کا معاملہ﴾ اختلافِ موسم وحالِ زمین و حالِ میت سے جلدی و دیر میں مختلف ہو جاتا ہے، ﴿چنانچہ﴾ گرمی میں جلد بگڑ جاتا ہے سردی میں بدیر، زمین شور یا نمک میں جلد، سخت وغیر شور میں بدیر، فربہ مرطوب ﴿یعنی موٹی تر﴾ جلد، خشک ولاغر بدیر، تو اس کے لئے مدت معین نہیں کر سکتے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**فی الدر، دفن واھیل علیہ التراب بغیر صلوۃ او بلا غسل صلی علی قبرہ مالم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر ھوالاصح** ﴿درمختار میں ہے بغیر نماز کے یا بغیر غسل کے نماز پڑھ کر میت کو دفن کر دیا گیا اور اس پر مٹی ڈال دی گئی تو اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے جب تک اس کے پھٹنے کا ظن غالب نہ ہو، اس میں کسی مدت کی تعیین نہیں یہی صحیح ترین ہے۔﴾

﴿درمختار۔ باب صلوۃ الجنائز﴾

**فی ردالمحتار لا نہ یختلف باختلاف الاوقات حراو بردا والمیت سمنھا وھزا لا والامکنۃ بحر** ۔﴿ردالمحتار میں ہے، (میت کے پھٹنے کی کوئی ایک مدت مقرر کرنا، درست نہیں) اس لئے کہ اس کا صحیح سالم رہنا یا نہ رہنا، سردی گرمی کے اوقات، مردے کی فربہی لاغری اور مقامات کے مختلف ہونے کی بناء پر مختلف ہو جاتا ہے۔ بحر﴾ردالمحتار۔ باب صلوۃ الجنائز﴿

**وفی الحلیۃ نص الاصحاب علی انہ لایصلی علیہ مع الشک فی ذلک ذکرہ فی المفید والمزید و جوا مع الفقہ وعامۃ الکتب، وعللہ فی المحیط بوقوع الشک فی الجواز ھ وتمامہ فیھا اھ ملخصین** ۔﴿حلیہ میں ہے کہ ہمارے علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ اس (یعنی مردے کے صحیح سالم ہونے کے بارے) میں شک ہو تو نماز نہ پڑھی جائے گی، اسے مفید، مزید، جوامع الفقہ اور عامۃ کتب میں بیان کیا گیا ہے۔ محیط میں اس کی علت یہ بتائی ہے کہ جواز میں شک ہو گیا اھ اور پوری بحث اسی میں ہے اھ تلخیص شدہ۔﴾

**واللہ تعالی اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ اگر کسی مسلمان مردے کو بغیر نمازِ جنازہ پڑھائے دفن کر دیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گیا۔مثلاً اس طرح کہ دفنانے کے بعد علم ہوا کہ امام صاحب نے بے وضو نماز پڑھا دی ہے۔۔یا۔۔بعد میں پتا چلا کہ امام بد مذہب تھا.........یا.........اسے بے غسل دفن کر دیا گیا،مثلاً اس طرح کہ کسی دوسرے مقام سے میت لائی گئی، مقامی لوگوں نے گمان کیا کہ نہلا کر ہی لائی گئی ہو گی، چنانچہ ایسے ہی دفنا دیا گیا، بعد میں معلوم ہوا کہ غسل نہ دیا گیا تھا۔تو ان دونوں صورتوں میں مردے کی قبر پر ہی نماز ادا کی جائے گی۔لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ مردے کا بدن ابھی صحیح سلامت ہو، پھٹا نہ ہو۔اور اس پھٹنے کے لئے کوئی مدت مخصوص نہیں کی جا سکتی، کیونکہ مذکورہ مختلف وجوہات کی بناء پر اس مدت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔چنانچہ اس کے لئے کسی صاحبِ علم شخص کو میت و اوقات و حالاتِ زمین بتا کر اس کے غالب گمان کے مطابق عمل کر لیا جائے۔

**نوٹ**:۔

قبر پر نماز پڑھنے کی صورت میں اگر جماعت قائم کرنا دشوار ہو یوں کہ اس صورت میں قبروں کو روندنا پڑے گا یعنی جگہ مختصر ہے جیسا کہ عموماً قبرستانوں میں ایسا ہی ہوتا ہے تو اب قبروں کی بے حرمتی کئے بغیر جتنے لوگ بآسانی نماز پڑھ سکیں اتنے ہی لوگوں کی جماعت قائم کی جائے، کثیر لوگوں کو جمع کرنے کی حاجت نہیں، حتی کہ اگر صرف ایک آدمی کی ہی گنجائش ہو تو وہی اکیلا نماز پڑھے، کیونکہ نمازِ جنازہ کے لئے جماعت شرط نہیں۔

اللہ تعالیٰ اس مسئلے کو بھی ذہن میں محفوظ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## مسجد میں نمازِ جنازہ

**مسئلہ**:۔ ﴿صفحہ نمبر ۲۶۲. جلد نہم جدید﴾

رمضان المبارک کے الوداعی جمعہ کو جامع مسجد میں مسلمانوں کا جنازہ آیا، نمازیوں کی بہت زیادہ کثرت تھی، نماز جنازہ اگر بیرون مسجد پڑھائی جائے گی تو نہ صفیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سیدھی ہوں گے بسبب قبروں اور درختوں کے ....اور.....نہ نمازی آ سکیں بسبب زیادتی کے، اور دھوپ تکلیف دہ تھی روزہ داروں کو، اس صورت مذکورہ عذرات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نمازِ جنازہ، فرشِ مسجد پر پڑھائی جائے یا نہیں؟ اور ثواب ہوگا یا نہیں؟

## الجواب

جنازہ مسجد میں رکھ کر اس پر نماز مذہب حنفی میں مکروہ تحریمی ﴿یعنی حرام کے قریب قریب﴾ ہے، تنویر الابصار میں ہے،

**کرهت تحريما في مسجد جماعة هي فيه واختلف في الخارجة والمختار الكراهة** - ﴿مسجدِ جماعت میں نمازِ جنازہ مکروہ تحریمی ہے جبکہ جنازہ مسجد کے اندر ہو، اور اگر باہر ہے تو اس بارے میں اختلاف ہے، مختار یہ ہے کہ مکروہ ہے۔﴾

نمازِ جنازہ بہت ہلکی اور جلد ہو جانے والی چیز ہے، اتنی دیر دھوپ کی تکلیف ایسی نہیں کہ اس کے لئے مکروہِ تحریمی گوارا کیا جائے اور مسجد کی بے حرمتی روا رکھیں۔ رہی نماز، وہ ادا ہو جائیگی، فرض اتر جائے گا اور مخالفتِ حکم کا گناہ اور نفسِ نماز کا ثواب اللہ عزوجل کے ہاتھ، جیسے کوئی مغصوب ﴿یعنی غصب شدہ﴾ زمین میں نماز پڑھے۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ مسجد میں نمازِ جنازہ ادا کرنا گناہ ہے، چاہے میت مسجد میں رکھی ہو ..یا.. باہر ہو اور نمازی اندر۔ لیکن اس صورت میں نماز ہو جائے گی اور ادا کرنے والے فرض کی ادائیگی سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نمازِ جنازہ مسجد سے باہر ہی ادا کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# پیارے آقا ﷺ کی نمازِ جنازہ.........؟

مسئلہ :۔ ﴿صفحہ نمبر ۳۱۴، جلد نہم جدید﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ آنحضرت صلعم ﴿ﷺ﴾ کے جنازہ کی نماز کے ﴿یعنی کتنی﴾ مرتبہ پڑھی گئی، اور اول کس شخص نے پڑھائی تھی؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ والہ وبارک وسلم۔ سائل کو جوابِ مسئلہ سے زیادہ نافع یہ بات ہے کہ درود شریف کی جگہ جو عوام و جہال صلعم یا ع یا م یا ص یا صللم لکھا کرتے ہیں، محض مہمل و جہالت ہے، القلم احدی اللسانین ﴿یعنی قلم دو۲ زبانوں میں سے ایک ہے۔﴾ جیسے زبان سے درود شریف کے عوض یہ مہمل ﴿یعنی بے معنی﴾ کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا یوں ہی ان مہملات کا لکھنا، درود لکھنے کا کام نہ دے گا، ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ ﴿ترجمہ کنزالایمان ۔تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سواء۔ ﴿پ البقرۃ ۵۹﴾﴾ میں نہ داخل ہوں۔ نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا درود لکھا جائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جنازہ اقدس پر نماز کے باب مختلف ہیں ﴿یعنی اس بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں﴾۔

ایک کے نزدیک یہ نمازِ معروف نہ ہوئی بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر آتے اور صلوۃ و سلام عرض کرتے بعض احادیث بھی اس کی مؤید ﴿یعنی تائید کرنے والی﴾ ہیں کما بیناھا فی رسالتنا النھی الحاجز عن تکرار صلوۃ الجنائز ﴿جیسا کہ انھیں ہم نے اپنے رسالہ النھی الحاجز عن تکرار صلوۃ الجنائز میں بیان کیا ہے۔﴾

اور بہت علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں، امام قاضی عیاض نے اسی کی تصیح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فرمائی کما فی شرح الموطا للزرقانی ﴿جیسا کہ علامہ زرقانی کی شرح موطا میں ہے۔﴾

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ تسکین فتن ﴿یعنی فتنوں کو ٹھنڈا کرنے﴾ و انتظامِ امت میں مشغول ﴿تھے﴾، جب تک ان کے دستِ حق پرست پر بیعت نہ ہوئی تھی، لوگ فوج فوج آتے اور جنازہ انور پر نماز پڑھتے جاتے، جب بیعت ہولی، ولی شرعی صدیق ہوئے، انھوں نے جنازہ مقدس پر نماز پڑھی، پھر کسی نے نہ پڑھی کہ بعد صلوۃِ ولی پھر اعادہ نمازِ جنازہ کا اختیار نہیں۔ ان تمام مطالب کی تفصیلِ قلیل، فقیر کے رسالہ مذکورہ میں ہے۔ مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی میں ہے:

**ان ابابکر رضی اللہ تعالی عنہ کان مشغولا بتسویۃ الاموروتسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ وکان یصلون علیہ قبل حضورہ وکان الحق لہ لا نہ ھو الخلیفۃ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصل احد بعدہ علیہ۔** ﴿حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ معاملات درست کرنے اور فتنہ رفع کرنے میں مشغول تھے لوگ ان کی آمد سے پہلے آکر صلوۃ پڑھتے جاتے، اور حق امامت ان کا تھا اس لئے کہ آپ خلیفہ تھے، جب آپ دیگر امور سے فارغ ہوئے تو نماز ادا فرمائی، پھر آپ کے بعد کسی نے بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھی۔﴾ ﴿مبسوط امام سرخسی۔ باب غسل المیت﴾ م

بزار و حاکم و ابن منیع و بیہقی اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: م

**اذ اغسلتمونی و کفنتمونی فضعونی علی سریری ثم اخرجواعنی فان اول من یصلے علی جبریل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملك الموت مع جنودہ من الملئکۃ باجمعھم ثم ادخلوا علی فوجا بعد**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فوج فصلوا علی وسلموا تسلیما۔ جب میرے غسل وکفن سے فارغ ہو مجھے نعش مبارک (تختۂ مبارک) پر رکھ کر باہر چلے جاؤ۔ سب سے پہلے جبریل مجھ پر صلوۃ کریں گے (یعنی درود بھیجیں گے) پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ، پھر گروہ گروہ میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود وسلام عرض کرتے جاؤ ﴿المستدرک علی الصحیحین . کتاب المغازی﴾۔

واللہ سبحنہ و تعالی اعلم۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ پیارے آقا، مدنی مصطفی ﷺ کی نماز جنازہ کے بارے میں دو اقوال ہیں۔

(1) آپ کی نمازِ جنازہ عام طریقۂ معروفہ پر ادا نہ کی گئی تھی بلکہ آقا ﷺ کی حسب وصیت لوگ گروہ در گروہ آتے اور دست بستہ درود وسلام عرض کر کے چلے جاتے۔

(2) باقاعدہ معروف طریقے کے مطابق ہی نماز پڑھی گئی۔ ابتداء میں تو لوگ مختلف گروہوں کی شکل میں آتے جاتے اور نمازِ جنازہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کرتے، پھر جب حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے نمازِ جنازہ ادا فرمائی تو یہ سلسلہ موقوف ہو گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ابتداء اس لئے تشریف نہ لائے کہ وفات [illegible] ﷺ کے ساتھ ہی فتنہ وفساد کا سخت اندیشہ لاحق ہو گیا تھا، نیز خلافت کا معاملہ بھی [illegible] طے [کر]نا ضروری تھا لھذا آپ ان معاملات میں مصروف رہے، جب فراغت پائی تو [illegible] کے لئے تشریف لے گئے۔ اور چونکہ آپ ولی شرعی تھے لھذا آپ کے نماز ادا [کر]نے کے بعد کسی کو نماز ادا کرنے کا حق حاصل نہ رہا۔

اللہ تعالی درست مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# پیرومرشد کا ہاتھ چومنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دہم ۔حصہ ثانیہ ۔صفحہ نمبر ۱﴾

﴿1﴾ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں
بعدِ مصافحہ زید نے بکر کا ہاتھ چوما و آنکھوں سے لگایا۔ جائز ہے یا نہیں؟

﴿2﴾ مرید اپنے پیر کا ہاتھ بعدِ مصافحہ چومنا ایک ضروری امر اپنے لئے سمجھے ۔ جائز ہے یا نہیں؟

﴿3﴾ پیر کو اپنے مرید سے اپنا ہاتھ چومونا چاہیے یا نہیں؟

﴿4﴾ ہاتھ چومنا کسی کا، بزرگ سمجھ کر، جائز ہے یا نہیں؟

﴿5﴾ ہاتھ چومنا سنت ہے یا فعلِ بزرگانِ دین یا فعلِ تابعین یا فعلِ صحابہ کرام؟

جواب ازروئے فقہ وحدیث، نہ رسوم شیوخ پابند طریق ﴿یعنی جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دیا جائے، نہ کہ مسائلِ طریقت کی پابندی فرمانے والے مشائخ عظام کی رسم کا لحاظ کرتے ہوئے﴾۔

## الجواب

بزرگانِ دین مثل پیر مہتدی ﴿یعنی ہدایت دینے والے پیر﴾ و عالم سنی کا ہاتھ چومنا جائز بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے۔ ہاں کسی دنیادار کا ہاتھ دنیا کے لئے چومنا منع ہے۔

درمختار میں ہے، ''**لا بأس بتقبيل يد العالم والمتورع على سبيل التبرك** ﴿یعنی برکت حاصل کرنے کی نیت سے متقی پرہیزگار عالمِ دین کے ہاتھ چومنے میں کوئی حرج نہیں﴾۔''

ردالمحتار میں ہے، ''**قال الشرنبلالي وعلمت ان مفاد الاحاديث**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سنیة اوندبه کمااشار الیه العینی ۔'' ﴿علامہ شرنبلالی فرماتے ہیں، جان لوکہ احادیث سے اس (دست بوسی) کا سنت یا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اس کی جانب علامہ عینی نے اشارہ فرمایا ہے۔﴾

درمختار میں ہے فی المحیط ان لتعظیم اسلامه واکرامه جاز وان لنیل الدنیا کره ﴿یعنی محیط میں ہے کہاس کے اسلام کی تعظیم اور اکرامِ عالمِ دین کی غرض سے دست بوسی جائز ہے، جب کہ دنیا کو حاصل کرنے کے لئے مکروہ۔﴾

مگر ہاتھ چومنا بایں معنی ضروری نہیں کہ فرض یا واجب ہے ﴿یعنی دستِ بوسی کو ضروری کہنا اس اعتبار سے نہیں کہ یہ فرض یا واجب ہے﴾ ہاں رسم وعرف المسلمین میں اس کی دست بوسی شائع ﴿یعنی عام﴾ ہوتو ﴿یہ﴾ اس کا ایک فعل مسنون یا مستحب سے احتراز کر کے مسلمانوں کی عادت کا خلاف کرنا اور وحشت دلانا، یہ جائز نہیں۔

حدیقہ ندیہ وغیرھا میں ہے ،خروجه عن العادة شهرة ومکروه ﴿یعنی لوگوں کی عادت کے خلاف کام خود کو مشہور کرنے کی کوشش اور مکروہ ہے﴾۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ،بشروا ولاتنفروا ﴿لوگوں کو خوش خبری سناؤ،متنفر نہ کرو﴾۔

اور پیر کا اپنے مریدوں سے ہاتھ چموانا بایں معنی کہ وہ چومنا چاہیں تو یہ منع نہیں کرتا بلکہ ہاتھ بڑھا دیتا ہے کوئی حرج نہیں رکھتا، بلکہ اگر قدم چومنا چاہیں اور یہ منع نہ کرے، جب بھی جائز ہے۔

درمختار میں ہے ''طلب من عالم اوزاهد ان یدفع الیه قدمه ویمکنه من قدمه لیقبله اجابه وقیل لا ﴿بوسہ لینے کے لئے کسی عالم وزاہد سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس کے قدم کو طلب کرنا اور اس عالم وزاہد کا اس شخص کو قدم بوسی پر قدرت دینا، اس کے لئے جائز ہے اور (ایک ضعیف قول کے مطابق) منع ہے۔﴾۔

ردالمحتار میں ہے، "لما اخرجه الحاکم ان رجلا اتی النبی ﷺ فاذن له فقبل رجلیه ﴿(یہ دست بوسی وقدم بوسی کرنا جائز ہے کہ) اس حدیث کی بناء پر جسے امام حاکم نے نقل فرمایا کہ ایک شخص سرکار مدینہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رحمتِ عالم ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرمائی، چنانچہ اس نے آپ کی قدم بوسی کی﴾۔ واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ

☆ جس کا ہاتھ چومنے کی خواہش ہے، وہ دو حال سے خالی نہیں۔

﴿1﴾ نیک، پرہیزگار، عالمِ دین.. یا.. باعمل پیر ہے۔ ﴿2﴾ دنیا دار ہے۔

بصورتِ اول جائز اور بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں،

﴿۱﴾ اس کا ہاتھ اللہ کی رضا کے لئے چوما...... یا...... ﴿۲﴾ دنیا کے لئے۔

بصورتِ اول جائز، بصورت ثانی ناجائز۔

☆ دست وقدم بوسی فرض یا واجب نہیں، ہاں سنت ومستحب وباعثِ اجروثواب ضرور ہے۔

☆ جس مقام پر دست بوسی کے قابل شخص موجود ہے وہ دو حال سے خالی نہیں۔

(1) وہاں ہاتھ پیر چومنے کا عام رواج ہے۔ (2) عام رواج نہیں۔

بصورتِ اول لوگوں کو دست بوسی سے منع کرنا ممنوع اور بصورتِ ثانی جائز۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

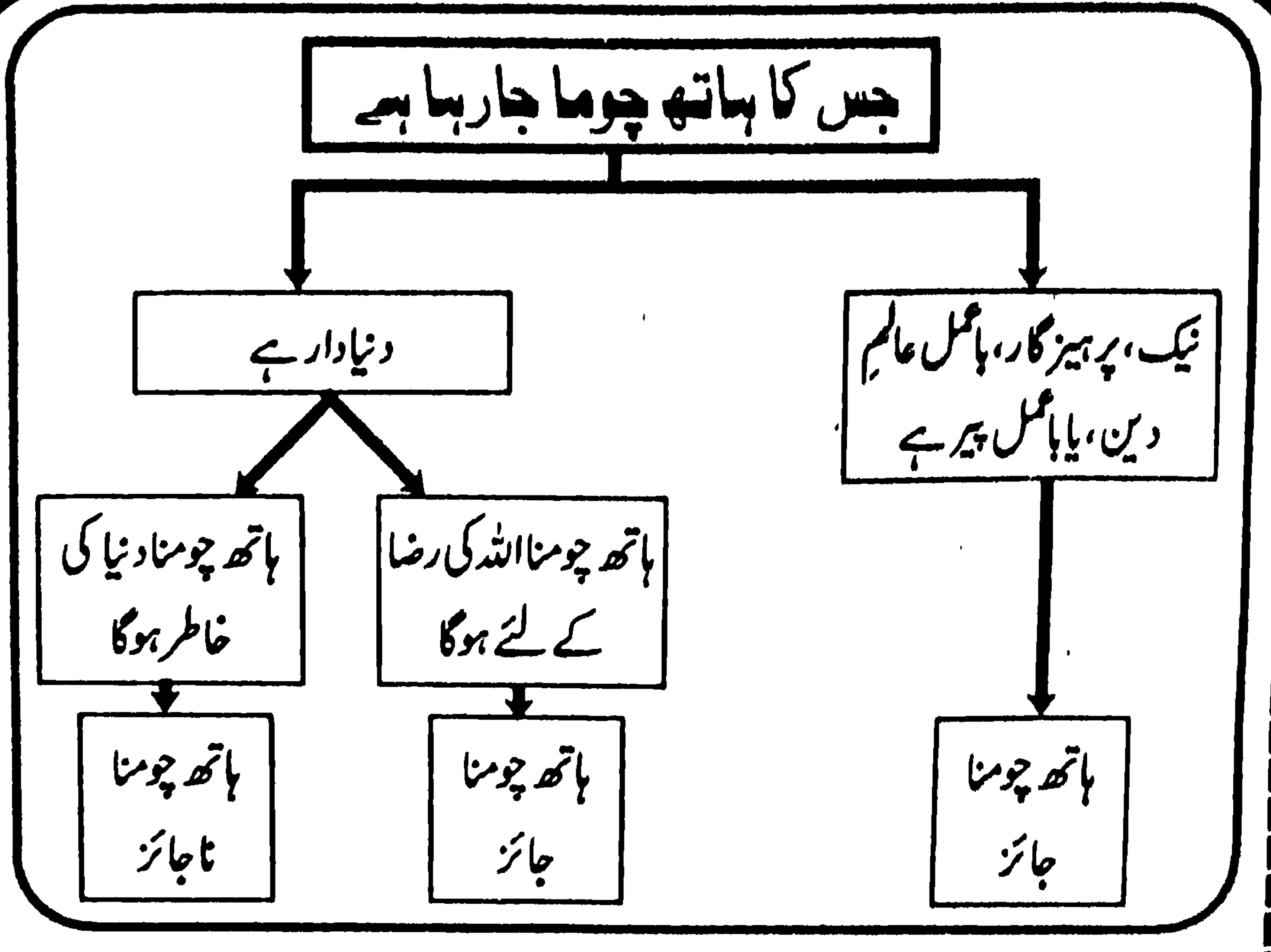


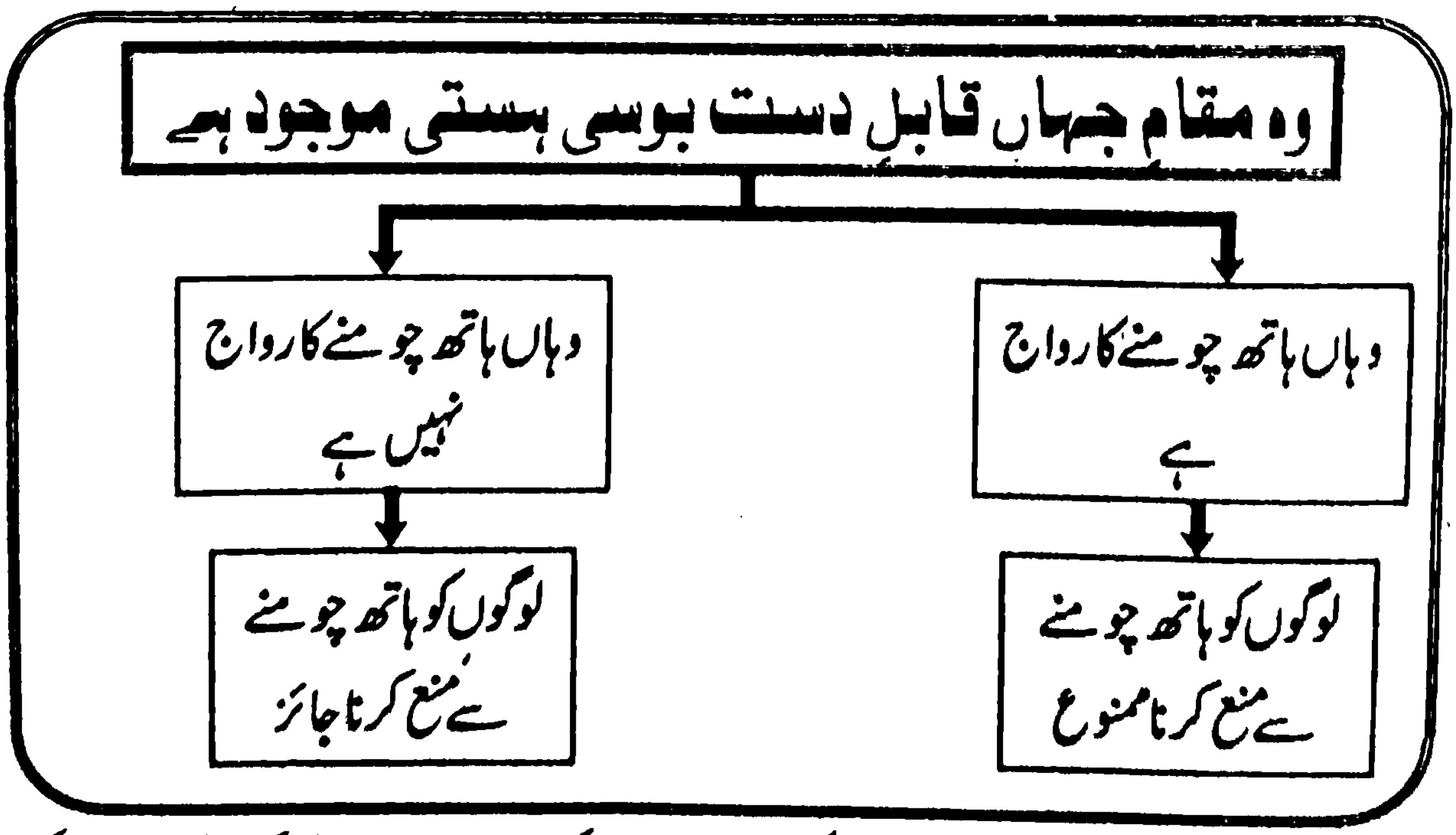


اللہ تعالیٰ اکابرینِ اسلام کی دست بوسی کی سعادت حاصل کرتے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## اندھے سے پردہ.............؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم. حصۂ ثانیہ. صفحہ نمبر ۲﴾

نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم ہے، اس زمانہ میں یا نہیں؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور مُقتَضی احتیاط ﴿یعنی احتیاط کا تقاضا﴾ کیا ہے؟

## الجواب

اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے، جیسا آنکھ والے سے اور اس کا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **افعمیا وان انتما**۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ شرعی لحاظ سے پردے کے بارے میں بینا و نابینا کا ایک ہی حکم ہے، لھذا مسلمان بہنوں سے جو احتیاط بینا شخص کے بارے میں طلب کی گئی ہے، وہی نابینا کے سلسلے میں بھی شریعت کو مطلوب ہے۔

## نوٹ:۔

ذکر کردہ حدیث پاک مکمل طور پر کچھ یوں ہے کہ "حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ وہ اور بی بی میمونہ رضی اللہ عنھما رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھیں کہ جناب ام مکتوم آئے اور آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں ان سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ کہ ہم کو دیکھتے نہیں۔" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کیا تم دونوں بھی نابینا ہو اور کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں۔ ﴿ترمذی شریف﴾

اللہ تعالیٰ مسئلے پر عمل کرنے اور کروانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# جانور کے بچے کا نسب کس سے.....؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم. حصہ ثانیہ. صفحہ ۷﴾

حلال جانور مادہ سے نر جانور حرام جفتی کرے جو بچہ اس سے پیدا ہو خواہ بشکل مادہ یا نر یا دونوں کی شکل کا ہو، وہ بچہ حرام ہوگا یا حلال؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## الجواب

مادہ جب حلال ہے تو بچہ حلال ہے کہ جانور میں نسب ماں سے ہے نہ باپ سے ۔ **هو الصحيح كما في الهداية وغيرها** ﴿یہ ہی صحیح ہے، جیسا کہ ہدایہ اور دیگر کتبِ فقہ میں ہے۔﴾۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ بچے کے سلسلے میں نر و مادہ میں سے مادہ کا اعتبار ہوگا، چنانچہ اگر مادہ حلال ہے تو بچہ بھی حلال اور اگر مادہ حرام ہے تو بچہ بھی حرام۔

اللہ تعالیٰ اس مسئلے کو بھی یادر کھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# کیمرے کی تصویر کا حکم

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دهم. حصه ثانی. صفحه ۱۰﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل دنیا میں عام رواج مصوری کا یہ ہے کہ بغیر روشنائی کے اور بغیر ہاتھ لگائے اس طرح پر تصویر بناتے ہیں کہ ایک بکس، سامانِ مصوری کا ہوتا ہے، جس کو انگریزی میں کیمرہ کہیں، لگا کر جس شے کی تصویر لینا مقصود ہو، اس کو سامنے رکھتے ہیں۔ شیشہ کے اثر سے کشش کے ساتھ تصویر معمولی شیشہ پر جو آتشی شیشہ یعنی لینس کے پاس لگا ہوتا ہے، آجاتی ہے۔ اس کو انگریزی مصالحہ میں ڈال کر کاغذ پر رکھ کر خشک کرتے ہیں، اس طرح سے تصویر بن جاتی ہے۔ شرع شریف میں اس کی بابت کیا حکم ہے، یعنی ایسی تصویر کھینچنے والے، کھنچوانے والے، رکھنے والے، فروخت کرنے والے، خریدنے والے، کس حد تک گنہگار ہو سکتے ہیں اور جس مکان میں تصویریں ہوں، وہاں نماز جائز ہے یا نہیں؟ یا شرع کے موافق اس میں کوئی گناہ نہیں ہے؟ جواب باصواب ﴿یعنی درست جواب﴾ سے مطلع فرمائیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## الجواب

شرع نے تصویر حرام فرمائی اور کسی طریقۂ ساخت ﴿یعنی بنانے کے طریقے﴾ کے ساتھ حکم کو مقید نہ فرمایا، نہ کسی خصوصیتِ طریقہ کو اس میں دخل، نہ فوٹو بے اس کے عزم وفعل وحرکات کے خود بخود بن سکے۔ دستی وعکسی میں صرف تخفیفِ عمل کا فرق ہے ﴿یعنی دستی میں زیادہ وقت لگتا ہے اور عکسی میں کم﴾ جیسے پیادہ اور ریل۔ جہاں جانا شرعاً حرام ہے، پیادہ وریل دونوں یکساں ہیں، وہ نہیں کہہ سکتا کہ ''اس میں مجھے پاؤں کو حرکت نہ دینی پڑی، نہ منزل منزل ٹھہرتا گیا۔

بالجملہ تصویر عکسی ودستی بنانے، رکھنے سب باتوں کے احکام قطعاً ایک ہیں اور فرق کی کوئی وجہ نہیں۔ عرف کو ہی دیکھئے، کیا جو تصویر بنانی عرفاً توہین یا بے حیائی اور قانونی جرم ہے، وہ عکسی بنا سکتا ہے اور وہی عذر کرسکتا ہے کہ بے قلم وروشنائی اور بے ہاتھ لگائے بنائی؟ ہرگز نہیں تو ظاہر ہوا کہ عکسی ہونے سے تصویر کے مقاصد میں کچھ فرق نہیں آتا، بلکہ بسا اوقات کچھ زیادت ہی ہو جاتی ہے اور شے اپنے مقاصد ہی کے لحاظ سے ممنوع یا مشروع ہوتی ہے۔ کما لا یخفی ﴿یعنی جیسا کہ مخفی نہیں ہے﴾۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ چونکہ شریعت نے مطلقاً تصویر بنانے کی ممانعت فرمائی ہے یعنی ایسا نہ ہوا کہ کسی ایک طریقے سے تصویر تیار کرنے کو ناجائز اور دوسرے کو جائز قرار دیا ہو۔ چنانچہ تصویر چاہے قدیم طریقے سے تیار کی جائے..یا..جدید سے، یہ فعل دونوں طرح، حرام ہی قرار دیا جائے گا۔ اور جدید..یا..قدیم طریقہ اختیار کرنے پر تصویر کی حرمت کا قائم رہنا اس لئے ہے کہ دونوں صورتوں میں تصویر کے مقاصد میں کوئی فرق نہیں پڑتا.....اور چیزیں اپنی غرض ومقاصد کی بناء پر ہی جائز وناجائز قرار دی جاتی ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کی تصویر بنانے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## ایصالِ ثواب کے لئے اجرت پر قرآن پڑھنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد ہشتم. صفحہ نمبر ۱۸۰﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ یہاں شہر احمد آباد میں بعض حافظ القرآن حضرات، اہلِ سنت و جماعت کے مکانوں پر سوم، چہلم منانے جاتے ہیں اور کلام مجید پڑھ کر اموات کی خدمت میں ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور وہاں سے اجرت لیتے ہیں اور اس میں جہلاء بہت ثواب سمجھتے ہیں، آیا یہ ایصالِ ثواب کر کے اجرت لینا جائز ہے یا حرام ہے؟

اجرت لے کر ایصالِ ثواب کرے تو اموات کی خدمات میں ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

اور جو حافظ القرآن اجرت لے کر ایصالِ ثواب کرنے کے لئے احبابِ اہلِ سنت و جماعت کے مکانوں پر تشریف لے جاتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟............بینوا توجروا

## الجواب

اجرت پر کلام اللہ شریف بغرض ایصالِ ثواب پڑھنا پڑھانا دونوں ناجائز....اور پڑھنے والا اور پڑھانے والا دونوں گناہ گار۔ اور اس میں میت کے لئے کوئی نفع نہیں، بلکہ اس ﴿یعنی میت﴾ کی مرضی وصیت سے ہو تو وہ بھی وبال میں گرفتار۔ قال اللہ تعالیٰ **لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا** ﴿ترجمہ کنز الایمان:۔ اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔ ﴿پ ا۔ البقرۃ ۴۱﴾﴾۔

اور یہ کہنا کہ ہم اللہ کے لئے پڑھتے ہیں اور دینے والے بھی ہمیں اللہ کے لئے دیتے ہیں محض جھوٹ ہے، اگر یہ ﴿حفاظ﴾ نہ پڑھیں تو وہ ﴿لوگ﴾ ایک حبہ ﴿یعنی دانہ﴾ ان کو نہ دیں اور اگر وہ نہ دیں تو یہ ایک صفحہ نہ پڑھیں اور شرع مطہرہ کا قاعدہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

''المعروف کالمشروط ﴿یعنی مشہور چیز شرط ٹھہرائی ہوئی کی مثل ہے﴾۔''

بلکہ اس سے ظاہری شرط نہ کرنے سے ایک اور خباثت بڑھ جاتی ہے، اجارہ جواہرِ جائز پر ہو وہ بھی اگر بے تعین اجرت ہو تو بوجہِ جہالت، اجارۂ فاسدہ اور عقدِ حرام ہے نہ کہ وہ اجارہ کہ خود ناجائز تھا وہ تو حرام در حرام ہو گیا۔ ﴿یہ حاوی جس میں یہ بے ہودہ حکم ۴۵ درم والا لکھا ہے، حاوی قدسی نہیں، حاوی زاہدی ہے۔ کمافی ردالمحتار۔ اور یہ زاہدی ایک معتزلی بد مذہب تھا۔ کمافی ردالمحتار وغیرہ فی الاسفار۔ اور اس کا یہ حکم قوانینِ شرع سے محض جدا اور یہ تحدید شرع مطہر پر صریح افتراء ہے﴾[1]

جو حافظ اس کا پیشہ رکھے فاسقِ معلن ہے اور فاسقِ معلن کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی کہ اسے امام بنانا گناہ اور جو نماز اس کے پیچھے پڑھی ہو اس کا پھیرنا واجب۔

ہاں اگر اس کی حلت چاہیں ﴿یعنی یہ خواہش ہو کہ اجرت بھی مل جائے اور حرام کا وبال بھی سر پر نہ رہے﴾ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ پڑھوانے والے وقتِ معین کے ساتھ مثلاً روزانہ صبح کے سات بجے سے دس بجے تک اور شام کے دو بجے سے چار بجے تک ... یا جو وقت مقرر کریں، ایک اجرتِ معینہ پر مثلاً چار روز یا جو قرار پائے، ان حافظوں کو اپنے کارِ خدمت ﴿یعنی خدمت کے کاموں﴾ کے لئے نوکر رکھیں، اس وقتِ معین کے لئے یہ ان کے ملازم ہو گئے، انھیں اختیار ہے جو کام چاہیں لیں۔ ازاں جملہ ﴿ان تمام کاموں میں سے﴾ یہ کہ فلاں میت کے لئے قرآنِ عظیم پڑھو۔ اب یہ حلال ہے، دینا واجب اور لینا روا، کہ اب یہ اجارہ، قرآن خوانی پر نہیں بلکہ ان حافظوں کے منافعِ نفس ﴿یعنی مخصوص وقت کے لئے اپنی ذات کو کسی کے لئے مقید کر لینے کی بناء﴾ پر ہے، یہاں تک کہ اگر یہ اس وقتِ مقرر پر پابندی کے ساتھ حاضر رہیں اور یہ مستاجرین ﴿یعنی اجرت پر رکھنے والے﴾ ان سے کچھ کام نہ لیں، جب بھی تنخواہ واجب ہوگی۔ **لان المستحق علیھم انما کان**

[1]۔ قوسین میں موجود یہ عبارت بعینہ فتوے میں موجود تھی، چنانچہ مربوط محسوس نہ ہونے کے باوجود لکھ دی گئی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تسلیم النفس وقد حصل کما ھو حکم اجیر الواحد ﴿اس لئے کہ ان حفاظ پر اپنی ذات کو ان لوگوں کے حوالے کرنا لازم تھا اور بے شک یہ بات حاصل ہوئی جیسا کہ یہ اجیرِ واحد کا حکم ہے۔﴾ واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

اصل مسئلہ کی وضاحت سے قبل بطورِ تمھید چند باتوں کا جاننا بہتر ومفید رہے گا۔

### ☆اِجارہ:۔

عوض کے بدلے میں کسی کو کسی شے کے نفع کا مالک کر دینا اجارہ کہلاتا ہے۔ٹھیکہ،مذدوری پر کام کرنا،کرایہ پر کسی چیز کو دینا اور نوکری وغیرہ سب اس کی اقسام ہیں۔

### ☆آجِر،مُؤجِر،مُوَاجِر،مُستَاجِر:۔

کسی کو اجرت پر رکھنے والا..یا..شے کا مالک۔

### ☆اَجِیر:۔

اجرت پر کام کرنے والا۔

### ☆مُستَاجِر:۔ [1]

کرایہ دار

### ☆اجرت:۔

مقرر شدہ مذدوری..یا..تنخواہ وغیرہ۔

☆اصل قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ عبادات وطاعات پر معاوضہ لینا حرام ہے۔لیکن علماء وفقہاءِ کرام (رحمھم اللہ) نے مشہور ضابطے "الضرورات تبیح المحظورات یعنی

---

[1]۔یہ لفظ مزدوری پر رکھنے والے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔جیسا کہ اوپر گزرا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حاجات، ممنوعہ اشیاء کو مباح کر دیتی ہیں۔'' کے تحت درج ذیل پانچ چیزوں پر اجرت ٹھہرانے اور لینے دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(۱) امامت...(۲) اذان...(۳) تعلیمِ قرآنِ مجید...

(۴) تعلیمِ فقہ...(۵) وعظ وتقریر۔

☆ اگر کسی اجارے میں وقت مقرر کیا گیا ہو تو اجیر پر لازم ہے کہ اتنی دیر تک اپنے آپ کو موجر کے حوالے کرے۔ اسے تسلیمِ نفس کہتے ہیں۔ اور یہ اجیر تسلیمِ نفس کی بناء پر ہی اجرت کا مستحق ہوگا۔ اب چاہے موجر اس سے کوئی کام لے یا نہ لے۔

☆ اجارے کی درستگی کے لئے ضروری ہے کہ اس میں اجرت کام شروع کرنے اور کروانے سے پہلے معین کر لی جائے۔ اگر کام پر لگا دیا لیکن پہلے اجرت طے نہ ہوئی تو اب یوں کہا جائے گا کہ ''اجرت مجہول ہے، یا اجرت میں جہالت ہے۔'' اور چونکہ اجرت کا مجہول ہونا، کام کے بعد اکثر لڑائی جھگڑے کا سبب بنتا ہے، اس طرح کہ مزدور زیادہ مانگتا ہے اور مالک کم دینا چاہتا ہے، لھذا شریعت نے اس قسم کے اجارے سے منع فرمایا، اس صورت میں اس اجارے کو اجارۂ فاسدہ کہیں گے۔ اجارۂ فاسدہ کا قائم رکھنا حرام اور ختم کرنا واجب ہوتا ہے۔

اب مسئلہ کا خلاصہ یہ ہوگا کہ ''چونکہ میت کے لئے ایصالِ ثواب ایک عبادت ہے اور ان پانچ چیزوں میں شامل نہیں کہ جن پر ضرورت کے پیشِ نظر علماء نے اجرت طے کرنے کو جائز قرار دیا ہے، لھذا اس پر اجرت طے کرنا، لینا اور دینا سب حرام ہوگا۔ اور جب کہ اس فعل کا حرام ہونا ثابت ہوگیا تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی بخوبی معلوم ہوگیا کہ اس صورت میں میت کو فائدہ پہنچنے کا گمان ایک خواب کے سوا اور کچھ نہیں۔ بلکہ اگر میت نے اس فعلِ حرام کی وصیت کی تھی تو اب یہ عمل اس کے لئے قبر میں وبال بھی ثابت ہوگا۔ نیز چونکہ اس صورت میں اجرت' اکثر مجہول ہوتی ہے لھذا یہ ایک اور حرام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فعل کا ارتکاب ہوا۔

اگر کوئی حافظ قرآن اس طرح طے کر کے قرآن پڑھنے کا عادی ہے، تو یقیناً اعلانیہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا ہے اور اعلانیہ گناہ کا مرتکب فاسق و فاجر ہے اور فاسق و فاجر کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ اور اگر پڑھ لی تو لوٹانا واجب۔

ہاں اگر ایسے موقع پر اجرت کو جائز طریقے سے حاصل کرنا چاہیں تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ ایصالِ ثواب کروانے والا ان کو ایک مقررہ وقت کے لئے پیسے متعین کر کے اپنے پاس نوکر رکھ لے۔ لیکن اس میں یہ طے نہ کرے کہ میں ایصالِ ثواب کے لئے آپ کو نوکر رکھ رہا ہوں بلکہ مطلقاً اپنے کاموں کے لئے اجیر بنائے۔ جب حافظ اس پر راضی ہو جائے، تو اب چاہے اسے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن پڑھنے پر لگا دے، کیونکہ اب اجارہ خاص قرآن پڑھنے پر نہیں ہوا۔ اور اب اجرت دینا لینا دونوں بالکل جائز ہیں۔

اللہ تعالیٰ مذکورہ مسئلے پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## بی بی فاطمہ ﴿رضی اللہ تعالیٰ عنہا﴾ کی نیاز کا مردوں کو کھانا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم۔ حصہ ثانیہ۔ صفحہ ۱۰﴾

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فاتحہ کا کھانا مردوں کو کھانا چاہیے یا نہیں؟

### الجواب

چاہیے، کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ چونکہ مردوں کے لئے بی بی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے ایصالِ ثواب کا کھانا، کھانا ہر قسم کی شرعی ممانعت سے خالی ہے، لھذا اس کے جواز میں کسی کو شک نہیں ہونا چاہیئے، بلکہ مردوں کے کھانے کو ناجائز کہنا، ناجائز ہوگا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ ہمیں شرعی مسائل کا صحیح ادراک نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## بوقتِ ضرورت حرام چیز کھانا ..یا..استعمال کرنا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم . ثانی . صفحہ ۱۰﴾

ضرورت کو حرام چیز کھانا یا استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں۔؟

### الجواب

اگر بھوک پیاس سے مرتا ہو اور کوئی شے پاس نہیں اور جانے کہ اس وقت کھائے پیے گا نہیں تو مر جائے گا۔ایسی صورت میں حرام شے کھانا یا پینا،اس قدر جس سے اس وقت جان بچ جائے جائز ہے۔یونہی اگر سردی سخت ہے اور پہننے کو حرام کے سوا کچھ پاس نہیں اور نہ پہنے تو مر جائے گا یا ضرر پائے گا تو اتنی دیر پہن لینا جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

### وضاحت وخلاصہ:۔

جواب سے معلوم ہوا اگر کسی کسی کو یقینِ کامل ہو کہ حرام کے استعمال کے سوا جان بچانے کا کوئی اور ذریعہ نہیں تو ایسی صورت میں شریعت کی جانب سے اسے اجازت ہے کہ وہ اتنی مقدار میں حرام شے کو استعمال کر سکتا ہے کہ جس سے جان بچائی جا سکے لیکن اس حرام شے کا ضرورت سے زائد استعمال اب بھی ناجائز وحرام رہے گا۔کیونکہ ضابطہ ہے کہ "**مَا اُبِیْحُ لِلضَّرُوْرَۃِ یُقَدَّرُ بِقَدْرِھَا**۔یعنی جو چیز کسی ضرورت کی وجہ سے مباح کی گئی وہ بقدرِ ضرورت ہی مباح ہوگی۔"

اللہ تعالیٰ مسئلے کو یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## بعد تلاوت، قرآن پاک کو ماتھے پر رکھنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم. حصہ ثانیہ. صفحہ نمبر ۱۸۶﴾

قرآن مجید کو بعدِ تلاوت ماتھے پر رکھنا بہ نیتِ تعظیم کیسا ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## الجواب

مصحف شریف کو تعظیماً سر اور آنکھوں اور سینہ سے لگانا اور بوسہ دینا جائز اور مستحب ہے کہ اعظم شعائر سے ہے اور تعظیم، شعائر تقوی القلوب سے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

اولاً یاد رکھیں کہ

☆ شعائر، شعیرۃ کی جمع ہے اور اس کا لغوی معنیٰ ''علامت ورسم'' ہے۔

☆ بعض چیزیں مذہب اسلام کے لئے علامت کی حیثیت رکھتی ہیں، انھیں شعائرِ اسلام کہا جاتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ''**اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ**'' ﴿بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں۔ ﴾ترجمۂ کنزالایمان ۔پ۲۔البقرۃ ۲﴾ اس کے علاوہ مساجد کے گنبد و مینار وغیرہ بھی شعائرِ اسلام میں سے ہیں۔

☆ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے شعائرِ اسلام کی تعظیم کو تقوی و پرہیزگاری کی علامت قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ''**ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ**'' ۔یعنی بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ ﴿ترجمۂ کنزالایمان ۔پ ۷۔ الحج ۳۲﴾

اب جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ مصحف شریف کی تعظیم 'شعائرِ اسلام میں سے ہے اور شعائرِ اسلام کی تعظیم' تقوی و پرہیزگاری کی علامت ،لھذا قرآن پاک کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا بالکل جائز اور باعثِ اجر وثواب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق مرحمت فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# نعمتِ ربِ العلیٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ

نعمتِ ربِ العلیٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ
عاشقِ خیرالوریٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ

جس کی شہرت چار سو احمد رضا رضی اللہ عنہ
جس کا چرچا ہر جگہ احمد رضا رضی اللہ عنہ

خائفِ ربِّ جلیل و متقی
پیکرِ حسن و وفا احمد رضا رضی اللہ عنہ

لائقِ تقلید ہے سیرت تری
ہر عمل سنت ترا احمد رضا رضی اللہ عنہ

پوچھئے گر چشمۂ فیضِ نبی ﷺ
دل بھی دے دل سے صدا احمد رضا رضی اللہ عنہ

جس کی کرنیں ہیں ظفر امجد نعیم (1)
وہ سراجِ (2) پُر ضیاء احمد رضا رضی اللہ عنہ

اس کی ہم کو بھی عطا خیرات ہو
جو کرم تجھ پر ہوا احمد رضا رضی اللہ عنہ

کیوں عطا نہ ان کا بیڑا پار ہو
راہ نما جن کا ہوا احمد رضا رضی اللہ عنہ

(علامہ محمد اکمل عطاؔ قادری عطاری)

(1) یہ تینوں آپ کے خلفاء کرام رضی اللہ عنہم ہیں یعنی حضرت مولانا ظفر الدین بہاری، حضرت مولانا محمد امجد علی اور حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ عنہم (2) سورج

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیٰحضرت رضی تعالیٰ عنہ اور فتاوی رضویہ سے
اخذ شدہ فتاوی پر مشتمل ایک مفید تالیف

سلسلہ نمبر
11

# رہنمائے کامل

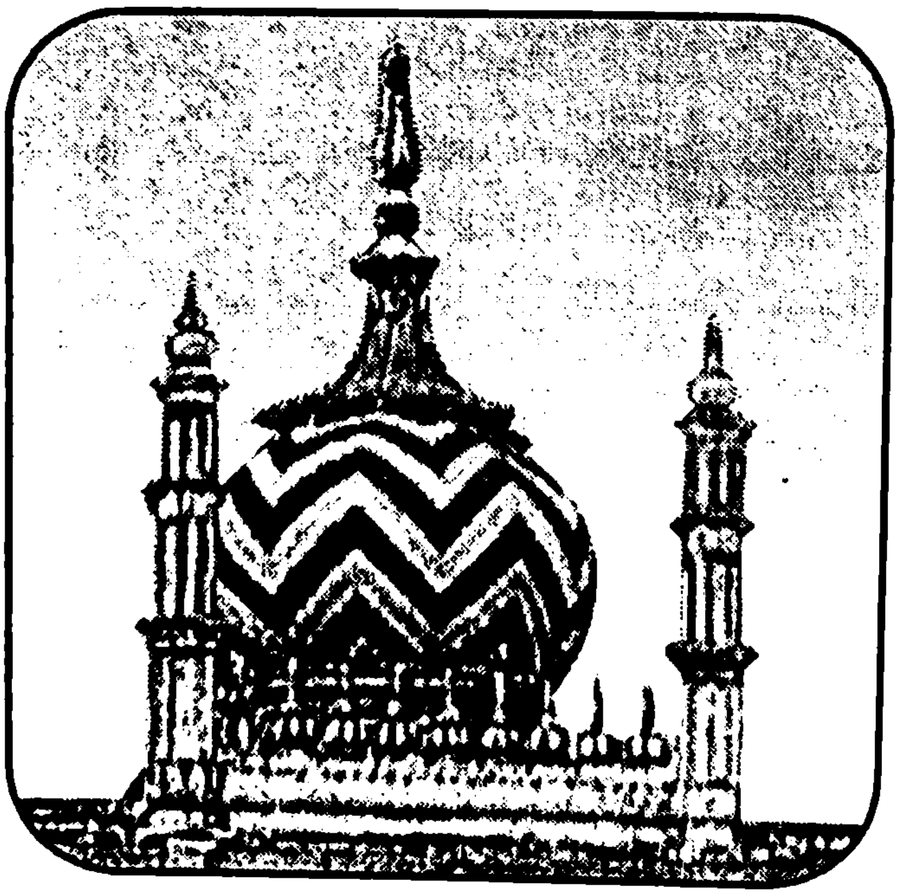

مصنفہ

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرضِ ناشر

فیضِ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کی موسلا دھار بارش برساتا ہوا ''فتاوی رضویہ'' کی تسہیل کے سلسلے میں لکھا گیا ''رہنمائے کامل'' کا گیارہواں حصہ آپ کے سامنے ہے۔ الحمد للہ عزوجل عوام الناس کی اس خدمت کو بے حد سراہا گیا ہے اور امید ہے کہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) بھی اس کام سے خوش ہو کر اپنے مزارِ پرانوار میں ہمارے لئے دعا گو ہوں گے۔

اس مرتبہ ''مدرسِ جامعہ انوار العلوم جناب حضرت علامہ مولانا محمد اسحٰق افتخاری رضوی صاحب دامت برکاتھم العالیہ'' نے عربی میں تحریر کردہ تاثرات کے ذریعے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔

سابقہ سلسلوں کی مانند اس مرتبہ بھی فتاویٰ کی تسہیل قوسین ( ) میں کی گئی ہے۔

حوالہ جات کے لئے حتی الامکان ''رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ لاہور'' کی تخریج پر اعتماد کیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) کی سیرتِ پاک سے متعلق چند واقعات بھی شاملِ اشاعت کئے گئے ہیں۔ مکمل تفصیل وحالات زندگی سے آگاہی کے لئے سابقہ حصوں کا مطالعہ کیا جائے۔

مطالعہ فرمانے والے مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ اس سلسلے کو مزید عام کرنے میں ہم سے تعاون فرماتے ہوئے اپنے دوست احباب کو اس کے پڑھنے کی ترغیب دیجئے۔

اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں سب کو اپنی اپنی ذمہ داری سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خادمِ مکتبہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز)

محمد اجمل عطاری عفی عنہ

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ بمطابق 7 اگست 20001ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# تاثرات

## عالمِ باعمل، استاذ الاساتذہ، سرمایۂ اہل سنت ،

## عاشقِ ماہِ رسالت ﷺ، نائبِ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز)

## جناب حضرت علامہ مولانا محمد اسحٰق افتخاری رضوی

(مد ظلہ العالی)

مدرس جامعہ انوار القرآن کراچی

الحمد لله العلّى الاجلل والصلوة والسلام على النبى الهادى الكامل الاكمل وعلى اله واصحابه الدين اتبعوا الدين الافضل .

امابعد ! فيقول العبد الفقير الى الله الغنى محمد اسحاق الافتخارى الرضوى المصبوغ بصبغة المصطفوى ان علم الفقه من بين العلوم العالية والالية من اجلها قدرا واشرفها ذكرا واعلاها منارا وازيرها وقارا وافتخارا -

قال الله عزوجل ومن يوت الحكمة اى الفقه فقد اوتى خيرًا كثيرا-

وقال رسول الله ﷺ من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين . نعم من قال

اذا ما اعتزر ذوعلم بعلم

فعلم الفقه اولى باعتزار

فكم طيب يفوح ولاكمسك

وكم طير يطير ولاكبازى

وقال الشافعى العلم علمان علم الفقه للاديان وعلم الطب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

للابدان ۔

باب مناقب الفقه وفضائله وسيع وهذا القدر يكفى ايما القارى ۔

وقد صنف الفقهاء العظام والائمة الكرام فى هذا العلم الشريف كتبا كثيرا وزبرا حميدة بعضها فوق بعض تحقيقا وتدقيقا ۔

منها العطايا النبويه فى الفتاوى الرضويه التى صنفها الامام المحقق المدقق المجدد احمد رضا خان عليه رحمة الرحمن ۔

هى مشتملة على اثنى عشر جزء ۔وكانت اجمل المعانى واسهل المبانى وحاويه على مطالب عاليه ومسائل خاليه بعبارات رائقة وبيانات شائقه وكانت مستوعبة لاقوال متعددة ومذاهب مختلفة ودلائل وبراهين قد خلت عنه الكتب والرسائل بايجاز لا يخل واطناب لا يمل تسربها الخواطر وتقربها النواظر۔

وقال رضى الله عنه عن الفتاوى الرضويه فهذه بحمد الله من مسائل الدين الحنيفى والفقه الحنفى تجد فيها ان شاء الله عينا جاريا من عيون تحقيقات السلف الكرام ۔

مع رفرف خضرو عبقرى حسان من تمهيدات الخلف الاعلام وعرائس نفاس كانهن الياقوت والمرجان لم يطمثهن انس ولاجان ما الهمنى الملك العلام ببركة خدمة علوم الاعلام ۔انتهى كلامه المنيق ۔

مع ذالك لايعلمها الاالعالمون والراسخون فى العلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لعصوبتها ودقتها۔

فلما طالعت الرسالة النافعة المسماة بالهادی الکامل (رهنمائے کامل) للعالم النبیل والفاضل الجلیل مولانا اکمل قادری رضوی مد ظله العالی۔وجدتها مفیدة لتسهیل الفتاوی الرضویه ولتعلیم العوام وتفهیمهم بالبیان ذك غیر ممکن الا بعون المنان وبفیض حبیبه ذی العلم والعرفان۔

جزاه رب العالمین بجاه النبی الکریم المکین الصادق الامین۔ امین ثم امین

﴿ترجمہ:۔ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو عظیم و بزرگ تر ہےاور اس کے اس نبی پر درود وسلام ہو کہ جو ہدایت دینے والا کامل واکمل ہےاور آپ کی آل اور اصحاب پر بھی کہ جنھوں نے افضل ترین دین کی پیروی کی سعادت حاصل کی۔

حمدؔ وصلاۃ کے بعد بے نیاز ربِ کائنات کی طرف محتاج محمد اسحاق افتخاری رضوی ،مصطفوی رنگ میں رنگا ہوا عرض گزار ہے کہ علم فقہ،علوم ِعالیہ والیہ کے درمیان قدر و قیمت کے اعتبار سے بزرگ ترین،ذکر کے لحاظ سے اشرف ترین،علامتِ رہنمائی کے اعتبار سے سب سے بلند اور وقار وافتخار کے لحاظ سے سب سے ارفع ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اور جسے حکمت (یعنی فقہ) دی گئی بے شک اسے خیرِ کثیر دی گئی۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔

درست ہے جس نے کہا کہ جب کوئی علم والا کسی علم پر فخر کرے تو علمِ فقہ فخر کرنے کے لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے۔کیونکہ بہت سی خوشبوئیں مہکتی ضرور ہیں لیکن وہ مشک کی مثل نہیں ہوتیں اور بہت سے پرندے اڑتے ضرور ہیں لیکن اس طرح نہیں کہ جیسے باز اڑتا ہے۔

اور امامِ شافعی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ علم صرف دو ہیں۔علمِ فقہ ادیان کے لئے اور علم طب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اجسام کے لئے۔"

فقہ کے مناقب وفضائل کا باب بے حد وسیع ہے، لیکن مذکورہ بیان کردہ مقدار کسی بھی مطالعہ کرنے والے کے لئے کافی ہے۔ بے شک فقہاءِ کرام اور علماءِ عظام نے اس علم شریف میں تحقیق اور باریک بینی کے ساتھ بے شمار کتب اور قابلِ تعریف صحائف تصنیف فرمائے ہیں، جن میں سے بعض بعض پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ان کتب میں سے ایک کتاب "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" بھی ہے جسے امام محقق و مدقق ومجدد احمد رضا خان (قدس سرہ) نے تصنیف فرمایا ہے۔ یہ کتاب بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ معانی کے اعتبار سے بہت خوبصورت اور ایسے مسائل پر مشتمل ہے کہ جو مشکل عبارات اور ادق بیانات سے خالی ہیں اور یہ کتاب متعدد اقوال، مختلف مذاہب اور ایسے دلائل و براہین کو گھیرے ہوئے ہے کہ جن سے دیگر کتب ورسائل خالی ہیں، اور یہ دلائل و براہین ایسے اختصار کے ساتھ ہیں جو باعثِ خلل نہیں اور اور ایسی طوالت کے ساتھ ہیں جو وجہ ملال نہیں۔ (بلکہ) یہ دلوں کو مسرت اور آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) فتاویٰ رضویہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "الحمد للہ یہ دین حنیف اور فقہِ حنفی کے مسائل کا ایک ایسا مجموعہ ہے کہ جس میں ان شاء اللہ تو تحقیقاتِ اسلاف کرام کے چشموں میں سے ایک چشمے کو جاری ہوتا اور اس کے ساتھ سابقہ مشائخ عظام کی آرائشوں سے سبزغالیچے اور منقش رنگین خوبصورت فرش اور ایسی ستھری دلہنیں گویا کہ وہ یاقوت و مرجان ہیں، جنھیں مجھ سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا نہ جن نے، پائے گا۔ یہ سب کچھ مجھے اکابرِ اسلام کے علوم کی خدمت کی برکت سے زبردست علم والے بادشاہ نے الہام فرمایا۔

ان تمام صفات کے باوجود اسے اس کے مشکل اور دقیق ہونے کے باعث صرف علماء اور علم میں ماہر ہی جان سکتے ہیں۔ پس جب میں نے عالمِ نبیل اور فاضلِ جلیل مولانا محمد اکمل قادری رضوی مدظلہ العالی کے نفع بخش رسالے "رہنمائے کامل" کا مطالعہ کیا تو میں نے اسے فتاویٰ رضویہ کی تسہیل، عوام کی تعلیم اور بیان کو سمجھانے کے سلسلے میں مفید پایا، یہ کوشش اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے صاحب علم و عرفان حبیب ﷺ کے فیض کے بغیر ممکن نہیں۔ رب العالمین اسے اپنے حبیب ﷺ کے وسیلے سے اس کا بدلہ عطا فرمائے۔ امین ثم امین

محمد اسحاق مدرس جامعۃ انوار القرآن۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرضِ مؤلف

ہمارے اسلافِ کرام کی زندگی ہمارے لئے بہترین مشعلِ راہ ہے۔ ہدایت ورہنمائی کا یہ سلسلہ ان کی زندگی اور بعدِ وفات، دونوں زمانوں میں مکمل طور پر جاری وساری ہے۔ دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد ان سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ان کے تحریر شدہ حالاتِ زندگی بھی ہیں۔ ان واقعات پر محاسبانہ غور تفکر ایک سمجھ دار شخص کی زندگی میں انقلاب برپا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ العزیز) بھی ایک ایسی ہی عظیم شخصیت ہیں کہ جن کی حیاتِ پاک پر حصولِ فیض کی نیت سے نگاہ ڈالنا، صاحبِ نظر کو اخروی لحاظ سے مالا مال کردے گا۔ آیئے ذیل میں "مذکورہ نیت کے ساتھ" چند واقعات کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

## نگاہ کی حفاظت:۔

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ تین چار فوجی آدمی عقیدۃً خدمتِ اقدس سرکار میں حاضر ہوئے اور سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ حضور نے نظر نیچی کرلی، انہوں نے کچھ عرض کیا حضور نے بغیر نظر اٹھائے انہیں جواب دیا چونکہ ہم خدام حضور سے سنے ہوئے تھے کہ ناف سے زانوؤں تک مرد کا جسم عورت ہے اور اس کا چھپانا واجب اور یہ لوگ نیکر پہنے ہوئے تھے جس کی وجہ سے زانو کھلے ہوئے تھے۔ فوراً ایک کپڑا لے کر سب کے زانو ڈھک دیئے اس کے بعد حضور نے نظر ملا کر کلام فرمایا۔

## احتیاط فی الدین:۔

انھیں کا بیان ہے برسات کا موسم تھا، عشاء کے وقت ہوا کے تیز جھونکے مسجد کے کڑوے تیل کا چراغ بار بار گل کردیتے تھے، جس کے روشن کرنے میں بارش کی وجہ سے سخت دقت ہوتی تھی اور اسکی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ خارج مسجد دیا سلائی جلانے کا حکم تھا۔ اس زمانہ میں ناروے کی دیا سلائی استعمال کی جاتی تھی جس کے روشن کرنے میں گندھک کی بو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نکلتی تھی لہذا اس تکلیف کی مدافعت حضور کے خادم خاص حاجی کفایت اللہ صاحب نے یہ کی کہ ایک لالٹین میں معمولی شیشے لگوا کر کپی میں انڈی کا تیل ڈالا اور روشن کر کے حضور کے ساتھ ساتھ مسجد کے اندر لے جا کر رکھ دی تھوڑی دیر ہوئی کہ حضور کی نظر اس پر پڑی ارشاد فرمایا حاجی صاحب آپ نے یہ مسئلہ بارہا سنا ہوگا کہ مسجد میں بدبودار تیل نہیں جلانا چاہئے۔انھوں نے عرض کیا حضور اس میں انڈی کا تیل ہے۔فرمایا راگیر دیکھ کر کیسے سمجھیں گے کہ اس لالٹین میں انڈی کا تیل جل رہا ہے وہ تو یہی کہیں گے کہ دوسروں کو فتوی دیا جاتا ہے کہ مٹی کا بدبودار تیل مسجد میں نہ جلاؤ اور خود مسجد میں لالٹین جلوار ہے ہیں ہاں اگر آپ برابر اسکے پاس یہ کہتے رہیں کہ اس لالٹین میں انڈی کا تیل ہے تو مضائقہ نہیں چنانچہ حاجی صاحب نے فوراً اس لالٹین کو گل کر کے خارج مسجد کر دیا۔

جامع حالات مولانا ظفر الدین رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر چہ اس لالٹین میں شرعا مضائقہ نہ تھا مگر غایت احتیاط فی الدین کی وجہ سے ایسا فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ **اتقوا مواضع التهم** بچو اعتراض کے مواقع سے یعنی اگر چہ وہ بات درست ہو مگر لوگوں خواہ مخواہ طعن و تشنیع کا موقع اس سے ملتا ہو اس سے احتیاط کرو نیز اس میں یہ حکمت تھی کہ عامہ محسنین و معتقدین اس لالٹین کو دیکھ کر اپنی غلط فہمی سے اس میں مٹی کا تیل جلتا ہوا سمجھ کر یہ غلط بات باور نہ کرلیں کہ جب اعلی حضرت کی مسجد میں مٹی کا تیل جلایا جاتا ہے۔تو مسجد میں مٹی کا تیل جلانا جائز ہی ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے بزرگانِ دین کے حالات زندگی جان کر ان کی پیروی کرنے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد اکمل قادری عطاری

۱۶ جمادل الاولی ۱۴۲۲ھ بمطابق 7 اگست 20001ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# غیرِ عالم کو وعظ کہنا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم، حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۳۰۶﴾

زید نے محض فقہ کی تین کتابیں پڑھی ہیں، اردو بولنے اور صحیح املاء لکھنے کی لیاقت نہیں ہے اور صرف ونحو سے بالکل ناواقف ہے، حتی کہ میزان الصرف نہیں جانتا، بلکہ صرف ونحو کے پڑھنے کو حرام اور اس کے پڑھنے والے کو اچھا نہیں سمجھتا اور فارسی بھی نہیں جانتا، ایسے شخص کو منبر پر بیٹھ کر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر منبر پر بیٹھ جائے تو اس کو مسلمان منبر سے اتار سکتے ہیں یا نہیں؟ ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

## الجواب

منبر، مسندِ نبی ﷺ ہے، جاہل اردو خواں اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے، بلکہ عالم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اس میں حرج نہیں، جبکہ وہ جاہل، فاسق مثلاً داڑھی منڈا وغیرہ نہ ہو، کہ اس وقت وہ جاہل' سفیر محض ہے اور حقیقۃً وعظ اس عالم کا جس کی کتاب پڑھی جائے۔ اور اگر ایسا نہیں بلکہ جاہل خود کچھ بیان کرنے بیٹھے تو اسے وعظ کہنا حرام ہے اور اس کا وعظ سننا حرام ہے اور مسلمانوں کو حق ہے بلکہ مسلمانوں پر حق ہے کہ اسے منبر سے اتار دیں کہ اس میں نہی منکر (یعنی برائی سے روکنا) ہے اور نہی منکر واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

صراحۃً معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص باقاعدہ درسِ نظامی نہ پڑھا ہو، بلکہ اس نے علمِ فقہ سے متعلق چند کتابوں کا مطالعہ ہی کیا ہو، اعلانیہ گناہ بھی نہ کرتا ہو اور اپنے پاس سے کچھ نہ کہے بلکہ وہی پڑھی ہوئی باتیں لوگوں کو بتائے جو اس نے علماء کرام کی کتابوں سے حاصل کیں تو اس کے بیان کرنے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ اس وقت اس کی حیثیت ایک سفیر کی سی ہے کہ جو بھیجنے والے کے پیغام کو بعینہ بیان کرتا ہے اپنے پاس سے کچھ نہیں کہتا۔

ہاں اگر یہ اپنے پاس سے قرآن وحدیث کے مطالب نکال کر بیان کرنے کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جرأت کرے تو اس وقت اس کا وعظ کہنا اور لوگوں کا اسے سننا حرام ہوگا۔ کیونکہ ایسے شخص کا اپنی جہالت کی بناء پر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے کلام کی اصل مراد تک پہنچنا بے حد مشکل ہے، لامحالہ یہ خود بھی گمراہ ہوگا اور اپنے سننے والوں کو بھی راہِ غلط دکھائے گا۔ اگر ایسا شخص وعظ کرنے کھڑا ہو جائے اور اپنے پاس سے قرآن وحدیث کے مطالب اخذ کرکے بتائے، تو ذمہ دار لوگوں کو چاہیئے کہ اسے بیان کرنے سے روک دیں۔

اللہ تعالیٰ اس معاملے میں افراط وتفریط سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## جِنّ کے دئے ہوئے پیسے کا حکم

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم، حصہ ثانی. صفحہ ۱۳۰﴾

حضور کا کیا حکم کہ ایک عورت پر جن آتا ہے اور وہ علانیہ اس کو دیکھتی ہے اور وہ اس کے پاس آکر روپے وغیرہ نوٹ دے کر جاتا ہے۔ تو آیا اس نوٹ اور روپے کو صرف کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور استعمال میں لانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

وہ جن جو کچھ اس عورت کو دیتا ہے، اس کا لینا حرام ہے کہ زنا کی رشوت ہے۔ درمختار میں ہے **ما یدفعه متعاشران رشوة** (یعنی ہم صحبت (ناجائز کام کے لئے) آپس میں ایک دوسرے کو جو دیں وہ رشوت ہے) اگر وہ لینے پر مجبور کرے تو لے کر فقراء پر تصدق کردیا جائے، اپنے صرف میں لانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

خلاصہ مسئلہ سے قبل چند باتوں کا جاننا مفید رہے گا۔

﴿1﴾ رشوت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ناحق کو حاصل کرنے کے لئے کسی کو کچھ دیا جائے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(مرکب) ہوتے ہیں۔

ان میں اثر نہ ماننے کا جواب وہی بہتر ہے جو حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز نے ایک ملحد کو دیا، جس نے تعویذات کے اثر میں کلام کیا۔ حضرت قدس سرہ نے فرمایا، "تو عجب گدھا ہے۔" وہ دنیوی بڑا معزز تھا یہ لفظ سنتے ہی اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور بدن غیظ سے کانپنے لگا اور حضرت سے اس فرمانے کا شاکی ہوا، فرمایا میں نے تو تمہارے سوال کا جواب دیا ہے، گدھے کے نام کا اثر تم نے مشاہدہ کر لیا کہ تمہارے اتنے بڑے جسم کی کیا حالت کر دی لیکن مولیٰ عزوجل کے نام پاک سے منکر ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ چونکہ تعویذات اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی و آیاتِ قرآنی پر مشتمل ہوتے ہیں، اور ان میں سے ہر دو فیوض و برکات سے مالا مال ہیں لھذا ان سے حصولِ فیض میں کوئی حرج نہیں۔ نیز عقلی طور پر ان کے اثرات وفوائد سے استفادہ کے کامل یقین کے علاوہ نقلی لحاظ سے بھی ان کے استعمال کے درست ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی اپنی خواب میں گھبرا جائے تو کہہ لے، "اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقابہ وشر عبادہ ومن ھمزات الشیطین "، ان کی حاضری سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا، حضرت عبداللہ بن عمرو اپنی بالغ (یعنی سمجھ دار) اولاد کو یہ دعا سکھا دیتے تھے اور نابالغ بچوں کے گلے میں کسی کاغذ پر لکھ کر ڈال دیتے تھے۔

ان تصریح کے باوجود بھی اگر کوئی انکار کرے تو اس کے لئے علاج فتویٰ میں مذکور ہے۔

اللہ عزوجل تعویذات کی برکات سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿2﴾اس طرح انسانوں پر اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت ضروری ہے اسی طرح جنات پر بھی لازم ہے۔

اب خلاصہ یہ ہوا کہ چونکہ اس جن کا عورت کے پاس آنا شرعاً ممنوع ہے، لھذا یقیناً وہ کسی پاکیزہ ارادے سے نہیں آ رہا بلکہ بری خواہش کی تکمیل مقصود ہے اور اسی نیتِ بد کو عملی شکل دینے کے لئے عورت کو پیسوں کی پیشکش کر رہا ہے۔ اور چونکہ اس عورت پر جن کو کسی قسم کا حق حاصل نہیں لھذا جن کے تصرف کی کوشش ناحق ہوئی اور ناحق کے حصول کے لئے جو بھی دیا جائے وہ رشوت ہے۔ عورت پر لازم ہے کہ انھیں نہ لے۔ ہاں اگر وہ لینے پر مجبور کرے تو اسے لے کر صدقہ کر دیا جائے اپنے استعمال میں لانا اب بھی حرام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ایسی آفات سے سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## تعویذات کے اثرات حق یا........؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم۔ حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۲۰۳﴾

کیا فرماتے ہیں، علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر علماء یا مولوی صاحب کسی حاجت مند کو خالصاً للہ (یعنی اخلاص کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے) کوئی تعویذ یا نقش دیتے ہیں۔ اور اس سے بفضلہٖ تعالیٰ نفع ہو جاتا ہے تو اس پر اعتقاد واجب ہے یا نہیں؟ (یعنی ان کے اثرات کا قائل ہونا درست ہے یا نہیں؟)

ایک صاحب فرماتے ہیں کہ تعویذات وغیرہ کا ثبوت کہیں قرآن شریف یا حدیث شریف سے نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ کہاں تک صحیح ہے، اس لئے حضور کو تکلیف دی گئی کہ حضور تحریر فرما دیں کہ آیا اس شخص کے مطابق عمل کیا جائے یا نہیں؟

### الجواب

تعویذات بے شک، احادیث اور ائمہ قدیم وحدیث سے ثابت اور اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ افریقہ میں ہے۔ تعویذات اسمائے الٰہی وکلامِ الٰہی وذکر الٰہی سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عبادت میں مشغول کو سلام کرنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دہم ،حصہ ثانی ۔ صفحہ نمبر ۲۰۴﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کچھ لوگ ایک مسجد میں سنتیں پڑھ رہے ہیں، کچھ لوگ تسبیح وتہلیل کررہے ہیں اور کچھ لوگ تلاوتِ کلام اللہ شریف کررہے ہیں اور کچھ لوگ یوں ہی بیٹھے ہوئے ہیں تو ایسی حالت میں اگر کوئی شخص انہیں سلام کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

## الجواب

اگر کچھ لوگ خالی بیٹھے ہوئے ہوں ،ان کو سلام کرسکتا ہے اور جو لوگ نماز یا تلاوت یا ذکر میں ہیں،ان کو سلام کرنا مکروہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ جولوگ عبادت میں مشغول ہوں انھیں سلام کرنا سنت نہیں ،کیونکہ اس صورت میں یہ سلام،عبادت کی طرف سے توجہ ہٹانے کا سبب بنے گا۔اس سلسلے میں وہ مسلمان بھائی خوب غور فرمائیں کہ جو مسجد میں داخل ہوکر قرآنِ پاک کی تلاوت..یا..ذکر میں مشغول حضرات کو باآوازِ بلند سلام کرتے ہیں اور جواب نہ دینے کی صورت میں ان سے ناراض ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ شرعی احکام کے مقابلے میں اپنی عقل استعمال کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

# دورانِ ذکر،حالتِ وجد طاری ہونا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دہم ،حصہ ثانی ۔ صفحہ نمبر ۲۰۴﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز کے اکثر آدمی ایک جگہ بیٹھ کر ذکرِ جلی (یعنی بلند آواز سے ذکر) کرتے ہیں اور سب پر حالتِ وجد طاری ہوگئی،اپنے جسم تک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کا خیال باقی نہیں رہا، ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں۔ کیا اس طرح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر ذکر جائز ہو تو کس طرح جائز ہو؟........... بینوا توجروا

## الجواب

اگر بناوٹ ہے تو حرام اور سخت حرام ہے اور واقعی بے اختیاری ہے تو مواخذہ (یعنی گرفت) نہیں، ذکر اس طرح ہو کہ نہ ریا ہو نہ کسی کو ایذاء۔ واللہ تعالیٰ اعلم

### وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ کہ ذکر کی صورت میں حالتِ وجد کا طاری ہونا دو حال سے خالی نہ ہو گا۔

(1) ریا کے طور پر ہے۔.....

(2) حقیقتاً کیفیت طاری ہوئی ہے۔.....

بصورتِ اول حرام اور بصورتِ ثانی نا قابلِ گرفت۔

نیز دورانِ ذکر، خیال رکھا جائے کہ اس میں ریا کاری کا دخل نہ ہو اور نہ ہی وہ ذکر کسی کے لئے ایذاء کا سبب بنے جیسے سونے والے کے پاس بآوازِ بلند ذکر کرنا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کسی کی حالتِ وجد پر بدگمانی سے بچنے اور مکمل شرائط کے ساتھ ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## عورت، گھر اور گھوڑے میں نحوست

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم، حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۲۰۴﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ جو مشہور ہے کہ گھر اور گھوڑا اور عورت منحوس ہوتے ہیں۔ اس کی اصل کیا ہے؟

## الجواب

یہ سب محض باطل و مردود خیالات ہندوؤں کے ہیں شریعتِ مطہرہ میں اس کو کوئی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اصل نہیں ۔ شرعاً گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو' جو ہمسائے (ہوں) برے ہوں .....گھوڑے کی نحوست یہ کہ شریر ہو، بدلگام، بدرکاب ہو....عورت کی نحوست یہ کہ بدزبان' ہر بدرویہ ہو۔ باقی وہ خیال کہ عورت کے پہرے سے ہوں (یعنی عورت کی نحوست میں گرفتار ہوں)، فلاں کے پہرے سے، یہ سب باطل اور کافروں کے خیالات ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

یاد رکھئے کہ کسی انسان.. یا.. جانور میں اس کی ذات کے لحاظ سے نحوست کا وجود تسلیم کرنا مذہبِ اسلام کی رو سے ناجائز اور مثلِ کفار اوہامِ باطلہ میں گرفتار ہونا ہے۔ اور وہ جو پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''نحوست، عورت، گھر اور گھوڑے میں ہے۔ (بخاری۔ کتاب النکاح)''۔

اس سے ان مذکورہ چیزوں میں ذاتاً نحوست کی خبر دینا مقصود نہیں بلکہ ان میں نحوست کا وہی مطلب ہے جو فتویٰ میں مذکور ہوا۔

اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں کفار کی پیروی کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# پان کھانے کا حکم

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم، حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۲۵۶﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پان کھانا سنت ہے یا کیا؟

بینوا توجروا

## الجواب

پان کھانا نہ سنت ہے نہ مستحب' صرف مباح ہے۔ ہاں بعض عوارضِ خارجیہ (یعنی نفسِ پان کے باعث نہیں بلکہ دیگر خارجی چیزوں) کے باعث مستحب ہو سکتا ہے جیسے نہ کھانے میں میزبان کی دل شکنی ہو.. یا.. بوسۂ زوجہ کے لئے منہ کو خوشبودار کرنے کی نیت سے.... بلکہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

واجب بھی جیسے ماں یا باپ حکم دے اور نہ ماننے میں اس کی ایذاء ہو.... یونہی عارض (یعنی لاحق ہونے والی خارجی بات) کے سبب مکروہ بھی ہوسکتا ہے، جیسے تلاوت قرآن مجید میں..... بلکہ حرام بھی جیسے نماز میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔۲۵۶

معلوم ہوا کہ فی نفسہ پان کھانا نہ تو ثواب کا کام ہے اور نہ ہی گناہ، ہاں بعض دیگر عوارضِ خارجیہ کی بناء پر اسے درجِ ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

**(1) واجب** (یعنی کھانا لازم اور نہ کھانے پر گناہ):۔ جب کہ ماں باپ حکم دیں اور اطاعت نہ کرنے میں ان کو تکلیف پہنچنے کا غالب گمان ہو۔

**(2) مستحب** (یعنی باعثِ ثواب):۔ جیسے میزبان کی دلجوئی کے لئے۔

**(3) حرام** (یعنی کھانا سخت گناہ):۔ جیسے نماز میں کھانا۔

**(4) مکروہ** (یعنی ناپسندیدہ):۔ جیسے تلاوتِ قرآن کے وقت۔

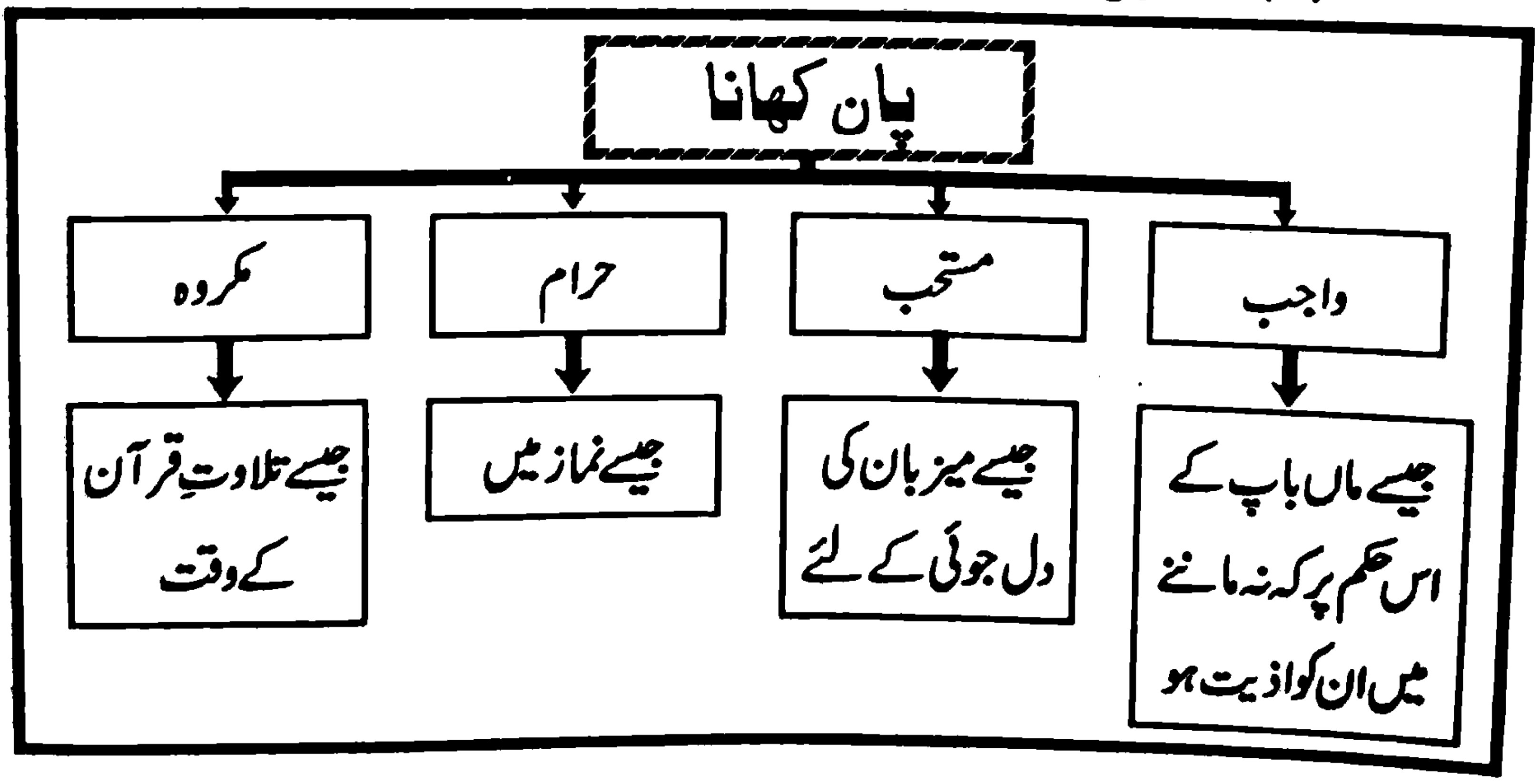


اللہ تعالیٰ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## گناہ گاروں کے لئے بددعا کرنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم، حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۲۰۸﴾

بددعا کرنا گنہگاروں کے واسطے جائز ہے... یا... حرام؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## الجواب

سنی مسلمان اگر کسی پر ظالم نہیں تو اس کے لئے بد دعا نہیں چاہئے، بلکہ دعائے ہدایت کی جائے کہ جو گناہ کرتا ہے چھوڑ دے.....اور اگر ظالم ہے اور مسلمانوں کو اس سے ایذاء ہے تو اس پر بد دعا میں حرج نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جس مسلمان کے لئے بد دعا کی جارہی ہے وہ دو حال سے خالی نہیں۔

(1) اس کا گناہ صرف اس کی ذات تک محدود ہے۔ مثلاً بے نمازی ہے، شراب پیتا ہے، جوا کھلتا ہے۔

(2) دوسروں کو اذیت دینے کے باعث گناہ گار ہے۔ مثلاً کمزوروں کو مارتا پیٹتا ہے، دوسروں کا مال چھین لیتا ہے۔

بصورتِ اول بد دعا نہ کی جائے بلکہ اس کی اصلاح کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ اور بصورتِ ثانی اگر گناہوں سے باز ہی نہیں آتا تو بد دعا کرنی جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ حتی الامکان بد دعا کے بجائے دعائے اصلاح ہی کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## کیا کچا انڈا کھانا حرام ہے؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم، حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۲۵۸﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب اپنی ایک گجراتی تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں کہ کچا انڈا حرام ہے اور پکا ہوا جائز ہے تو ظاہر فرمایئے کہ اس میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

## الجواب

حلال جانور کا کچا پکا انڈا سب حلال ہے، ہاں وہ کہ خون ہو جائے نجس وحرام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ اگر انڈا حلال جانور کا ہو اور اس کے اندر کا مواد خون میں تبدیل نہ ہوا ہو، تو وہ پاک و جائز وحلال ہے۔اب چاہے کوئی اسے پکا کر کھائے ..یا..کچا (جیسا کہ بسا اوقات دے کے مریضوں کو تجویز کیا جاتا ہے) دونوں طرح کوئی حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

# شادی بیاہ میں دف بجانا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم، حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۲۶۰﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بارات کے ساتھ چند دف بجاتے ہوئے لے چلنا، جیسا کہ آج کل مروج ہے۔یہ جائز ہے یا نہیں؟

## الجواب

شادی میں دف کی اجازت ہے مگر تین شرط سے،

﴿1﴾ ھَیئَاتِ تَطرُّب پر نہ بجایا جائے یعنی قواعدِ موسیقی نہ ہو ایک یہ شرط اس مروج کے منع کو بس ہے (یعنی یہی ایک شرط اس مروجہ شدہ صورت کی ممانعت کے لئے کافی ہے۔) کہ ضرور تال سم (یعنی قواعدِ موسیقی) پر بجاتے ہیں۔

﴿2﴾ بجانے والے مرد نہ ہوں کہ ان کو مطلقاً مکروہ ہے۔(یعنی چاہے چھوٹے ہوں یا بڑے...شریف ہوں یا رذیل، سب کو منع ہے)۔

﴿3﴾ عزت دار بیبیاں نہ ہوں۔نص علی کل ذلک فی رد المحتار (یعنی ردالمحتار میں ان تمام کی تصریح فرمائی گئی ہے۔)۔واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ شادی میں دف بجانا تین شرائط کے ساتھ جائز ہوگا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(1) قواعدِ موسیقی کے مطابق نہ بجائی جائے بلکہ بے ترتیب صرف ڈھب ڈھب کی آواز کے ساتھ ہو۔

(2) بجانے والے مرد نہ ہوں۔

(3) شریف وعزت دار خواتین نہ ہوں۔ (بلکہ بچیاں یا اسی قسم کا کام کرنے والیاں ہوں)۔

یہاں ایک اور بات کا بھی دھیان رکھا جائے کہ وہ دف بغیر جھانج کے ہو۔ جیسا کہ بہارِ شریعت میں بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ہے، ''عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جب کہ سادے ہوں، ان میں جھانج نہ ہو۔ (حصہ ۱۶۔ صفحہ ۱۱۱)''

اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں شرعی احکامات کو ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## شادی بیاہ کی محافل میں نعت شریف پڑھنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دہم، حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۲۶۱﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ حمد ونعت میں آدابِ مقام طہارت کا بخیالِ حرمتِ رسول ﷺ (یعنی رسول اللہ ﷺ کی حرمت کے خیال کے سبب) کہاں تک لحاظ کیا جانا لازم ہے کہ حمد ونعت تماشا گاہوں، شادی کی مجلسوں اور دعوت کے ایسے جلسوں میں جس میں لوگ انگریزی وضع کے موافق، آدابِ اسلام کے برعکس کرسیوں پر تَبَختُر (یعنی تکبر) سے بیٹھے ہوں اور اربابِ نشاط (یعنی ناچنے گانے والے) جمع ہوں، پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص اس موقع پر جس کا اوپر ذکر کیا گیا ادائے حمد ونعت سے بخیالِ ادب وحرمت، تامل پذیر ہو (یعنی ہچکچائے) اور انکار کرے تو گناہ تو لازم نہ آئے گا؟

ایسے جلسوں میں آداب ورواجِ اسلام کے خلاف جوتا پہنے ہوئے میز کے پاس کھڑے ہو کر جبکہ سامعین کرسیوں پر نشست رکھتے ہوں اور قاری زمین پر کھڑا ہو، کیا حمد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ونعت کے متبرک الفاظ بآوازِ بلند پڑھنا جائز ہوگا؟ اور اگر کوئی شخص جائز نہ سمجھ کر ایسے موقع پر تامل کرے تو کوئی حرج تو نہیں؟

## الجواب

ادب وجلال جہاں تک ممکن ہو بہتر ہے۔ فتح القدیر میں ہے، "**کل ما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا** ۔(یعنی ہر وہ چیز جو ادب واحترام میں داخل ہو حسن وبہتر ہے)۔"

تماشا گاہوں میں جہاں لوگ لہو ولعب میں مشغول ہوں اور ذکر شریف نہ سنیں گے، نعت شریف بآوازِ بلند پڑھنا ممنوع ہے، جس طرح ایسی جگہ قرآنِ پاک پڑھنا ممنوع وحرام ہے۔

شادی ودعوت کے جلسوں میں حالت دیکھی جائے، اگر حاضرین اسی بے ہودہ طرز کے ہیں کہ التفات نہ کریں گے تو وہاں پڑھنا بھی منع اور تامل وانکار کرنے والا کہ بہ نیتِ ادب وحرمت انکار کرے گا، ثواب پائے گا اور اگر وہاں وہ لوگ ہیں کہ متوجہ ہو کر ذکر شریف سنیں گے، اگرچہ بعض انگریزی بے ہودہ فیشن کے مُتَکَبِّر ومُتَبَختِر بھی ہوں تو ممانعت نہیں اور ایسی جگہ تامل وانکار بے جا ہے، گناہ گار اب بھی نہ ہوگا، جبکہ اس کی نیت ادب واحترام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

### وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ اگر کوئی نعت خواں ادب واحترام کی بناء پر کسی مقام پر نعت گوئی سے انکار کرے تو وہ گناہ گار نہ ہوگا۔

نیز جس جگہ نعت شریف پڑھنے کا موقع ملے تو اولاً غور کیا جائے کہ

﴿1﴾ تمام حاضرین ذوق وشوق سے سنیں گے.. یا..

﴿2﴾ سننے کے بجائے اپنی اپنی باتوں اور دیگر کاموں میں مشغول رہیں گے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بصورتِ اول پڑھنا جائز اور بصورتِ ثانی ممنوع و ناجائز۔

ان دونوں صورتوں میں حاضرین کے اعتبار سے حکم ایک ہی ہوگا، چاہے وہ مذہبی ذہن رکھنے اور اسلامی طرزِ عمل اختیار کرنے والے ہوں.... یا.... فرنگی دماغ کے حامل اور غیر قوموں کے رنگ میں رنگے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## شدید حاجت میں سود لینا کیسا؟

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم، حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۲۶۰﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود لینا باری تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے، جسے موافقِ فرمانِ خداوندی (یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان کے مطابق) ہر شخص برا جانتا ہے، اسی طرح سود دینا بھی برا جانتے ہیں۔ لیکن ایسا شخص جسے روپے کی سخت ضرورت ہے اور قرضِ حسنہ بھی آج کل کوئی کسی کو نہیں دیتا اور میواتر کے مسلمانوں کی حالت تو بہت کمزور ہے، ایسی حالت میں کسی غیر مذھب سے سودی روپیہ لے آئے اور اپنی ضرورت رفع کرے تو کیسا ہے؟ ایسے شخص کے پیچھے نماز میں کوئی قباحت تو نہیں؟

### الجواب

لوگ بے ضرورت باتوں کو ضرورت ٹھہرا لیتے ہیں۔ مثلاً شادی میں کثیر خرچ درکار ہے..... کچے مکان میں رہتے ہیں پختہ بنانا منظور ہے..... گزر کے لائق تجارت کر رہے ہیں اور بڑا سوداگر بننا مقصود ہے..... ان اغراض کے لئے سودی قرض لیتے ہیں، یہ حرام ہے، اس کا اور سود دینے کا ایک حکم ہے۔

صحیح حدیث میں ہے، ''**لعن رسول اللہ ﷺ آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء**'' (صحیح حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا یہ سب برابر ہیں۔﴿بخاری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

،کتاب الطلاق ﷺ)۔

ہاں! اگر واقعی ضرورت ہے کہ بے اس کے گزر نہیں مثلاً کھانے پینے کو درکار ہے اور کسب پر قادر نہیں، نہ حاجاتِ ضروریہ سے زائد کوئی چیز قابلِ بیع پاس ہے... یا... قرض خواہ کی ڈگری ہوگئی (یعنی جائیداد کی نیلامی کا سرکاری فیصلہ ہوگیا اور) پاس کچھ نہیں، ادا نہ کرے تو رہنے کا مکان یا جائیداد کا ٹکڑا کہ وہی ذریعہ معاش ہے، نیلام ہو جائے تو ایسی مجبوریوں میں سودی قرض لے سکتا ہے۔

درمختار میں ہے، **یجوز للمحتاج الاستقراض بالربا** (محتاج کے لئے سودی قرض لینا جائز ہے۔)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

اصل تو یہی ہے کہ سود لینا حرام ہے، لیکن بعض صورتوں میں حاجتِ شدید کی بناء پر چند شرائط کے ساتھ شریعت نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ مثلاً،

☆ کھانے پینے کے لئے پاس کچھ نہیں اور کسی صحیح عذرِ شرعی کی وجہ سے کمانے پر بھی قادر نہیں اور نہ ہی ضروری کپڑوں، برتنوں اور گھر کے دیگر روزمرہ استعمال کے سامان سے زائد کچھ ایسا سامان ہے کہ جسے بیچ کر بھوک مٹائی جاسکے..... یا.....

☆ گورنمنٹ سے قرض لیا تھا، ادا کرنے کی تاریخ آگئی اور پاس کچھ بھی نہیں کہ جس کے ذریعے قرض ادا کیا جاسکے اور اب تاخیر کی صورت میں اس کے گھر یا ایسی جائیداد کو نیلام کردیا جائے گا کہ جس سے اس کا ذریعہ معاش وابستہ ہے۔

تو اس قسم کی صورتوں میں ''بقدرِ ضرورت'' سودی قرض لینا روا ہوگا۔ بقدرِ ضرورت کی قید اس وجہ سے لگائی گئی ہے کہ جب کوئی چیز اصلاً حرام وناجائز ہو، لیکن کسی ضرورت کی وجہ سے اس کا استعمال جائز قرار دیا جائے تو اسے صرف بقدرِ ضرورت ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ضابطہ ہے کہ ''**مَا اُبِیْحَ لِلضَّرُوْرَۃِ یُقَدَّرُ بِقَدْرِھَا**۔ یعنی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جو چیز کسی ضرورت کی وجہ سے مباح کی گئی وہ بقدرِ ضرورت ہی مباح ہوگی۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں مختلف حیلوں بہانوں کے ذریعے حرام حاصل کرنے سے بچنے سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## قرضِ حسنہ دینے کے بعد واپسی کا مطالبہ کرنا

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دهم، حصه ثانی۔ صفحه نمبر ٢٦٤﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کچھ مال بطورِ قرضِ حسنہ دے تو یہ قرض دینے والا، قرض لینے والے سے اپنا مال طلب کرسکتا ہے یا کہ نہیں؟ اور اگر قرض لینے والا مال دار ہے اور قرض ادا نہ کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

### الجواب

قرضِ حسنہ دے کر مانگنے کی ممانعت نہیں۔ ہاں! مانگنے میں بے جا سختی نہ ہو۔

**وان کان ذو عسرة فنظرة الی میسرة** (یعنی اگر قرض دار تنگ دست ہو تو اس کی تنگ دستی پر نظر کرنی چاہیے۔)......اور اگر مدیون (یعنی جسے قرضہ دیا گیا) نادار ہے جب تو اسے مہلت دینا فرض ہے، یہاں تک کہ اس کا ہاتھ پہنچے اور جو دے سکتا ہے اور بلا وجہ لَیْتَ وَلَعَلَّ (یعنی پس وپیش) کرے۔ وہ ظالم ہے اور اس پر تشنیع وملامت جائز۔

**قال صلی اللہ تعالی علیه وسلم مطل الغنی ظلم** (یعنی غنی کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔﴿بخاری۔ کتاب الاستقراض واداء الدیون﴾)....**ولی الواجد یحل ماله وعرضه** (یعنی اور بخاری۔ کتاب الاستقراض واداء الدیون میں ہے کہ مال دار کا لیت ولعل کرنا اس کی سزا اور بے عزتی کو قریب لے آتا ہے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

معلوم ہوا کہ اگر کسی نے اس صورت کے ساتھ قرض دیا تھا کہ جب آپ کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پاس پیسے ہو جائیں لوٹا دیجئے گا یعنی لوٹانے کی کوئی میعاد مقرر نہ کی، اسے قرضِ حسنہ کہتے ہیں۔اس رعایت دے دینے کی بناء پر شریعت قرض خواہ سے طلب قرض کا اختیار نہیں چھینتی، لھذا وہ اب بھی جب چاہے قرض دار سے پیسوں کا مطالبہ کرسکتا ہے۔لیکن اس مطالبے میں سختی سے کام نہ لے بلکہ اگر قرض دار تنگ دست ہو تو اسے مہلت دینا واجب ہے۔

نیز اگر کوئی شخص قرض ادا کرنے پر قادر ہو اور جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے ادا نہ کرے تو بحکمِ حدیث وہ ظالم وقابلِ ملامت ہے اور اسے طعن وتشنیع کرنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ مذکورہ مسئلہ یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## محرم کے بغیر حج اور گناہ میں شوہر کی اطاعت کا حکم

**مسئلہ:۔** ﴿جلد دھم ،حصہ ثانی ۔ صفحہ نمبر ۲۸۱﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ

﴿i﴾ اگر عورت حج کو جانا چاہتی ہے اور شوہر اس کا اس کو منع کرے کسی عذر سے، تو جاسکتی ہے بغیر اجازتِ شوہر کے... یا...نہیں؟

﴿ii﴾ شوہر کسی کام کرنے کا حکم کرے اور وقتِ نماز اتنا ہے کہ اگر اس حکم کی تعمیل کرے تو پھر نماز کا وقت باقی نہیں رہے گا تو اس صورت میں عورت نماز پڑھے یا حکمِ شوہر بجالائے؟

### الجواب

☆ اگر محرم ساتھ ہے اور حج اس پر فرض ہے تو جائے گی ورنہ نہیں۔

☆ نماز پڑھے، ایسا حکم ماننا حرام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

☆ چونکہ عورت کے لئے حج کی فرضیت کی شرائط میں سے ایک، محرم کا ساتھ ہونا بھی ہے، لھذا جب تک محرم نہ ہو نہ تو اس پر حج فرض ہوگا اور نہ اس کے بغیر جانا جائز۔اگر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جائے گی تو قدم قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔

☆ نیز شوہر کی اطاعت صرف اسی وقت واجب وضروری ہے کہ جب وہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے کوئی حکم دے۔ چنانچہ اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جو اللہ تعالیٰ ..یا..اس کے محبوب ﷺ کے احکام میں سے کسی حکم سے ٹکراتا ہو تو اب اس پر اطاعتِ خاوند واجب نہ رہی بلکہ اگر حکم مانے گی تو حرام کی مرتکب ٹھہرے گی۔

اللہ تعالیٰ شرعی احکام کو خوشدلی سے قبول کرنے اور دائرۂ شریعت میں رہتے ہوئے اطاعتِ شوہر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## تعریفِ رشوت،اس کا لینا دینا،تسبیح کس چیز کی ہو؟ اور خطبے کے وقت سلام وکلام

**مسئلہ:** ـــ ﴿جلد دھم،حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۳۰۰﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

☆ رشوت کس کو کہتے ہیں اور اس کا لینا کیسا ہے؟...اور کس صورت میں لینا جائز ہے اور کس میں ناجائز؟

☆ تسبیح کس چیز کی ہونی چاہئے،آیا لکڑی کی یا پتھر وغیرھا کی؟

☆ مسجد میں جمعہ کے وقت خطبہ کے وقت سلام وکلام کیسا ہے؟

### الجواب

☆ رشوت لینا مطلقاً حرام ہے،کسی حالت میں جائز نہیں۔ جو پرایا حق دبانے کے لئے دیا جائے رشوت ہے۔ یونہی جو اپنا کام بنانے کو دیا جائے،رشوت ہے لیکن اپنے اوپر سے ظلم کو دفع کرنے کے لئے جو کچھ دیا جائے،دینے والے کے حق میں رشوت نہیں۔ یہ دے سکتا ہے،لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے اور اسے لینا حرام۔

☆ تسبیح لکڑی کی ہو یا پتھر کی مگر بیش قیمت ہونا مکروہ ہے اور سونے چاندی کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حرام۔

☆ خطبہ کے وقت سلام وکلام مطلقاً حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔۳۰۰

مندرجہ بالا مسئلے سے درجِ ذیل چند باتیں معلوم ہوئیں۔

﴿1﴾ جو مال وغیرہ دوسرے کا حق دبانے کے لئے دیا جائے ...یا...اپنا کوئی کام نکلوانے کے لئے حاکم کو کچھ دینا، رشوت کہلاتا ہے۔ ان صورتوں میں لینے اور دینے والا دونوں گناہ گار اور مستحقِ عذابِ نار ہوں گے۔

﴿2﴾ جو مال ومتاع، خود پر سے ظلم وزیادتی دور کرنے کے لئے دیا جائے، وہ دینے والے کے حق میں رشوت نہیں، نہ ہی دینا گناہ، ہاں لینے والا گناہ گار ہوگا۔

﴿3﴾ تسبیح چاہے لکڑی کی ہو پتھر کی دونوں جائز ہیں، لیکن خیال رکھا جائے کہ وہ بہت زیادہ بیش قیمت نہ ہو۔ سونے چاندی کی تسبیح حرام ہے۔

﴿4﴾ خطبۂ جمعہ کے وقت سلام وکلام، چاہے دینی ہو یا دنیاوی، دونوں طرح ممنوع ہے۔ پیارے آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے جمعہ کے دن، امام کے خطبے کے دوران کسی سے کہا کہ خاموش ہو جا، تو اس نے ایک لغو کام کیا۔ (ترمذی۔ کتاب الجمعۃ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان مسائل پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## نماز وغیرِ نماز میں ننگے سر رہنا

**مسئلہ:۔** (جلد ہفتم جدید۔ صفحہ نمبر ۳۸۹)

آج کل دیارِ بنگال کے بعض شہروں میں بعض لوگوں نے فرض جماعت میں سر ننگا کر کے نماز پڑھنا اختیار کیا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ "جماعت کی اہانت ہوتی ہے۔" تو اس کے جواب میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ "عاجزی وانکساری کی وجہ سے پڑھتا ہوں۔" اسی طرح عاجزی وانکساری کے بہانے سے بعض لوگوں نے علاوہ نماز کے بھی سر پر ٹوپی رکھنا چھوڑ دیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے، تو کیا ننگا سر فرض جماعت میں نماز پڑھنے سے نماز جائز ہوگی یا مکروہ ہوگی؟ اگر جائز ہوگی تو کیا حضور سرور کائنات ﷺ ..یا..حضرت مولائے کائنات ..یا..حضرات امامین مطہرین..یا.حضرات صحابہ کرام..یا..اولیائے عظام نے کبھی فرض جماعت میں ننگا سر نماز پڑھی ہے یا نہیں؟.........اور علاوہ نماز کے بھی ان حضرات نے کبھی کبھی سر کو ننگا رکھا ہے یا نہیں؟ اور صوفیائے عظام کی کتابوں میں ننگا سر رہنا تہذیب اور آداب آیا ہے یا نہیں؟ اور احادیث شریفہ وفقہ سے اس کی کراہت ثابت ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

## الجواب

حضور اقدس ﷺ کی سنت کریمہ نماز مع کلاہ وعمامہ ہے اور فقہاء کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کو تین قسم کیا ہے (یعنی ننگے سر نماز پڑھنے کی تین اقسام کی ہیں)۔

☆ اگر بہ نیت تواضع وعاجزی ہو تو جائز....اور ☆ بوجہ کسل ہو تو مکروہ....اور ☆ معاذ اللہ نماز کو بے قدر اور ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر۔.....

جب مسلمان اپنی نیت تواضع (یعنی عاجزی وانکساری) بتاتے ہیں تو اسے نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں، مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔ ننگے سر رکھنے کا احرام میں حکم ہے اور اس حالت میں شبانہ روز برابر سر برہنہ رہنا حضور اکرم ﷺ وصحابہ کرام سب سے ثابت، بغیر اس کے (یعنی حالتِ احرام کے علاوہ) ننگے سر کی عادت ڈالنا، کوچہ وبازار میں اس طرح پھرنا نہ ہرگز ثابت ہے، نہ شرعا محمود، بلکہ وہ منجملہ اسباب شہرت ہے (یعنی اس طرح ننگے سر رہنا اپنے آپ کو مشہور کرنے کی کوشش کے سلسلے میں اختیار کردہ اسباب میں سے ایک ہے) اور ایسی وضع (یعنی حلیہ) جس پر انگلیاں اٹھیں، شرعا مکروہ۔ مجمع البحار وغیرہ میں ہے، **الخروج عن عادۃ البلد شھرۃ ومکروہ** (اپنے شہر والوں کی عادت سے نکلنا شہرت اور مکروہ ہے۔)

صوفیہ کرام کا اس بارے میں کوئی قول اس وقت ذہن میں نہیں۔

**واللہ تعالی اعلم**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ:۔

مذکورہ مسئلے سے درجِ ذیل نکات حاصل ہوئے۔

{1} عمامے کے ساتھ نماز پڑھنا پیارے آقا ﷺ کی سنتِ کریمہ ہے۔

{2} ننگے سر نماز پڑھنا تین حال سے خالی نہ ہوگا۔

{i} عاجزی وانکساری کے باعث ہے۔.......

{ii} سستی وکاہلی کی بناء ہے۔........

{iii} نماز کو حقیر وکمتر وہلکا جاننے کی وجہ سے ہے۔.......

بصورتِ اول جائز، بصورتِ ثانی مکروہ اور بصورتِ ثالث کفر۔

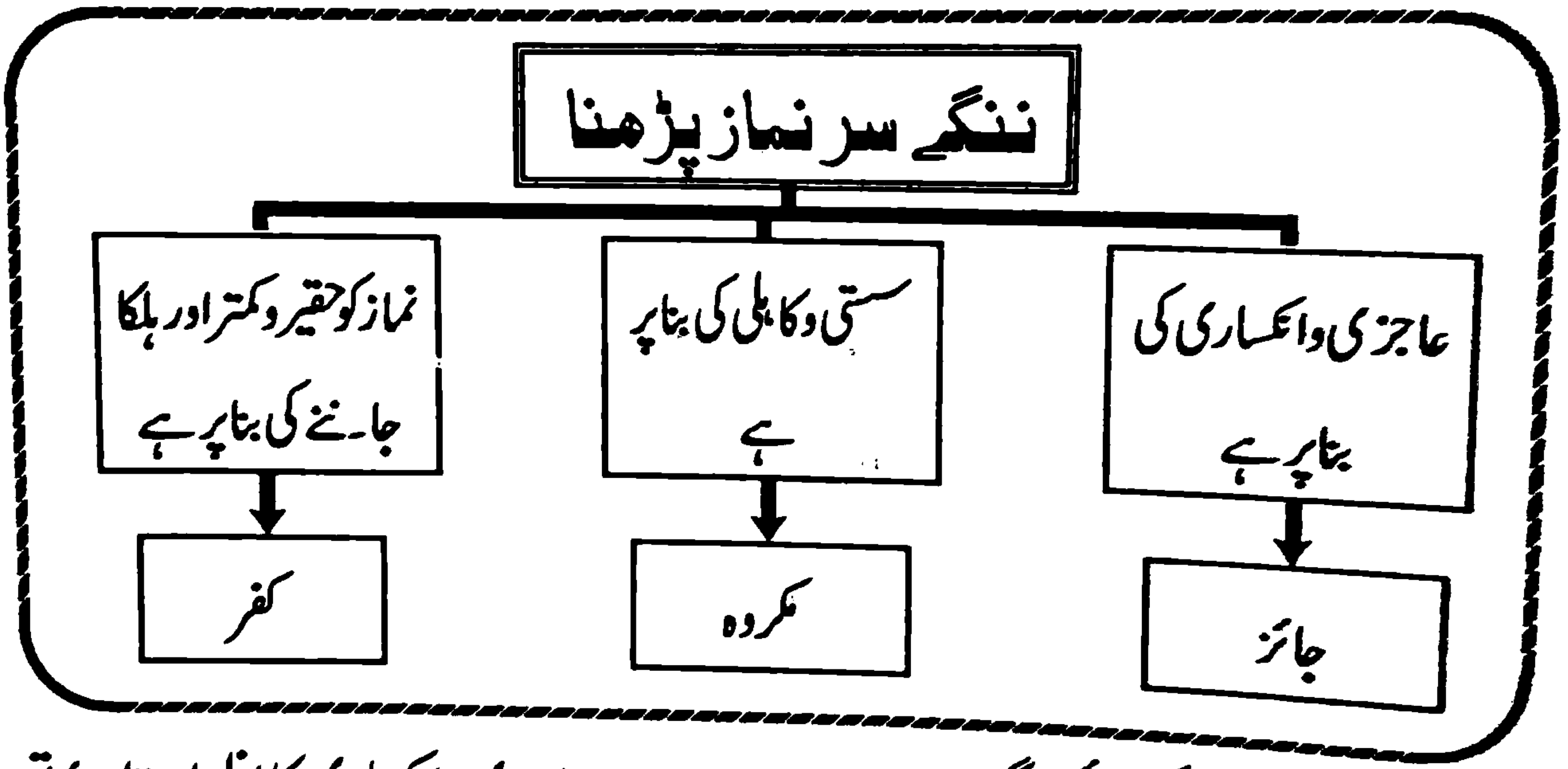


{3} اگر کوئی ننگے سر نماز پڑھے اور اور وجہ عاجزی وانکساری کا اظہار بتائے تو اس کی بات کا یقین کرنا چاہیئے، کیونکہ اس کی بات کے رد کے لئے کوئی دلیل قائم نہیں کی جا سکتی نیز یہ اپنے مسلمان بھائی سے بدگمانی ہے اور بدگمانی حرام وناجائز۔

{4} پیارے آقا ﷺ اور آپ کے صحابہ ء کرام (رضی اللہ عنھم) سے حالتِ احرام کے علاوہ ننگے سر رہنا کہیں بھی ثابت نہیں۔

{5} حالتِ احرام اور دورانِ نماز کے علاوہ، عادتاً ننگے سر رہنا شریعت کو ناپسند ہے۔

{6} ایسی حالت ووضع اختیار کرنا کہ جس کے باعث لوگوں کو طعنہ زنی کا موقع

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ملے، شرعاً مکروہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سنت کے مطابق سر ڈھکے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## چوری کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا

**مسئلہ:۔** (صفحہ نمبر ۲۹٤ . جلد ھفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چوری کا کپڑا پہن کر نماز کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

## الجواب

چوری کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے میں اگرچہ فرض ساقط ہو جائیگا **لان الفساد مجاور** (کیونکہ فسادنفسِ نماز میں نہیں بلکہ باہر ہے)۔ مگر نماز مکروہ تحریمی ہوگی **للاشتمال علی المحرم** (حرام کی ہوئی چیز کے شامل ہونے کی بناء پر)۔

جائز کپڑے پہن کر اس کا اعادہ واجب **کالصلاۃ فی الارض المغصوبۃ سواء بسواء** (جس طرح مغصوبہ زمین پر نماز کہ یہ دونوں حکم میں برابر برابر ہیں)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

اولاً یاد رکھیں کہ حرام ہونے کے اعتبار سے افعال واعمال کی دو قسمیں ہیں۔

**﴿1﴾حرام لِعَینِہ:۔**

وہ افعال ہیں کہ جنھیں شریعت نے کسی ضرر ذاتی کی بناء پر حرام قرار دیا ہو۔ ل

ان کا حکم یہ ہے کہ یہ افعال کسی بھی صورت میں جائز ومشروع نہیں ہو سکتے۔

**﴿2﴾حرام لِغَیرِہ:۔**

وہ فعل جسے اس کی ذات نہیں بلکہ کسی خارجی شے کی بناء پر حرام قرار دیا گیا

---

ل: جس فعل سے درجِ ذیل پانچ چیزوں میں خرابی واقع ہو، اس میں ضررِ ذاتی ہوگا۔
(۱) دین میں۔ جیسے کفر (۲) جان میں۔ جیسے ناحق قتل (۳) عقل میں۔ جیسے شراب پینا (۴) مال میں۔ جیسے چوری (۵) نسل میں۔ جیسے زناء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہو۔ جیسے چوری کے کپڑوں۔ یا۔ مغصوبہ زمین میں نماز پڑھنا۔ یہاں فعل یعنی نماز میں ذاتا کوئی قباحت نہیں، بلکہ مغصوبہ زمین اور چوری کے کپڑوں کے باعث حرمت پیدا ہوئی ہے۔

یہ افعال اگر عبادات سے تعلق رکھتے ہوں تو ان کا حکم یہ ہے کہ ان کی ادائیگی کے ذریعے انسان فرض کی ادائیگی کی ذمہ داری سے سبکدوش تو ہو جائے گا لیکن مکمل شرائط کے ساتھ انہیں دوبارہ ادا کرنا واجب رہے گا۔

اب مسئلے کا خلاصہ یہ ہوا کہ چونکہ چوری کے کپڑوں میں نماز حرام لغیرہ ہے لہذا فرض تو ادا ہو جائے گا لیکن جائز کپڑوں کے ساتھ اس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## با عمامہ مقتدی کا بغیر عمامے والے امام کی اقتداء کرنا

**مسئلہ**:۔ (صفحہ نمبر ۳۹٤۔ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام کے سر پر دستار نہ ہو اور مقتدی کے دستار ہو تو کسی کی نماز میں کچھ خلل آتا ہے یا نہیں؟ اور اگر کچھ خلل آتا ہے تو امام کے... یا ...مقتدی کے؟ اور اگر خلل ہے تو کس قسم کا خلل ہے؟ بینوا توجروا

### الجواب

کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں، عمامہ مستحبات نماز سے ہے اور ترک مستحب سے خلل درکنار، کراہت بھی نہیں آتی۔ **وذلك لان التعمم من سنن الزوائد و سنن الزوائد حکمها حکم المستحب** ۔ (اور یہ اس لئے کہ عمامہ باندھنا سنن زوائد سے ہے اور سنن زوائد کا حکم مستحب والا ہوتا ہے۔)

درمختار میں ہے: **لها اداب ترکه لا یوجب اساءة ولا عتابا کترك السنن الزوائد لکن فعله افضل** ۔ (نماز کے کچھ ایسے آداب ہیں کہ جن کا ترک کرنا نہ تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

برائی لازم کرتا ہے اور نہ ہی عتاب۔ مثلاً سنن زوائد کا ترک کر دینا، لیکن ان کا ادا کرنا افضل ہے۔﴿آخر باب صفۃ الصلوۃ﴾)

ردالمحتار میں ہے: **السنة نوعان سنة الهدى و تركها يوجب اساءة وكراهة كالجماعة و الاذان والاقامة ونحووسنة الزوائد وتركها لا يوجب ذلك كسيرالنبي صلى الله تعالى عليه وسلم فى لباسه والنفل ومنه المندوب يثاب فاعله ولا يسئ تاركه كذا حققة العلامة ان كمال فى تغير التنقيح و شرحه فلا فرق بين النفل و سنن الزوائد من حيث الحكم لانه لايكره ترك كل منهما وقدمثلوا بسنة الزوائد بتطويله عليه الصلوة والسلام القراءة و الركوع والسجود ولما لم كن تكن مكملات الدين وشعائره سميت سنة الزوائد بخلاف سنة الهدى وهى السنن المؤكدة القريبة من الواجب التى يضلل تاركها اھ ملخصا**﴿یعنی سنت کی دو اقسام ہیں۔

☆ سنت ہدی:۔ اس کا ترک کرنا اساءت و کراہت کو لازم کرتا ہے مثلاً جماعت، اذان اور تکبیر وغیرہ۔

☆ سنت زوائد:۔ اس کا ترک مذکورہ چیزیں لازم نہیں کرتا۔ مثلاً آپ ﷺ کا لباس پہننا۔ نفل و مستحب کا معاملہ بھی یہی ہے کہ اس کے کرنے والے کو ثواب دیا جائے گا، مگر ترک کرنے والا گناہ گار نہ ہو گا۔

علامہ ابن کمال نے تغیرالتنقیح اور اس کی شرح میں اسی طرح تحقیق کی ہے۔ پس نفل اور سنن زوائد میں حکم کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں میں سے کسی کا بھی ترک مکروہ نہیں۔ فقہاء نے بعض اوقات سنت زوائد کی مثال نماز میں آپ ﷺ کا قراءت، رکوع اور سجود کو لمبا کرنا بھی دی ہے۔ اور جب وہ دین کی تکمیل کا باعث اور اس کے شعائر میں سے نہ ہوں، تو انھیں سنت زوائد کہا جاتا ہے بخلاف سنت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہدی کے، کہ وہ سنن مؤکدہ ہوتی ہیں جو واجب کے قریب ہیں، انکا ترک کرنے والا گمراہ ہے۔ اھ

تلخیصاً۔ (رد المحتار. مطلب فی السنۃ وتعریفھا) واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

اولاً یاد رکھئے کہ

### ☆سنۃ الھدٰی:۔

وہ سنت ہے جسے رحمتِ عالم ﷺ نے بطورِ عبادت ہمیشہ کیا، ہاں کبھی کبھی بلا عذر ترک بھی فرمایا.. یا.. ترک نہ کیا، لیکن ترک کرنے والے پر طعن نہ فرمایا۔ جیسے اذان واقامت وغیرھا۔

### ☆سنۃ الزائدۃ:۔

وہ سنت ہے کہ جو پیارے آقا ﷺ سے بطورِ عادت صادر ہوئی ہو۔ جیسے لباس وکھانے پینے وعمامہ پہننے کی سنت وغیرھا۔

اب خلاصہ یہ ہوگا کہ چونکہ نماز میں عمامہ شریف کا باندھنا سننِ زوائد میں سے ہے اور سننِ زوائد کے تارک کو نہ تو برا کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی بروزِ قیامت اس کو ترکِ سنت پر عتاب وملامت کی جائے گی، چنانچہ اگر امام نے عمامہ کے ساتھ نماز پڑھائی تو بہت بہتر اور کثرتِ ثواب کا سبب ہے، لیکن اگر وہ بغیر عمامے کے نماز پڑھائے تو اس ترکِ مستحب کے باعث خود اس کی.. یا.. مقتدیوں کی نماز پر کوئی فرق نہ پڑے گا۔

اللہ تعالی ہمیں تا حیات عمامے کے ساتھ نماز کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## عشاء کے آخری نوافل بیٹھ کر پڑھنا

**مسئلہ:۔** (صفحہ نمبر ۴۲۱ . جلد ھفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز عشاء میں آخری نفل بیٹھ کر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پڑھنا چاہئے یا کھڑے ہوکر؟ سرکار اقدس ﷺ نے کس طور پر ہمیشہ ان نفلوں کوادا فرمایا اور کس طرح پڑھنا باعث زیادتی ثواب ہے؟ بینوا توجروا

## الجواب

حضور پرنور ﷺ نے یہ نفل بیٹھ کر پڑھے مگر ساتھ ہی فرمادیا کہ

''میں تمھارے مثل نہیں، میرا ثواب قیام وقعود دونوں میں یکساں ہے۔''

توامت کے لئے کھڑے ہوکر پڑھنا افضل اور دونا ثواب ہے اور بیٹھ کر پڑھنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ عشاء کی آخری دو رکعت نفل نماز بیٹھ کر ..یا..کھڑے ہوکر دونوں طرح ادا کرنا بالکل جائز ہے۔لیکن ہمارے لئے بیٹھ کر پڑھنے میں آدھا جب کہ کھڑے ہو کر پڑھنے میں دوہرا ثواب ہے۔اس معاملے میں پیارے آقا ﷺ کے ''ان نوافل کو بیٹھ کر ادا فرمانے والے'' عملِ مبارک کو دلیل بنانا درست نہیں کیونکہ یہ آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ جس طرح چاہے عبادت کو ادا فرمائیں، اس کا ثواب کامل ہی رہے گا۔

اسی سے ضمناً یہ مسئلہ بھی واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہمارے مثل بشر نہیں، بلکہ ان کی بشریت ہم سے بے حد افضل واعلیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ تھوڑی سی سستی دور کر کے مکمل ثواب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## سنتیں ادا کرنے کے بعد دنیاوی باتیں کرنا

**مسئلہ:۔** (صفحہ نمبر ۴۴۸ ۔ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سنتیں پڑھنے کے بعد اگر گفتگو کی جائے تو پھر اعادہ سنتوں کا کرے یا نہیں؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## الجواب

اعادہ بہتر ہے کہ قبلی (یعنی فرضوں سے قبل) سنتوں کے بعد کلام وغیرہ افعال منافی تحریمہ[1] کرنے سے سنتوں کا ثواب کم ہو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک سنتیں ہی جاتی رہتی ہیں۔ تو تکمیل ثواب (یعنی ثواب کو مکمل کرنے) وخروج عن الاختلاف (اور علماء کے اختلاف سے نکلنے) کے لئے اعادہ (یعنی لوٹا لینا) بہتر ہے جبکہ اس کے سبب شرکت جماعت میں خلل نہ پڑے، مگر فجر کی سنتیں کہ ان کا اعادہ جائز نہیں۔ **واللہ تعالی اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

فجر کے علاوہ نمازوں کی فرض سے پہلے والی سنتیں پڑھنے کے بعد دنیاوی کلام کرنے پر ان سنتوں کے بارے میں علماء کرام کے دو مذاہب ہیں۔

﴿1﴾ سنتیں باطل ہوگئیں، انھیں دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

﴿2﴾ سنتیں تو باطل نہ ہوئیں، ہاں ثواب میں کمی ضرور ہوگئی، لھذا ثواب کو کامل کرنے کے لئے انھیں دوبارہ پڑھنا بہتر ہے۔

اب ان سنتوں کو ادا کرنے کے بعد دنیاوی کلام کے مرتکب کے لئے بہتر ہے کہ انھیں دوبارہ پڑھ لے کیونکہ اگر کسی مسئلے میں علماءِ اسلام کی دو آراء ہوں تو ایسی صورت کو اختیار کرنا مستحب ہوتا ہے کہ جس کے باعث کسی بھی قول کی مخالفت لازم نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ سنتوں کی ادائیگی کے بعد فقط ذکر الہی ..یا..اخروی غور و تفکر میں مشغول ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## دعائے قنوت کے بجائے "قُلْ ھُوَاللہ" پڑھنا

**مسئلہ:** (صفحہ نمبر ٤٨٠. جلد هفتم جدید)

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز وتر کی تیسری رکعت میں

---

[1] یعنی ایسے افعال جو تکبیر تحریمہ سے موافقت نہ رکھتے ہوں، جیسے دنیاوی کلام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بعد الحمد قل کے تکبیر کہہ کر دعائے قنوت کے بدلے میں تین ۳ بار قل ھواللہ شریف پڑھ لیتا ہے اور دعائے قنوت اس کو نہیں آتی ہے پس اس کی نماز وتر کی صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ ہر روز سجدہ سہو کرلیا کرے تو نماز وتر اس کی صحیح ہو جایا کریگی؟ بینوا توجروا

## الجواب

نماز صحیح ہو جانے میں تو کلام نہیں، نہ یہ سجدہ سہو کا محل کہ سہوا کوئی واجب ترک نہ ہوا، دعائے قنوت اگر یاد نہیں، یاد کرنا چاہئے کہ خاص اس کا پڑھنا سنت ہے، اور جب تک یاد نہ ہو **اللھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار** پڑھ لیا کرے، یہ بھی یاد نہ ہو تو **اللھم اغفرلی** تین بار کہہ لیا کرے، یہ بھی نہ آتا ہو تو صرف **یَا رَبِّ** تین بار کہہ لے، واجب ادا ہو جائے گا۔

رہا یہ کہ قل ھواللہ شریف پڑھنے سے بھی یہ واجب ادا ہوا یا نہیں؟ (کیا) اتنے دنوں کا اعادہ لازم ہو (گا؟ تو) ظاہر یہ ہے کہ ادا ہو گیا کہ وہ ثناء ہے اور ہر ثناء دعا ہے۔

**بل قال العلامه القاری وغیره من العلاء کل دعاء ذکر وکل ذکر دعاء۔ وقد قال ﷺ افضل الدعاء الحمد للہ ۔رواہ الترمذی حسنه والنسائی وابن ماجة وابن حبان والحاکم صححه عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما ھذا ولیحرر** ۔(یعنی بلکہ علامہ علی قاری (رحمہ اللہ) اور دیگر علماء نے فرمایا کہ ہر دعا ذکر اور ہر ذکر دعا ہے۔ مرقاۃ۔ الفصل الثانی من باب ثواب التسبیح و التحمید ؎ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے افضل دعا الحمد للہ ہے۔ اسے ترمذی روایت کیا اور حسن قرار دیا۔ اور نسائی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کر کے صحیح قرار دیا۔ اسے محفوظ رکھو اور چاہیئے کہ اس پر غور کرو۔) **واللہ تعالیٰ اعلم**

### وضاحت وخلاصہ:۔

اولاً یاد رکھئے کہ وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کا پڑھنا واجب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔قنوت کا مطلب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خاکساری کا اظہار کرنا۔لھذا نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی بھی ایسی دعا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی وانکساری کے اظہار پر مشتمل ہو، پڑھنا واجب ہے۔اور اس واجب کی ادائیگی کے لئے سنت ہے کہ **اللھم انا نستعینک**.......... والی مشہور دعا پڑھی جائے۔مطلب یہ ہوا کہ اگر یہی معروف دعا پڑھی تو واجب وسنت دونوں ادا ہو گئے، لیکن اگر یہ دعا نہ پڑھی بلکہ اس کی جگہ کوئی دوسری دعا پڑھ ڈالی تو واجب تو ادا ہو جائے گا لیکن سنت کی ادائیگی سے محرومی رہے گی۔

اب خلاصہ یہ ہوا کہ سنت تو یہی ہے کہ وتر کی تیسری رکعت میں معروف دعائے قنوت ہی پڑھی جائے۔چنانچہ اگر کسی کو یاد نہ ہو تو جتنی جلدی ممکن ہو یاد کرے۔لیکن جب تک یاد نہ ہو تو درجِ ذیل چیزوں میں سے کوئی ایک پڑھ لے، انشاء اللہ عزوجل واجب ادا ہو جائے گا۔

☆**اللھم ربنا اتنا** ..یا..☆ تین بار **اللھم اغفر لی**..یا..☆ تین مرتبہ یا ربِ۔اور اگر چاہیں تو تین مرتبہ سورۂ اخلاص یعنی قل ھو اللہ شریف پڑھ لیں۔

اللہ تعالیٰ دعائے قنوت یاد کرنے اور پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## دیر سے آنے والے کا امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے کا طریقہ

**مسئلہ:۔** (صفحہ نمبر ۲۳۴.جلد ہفتم جدید)

جماعت رکوع میں ہو تو مسبوق[1] نمازی کو نیت کر کے اور تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھنا چاہئے یا بے باندھے؟...دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جانا چاہئے.. یا..ایک ہی تکبیر اس کے واسطے کافی ہے..یا..کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

۱:۔وہ نمازی جو ایک یا زیادہ رکعتیں نکل جانے کے بعد شاملِ جماعت ہوا ہو۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## الجواب

ہاتھ باندھنے کی تو اصلاً حاجت نہیں اور فقط تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں مل جائے گا تو نماز ہو جائے گی، مگر سنت یعنی تکبیر رکوع فوت ہوئی لھذا یہ چاہئے کہ سیدھا کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہے اور **سبحنک اللھم** پڑھنے کی فرصت نہ ہو یعنی احتمال ہو کہ امام جب تک سر اٹھالے گا تو معاً (یعنی فوراً) دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور امام کا حال معلوم ہو کہ رکوع میں دیر کرتا ہے **سبحنک اللھم** پڑھ کر بھی شامل ہو جاؤں گا تو پڑھ کر رکوع کی تکبیر کہتا ہوا شامل ہو یہ سنت ہے اور تکبیر تحریمہ کھڑے ہونے کی حالت میں کہنی تو فرض ہے بعض ناواقف جو یہ کرتے ہیں کہ امام رکوع میں ہے تکبیر تحریمہ جھکتے ہوئے کہی اور شامل ہوگئے اگر اتنا جھکنے سے پہلے کہ ہاتھ پھیلائیں تو گھٹنے تک پہنچ جائیں اللہ اکبر ختم نہ کرلیا تو نماز نہ ہوگی، اس کا خیال لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص دیر سے پہنچا اور امام و جماعت کو رکوع میں پایا تو اب ان کے ساتھ شامل ہونے کے لئے درجِ ذیل طریقہ اختیار کیا جائے گا۔

(1) سب سے پہلے غور کرے کہ **سبحنک اللھم** پڑھ کر رکوع میں شامل ہو سکتا ہوں یا نہیں۔ اگر یقین ہو کہ رکوع پالوں گا تو پہلے ثناء پڑھے۔

(2) اگر یقین ہو کہ جتنی دیر میں ثناء ختم کروں گا اتنی دیر میں امام رکوع سے سر اٹھا لے گا تو اب ثناء نہ پڑھے بلکہ تکبیرِ تحریمہ لگائے اور بغیر ہاتھ باندھے، تکبیرِ رکوع کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے۔

☆ اگر کسی نے صرف تکبیرِ تحریمہ کہی، تکبیرِ رکوع نہ پڑھی اور رکوع میں چلا گیا تب بھی رکوع مل جائے گا، لیکن تکبیرِ رکوع کی سنت ترک کرنے کی بناء پر ثواب میں کمی آئے گی۔

☆ یاد رکھیں کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(i) رکوع کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ہاتھ بڑھائیں تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں ...اور...اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ کمر بالکل سیدھی ہو۔

(ii) تکبیرِ تحریمہ کھڑے ہونے کی حالت میں لگانی فرض ہے، اگر کسی نے رکوع کے ادنی.. یا..اعلیٰ درجے میں تکبیرِ تحریمہ لگائی تو نماز ہی شروع نہ ہوگی۔

ان دونوں مسائل کے پیشِ نظر دیر سے شاملِ جماعت ہونے والے کے لئے ضروری ہے کہ اگر امام کو رکوع میں پائے تو سیدھے ہو کر تکبیر لگائے، پھر رکوع میں شامل ہو، اگر جلدی جلدی میں اتنا جھک کر تکبیر لگائی کہ رکوع کا ادنیٰ درجہ حاصل ہو چکا تھا' تو نماز ہی شروع نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ درست طریقے سے شاملِ جماعت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## بعدِ نماز بلند آواز سے ذکر کرنا

**مسئلہ:۔** (جلددھم. صفحہ نمبر ٦٩)

"ضلع رہتک کے ایک گاؤں جس کا نام پوٹنی ہے، ایک مسجد میں سب لوگ بعد نماز کلمہ شریف بآوازِ بلند چار پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں۔" یہ درست ہے یا اسکا کیا حکم ہے؟ اور جو شخص یا امام منع کرے اسکا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

### الجواب

"ذکرِ الٰہی" افضل الاعمال حسنہ صالحہ ہے، یہاں تک کہ بعدِ ایمان، اعظم ارکانِ اسلام، نماز سے بھی وہی مقصود ہے۔ **قال اللہ تعالی** (یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا)" **اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ**[1] ...اور کلمہ طیبہ کہ اصل الاصول ہے افضل الاذکار ہے۔ **قال** صلی اللہ علیہ وسلم **افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ** (یعنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **لا الٰہ الا اللہ**

---

[1]۔ ترجمہ کنزالایمان:۔ میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ ........ پ ١٦۔ طہ ١٤

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اذکار میں سے سب سے افضل ہے۔)

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ذکر کا مطلق حکم فرمایا قال تعالیٰ **وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ☆**[1]

وقال ﷺ "**اكثروا ذكر الله حتى يقولوا انه مجنون** ۔اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ کہنے لگیں یہ تو دیوانہ ہے۔"

جس چیز کی اتنی تکثیر شارع کو مطلوب ہو اس کی تقلیل نہ چاہے گا، مگر وہ جسے شارع ﷺ سے ضد ہے۔ رہا خوفِ ریا' وہ متعلق بہ قلب ہے (یعنی اس کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔) ریا سے اگر نماز ہو تو وہ بھی ناجائز ہے، مگر عقل و دین والا ریا سے منع کریگا، نماز سے نہ روکے گا۔

حضرت سیدی شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس اللہ سرہ کے حضور کسی طالب خدا نے عرضی لکھی کہ "**یا سیدی ان عملت ادخلني الرياوان تركت اخلدت الى ارض البطالة** ۔اے میرے سردار! میں عمل کرتا ہوں جب تو ریا آجاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہوں تو بیکاری کی زمین پر گر پڑتا ہوں۔" جواب ارشاد فرمایا "**اعمل وتب الى الله**۔کام کیے جاؤ اور ریا سے اللہ کی طرف توبہ کرو۔"

ہاں! دوسرے مسلمانوں کی ایذا نہ ہونے کا لحاظ لازم ہے۔ سوتوں کی نیند میں خلل نہ ہو، نمازیوں کی نماز میں تشویش نہ ہو۔ **كما نص عليه في البحر الرائق وردالمحتار وغيرهما** (یعنی: جیسا کہ بحرالرائق اور ردالمحتار وغیرہ میں اس کی تنصیص کی گئی ہے)

جب وقت لوگوں کی نیند کا ہو یا کچھ نماز پڑھ رہے ہوں، تو ذکر کرو جس طرح چاہو کرو مگر نہ اتنی آواز سے کہ انکو ایذا ہو اور جب اس سے خالی ہوں تو "مختارِ مطلق ہو کرو اور اتنی کثرت سے کرو کہ منافق مجنون کہیں اور وہابی بدعت۔" **واللہ تعالیٰ اعلم**۔

---

[1]۔ ترجمہ کنزالایمان:۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاجاؤ۔ پ ۲۸۔ الجمعہ ۱۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ چونکہ ذکرِ الٰہی کی کثرت شریعت کو مطلوب ہے اور بلند و پست دونوں طرح کے ذکر کی اجازت بھی حاصل شدہ ہے تو اب بعدِ نماز بآوازِ بلند ذکرِ الٰہی کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ باعثِ اجر و ثواب ہوگا۔ اور اس اچھے کام سے روکنا شیطانی کام ہے۔

لیکن اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ اس ذکرِ الٰہی کے باعث کسی سونے والے کی نیند۔۔یا۔ نماز ادا کرنے کی والے کی نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ اگر اس سے کسی کی نماز یا نیند میں خلل پڑ رہا ہو اور اس صورت میں کوئی منع کرے تو یہ شیطانی نہیں بلکہ رحمانی کام ہے۔ ایسی صورت میں ذکر کرنے والوں کو ضد میں آنے کے بجائے اللہ و رسول عزوجل و ﷺ کی رضا کی خاطر آواز کو پست کر لینا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مسئلے میں سب کو افراط و تفریط سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## افیون بیچنا کیسا؟

**مسئلہ:۔** (جلد دھم، حصہ ثانی۔ صفحہ نمبر ۳۰۲)

علمائے اسلام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ افیون کی تجارت اور اس کی دکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

### الجواب

افیون کی تجارت دوا کے لئے جائز اور افیونی کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے۔ **لان المعصیة تقوم بعینه وکل ماکان کذلك کرہ بیعه کما فی تنویر الابصار** (یعنی اس لئے کہ معصیت اپنے عین کے ساتھ قائم ہوتی ہے اور ہر وہ چیز جو اس صفت کی حامل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہواس کی بیع مکروہ ہے۔جیسا کہ تنویرالابصار میں ہے۔)۔واللہ تعالی اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

معلوم ہوا کہ افیون کی تجارت دوحال سے خالی نہ ہوگی۔

﴿1﴾ اسے دوا کے لئے استعمال کیا جانا مقصود ہے۔

﴿2﴾ نشہ کرنے والوں کو بیچی جائے گی۔

بصورتِ اول جائز، بصورتِ ثانی ناجائز۔

اللہ تعالیٰ صحیح مقصد کے لئے تجارت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## قادنیوں کے ساتھ خرید وفروخت

**مسئلہ:۔** (جلد دھم حصہ ثانی ۔صفحہ ۳۰۲)

قادیانیوں کے ہاتھ مال فروخت کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

### الجواب

قادیانی مرتد ہیں،ان کے ہاتھ کچھ نہ بیچا جائے،نہ ان سے خریدا جائے،ان سے بات ہی کرنے کی اجازت نہیں۔نبی ﷺ فرماتے ہیں **ایاکم وایاھم** ان سے دور بھاگو، انہیں اپنے سے دور رکھو۔واللہ تعالیٰ اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

چونکہ قادیانی انبیاء علیھم السلام کی توہین اور دیگر کئی وجوہات کی بناء پر کافر ومرتد ہیں اور مرتد سے ہر قسم کا معاملہ کرنا ممنوع ،جیسا کہ اوپر مذکور ہوا،لھذا ان سے تجارت وغیرہ کوئی بھی معاملہ نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ان مرتدوں کے سائے سے بھی بچنے کی توفیق مرحمت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

# نماز میں گری ہوئی ٹوپی اٹھانا...اور کسی کے لئے رکوع کو طویل کرنا

**مسئلہ:۔** (صفحہ نمبر ۲۹۷۔ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(1) نماز کے اندر اگر ٹوپی گر جائے تو اٹھانا چاہئے یا نہیں؟

(2) امام قراءت یا رکوع کو کسی مقتدی کے واسطے دراز کر سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ مقتدی وضو کر رہا ہو یا مسجد میں آ گیا ہو اور یہ امام کو معلوم ہو گیا کہ کوئی شخص ہے کہ عنقریب شریک ہونا چاہتا ہے بایں صورت رکوع میں کچھ دیر کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

## الجواب

(1) اٹھا لینا افضل ہے جبکہ بار بار نہ گرے اور اگر تذلل وانکسار کی نیت سے سر برہنہ رہنا چاہے تو نہ اٹھانا افضل۔ درمختار میں ہے: **سقطت قلنسوته فاعادتها افضل الا اذا احتاجت لتکویرا وعمل کثیر** ۔(نمازی کی ٹوپی گر جائے تو اس کا اٹھانا افضل ہے مگر اس صورت میں کہ جب باندھنے.. یا.. عمل کثیر کی حاجت ہو۔ ﴿درمختار۔ باب ما یفسد الصلوۃ﴾)

ردالمحتار میں ہے: **الظاهر ان افضلية اعادتها حيث لم يقصد بتركها تذلل** ۔(ظاہر یہی ہے کہ اس کا اٹھانا تب افضل ہے جب اس کے ترک میں تذلل (یعنی ذلت وعاجزی اختیار کرنے) کا ارادہ نہ ہو۔ ﴿ردالمحتار۔ باب مکروہات الصلوۃ﴾)

(2) اگر کسی خاص شخص کی خاطر اپنے کسی علاقہ خاصہ (یعنی خاص تعلق)... یا... خوشامد کے لئے منظور تو ایک بار تسبیح کی قدر بھی بڑھانے کی ہرگز اجازت نہیں بلکہ ہمارے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ **یخشی علیہ امر عظیم** ۔یعنی اس پر شرک کا اندیشہ ہے کہ نماز میں اتنا عمل اس نے غیر خدا کے لئے کیا۔

اور اگر خاطر خوشامد منظور نہیں بلکہ عملِ حسن پر مسلمان کی اعانت ﴿اور یہ اس صورت میں واضح ہے کہ یہ اس آنے والے کو نہ پہچانے یا پہچانے اور اس کا کوئی تعلق خاص اس سے نہ ہو نہ کوئی غرض اس سے اٹکی ہو﴾ تو رکوع میں دو ایک تسبیح کی قدر بڑھا دینا جائز۔

بلکہ اگر حالت یہ ہے کہ یہ ابھی سر اٹھائے لیتا ہے تو وہ رکوع میں شامل ہونے نہ ہونے میں شک میں پڑ جائے گا تو بڑھا دینا مطلوب۔

اور جو ابھی نماز میں نہ ملے گا مسجد میں آیا ہے وضو وغیرہ کرے گا.. یا..وضو کرتا رہے اس کے لئے قدر مسنون پر نہ بڑھائے، بلکہ اگر بڑھائے (اور یہ بڑھانا) موجب ثقل (یعنی سبب کوفت وملال) حاضرین نماز ہو اتو سخت ممنوع و ناجائز، **المسألة دوارة فی الکتب وبسطها الشامی من صفة الصلوة وما قلته عطر التحقیق** (یہ مسئلہ کتب فقہ میں تحریر ہے، شامی نے اسے صفت صلوۃ میں تفصیلا بیان کیا اور جو کچھ میں نے ذکر کیا، یہ تحقیق کا عطرو نچوڑ ہے۔) **واللہ تعالیٰ اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

پہلے مسئلے کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر نماز میں ٹوپی گر جائے تو اس طرح اسے اٹھا لینا افضل ہے کہ عملِ کثیر کی حاجت پیش نہ آئے۔اور اگر نمازی، عاجزی و انکساری پر مشتمل حالت اختیار کرنا چاہتا ہے، تو اب نہ اٹھانا افضل ہے۔

دوسرے مسئلے کا نچوڑ یہ ہے کہ امام کا رکوع کو کسی دیر سے آنے والے نمازی کے لئے لمبا کرنا دو حال سے خالی نہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

{1} آنے والے سے کوئی خاص تعلق ہے، اس کا لحاظ کرتا ہے... یا... اس کی خوشامد مقصود ہے مثلاً آنے والا دنیاوی لحاظ سے کوئی صاحب مرتبہ شخص ہے۔

{2} یہ دونوں باتیں نہیں بلکہ فقط ایک نیک کام میں مسلمان بھائی کی مدد کرنا پیشِ نظر ہے۔

بصورتِ اول دیر کرنا حرام وسببِ عذاب اور صورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں۔

[1] اس دیر کرنے کے سبب دیگر نمازیوں کے کوفت وملال میں مبتلاء ہونے کا صحیح اندیشہ ہے مثلاً آنے والا ابھی وضو کر رہا ہے، اب اگر امام دیر کرے تو کافی وقت انتظار کرنا پڑے گا... یا..

[2] اس قسم کا اندیشہ نہیں ہے۔

بصورتِ اول ناجائز وممنوع اور بصورتِ ثانی جائز ومشروع۔

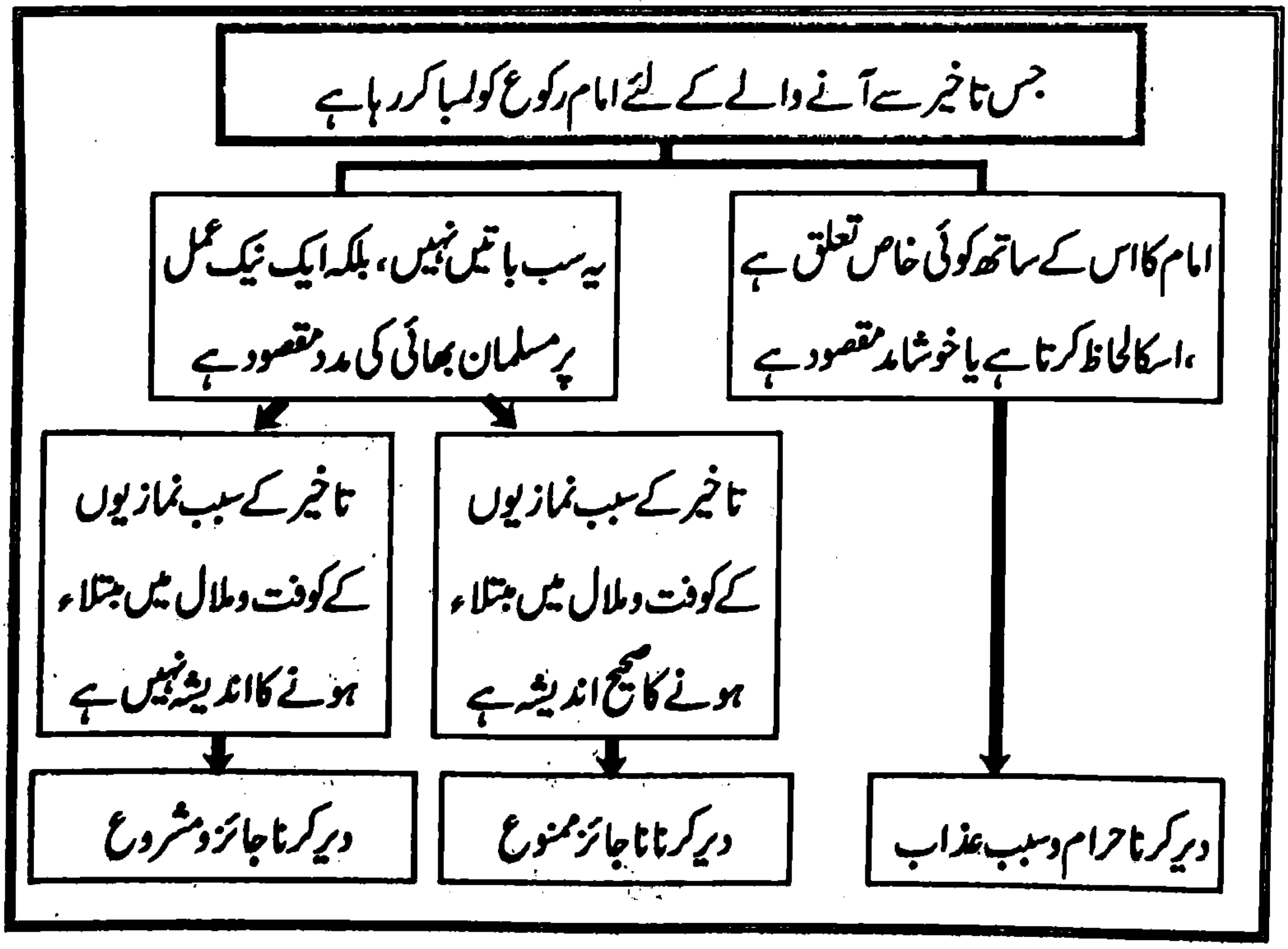


اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# نماز میں آیتِ درود سن کر درود پاک پڑھنے کا حکم

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر ۲۷۹. جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا پڑھی مقتدی کے منہ سے عادۃً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکل گیا نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟

## الجواب

اس میں جواب امام مقصود نہیں ہوتا بلکہ امتثال امر الیہ (یعنی اسے جو حکم دیا گیا تھا اس کی فرمانبرداری کرنا) پیشِ نظر ہے، چنانچہ اس صورت میں) فسادِ نماز نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

اگر کوئی شخص، حالتِ نماز میں جواب کے ارادے سے کوئی بات زبان سے نکالے تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی کو چھینک آئی اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا۔ پاس نماز پڑھتے ہوئے شخص نے جواب کی نیت سے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ دیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

لیکن اگر کوئی جواب کی نیت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی تعمیل کی نیت کو ملحوظ رکھے تو اب نماز فاسد نہ ہوگی۔ مثلاً جیسا کہ سوال میں مذکور ہوا کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط پڑھی گئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو درود وسلام پڑھنے کا حکم عنایت فرمایا ہے۔ لھذا اسے سن کر جس نے نماز میں درود پڑھا تو یقیناً وہ پڑھنے والے کا جواب نہیں دے رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم کی فرمانبرداری مقصود ہے، لھذا اب نماز فاسد نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ صحیح ضابطہ ذہن نشین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# نعمتِ ربِ العلیٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ

نعمتِ ربِ العلیٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ
عاشقِ خیرالوریٰ احمد رضا رضی اللہ عنہ

جس کی شہرت چار سو احمد رضا رضی اللہ عنہ
جس کا چرچا ہر جگہ احمد رضا رضی اللہ عنہ

خائفِ ربّ جلیل و متقی
پیکرِ حسن و وفا احمد رضا رضی اللہ عنہ

لائقِ تقلید ہے سیرت تری
ہر عمل سنت ترا احمد رضا رضی اللہ عنہ

پوچھئے گر چشمۂ فیضِ نبی ﷺ
دل بھی دے دل سے صدا احمد رضا رضی اللہ عنہ

جس کی کرنیں ہیں ظفرؔ امجدؔ نعیمؔ (1)
وہ سراجِ (2) پُر ضیاء احمد رضا رضی اللہ عنہ

اس کی ہم کو بھی عطا خیرات ہو
جو کرم تجھ پر ہوا احمد رضا رضی اللہ عنہ

کیوں عطا نہ ان کا بیڑا پار ہو
راہ نما جن کا ہوا احمد رضا رضی اللہ عنہ

(علامہ محمد اکمل عطاؔ قادری عطاری)

---

(1) یہ تینوں آپ کے خلفاء کرام رضی اللہ عنہم ہیں یعنی حضرت مولانا ظفر الدین بہاری، حضرت مولانا محمد امجد علی اور حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی رضی اللہ عنہم (2) سورج

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیاتِ اعلیٰحضرت رضی تعالیٰ عنہ اور فتاوٰی رضویہ سے
اخذ شدہ فتاوٰی پر مُشتمل ایک مُفید تالیف

سلسلہ نمبر
12

# رہنمائے کامل

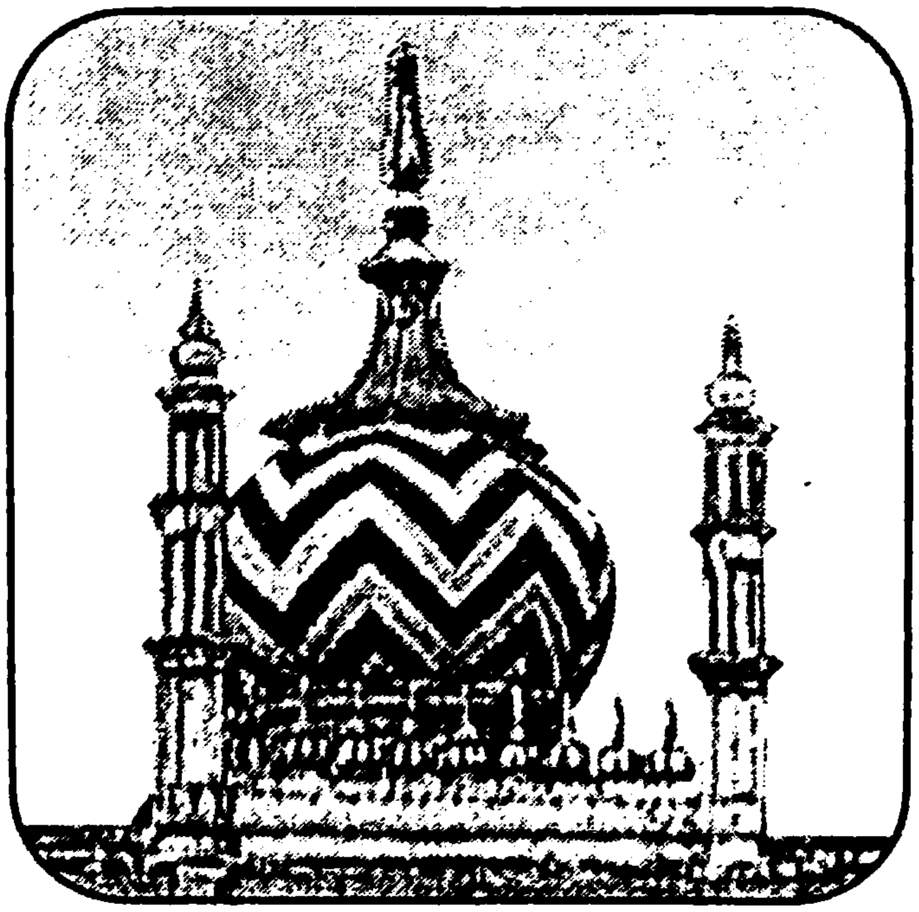

مُصنفہ

علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری

ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# عرض ناشر

خداوندِ عالم کا بے پایاں احسان ہے کہ امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کے عظیم الشان مجموعہ فتاویٰ ''**فتاوی رضویہ**'' کی تسہیل کا تاریخی کام حضرت علامہ محمد اکمل عطا قادری عطاری حفظہ اللہ شدید مصروفیات کے باوجود بڑی استقامت کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ''**رہنمائے کامل**'' کا بارھواں 12 حصہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ الحمد للہ علی ذلک

اس رسالے میں بھی سابقہ طرق کے مطابق قوسین میں مشکل اردو اور عربی عبارتوں کے ترجمہ درج کرنے پھر وضاحت وخلاصہ اور حسب ضرورت نقشوں کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ حوالہ جات کے سلسلے میں رضا فاؤنڈیشن کی تخریج پر اعتماد کیا گیا ہے۔

اس مرتبہ ماہ رمضان المبارک کی مناسبت سے تراویح اور سحری وافطاری کے مسائل کو شامل کیا گیا ہے۔ ہر مسلمان بھائی اور بہن کو چاہئے کہ اس رسالے میں تحریر شدہ مصدقہ مسائل کا بغور مطالعہ کر کے لاعلمی کی بناء پر ہونے والے نقصانات سے نہ صرف خود بچے بلکہ دوسروں کو بھی اس کے مطالعہ کی ترغیب دے کر علمِ دین کی اشاعت کا ثواب حاصل کرے۔

اللہ تعالی ہمیں اپنی زندگی کو شریعت کی جانب سے دیئے گئے احکام کے مطابق بسر کرنے کی توفیق دے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادمِ مکتبۂ اعلیٰ حضرت (قدس سرہ)

محمد اجمل قادری عطاری

۲۲ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ بمطابق 9 نومبر 2001ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# تاثرات

## فاضل جلیل، عالم نبیل، عاشق اعلیٰ حضرت قدس سرہ

## حضرت علامہ مولانا حافظ فضل الدین نقشبندی (اسلام آباد)

دامت برکاتھم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ واصحابہ الکریم

**امابعد!**

**من یرد اللہ خیرا یفقھہ فی الدین** ۔جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔یقیناً وہ لوگ خیر و بھلائی کے زیور سے آراستہ ہیں جو حاملینِ شرع متین ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت تاج دارِ بریلی کے فتاوی رضویہ شریف کو کون نہیں جانتا کہ وہ فقہ حنفی کا ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے۔جس میں حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز نے روزمرہ زندگی کے مسائل کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کر کے عوام الناس کی راہنمائی فرمائی ہے۔ جب سے فتاویٰ رضویہ کو دیکھا تھا، دل میں یہ خواہش تھی کہ کاش اس خزانۂ علمی کو آسان کر کے پیش کیا جائے تا کہ لوگ اس سے کماحقہ مستفید ہوں۔

دعوتِ اسلامی کے چند حضرات نے جب راہنمائے کامل کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سلسلہ نمبر ۲ اور ۳ دکھایا تو دیرینہ خواب پورا ہوا۔ اللہ جل شانہ، مولانا محمد اکمل قادری صاحب کی اس سعی جمیل کو درجہ قبولیت عطاء فرمائے جنہوں نے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کو سھل انداز میں پیش کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

خصوصی طور پر **راھنمائے کامل** مختصر رسالہ کی شکل میں ہے، جسے ایک نشست میں ختم کیا جا سکتا ہے۔ یوں یہ رسالہ ''فیضِ رضا جاری رہے گا'' کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ عزوجل

**واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين**

اثیر خامہ العبد الفقیر حافظ محمد مقبول الرحمٰن نقشبندی ـ اسلام آباد

16-8-2000

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## عرض مؤلف

اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے ایسے انعام یافتہ ولی ہیں کہ جن کے حاصل کردہ کمالات کے حامل اولیاء وعلماء کو انگلیوں پر شمار کیا جا سکتا ہے۔خصوصاً قلم کے استعمال کا ملکہ عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا آپ پر ایک ایسا فضل ہے، جس کا اپنے تو اپنے، بیگانے بھی اعتراف کرنے پر مجبور تھے۔ چنانچہ

### مخالفین کا اعتراف کمال:۔

جناب مولوی محمد شاہ عرف تھن میاں خاں صاحب فرماتے تھے کہ ''ایک دن تین طالب علم نئے آئے اور اعلیٰ حضرت سے پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا، میں نے دریافت کیا کہ ''کہاں سے آپ لوگ آئے ہیں؟ اس سے پہلے کہاں پڑھتے تھے؟'' وہ لوگ بولے دیوبند پڑھتے تھے وہاں سے گنگوہ گئے اس کے بعد یہاں آئے ہیں۔'' میں نے کہا کہ ''یوں تو طلبہ کو ثمہ خیرا کا مرض ہوتا ہے یعنی وہاں بہتر پڑھائی ہے اسی لئے ایک جگہ جم کر بہت کم لوگ پڑھتے ہیں بلکہ دو چار جگہ جا کر ضرور دیکھا کرتے ہیں مگر یہ عموماً ایسی جگہ پر ہوتا ہے جہاں کی تعریف انسان سنتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ آپ لوگوں نے دیوبند یا گنگوہ میں بریلی کی تعریف سنی ہو اور اس وجہ سے یہاں کے مشتاق ہو کر تشریف لائے ہوں۔'' بولے ''یہ آپ ٹھیک کہتے ہیں، اختلاف مذھب خیال کی وجہ سے اکثر تو بریلی کی برائی ہی ہوا کرتی تھی مگر ٹیپ کا بند 'یہ ضرور ہوتا' کہ ''قلم کا بادشاہ ہے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا پھر کسی کی مجال نہیں کہ ان کے خلاف کچھ لکھ سکے۔''

### حافظہ:۔

جناب سید ایوب علی صاحب بیان ہے کہ ایک روز حضور نے ارشاد فرمایا کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

''بعض ناواقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ لکھ دیا کرتے ہیں، حالانکہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں، یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا ایک رکوع مجھے پڑھ کرسنا دیں، دوبارہ مجھ سے سن لیں، بس ایک ترتیب ذہن نشین کرلینا ہے۔'' اور اسی روز سے دور شروع فرمادیا، جس کا وقت غالباً عشاء کا وضو فرمانے کے بعد سے لے کر جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا اس لئے کہ پہلے روز کا شانہ اقدس سے آتے وقت سورہ بقرہ تلاوت میں تھی اور تیسرے روز تیسرا پارہ قرأت میں، تھا جس سے پتہ چلا کہ روزانہ ایک پارہ یاد فرما لیا کرتے تھے، یہاں تک کہ تیسوں روز تیسواں پارہ سننے میں آیا، چنانچہ ایک موقعہ پر اس کی تصدیق بھی ہوگئی، الفاظِ ارشادِ عالی کے یاد نہیں مگر کچھ اسی طرح فرمایا تھا کہ ''بحمد للہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کرلیا اور یہ اس لئے کہ بندگانِ خدا کا کہنا غلط نہ ثابت ہو۔''

مولوی محمد حسین میرٹھی کا بیان ہے کہ ایک سال ماہ رمضان شریف میں اعلیٰ حضرت کی مسجد میں اعتکاف کیا، میں نے سحر کے وقت قرآن شریف پڑھنے میں غلطی کی حضرت آرام فرمارہے تھے، مگر بیدار تھے، مجھے وہ غلطی بتائی، میں نے دوبارہ پڑھا، فرمایا ''لو اب مجھ سے وہی سنو وہی رکوع پڑھا، کچھ دیر کے بعد صبح کی نماز میں بے تکلف وہی رکوع پڑھ دیا۔ ﴿حیات اعلیٰ حضرت قدس سرہ﴾

اللہ عزوجل ایسے باکمال ولی کی برکات سے مکمل طور پر فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین (صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد اکمل قادری عطاری

۲۲ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ بمطابق 9 نومبر 2001ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# رمضان میں وتر با جماعت پڑھنا افضل ہیں ..یا..بوقتِ تہجد تنہا پڑھنا ؟

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر ۴۰۰۔ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رمضان شریف میں عشاء کی نماز فرض جس میں مصلی تہجد گزار.. یا.. غیر تہجد گزار، نے جماعت کے ساتھ ادا کی ہو اس کو نماز وتر جماعت کے ساتھ ادا کرنا ضرور ہے.. یا.. نہیں؟... بینوا توجروا

## الجواب

کسی کو بھی ضرور نہیں بلکہ افضلیت میں اختلاف ہے، ہمارے اصل مذہب میں افضل یہی ہے کہ تنہا گھر میں پڑھے۔ اور ایک قول پر مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے، اب اکثر مسلمین کا عمل اسی پر ہے۔

کما فی الدرو حواشیه و بیناه فی فتاوٰنا (یعنی جیسا کہ در اور اس کے حواشی میں ہے اور ہم نے اپنے فتاوی میں بیان کیا ہے۔)... بہر حال ضروری کسی کے نزدیک نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

**وضاحت و خلاصہ :۔**

خلاصہ یہ ہوا کہ وتر کا با جماعت ادا کرنا ضروری نہیں۔ ہاں اب چونکہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے، لھذا بہتر ہے کہ سب کے ساتھ با جماعت ہی ادا کیے جائیں۔

اللہ تعالی ہمیں عبادات کی ادائیگی کا بہتر طریقہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔ آمین

## کچھ تراویح نکل جانے کے بعد بقیہ امام کے ساتھ پڑھنا کیسا؟

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر ۔۴۲۲ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز تہجد ادا کرتا ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہذا اس کو وتر، بعدِ فراغتِ تراویح، پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟.. یا.. کسی کی تراویح اتفاق سے کچھ باقی رہ گئی ہیں تو وہ امام کے پیچھے تراویح پڑھ سکتا ہے.. یا.. نہیں؟

## الجواب

تہجد پڑھنے والا بعدِ تراویح، وتر پڑھ سکتا ہے۔ بلکہ جاگنے پر اعتماد نہ ہو تو پہلے ہی پڑھ لینا بہتر ہے۔

جس نے امام کے ساتھ بعض تراویح نہ پائیں تو بعدِ امام ان کو پڑھے خواہ وتروں سے پہلے یا بعد، اور اول بہتر ہے۔ واللہ تعالی اعلم

## وضاحت و خلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ اگر کسی کی تراویح کی کچھ رکعات نکل گئیں تو بقیہ امام کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ جماعت سے فراغت کے بعد بہتر یہ ہے کہ پہلے بقیہ تراویح کی رکعتیں پڑھے، پھر وتر۔ لیکن اگر کسی نے اس کا خلاف کیا تب بھی جائز ہے۔

اللہ تعالی ہمیں مسائل شرعیہ پر عمل کی سعادت نصیب کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## دس رکعات تراویح ایک سلام سے پڑھنا کیسا؟

**مسئلہ:۔** (صفحہ نمبر ۴۵۴ جلد ہفتم)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک پیرزادہ سید صاحب نے نماز تراویح میں، بہ یک سلام، دس رکعت، سفر کی حالت میں، امامت سے پڑھا دئے۔ جماعت معترض ہوئی کہ نماز ناجائز ہوئی۔ سید صاحب نے کہا کہ منیۃ المصلی میں صاف طور سے بلا کراہت بیک سلام جائز ہے۔ وہ عبارت یہ ہے،

ولو صلی التراویح کلها بتسلمة واحدة وقد قعد علی راس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**كل ركعتين جاز ولايكره لانه اكمل، ذكره في المحيط** ۔(یعنی اگر تمام تراویح ایک سلام کے ساتھ ادا کیں اور ہر دو رکعت کے بعد نمازی نے قعدہ کیا تو جائز ہے مکروہ نہیں کیونکہ یہ اکمل ہے۔محیط میں اس کو ذکر کیا گیا ہے۔)

اس پر سید صاحب کو برا کہنا اور نماز کو نا جائز وحرام کہنا، ان کے حق میں کیسا ہے؟

## الجواب

نماز کو نا جائز وحرام کہنا باطل ہے اور سید کی توہین و بے ادبی سخت گناہ ہے۔...

اور صحیح اس مسئلہ میں یہ ہے کہ نماز ہوگئی، دسوں رکعتیں تراویح میں شمار ہوں گی مگر خلاف ومکروہ ضرور ہوئیں۔منیہ کا قول **لایکرہ** (مکروہ نہیں۔) خلاف صحیح ہے۔

غنیۃ شرح منیہ میں (ہے) **قول المصنف ولایکرہ لانه اکمل، مخالف لما ذکر في الخلاصة وغيرها انه يكره** (یعنی مصنف کا قول، کہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ اکمل ہے خلاصہ وغیرہ کے مخالف ہے کیونکہ وہاں لکھا ہے مکروہ ہے۔) ﴿فصل فی النوافل﴾

حلیہ شرح منیہ میں ہے،

**وهو مشكل بانه خلاف المنقول واذا قالوا بكراهة الزيادة على ثمان في مطلق التطوع ليلا فلان يكونوا قائلين بكراهتها فيما كان منه مسنونا اولى فلا جرم ان في النصاب و خزانة الفتاوى والصحيح انه لو تعمد ذلك يكره** ۔ (یعنی یہ مشکل ہے کیونکہ یہ منقول کے خلاف ہے اور جب انھوں نے رات کے نوافل مطلقہ کو آٹھ سے زائد پر کراہت کا حکم نافذ کیا ہے تو انھیں، تراویح جو مسنون ہیں، میں کراہت کا حکم بطریق اولی جاری کرنا چاہئے۔لاجرم نصاب اور خزانۃ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الفتاوی میں ہے کہ اگر کسی نے عمداً ایسا کیا، تو مکروہ ہے۔)﴿فصل فی السنن﴾ واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت و خلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ تراویح کی ادائیگی میں سنت یہی ہے کہ دو دو رکعت کی نیت کر کے دس سلاموں سے ادا کی جائیں۔ لیکن اگر کسی نے دس رکعتوں کی ایک ساتھ نیت کی اور ہر دو رکعت پر قعدہ میں التحیات پڑھتا رہا اور صرف آخر میں سلام پھیرا تب بھی نماز ادا ہو جائے گی، لیکن خلافِ سنت و مکروہ۔

ضمناً معلوم ہوا کہ کسی سید کی توہین و بے ادبی سخت گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نماز کی ادائیگی میں سنت کو ملحوظِ خاطر رکھنے اور سادات کرام کا ادب کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## نابالغ کے پیچھے بالغوں کے تراویح پڑھنے کا حکم

**مسئلہ**:۔ (صفحہ نمبر ۔۴۵۵ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ نابالغ کے پیچھے نماز تراویح جائز.. یا..ناجائز؟........بینوا توجروا

### الجواب

مسئلہ میں اختلافِ مشائخ اگرچہ بکثرت ہے، مگر اصح وارجح واقوی یہی کہ بالغوں کی کوئی نماز اگرچہ نفل مطلق ہو، نابالغ کے پیچھے صحیح نہیں۔

ہدایہ میں ہے، **المختار انه لا یجوز فی الصلوات کلها** ۔(یعنی مختار یہی ہے کہ (بالغ کی نماز، نابالغ کے پیچھے) تمام نمازوں میں جائز نہیں۔﴿باب الامامت﴾

بحرالرائق میں ہے، **وھو قول العامة کما فی المحیط و ھو ظاھر الروایة**۔(یعنی اکثر علماء کا یہی قول ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے)۔﴿باب الامامت﴾

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ صحیح ودرست یہی ہے کہ نابالغ کے پیچھے بالغوں کی کوئی بھی نماز ادا نہ ہوگی۔چنانچہ صرف اور صرف بالغ کو ہی تراویح کے لئے بطورِ امام منتخب کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں امامِ نماز کے انتخاب میں احتیاط نصیب کرے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## ۲۰ رکعت تراویح کو بدعتِ عمرِ فاروق (رضی اللہ عنہ) قرار دینا کیسا؟

**مسئلہ** :۔ (صفحہ نمبر۔۴۵۷ جلد ہفتم)

چـه مـی فرمایند علمائے کرام دریں مسئله که غیر مقلدین نماز تراویح را بدعت عمری قرار داده از بست تخفیف نموده یازده رکعت میخوانند جائز است یا نه ؟ (یعنی علماء کرام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ غیر مقلدین نے بیس ۲۰ تراویح کو بدعت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قرار دیتے ہوئے ان میں تخفیف کر کے گیارہ کر لی ہیں، یہ جائز ہے..یا نہیں؟ بینوا توجروا

### الجواب

تراویح سنت مؤکده است ونزد محققین بترک سنت مؤکده نیز آثم شود خاصه چوں ترک را عادت گیر و عددش نزد جمهور علمائے امت بست رکعت ست و در روایتے از امام مالك سی و شش رکعت۔

فی الدر المختار التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين وهي عشرون ركعة۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بـاز سـنـت امیـر الـمـؤمنین عمر فاروق (رضی الله عنه) عین سـنـت حـضـور پـر نـور سید عالم (ﷺ) ست .سید عالم (ﷺ) مارا حـکـم باقتدائے ابو بکر و عمر فرمود (رضی الله تعالی عنهما) تاکید تام باتباع سنت خلفائے راشدین نمود (رضی الله تعالی عنهم).

**احـمـد و ابـوداؤد و الترمـذی وابـن مـاجة عـن العرباض بن سـارية (رضـی الـله تعالی عنه) قال قال رسول الله ﷺ عليكم سنتی و سـنة الـخـلـفـاء الـراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ ۔الترمذی و حسنه عن عبد الله بن مسعود و احمد والترمذی وابن ماجة والرویانی عن حذيفة بن اليمان وابن عدی عن انس بن مالك (رضی الله تعالی عـنهـم) قـالـوا قـال رسـول الـلـه ﷺ اقتـدوا بـالذين من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمر و ۔**

آنـکـه بـے بـاکـاں سنت امیر المومنین فاروق اعظم (رضی الله تـعـالـی عـنـه) رابـکـاسـه لیسی روافض بدعت عمری نامندو متهوران ایشـاں خـزلهـم الـلـه تـعـالـی التـصریح بضلالت حضرت وا لایش کنند جوابش محول بروز جزا ست .وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ نسأل الله العفووالعافية ۔

(یعنی تراویح سنت مؤکدہ ہے، محققین کے نزدیک سنت مؤکدہ کا تارک گناہ گار ہے خصوصا جب ترک کی عادت بنالے، تراویح کی تعداد جمہور علمائے امت کے ہاں بیس ۲۰ رکعت ہے۔ایک روایت کے مطابق امام مالک کے ہاں ان کی تعداد چھتیس ۳۶ ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

درمختار میں ہے: تراویح، سنتِ مؤکدہ ہیں، کیونکہ خلفاء راشدین نے اس پر دوام فرمایا اور وہ بیس ۲۰ رکعات ہیں۔ ﴿باب الوتر والنوافل﴾

پھر حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالی عنہ) کی سنت، رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہی سنت ہے، کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالی عنہم) کی اقتدا کا حکم دیا ہے اور خلفاء راشدین کی اتباع سنت میں تاکیدِ کامل فرمائی ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عرباض بن ساریہ (رضی اللہ تعالی عنہ) روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر میری اور خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے، اسے اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔ ﴿ابوداؤد باب فی لزوم السنۃ﴾

ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالی عنہ) سے روایت کیا اور اسے حسن کہا۔

احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور رویانی نے حضرت حذیفہ بن یمان اور ابن عدی نے حضرت انس بن مالک (رضی اللہ تعالی عنہم) سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! تم میرے بعد میرے صحابہ ابوبکر و عمر کی اقتداء کرنا۔" ﴿ترمذی۔ مناقب ابی بکر صدیق﴾

یہ بیباک لوگ جو اَھلِ تَشَیُّع کی نقل کرتے ہوئے حضرت عمر (رضی اللہ تعالی عنہ) کی سنت کو بدعتِ عمری کہتے ہیں اور ان میں سے کچھ دریدہ دہنی (یعنی گستاخی) کرنے والے، حضرت کے عمل کو گمراہی کہتے ہیں، اس کا حساب و کتاب بروز جزا انھیں دینا ہوگا۔ عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس طرف پلٹا کھائیں گے۔ ہم اللہ تعالی سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔) واللہ سبحنہ وتعالی اعلم

## وضاحت و خلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ چونکہ 20 رکعات تراویح پڑھنا صحابہ کرام (رضی اللہ تعالی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عنہم) سے ثابت ہے اور حبیبِ کبریا (ﷺ) نے ہمیں خلفائے راشدین کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی ہے، لھذا اب 20 رکعت تراویح ہی پڑھی جائیں گی۔ انھیں بدعتِ فاروقی (رضی اللہ تعالی عنہ) کہنے والا بروزِ قیامت خائب وخاسر رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اللہ تعالی ہمیں سنتِ صحابہ رضی اللہ عنھم کے مطابق بیس رکعت تراویح پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## تراویح رمضان کی کتنی راتوں میں پڑھنی چاہئیں؟ نیز ان میں ختمِ قرآن اور ان کی قضاء کا کیا حکم ہے؟

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر۔۴۵۸ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تراویح میں پورا کلام اللہ تعالی سننا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے.. یا.. سنت.. یا.. مستحب وغیرہ؟.... اور بعد سننے ایک پورے کلام اللہ شریف کے جو لوگ سورہ فیل سے آخر تک دوبارہ پڑھتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟... یعنی ہر رات رمضان شریف میں تراویح بِست (یعنی 20) رکعتیں پڑھنا، سنت مؤکدہ.. یا.. سنت.. یا.. مستحب وغیرہ ہے.. یا.. کیا ارشاد ہے؟....

ایک رات اسی ماہِ صیام میں طبیعت میری نادرست تھی، تراویح ایک شب کی مجھ سے نہ ہوئیں، اب ان کی قضاء کروں.. یا.. نہیں؟... اور کروں تو کس وقت؟...

بینوا توجروا۔

### الجواب

تراویح میں پورا کلام اللہ شریف پڑھنا اور سننا سنتِ مؤکدہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ بعد ختمِ کلامِ مبارک بھی تمام لَیَالیٔ شہرِ مبارک میں (یعنی رمضان کے مبارک مہینے کی تمام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

راتوں میں) بیس ۲۰ رکعت تراویح پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

تراویح اگر ناغہ ہوگئیں، تو ان کی قضاء نہیں۔ **کل ذلک مصرح به فی الکتب الفقهية** (ان تمام پر کتب فقہ میں تصریح ہے۔)......واللہ تعالی اعلم

## وضاحت و خلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ

﴿1﴾ تراویح میں کم از کم ایک قرآن ختم کرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

﴿2﴾ چونکہ رمضان کی تمام راتوں میں 20 رکعات تراویح پڑھنا بھی سنتِ مؤکدہ ہیں، لھذا اگر کسی نے چند دنوں میں تراویح میں قرآن سن بھی لیا تب بھی اس پر لازم ہے کہ بقیہ ایام رمضان میں 20 رکعات تراویح ادا کرتا رہے۔

### نوٹ:۔

اس مسئلے سے وہ مسلمان بھائی خوابِ جہالت سے بیدار ہونے کی سعادت حاصل فرمائیں کہ جو تین روزہ.. یا دس روزہ.. یا بیس روزہ تراویح میں شرکت کے بعد اپنے لئے بقیہ دنوں میں تراویح پڑھنا معاف تصور کرتے ہیں۔

﴿3﴾ اگر کسی سبب سے تراویح نکل گئیں تو ان کی قضاء نہیں۔

### نوٹ:۔

خیال رہے کہ تراویح کا وقت عشاء کے فرض پڑھ لینے کے بعد سے سحری کے ختم ہونے تک رہتا ہے۔لھذا ان کے نکل جانے کا مطلب ہوگا کہ اس پورے وقت میں ان کی ادائیگی نہ ہو سکی۔ یہ مطلب نہیں کہ جماعت سے نہ پڑھ سکے..یا..عوامی خیال کے مطابق بارہ (12) بجے تک ان کا وقت رہتا ہے،لھذا اس کے بعد نہیں پڑھ سکتے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ تعالیٰ ہمیں عبادات کو کامل طریقے سے ادا کرنے کی توفیق دے۔آمین

بجاہ النبی الامین ﷺ

**تراویح کی ہر رکعت میں الحمد کے بعد فقط سورۂ اخلاص پڑھنا کیسا؟**

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر۔۴۵۹ جلد ہفتم)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں تراویح میں بعدِ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص پڑھنا جائز ہے یا مکروہ؟.... باوجودیکہ امام اور سورتیں بھی جانتا ہے۔ بینوا توجروا

## الجواب

جائز ہے بلا کراہت اگرچہ سورہ فیل سے آخر تک تکرار کا طریقہ بہتر ہے کہ اس میں رکعات کی گنتی یاد رکھنی نہیں پڑتی۔

ردالمحتار میں ہے، **فی التجنیس، واختار بعضهم سورة الاخلاص فی کل رکعة وبعضهم سورة الفیل ای البداءة منها ثم یعیدها و هذا احسن لئلا یشتغل قلبه بعد دالرکعات** ۔(یعنی تجنیس میں ہے بعض نے ہر رکعت میں سورۃ اخلاص کو مختار کہا بعض نے سورۃ فیل کو یعنی اس سے ابتدا ہو اور پھر تکرار کیا جائے اور یہ زیادہ بہتر ہے تاکہ دل تعداد رکعات یاد رکھنے کی جانب متوجہ نہ ہو۔)

﴿ردالمحتار۔ مبحث التراویح﴾

درمختار میں ہے،

**لاباس ان یقرء سورة و یعیدها فی الثانیة (الی قوله) ولایکره فی النفل شئ من ذلك** ۔(یعنی اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایک سورت پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں اسے دوبارہ لوٹایا جائے (اس قول تک) کہ نفل میں ان میں سے کوئی شئے بھی مکروہ نہیں۔) ﴿درمختار۔ آخر فصل یجہر الامام﴾ واللہ تعالیٰ اعلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ نفل وسنن میں جائز ہے کہ ایک ہی سورت کو ہر رکعت میں پڑھا جائے، چنانچہ اگر کوئی تراویح کی ہر رکعت میں بعد الحمد شریف ،صرف سورۂ اخلاص ہی پڑھنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

لیکن چونکہ نماز میں خشوع وخضوع اور قلبِ حاضر،شریعت کو مطلوب وپسند ہے،لھذا بہتر یہ ہے کہ سورۂ فیل سے آخر تک کی سورتوں کو پڑھا جائے،تا کہ رکعات یاد رکھنے کی جانب دل متوجہ نہ ہو۔یقیناً فقط سورۂ اخلاص پڑھنے کی سورت میں رکعات کا یاد رکھنا دشواری کا سبب بنے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نماز میں خشوع وخضوع عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## تراویح میں ایک بار جہر سے "بسم اللہ" پڑھنے کا حکم

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر۔۴۵۹ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تراویح میں ختمِ قرآن شریف کے لئے ایک بار جہر سے بسملہ پڑھنا چاہئے یا نہیں؟....فقط بینوا توجروا

### الجواب

ہاں۔

فی المسلم و شرح الفواتح، البسملة من القران اية فتقرأ فی الختم مرة علی هذا ینبغی ان یقرأها فی التراویح بالجهر مرة ولاتتأدی سنة الختم دونها ۔ (یعنی مسلم اور شرح الفواتح میں ہے کہ بسملہ قرآن کی آیۃ ہے،ختمِ قرآن میں ایک دفعہ اسے پڑھا جانا چاہئے،لہٰذا تراویح میں اسے ایک دفعہ جہراً پڑھنا لازم ہے کیونکہ اس کے بغیر سنت کے مطابق ختم قرآن نہ ہوگا۔﴿فواتح الرحموت شرح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسلم الثبوت ﷺ) واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

## وضاحت و خلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ ختم قرآن کی سنت کو پورا کرنے کے لئے کم از کم ایک بار بسم اللہ شریف کا جہر سے پڑھنا ضروری ہے۔ وجہ، مسئلہ میں مذکور ہے۔

اللہ تعالیٰ سنتِ رسول ﷺ کی محبت نصیب کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

# تراویح کی ہر چار رکعات کے بعد دعا مانگنا ..اور.. حافظ کو دو جگہ تراویح کی جماعت کروانا کیسا؟

**مسئلہ** :۔ (صفحہ نمبر۔۴۶۰ جلد ہفتم جدید)

(۱) ہر ترویحہ کے بعد دعا مانگنا جائز ہے.. یا.. نہیں؟

(۲) کسی حافظ کو اس طور پر نماز تراویح کی پڑھائی کہ پہلے ایسی قوم کے ساتھ جو آٹھ رکعتیں تراویح منفرد پڑھ چکے ہوں بارہ رکعتیں ختم تراویح پڑھا کر پھر دوسری قوم کے پاس جو بارہ کعتیں تراویح کی منفرد پڑھ چکے ہوں جا کر آٹھ رکعتیں تراویح کی ہر شب میں پڑھانی جائز ہیں.. یا.. نہیں؟ **بینوا بالفقه و السنة والكتاب توجروا من الله حسن الماب** (فقہ اور کتاب وسنت کے مطابق جواب عنایت کر کے اللہ تعالیٰ سے اجر عظیم پایئے۔)

## الجواب

(۱) جائز ہے۔

**فی ردالمحتار قال القهستانی فیقال ثلاث مرات سبحان ذی الملك والملكوت سبحن ذی العزة والعظمة والقدرة والكبرياء والجبروت سبحن الملك الحی الذی لا یموت سبوح قدوس رب**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الملئكة و الروح لا اله الا الله نستغفر الله نسألك الجنة و نعوذبك من النار كما فی منهج العباد اھ (یعنی ردالمحتار میں ہے کہ قہستانی نے کہا کہ تین دفعہ یہ کلمات پڑھے جائیں: ملک وملکوت کے مالک! تیری ذات پاک ہے۔اے صاحب عزت وعظمت اور جبروت وکبریا! تیری ذات اقدس پاک ہے۔اے مالک! جو زندہ ہے اس پر موت نہیں، تیری ذات پاک ہے۔تو پاک وقدوس ہے۔ملائکہ اور جبریل کا رب ہے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اللہ تعالی سے معافی مانگتے ہوئے جنت کا سوال اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔منہج العباد اھ)

﴿ردالمحتار۔مبحث التراویح﴾ واللہ تعالی اعلم

(۳) اصل یہ ہے کہ ہمارے نزدیک بیس ۲۰ رکعت تراویح سنت عین ہیں کہ اگر کوئی شخص مرد.. یا.. عورت بلا عذر شرعی ترک کرے، مبتلائے کراہت واساءت ہو اور ان کی جماعت کی مساجد میں اقامت، سنتِ کفایہ کہ اگر اہل محلّہ اپنی اپنی مسجدوں میں اقامتِ جماعت کریں اور ان میں بعض گھروں میں تراویح تنہا .. یا.. باجماعت پڑھیں تو حرج نہیں اور اگر تمام اہل محلّہ ترک کریں تو سب گناہگار ہوں۔

ردالمحتار میں ہے،

اصل التراویح سنة عین فلو ترکها واحد کره ۔(یعنی تراویح سنت عینی ہیں، اگر انھیں کسی ایک نے بھی ترک کیا تو مکروہ ہے۔) ﴿ردالمحتار۔مبحث التراویح﴾

درمختار میں ہے،

والجماعة فیها سنة علی الکفایة فی الاصح فلو ترکها اهل مسجد اثموا ، لا لو ترك بعضهم ۔(یعنی اصح قول کے مطابق جماعتِ تراویح، سنتِ کفایہ ہے، اگر تمام اہل مسجد نے اسے ترک کیا تو گناہگار ہوں گے اور اگر بعض نے ترک کیا تو گناہگار نہ ہوں گے۔) ﴿درمختار۔فصل فی الوتر والنوافل﴾

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ردالمحتار میں ہے،

**ظاهر كلامهم هنا ان المسنون كفاية اقامتها بالجماعة في المسجد حتى لو اقاموها جماعة في بيوتهم ولم تقم في المسجدا ثم الكل** ۔(یعنی ان کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں سنتِ کفایہ سے مراد یہ ہے کہ تراویح کو مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کیا جائے، حتی کہ اگر تمام لوگوں نے گھروں میں جماعت کے ساتھ ادا کیں اور مسجد میں ادا نہ کیں تو سب گناہ گار ہوں گے۔) ﴿ردالمحتار۔مبحث التراویح﴾

پس صورت مستفسرہ میں امام اور دونوں جگہ کے مقتدی، تینوں فریق سے جس کے لئے یہ فعل اس شناعت کا موجب ہو اس کے حق میں کراہت واسائت ہے ، ورنہ فی نفسہ اس میں حرف نہیں مثلاً امام و ہر دو قوم کی مساجد میں جماعت تراویح جدا ہوتی ہے، یہ گھروں پر بطور مذکور، جماعۃً وانفراداً پڑھتے ہیں تو کسی پر مواخذہ نہیں کہ ہر گروہِ مقتدیان نے اگر بعض ترویحات تنہا اور ہر سہ فریق نے مسجد سے جدا پڑھیں مگر جبکہ ان کی مساجد میں اقامت جماعت ہوتی ہے سنتِ کفایہ ادا ہوگئی، ہاں امام دونوں قوموں کو پوری تراویح پڑھاتا تو یہ جدا کراہت ہوتی اس سے صورت مستفسرہ خالی ہے۔

**في الهندية امام يصلي التراويح في مسجدين في كل مسجد على الكمال لايجوز كذا في المحيط السرخسي والفتوى على ذلك كذا في المضمرات** ۔ (یعنی ہندیہ میں ہے ایک امام دو مساجد میں پوری پوری تراویح پڑھائے، یہ جائز نہیں جیسا کہ محیط سرخسی میں ہے مضمرات میں ہے کہ فتوی اسی پر ہے۔)

﴿عالمگیری۔فصل فی التراویح﴾

اور اگر ان میں کسی فریق کی مسجد میں یہی جماعت بطور مذکور ہوئی ہے تو اس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے لئے کراہت ہے کہ اس کی مسجد میں پوری تراویح جماعت سے نہ ہوئیں لہذا اس صورت میں یہ چاہئے کہ ایک فریق آٹھ.. یا.. بارہ رکعتیں دوسرے امام کے پیچھے پڑھ کر باقی میں اس حافظ کی اقتدا کرے اور دوسرا فریق بارہ.. یا.. آٹھ رکعات میں دوسرے کا مقتدی ہو کر باقی میں اس کا مقتدی ہو کہ اب دونوں مسجدوں میں پوری تراویح کی اقامت، جماعت سے ہو جائے گی اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ بعض ترویحات میں ایک امام کی اقتداء ہو اور بعض دیگر میں دوسرے کی، ہاں یہ ناپسند ہے کہ ایک ترویحہ میں دو رکعت کا امام اور ہو دو کا اور۔

فی الخانية اقاموا التراويح بامامين فصلى كل امام تسليمة ،بعضهم جوزوا ذلك والصحيح انه لا يستحب وانما يستحب ان يصلى كل امام ترويحة ليكون موافقا عمل اهل الحرمين ۔(یعنی خانیہ میں ہے کہ تراویح دو اماموں نے پڑھائیں، ہر امام نے دو رکعات پڑھائیں تو بعض نے اسے جائز کہا اور صحیح یہ ہے کہ یہ طریقہ مستحب نہیں۔ مستحب یہ ہے کہ ہر امام چار رکعات پڑھائے تا کہ اہل حرمین کے موافق عمل ہو جائے۔) ﴿فتاوی قاضی خان۔ باب التراویح﴾

سراج وہاج میں ہے،

ان صلوها بامامين فالمستحب ان يكون انصراف كل واحد على كمال الترويحة فان انصرف على تسليمة لا يستحب ذلك فى الصحيح ۔(یعنی اگر نمازِ تراویح دو اماموں نے پڑھائی تو مستحب یہ ہے کہ ہر ایک کامل ترویحہ کے بعد ہٹے، اگر دو رکعات پر ہٹتا ہے تو صحیح قول کے مطابق یہ مستحب نہیں۔) واللہ تعالی اعلم

## وضاحت و خلاصہ:۔

مذکورہ جواب سے معلوم ہوا کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(1) تراویح کی 20 رکعتیں، ہر مسلمان بالغ مرد و عورت کے لئے سنتِ مؤکدہ ہیں۔ اگر بلا عذرِ شرعی ترک کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔

(2) تراویح کی جماعت مسجد میں قائم کرنا سنتِ کفایہ ہے۔ یعنی بعض لوگوں نے قائم کرلی تو تمام سے مطالبہ نہیں، ہاں اگر کوئی بھی مسجد میں جماعت سے نہ پڑھے تو سب گناہ گار ہوں گے۔

(3) اگر مسجد میں جماعت قائم ہوئی اور بعض لوگوں نے اپنے گھر پر جماعت قائم کی تو اب کوئی حرج نہیں۔

(4) اگر کوئی حافظ دو مساجد میں پوری پوری تراویح پڑھائے تو یہ ناجائز ہے۔

(5) اگر کوئی حافظ ایک مسجد میں آٹھ اور دوسری میں بارہ پڑھائے تو اب کوئی حرج نہیں۔

(6) اگر صورت یہ ہو کہ بعض لوگ آٹھ رکعتیں تنہا تنہا پڑھ کر بقیہ بارہ کسی حافظ کے ساتھ جماعت سے پڑھیں۔ جب کہ دوسرے کچھ لوگ، کسی دوسرے مقام پر بارہ رکعتیں علیحدہ علیحدہ پڑھ کر بقیہ آٹھ اسی حافظ کے پیچھے پڑھیں تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ ان لوگوں نے یہ جماعت اپنی مسجد میں قائم کی ہے.. یا.. گھر پر۔

اگر مسجد میں ہے تو ہر فریق گناہ گار ہوا کیونکہ مسجد میں 20 رکعت تراویح جماعت سے کسی نے بھی ادا نہ کی۔

اور اگر گھر پر ہے تو دیکھا جائے گا کہ ان کی مسجد میں محلے کے کچھ لوگوں نے جماعت قائم کی تھی.. یا.. نہیں؟ اگر کی تھی تو اب ان کے لئے گھر میں جماعت کرنا جائز ہے اور اگر نہ کی تھی تو تمام لوگ مسجد میں جماعت قائم نہ کرنے کی بناء پر گناہ گار

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوئے۔

(7) ضمناً یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر دو امام تراویح پڑھائیں تو مستحب طریقہ یہ ہے کہ ہر امام کم از کم چار رکعت پڑھا کر مصلے سے ہٹے۔ اگر دو دو پر جگہ بدلی تو غیر مستحب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علمِ دین سیکھنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## ایک ہی شخص کا دو مقامات پر پوری تراویح پڑھانا

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر۔۴۶۳ جلد ہفتم جدید)

ایک شخص ایک مسجد میں فرض جماعت سے پڑھا کر تراویح بیس ۲۰ رکعت پڑھاتا ہے پھر وہی شخص دوسری مسجد میں تراویح بیس ۲۰ رکعت جماعت سے پڑھاتا ہے آیا یہ امامت اس کی صحیح ہے نہیں؟...اور مقتدیانِ مسجدِ دیگر کی تراویح ہو جاتی ہے ..یا..نہیں؟......فقط۔

## الجواب

مذہب راجح میں امامت صحیح ہے تراویح ہو جاتی ہیں مگر خلاف علماء و اختلاف تصحیح و مخالفت طریقہ متوارثہ سے بچنے کے لئے بے ضرورت اس سے احتراز کیا جائے۔

**فی الخانیة والخلاصة والظهيرية وغيرها اذا صلى التراويح مقتديا بمن يصلى المكتوبة او بمن يصلى نافلة غير التراويح اختلفوا فيه والصحيح انه لا يجوز اه** (یعنی خانیہ، خلاصہ اور ظہیریہ میں ہے کہ جب تراویح ایسے شخص کے پیچھے پڑھی جو فرائض پڑھا رہا ہے.. یا.. اس شخص کی اقتداء میں جس نے تراویح کے علاوہ نوافل پڑھائے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے صحیح یہی ہے کہ جائز نہیں اھ) (خلاصة الفتاوى الفصل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الثالث فی التراویح﴾

و فی الھندیة ، امام یصلی التراویح فی مسجدین فی کل مسجد علی الکمال لایجوز کذا فی محیط السرخسی والفتوی علی ذلك کذا فی المضمرات اھ (یعنی اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ ایک امام دو مساجد میں مکمل تراویح پڑھائے یہ جائز نہیں، محیط سرخسی اور مضمرات میں ہے کہ فتوی اسی پر ہے۔)

﴿عالمگیری۔ فصل فی التراویح﴾

و فی امامة التنویر والدرو متنفل بمفترض فی غیر التراویح فی الصحیح خانیة و کانه لانھا سنة علی ھیأة مخصوصة فیراعی وضعھا الخاص للخروج عن العھدة اھ (یعنی تنویر الابصار اور درمختار کے باب الامامت میں ہے کہ نفل پڑھنے والے کی فرض پڑھنے والے کی اقتداء تراویح کے علاوہ صحیح ہے ۔خانیہ۔ کیونکہ تراویح ہیئت مخصوصہ کے ساتھ سنت ہیں تو عہدہ برآ ہونے کے لئے ان میں اس وجہ مخصوص کی رعایت کرنا ضروری ہے اھ) ﴿درمختار۔ باب الامامت﴾

فی ردالمحتاران ماذکره المصنف ھھنا مخالف لما قدمه فی شروط الصلوۃ بقوله و کفی مطلق نیة الصلوۃ لنفل و سنة و تراویح و ذکر الشارح ھناك انه المعتمد و نقلنا ھناك عن البحرانه ظاھر الروایة و قول عامة المشائخ و صححه فی الھدایة و غیرھا و رجحه فی الفتح و نسبه الی المحققین الخ و والفتوی متی اختلف رجح ظاھر الروایة۔ (یعنی ردالمحتار میں ہے مصنف نے جو کچھ یہاں ذکر کیا ہے وہ اس کے خلاف ہے جو اس نے شروط صلوۃ میں یوں ذکر کیا کہ نفل، سنت اور تراویح کے لئے مطلق نیت کافی ہے اور شارح نے وہاں کہا کہ معتمد یہی ہے اور وہاں بحر سے نقل کیا کہ یہی ظاہر روایت اور اکثر مشائخ کا قول ہے، ہدایہ وغیرہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں اس کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ فتح میں اس کو ترجیح دیتے ہوئے اسے محققین کی طرف منسوب کیا الخ

توجب فتوی میں اختلاف ہو جائے تو ظاہر الروایہ کو ترجیح ہوتی ہے۔) ﴿ردالمحتار باب الامامت﴾

واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ دو مقام پر پوری پوری تراویح بلاضرورت کے پڑھانا مناسب نہیں۔ کیونکہ یہ طریقہ بزرگان دین سے منقول طریقے کے خلاف ہے، نیز اس سے علماءِ عظام کی مخالفت بھی لازم آتی ہے۔

اللہ تعالی ہمیں اپنے اسلاف کے طریقے پر چلنے کی سعادت عطا کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## عشاء کے فرض تنہاء پڑھنے والے کا وتر کی جماعت میں شامل ہونا

**مسئلہ:۔** (صفحہ نمبر۔ ۶۷ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے فرض عشاء تنہا ادا کیا اور تراویح جماعت سے، اب وتر جماعت سے ادا کرنا جائز ہے.. یا.. نہیں؟ اور اولیٰ کیا ہے؟.... مع **اَدلّٰہ** وحوالہ کتب بیان فرمایا جائے۔ بینوا اللہ توجروا عنداللہ

## الجواب

جس نے فرض تنہا پڑھے وتر کی جماعت میں شریک نہ ہوگا کما فی الغنیۃ و جامع الرموز ورد المحتار (یعنی جیسا کہ غنیۃ، جامع الرموز اور ردالمحتار میں ہے۔)

جس نے فرض کسی جماعت میں پڑھے ہوں، اس کے باب میں بھی علماء مختلف ہیں کہ وتر جماعت سے ادا کرنا اولی ہے.. یا.. تنہا پڑھنا.... دونوں طرف ترجیحیں ہیں اور زیادہ رجحان اس طرف ہے کہ جماعت افضل ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رجحه الامام ابن الھمام و صححه العلامة الحلبی فی الغنیة ،

**و قال خیر الرملی علیه عامة الناس الیوم** ۔(یعنی امام ابن الہمام نے اسے ترجیح دی، علامہ حلبی نے غنیۃ میں اس کے تصحیح فرمائی، اور خیر الدین رملی نے فرمایا: آج لوگوں کی اکثریت اس پر ہے۔) ﴿منحۃ الخالق علی البحر الرائق بحوالہ خیر الرملی﴾.....واللہ تعالی اعلم

## وضاحت و خلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ وتر پڑھنے والا دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

(1) اس نے عشاء کے فرض با جماعت ادا کیے ہیں۔..یا.

(2) نہیں کیے۔.....

دوسری صورت میں وتر تنہاء پڑھے۔پہلی صورت میں علماء کا اختلاف ہے۔لیکن افضل یہ ہے کہ اس صورت میں جماعت سے پڑھے۔

اللہ تعالی ،اختلافی مسائل میں افضل صورت اختیار کرنے کی توفیق دے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## ایک تراویح میں دو ختمِ قرآن

**مسئلہ** :. (صفحہ نمبر۔۴۶۸ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ماہ رمضان شریف میں دو حافظوں نے ایک مسجد میں قرآن عظیم اس ترتیب سے سنایا کہ ایک حافظ نے اول مثلا دس ۱۰ تراویح میں ایک ..یا..سوا..یا..ڈیڑھ پارہ الٓمٓ سے سنایا اور پھر دوسرے حافظ نے آخر دس تراویح میں وہی پارہ ایک..یا..سوا..یا..ڈیڑھ الٓمٓ کا پڑھا یعنی ابتداء سے انتہاء تک یہی طریقہ قرأت کا رکھا کہ جو کچھ پہلے حافظ نے پڑھا تھا، وہی پارہ دوسرے حافظ نے پڑھا اور ایک ہی تاریخ پر مثلا پچیس ۲۵..یا..چھبیس ۲۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تک دونوں نے ختمِ قرآن کریم فرمایا۔

پس ازروئے شرع مطہر کے یہ طریقہ قرآن شریف کے پڑھنے کا جائز ہے ..یا نہیں؟.... بینوابالکتاب تؤجروا بغیر حساب (کتاب وسنت سے جواب دیجئے اور بغیر حساب اجر پایئے۔)

## الجواب

یہ طریقہ مکروہ ہے اور اگر ثابت ہو کہ بعض مقتدیوں پر گراں گزرنے کا باعث تھا (اور ضرور ہوگا) تو سخت ممنوع ہے کہ یوں دو ۲ ختم معاً (یعنی ایک ساتھ) سنت سے زائد ہیں، تو ایک امرِ زائد از سنت (یعنی سنت سے زائد کام) کے لئے مقتدیوں پر گرانی کی گئی اور یہ ناجائز ہے۔

**وانما علل عدم ترك ختم بکسل القوم لانه سنة فما زاد یترك لانه فتنه** ۔(یعنی قوم کی سستی کی وجہ سے ایک ختم قرآن ترک نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ سنت ہے اور جو اس سے زائد ہے وہ ترک کردیا جائے گا کیونکہ یہ فتنہ ہے۔).... واللہ تعالیٰ اعلم

### وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ چونکہ دو ختمِ قرآن کا یہ طریقہ سنت سے زائد ہے..اور...یقیناً اس سے نمازی حضرات تنگی وگرانی میں مبتلاء ہوں گے،اور نمازیوں کو کوفت وملال میں مبتلاء کرنا شریعت کو سخت ناپسند ہے،لھذا اس طریقے کو اختیار کرنے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافِ سنت طریقے اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔آمین

## جان بوجھ کر تراویح نہ پڑھنا

**مسئلہ** :۔ (صفحہ نمبر ۴۷۰ جلد ہفتم جدید)

جناب فیض انتساب فضائل مآب جناب مولانا صاحب زاد فضلکم بعدِ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آداب گزارش ہے کہ شخص جو صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے مگر تراویح قصداً چھوڑ دیتا ہے اس کے واسطے وعید ہے یا نہیں؟....

اور یہ بھی تحریر کریں کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کیوں نہیں پڑھیں؟

.....ان پر وعید ہے یا نہیں؟...

## الجواب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین عضوا علیھا بالنواجد ۔(تم پر میری اور خلفائے راشدین کی سنت کی پیروی لازم ہے، اسے داڑھوں سے مضبوط پکڑو۔) ﴿ابوداؤد، باب فی لزوم السنۃ﴾

اور فرمایا، اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر ۔(ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنھما) کی پیروی کرو جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے۔) ﴿ترمذی، مناقب ابی بکر صدیق﴾

سید عالم ﷺ نے تین شب تراویح میں امامت فرما کر بخوفِ فرضیت، ترک فرمادی، تو اس وقت تک وہ سنتِ مؤکدہ نہ ہوئی تھی، جب امیر المؤمنین فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) نے اسے اجراء (یعنی جاری) فرمایا اور عامہ صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنھم) اس پر مجتمع ہوئے، اس وقت سے وہ سنتِ مؤکدہ ہوئی، نہ فقط فعل امیر مومنین سے، بلکہ ارشادات سید المرسلین ﷺ سے۔اب ان کا تارک ضرور تارکِ سنتِ مؤکدہ ہے اور ترک کا عادی فاسق و عاصی ۔واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت و خلاصہ۔

معلوم ہوا کہ چونکہ 20 رکعات تراویح کا با جماعت، با قاعدہ اہتمام زمانہ عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) میں ہوا اور احادیث کریمہ میں ان کی پیروی کا صراحۃً حکم فرمادیا گیا لھذا اب اگر کوئی جان بوجھ کر تراویح ترک کرنے کی عادت ڈالے گا، تو گناہ گار

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سنتِ صحابہ رضی اللہ عنھم پر چلتے ہوئے بیس رکعات تراویح ہی پڑھنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

# ذکر ولادت رسول (ﷺ) افضل..یا..
# تراویح میں قرآن سننا؟

**مسئلہ** :۔ (صفحہ نمبر ۔۴۸۲ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص کہے کہ نمازِ تراویح میں قرآن شریف کے سننے سے ذکرِ ولادتِ باسعادتِ آنحضرت (ﷺ) کا سننا اچھا ہے، آیا یہ شخص غلطی پر ہے..یا..نہیں؟ بحوالہ کتب تحریر کریں۔

## الجواب

اگرچہ قرآن عظیم وتہلیل وتکبیر وتسبیح وذکر شریف حضور پرنور سید العٰلمین (ﷺ) سب ذکرِ الٰہی ہیں۔

آیہ کریمہ، **ورفعنالك ذكرك** کی تفسیر میں حدیث قدسی ہے: **جعلتك ذكرا من ذكرى فمن ذكرك فقد ذكرنى**۔ (یعنی رب العزت عزوعلا اپنے حبیب اکرم (ﷺ) سے فرماتا ہے، میں نے تمھیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمھارا ذکر کیا تو بے شک اس نے میرا ذکر کیا۔) ﴿کتاب الشفاء۔الفصل الاول﴾

مگر قرآن عظیم اعظم طرق اذکارِ الٰہیہ ہے۔ حدیث قدسی میں ہے سید عالم (ﷺ) فرماتے ہیں رب عزوجل فرماتا ہے،

**من شغله القران عن ذكرى ومسألتى اعطيته افضل من اعطى السائلين، و فضل كلام الله على سائرا لكلام كفضل الله على خلقه**۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رواہ الترمذی و حسنہ ۔

(یعنی جسے قرآن عظیم میرے ذکرو دعا سے روکے (یعنی بجائے ذکرو دعا قرآن عظیم ہی میں مشغول رہے) تو میں اسے مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں گا اور کلام اللہ کی فضیلت سب کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ عزوجل کی فضیلت اپنی مخلوق پر۔ اسے ترمذی نے روایت کر کے حسن قرار دیا ہے۔) (ابواب فضائل القرآن)

خصوصاً تراویح کا ایک ختم کہ سنتِ جلیلہ ہے اور مجلس میلادِ مبارک، عمل ِ مستحبات.... اور سنت، مستحب سے بلاشبہہ افضل۔

ہاں اگر کسی شخص کے لئے کوئی عارض خاص (یعنی خاص وجہ) پیدا ہو تو ممکن کہ ذکر شریف سننا اس کے حق میں قرآن مجید سننے بلکہ اصل تراویح سے بھی اہم و آکد ہو جائے مثلاً اس کے قلب میں عدو رجیم نے معاذ اللہ حضور پرنور (ﷺ) کی طرف سے کچھ وساوس ڈالے اور ایک عالم دین مجلس مبارک میں ذکرِ اقدس فرما رہا ہے، اس کا سننا اس وساوس کو دور کرے گا اور دل میں معاذ اللہ معاذ اللہ ان کے جم جانے کا احتمال ہے تو قطعاً اس پر لازم ہو گا کہ ذکر شریف میں حاضر ہو کر محبت و تعظیم حبیبِ کریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والتسلیم (کے حصول کی سعادت حاصل کرے کہ یہ) اصلِ کار و مدارِ ایمان ہے، معاذ اللہ یہ (تعظیم و محبت رسول ﷺ) نہ ہو تو پھر نہ قرآن مفید نہ تراویح نافع۔

نسال اللہ العفو و العافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور درگزر کا سوال کرتے ہیں۔)

## وضاحت و خلاصہ:۔

تراویح میں قرآن سننے کو ترک کر کے محفل میلاد میں شرکت کرنے والا دو حال سے خالی نہیں۔

(1) اس کے دل میں گستاخانِ رسول (ﷺ) نے حبیبِ کبریا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(ﷺ) سے متعلق وسوسے پیدا کر دیئے ہیں، جنہیں دور کرنے کے لئے اس مجلس میں بیٹھنا چاہتا ہے۔

(2) ایسا معاملہ نہیں، بلکہ فقط شوق و ذوق میں اضافہ مقصود ہے۔

بصورتِ اول اس کا شرکت کرنا ضروری ہے، چاہے تراویح ہی کیوں نہ نکل جائے۔ وجہ مسئلہ میں ذکر کر دی گئی۔ بصورتِ ثانی قرآن سننا افضل، کیونکہ ذکرِ مصطفیٰ (ﷺ) مستحب اور تراویح میں قرآن سننا سنت ہے اور سنت کا مرتبہ، مستحب سے زیادہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رحمت دو عالم ﷺ کی سچی محبت نصیب کرے۔ آمین

## امام تراویح میں مشغول ہو، اس مسجد میں فرض کی جماعت ثانی قائم کرنا کیسا؟

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر۔۵۶۸ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام جماعت تراویح میں مشغول ہے اب چند آدمی آئے وہ فرض جماعت سے پڑھیں تو کوئی حرج ہے۔۔ یا۔۔ نہیں؟ بینوا توجروا

### الجواب

صحیح یہ ہے کہ کوئی حرج نہیں۔

ولو فی مسجد محلة حیث لم یکرروا الاذان وعدلوا عن لامحراب کما ھو معلوم مشاھد۔ (یعنی اگرچہ محلّہ کی مسجد ہی میں جماعت قائم کریں، جبکہ دوبارہ اذان نہ دیں اور محراب سے ہٹ کر جماعت کرائیں جیسا کہ معلوم و معروف ہے۔)

طحطاویہ میں ہے، اذا کررت بغیر اذان فلا کراھة مطلقا وعلیه

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**المسلمون** ۔ (جب تو جماعت کی تکرار اذان کے بغیر کرے تو کوئی کراہت نہیں ہے، مسلمانوں کا یہی عمل ہے۔) ﴿باب الامامۃ﴾

غنیۃ میں ہے، **عن ابی یوسف اذا لم یکن علی ھیئۃ الاولی لایکرہ والا یکرہ وھو الصحیح و بالعدول عن المحراب تختلف الھیئۃ کذا فی فتاوی البزازیہ** ۔ (یعنی امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی سے مروی ہے کہ جب دوسری جماعت پہلی جماعت کی طرز پر نہ ہو تو مکروہ نہیں ورنہ مکروہ ہے، یہی صحیح ہے، اور محراب سے ہٹ کر کرنے سے پہلی جماعت کی طرز بدل جاتی ہے۔ فتاوی بزازیہ میں ایسے ہی ہے۔) ﴿فصل فی احکام المسجد﴾

مگر جہاں تک ممکن ہو جماعتِ تراویح سے دور جماعت کریں اور ان کا امام ضرورت سے زیادہ آواز بلند نہ کرے تا کہ تخلیط و تلبیس (یعنی آوازوں کے آپس میں مل جانے اور مداخلتِ شیطان) سے ایمن (یعنی مامون) رہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

## وضاحت و خلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ مسئولہ صورت میں فرض کی جماعتِ ثانیہ قائم کرنے حرج نہیں لیکن اس میں تین باتوں کا خیال رکھا جائے۔

﴿i﴾ دوبارہ اذان نہ دی جائے۔

﴿ii﴾ محراب سے ہٹ کر ہو یعنی امام درمیان مسجد میں نہ کھڑا ہو۔

﴿iii﴾ تراویح کی جماعت سے دور قائم کی جائے اور اس فرض جماعت کا امام اتنی بلند آواز سے قرأت نہ کرے کہ تراویح کا امام پریشانی محسوس کرے۔

اللہ تعالی ہمیں نمازِ باجماعت کی ادائیگی کی توفیق دے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# شبینہ کا حکم

**مسئلہ** :۔ (صفحہ نمبر ۔ ۴۷۵ جلد ہفتم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شبینہ پڑھنا یعنی ایک شب میں قرآن مجید ختم کرنا تراویح ۔۔ یا ۔۔ تہجد ۔۔ یا ۔۔ نفل میں جائز ہے ۔۔ یا ۔۔ نہیں؟ ۔۔۔۔ اور جو شخص اس طرح پر کہ نہایت صحت اور قواعد کے ساتھ صاف صاف پڑھتا ہے، اس کی اقتداء میں اگر کچھ لوگ ذوق وشوق اور خلوص و ہمت سے داخل ہو کر شرکت کریں، تو ان مقتدیوں اور امام کی بابت کیا حکم ہے؟

زید کہتا ہے کہ شبینہ مطلقا ناجائز ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، بلکہ حرام ہے، صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے زمانہ میں کبھی نہیں ہوا، اور یہ جو بعض بزرگوں کی نسبت مشہور ہے کہ فلاں بزرگ نے ایک رات میں اتنے اتنے ختم کیے بالخصوص حضرت سیدنا امام اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) کی نسبت وہ محض (ان کی) خصوصیات ہیں ۔ ان کا یہ فعل ہمارے لئے حجت نہیں ہے ۔

بکر کہتا ہے کہ نفس شبینہ جائز اور مباح ہے، بلکہ بزرگان دین کا معمول ہے یہ اور بات ہے کہ اگر منہیات شرع (یعنی شرعی لحاظ سے ممنوعہ باتیں) اس میں شامل ہوں ۔۔ یا ۔۔ لوگ اس کو اچھی طرح نہ سنیں، بلکہ اس وقت بیٹھے باتیں کریں ۔۔ یا ۔۔ حقہ اور چائے پینے میں مشغول رہیں ۔۔ یا ۔۔ قرآن مجید ایسا غلط اور جلد جلد پڑھا جائے کہ سمجھ میں نہ آئے، تو بیشک ایسی صورت ناجائز ہوگی، بلکہ ایسی صورت اگر تراویح میں واقع ہو تو تراویح کے لیے کیا حکم نہ ہوگا؟ ۔۔۔۔ کیا نفس تراویح ان عوارض کی وجہ سے ناجائز ٹھہرے گی؟

زید کہتا ہے شبینہ پڑھنے والے اور سننے والے کو پانسو جوتے لگانے چاہئیں، امسال رمضان مبارک ۱۳۳۹ھ میں ہم چند "مسلمانانِ مین پوری" نے اپنے اپنے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ذوق وشوق سے چند حافظ بلوائے جونہایت عمدہ اور صاف پڑھنے والے تھے، سب نے مل کر نفل نماز میں ستائیسویں شب کو ایک قرآن مجید ختم کیا، جس میں نہ منہیات شرعیہ تھے، نہ کسی پر بار ہوا، سب نے نہایت مستعدی اور سکون سے سنا، اس پر زید کو بہت غصہ آیا زید امام جامع مسجد ہے انھوں نے بالا علان ہم سب مسلمانوں پر اسی جامع مسجد میں بعد نمازِ مغرب مصلے پر کھڑے ہو کر ماں بہن کی گالیاں دیں اور کہا شبینہ سننا اور وہاں جانا سب گناہ ہے، کوئی شبینہ کو جائز ثابت کر دکھائے تو پچاس ۵۰ روپیہ دوں گا۔

ایسے شخص کی نسبت جو اس قسم کے سب وشتم مسلمانوں کو دے بازاری او فحش کلمات اس کے زباں زد رہتے ہوں اور مسلمانوں کو جو اس کے مقتدی نہیں ماں بہن کی گالیاں دے، چنانچہ اس بنا پر وہ کل مقتدی اس سے ناخوش ہوں اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟.....بینوا توجروا

## الجواب

فقیر ۲۹ شعبان سے بوجہ علالت، رمضان شریف کرنے اور شدت گرما گزارنے کو پہاڑ پر آیا ہوا ہے...وطن سے مہجور اپنی کتب سے دور...لہذا زیادہ شرح وبسط سے معذور...مگر حکمِ مسئلہ، بفضلہٖ تعالے واضح ومیسور۔

شبینہ فی نفسہ قطعاً جائز وروا ہے، اکابرِ ائمہ دین کا معمول رہا ہے، اسے حرام کہنا شریعت پر افترا ہے، امام الائمہ امام اعظم (رضی اللہ عنہ) نے تیس برس کامل ہر رات ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کیا ہے۔

ردالمحتار میں ہے، قال الحافظ الذهبی قد تواتر قیامه باللیل وتهجده و تعبده، ای ومن ثم کان یسمی بالوتد لکثرة قیامه باللیل،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بل احیاہ بقراءۃ القران فی رکعۃ ثلاثین سنۃ ۔ (حافظ ذہبی نے فرمایا کہ آپ کا قیام اللیل، تہجد اور عبادت کرنا تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا کلام کم ہوتا تھا کیونکہ آپ کے قیام اللیل میں کثرت تھی، بلکہ آپ نے تیس سال تک رات کو ایک رکعت میں پورے قرآن کی تلاوت کے ساتھ زندہ رکھا۔) ﴿مقدمہ﴾

بلا دلیل شرعی، کسی حکم کو، بعض عباد سے خاص مان لینا، جـــــــزاف (یعنی مسابلت) ہے.... اور یہ کہنا کہ ان کا یہ فعل ہمارے لئے حجت نہیں ادب کے خلاف محض لاف (یعنی ڈینگ مارنا) ہے، ان کا فعل حجت نہ ہوگا تو کیا زید وعمرو (یعنی عام لوگوں) کا ہوگا؟

جواہر الفتاوی امام کرمانی پھر فتاوی علمگیریہ میں ہے، انــمــا یتمسك بافعال اھل الدین ۔ (یعنی محض اہل دین کے افعال سے دلیل پکڑی جائے۔)

علمائے کرام نے فرمایا ہے سلف صالحین میں بعض اکابر، دن رات میں دو، ۲ ختم فرماتے... بعض چار... بعض آٹھ... میزان الشریعۃ امام عبدالوہاب شعرانی میں ہے کہ سیدی علی مرصفی قدس سرہ نے ایک رات دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم فرمائے۔

آثار میں ہے امیر المومنین مولی علی (کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم) بایاں پاؤں رکاب میں رکھ کر قرآن مجید شروع فرماتے اور دہنا پاؤں رکاب تک نہ پہنچتا کہ کلام شریف ختم ہوجاتا۔ بلکہ خود حدیث میں ارشاد ہے کہ داؤد (علیہ السلام) اپنے گھوڑے زین کرنے کو فرماتے اور اتنی دیر سے کم میں زبور... یا.. توراۃ مقدس ختم فرمالیتے۔ توراۃ شریف، قرآن عظیم سے حجم میں کئی حصے زائد ہے۔

والحدیث رواہ احمد والبخاری عن ابی ھریرۃ (رضی اللہ تعالی عنہ) عن النبی ﷺ قال خفف علی داؤد القران فکان یامر بدوا بہ فتسرج فیقرأ القران من قبل ان تسرج دوابہ ۔ (یعنی امام احمد اور امام بخاری

نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یہ حدیث شریف روایت کی ہے کہ رسالتِ مآب ﷺ نے فرمایا: حضرت داؤد (علیہ السلام) پر اللہ تعالیٰ نے تلاوت آسان فرمادی تھی آپ سواری پر زین رکھنے کا حکم دیتے اور زین رکھی جاتی تو آپ زین رکھنے سے پہلے زبور تلاوت کر لیتے۔)

یہ سب روایات اور ان سے زائد ہماری کتاب **الفیوض المکیۃ لمحب الدولۃ المکیۃ** میں ہیں۔ ان افعال کریمہ کو حجت نہ ماننا کیسی گستاخی ہے؟

جاہل وہ کہ اسوت اور حجت میں فرق نہ جانے، ہم ان میں اقتداء پر قادر نہیں مگر وہ حجت شرعیہ ضرور ہیں کہ فی نفسہ یہ فعل حسن ہے کراہت.. یا.. ممانعت اگر آئے گی تو عوارض سے، اور وہ یہاں (یعنی شبینے میں) پانچ ہیں۔

**اول:** عدم تفقہ یعنی جلدی کی وجہ سے معانی قرآن کریم میں تفکر و تدبر نہ ہو سکے گا، **اصل وجہ منصوص فی الحدیث** (یعنی حدیث میں واضح طور پر بیان کردہ اصل وجہ) یہی ہے۔

سنن دارمی و ابی داؤد و ترمذی و ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ہے: **لم یفقه من قرأ القران فی اقل من ثلاث**۔ (یعنی جس نے تین رات سے کم میں قرآن مجید ختم کیا اس نے سمجھ کر نہ پڑھا۔) ﴿ترمذی۔ابواب القرأۃ﴾

یہ وجہ صرف نفی افضلیت کرتی ہے، جس سے کراہت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ ولہذا عالمگیری میں کراہتِ شبینہ کے قول کو بصیغہ ضعف و مرجوحیت (یعنی فعلِ مجہول کے صیغے کے ساتھ) نقل کیا۔

**حیث قال افضل القراءۃ ان یتدبر فی معناہ حتی قیل یکرہ ان یختم القران فی یوم واحد**۔ (یعنی اس جگہ فرمایا کہ افضل قرأت یہ ہے کہ اس کے معانی میں غور و فکر ہو حتی کہ یہ کہا گیا ہے کہ ایک دن میں ختم قرآن مکروہ ہے۔) ﴿کتاب الکراہیۃ﴾

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اقول (یعنی میں کہتا ہوں) پھر (حدیثِ پاک کا) یہ (حکم) بھی ان کے لئے ہے جو تفکرِ معانی کریں، یہاں (یعنی ہندوستان) کے عام لوگ کہ کتنا ہی دیر میں پڑھیے، تفکر سے محروم ہیں، ان کے لئے دیر بے سود ہے اور وہ (یعنی دیر کرنا) مقصود لذاتہ نہیں (یعنی شرع خاص اسی دیر کا قصد نہیں فرماتی) بلکہ (وہ دیر کر کے پڑھنے کا حکم) اسی (غور و تفکر کے) لئے مقصود ہے۔ ان (عربی سے ناواقف لوگوں) کے لئے معتدل جلدی ہی کا افضل ہونا چاہئے کہ وہ جس قدر جلد پڑھیں گے قرأت زائد ہوگی اور قرآن کریم کے ہر حرف پر دس نیکیاں ہیں، سو کی جگہ پانسو حرف پڑھے تو ہزار نیکیاں ملیں۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں،

**من قرأ حرفا من كتاب الله فله حسنة و الحسنة بعشر امثالها لا اقل الٓمّ حرف ولكن الف حرف و لام حرف و ميم حرف ـ رواه الدارمي والترمذي و صححه عن ابن مسعود (رضي الله تعالى عنه)** (یعنی جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا، اس کے لئے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیاں۔ میں نہیں کہتا کہ الٓمّ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ اسے دارمی اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) سے روایت کیا اور اسے صحیح کہا۔) (ترمذی)

اور ہر ثواب، فہم پر موقوف نہیں (یعنی ایسا نہیں کہ عربی مکمل سمجھ میں آئے تبھی ثواب حاصل ہو)...... امام احمد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رب (عزوجل) کو خواب میں دیکھا عرض کی: اے میرے رب! کیا چیز تیرے بندوں کو تیرے عذاب سے نجات دینے والی ہے۔ فرمایا: میری کتاب۔ عرض کی: **یارب أبفهم او بغير فهم** ۔ اے میرے رب! سمجھ کر یا بے سمجھ بھی؟ فرمایا: **بفهم و بغير فهم** ۔ سمجھ کر اور بے سمجھے۔

دوم! کسل (یعنی سستی وملال).....

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نبی (ﷺ) فرماتے ہیں، **ان اللہ لا یسأم حتی تسأموا** (بیشک اللہ تعالےٰ ثواب دینے سے نہیں اکتاتا، ہاں تم (عمل سے) اکتا جاؤ گے۔) ﴿مسند امام احمد بن حنبل﴾

**اقول** یہ وجہ عام، عوام کو عام ہے اور احکام فقہیہ میں غالب ہی کا اعتبار ہوتا ہے۔ **کما بیناہ فی رسالتنا کشف الرین علی حکم مجاورۃ الحرمین ورسالتنا جمل النور فی نھی النساء عن زیارۃ القبور** (یعنی جیسا کہ ہم نے اسے اپنے رسالے کشف الرین علی حکم مجاورۃ الحرمین اور اپنے رسالے جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور میں بیان کیا ہے۔)

مگر اس وجہ کا مفاد صرف کراہتِ تنزیہی ہے (یعنی ایسا عمل، جس کے باعث لوگ کسل محسوس کریں، مکروہِ تنزیہی ہے۔)... علماء نے تصریح فرمائی کہ کسل قوم کے سبب تراویح میں قرآن نہ چھوڑیں۔

تنویر الابصار و درمختار میں ہے،

**الختم مرۃ سنۃ ولا یترک الختم لکسل القوم (ملخصا)** (یعنی ایک دفعہ ختم قرآن سنت ہے، لہذا اسے قوم کی سستی کی بنا پر ترک نہ کیا جائے۔) (ملخصا) ﴿باب الوتر﴾

اگر (لوگوں کے لئے باعثِ کسل عمل کی کراہت) کراہتِ تحریم ہوتی (تو) اس سے احتراز (یعنی بچنا) احترازِ سنت پر مقدم رہتا۔۔۔۔ اور مکروہِ تنزیہی جواز و اباحت رکھتا ہے نہ کہ گناہ وحرمت۔ **کما حققناہ فی رسالتنا جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیۃ** (یعنی جیسا کہ ہم نے اپنے رسالے جمل مجلیہ ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیۃ میں اس کی تحقیق کی ہے۔)

سوم! ہزرمہ گھاس کا ٹنا۔

درِمختار میں ہے، **یاتی الامام والقوم بالثناء فی کل شفع و یزید الامام علی التشھد (بان یاتی بالدعوات بحر، ش) الا ان یمل القوم فیاتی**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بالصلوات و یترك الدعوات و یجتنب المنکرات ھذرمة القرء ت و ترك تعوذ و تسمیة و طمانینة و تسبیح واستراحت ۔ (یعنی امام اور مقتدی ہر دو رکعت میں ثنا پڑھیں اور امام تشہد پر اضافہ کرے (بایں طور کہ دعائیں پڑھے، بحر، ش) مگر قوم اکتا جائے تو درود پڑھ لے اور دعائیں ترک کر دے اور ممنوعات سے اجتناب کرے مثلاً بہت زیادہ تیز قرأت کرنا، تعوذ و تسمیہ کو ترک کرنا، اطمینان کے ساتھ نماز ادا نہ کرنا، تسبیح اور جلسہ استراحت کا ترک کرنا۔) ﴿باب الوتر﴾

بعض لوگ ایسا جلد پڑھتے ہیں (کہ) علیم یاحکیم، یعقلون، تعلمون غرض لفظِ ختمِ آیت کے سوا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ نفسِ سنت کا فانی (یعنی فناء کرنے والا) اور بدعت شنیعہ اور اِساءت ہے۔

چہارم! ترکِ واجباتِ قراءۃ، مثل مدِ متصل۔ یہ صورت گناہ و مکروہ تحریمی ہے۔

پنجم! امتیازِ حروفِ متشابہ، مثل ث س ص، ت ط، ز ذ ظ وغیرہا نہ رہنا یہ خود حرام و مفسد نماز ہے مگر ہندوستان کی جہالتوں کا کیا علاج، حفاظ و علماء کو دیکھا ہے کہ تراویح درکنار فرائض میں بھی اس کی رعایت نہیں کرتے، نمازیں مفت برباد جاتی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شبینہ مذکورہ سوال کہ ان عوارض سے خالی تھا، اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں... مگر اتنا ضرور ہے کہ جماعت نفل میں تداعی نہ ہوئی ہو (یعنی مقتدی تین سے زیادہ نہ ہوں) کہ مکروہ ہے۔

مسلمانوں کو فحش گالیاں دینا خصوصاً ماں بہن کی خصوصاً مسجد میں سخت فسق ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی ۔ رواہ احمد والبخاری فی الادب المفرد والترمذی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وحسنه وابن حبان والحاكم في صحيحهما عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه۔ (یعنی مسلمان نہیں ہوتا بہت طعنہ کرنے والا بہت لعنت کرنے والا نہ بے حیا فحش گو۔ اسے امام احمد، بخاری نے ادب المفرد میں روایت کیا، ترمذی نے اسے حسن کہا۔ ابن حبان اور حاکم نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت کیا ہے۔) ﴿ترمذی باب ماجاء فی اللعنۃ﴾

خصوصاً جو اس کا عادی ہے، اس کے سخت فاسقِ مُعلِن (یعنی اعلانیہ گناہ کرنے والا) ہونے میں کلام نہیں... اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ، اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب۔

فتاویٰ حجہ وغنیہ میں ہے، لو قدموا فاسقا یاثمون (یعنی اگر فاسق کو امامت کے لئے مقدم کردیا تو تمام لوگ گناہ گار ہوں گے۔)

تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے، لان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا (یعنی کیونکہ اس کو امامت کے لئے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے، حالانکہ شرعاً اس کی اہانت لازم ہے۔) واللہ تعالیٰ اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ شبینہ کو مطلقاً حرام و ناجائز کہنا، غلط و باطل ہے۔ کیونکہ ایک رات میں قرآن پاک کا ختم اکابرینِ امت سے ثابت ہے اور ان کا عمل ہمارے لئے حجت ہے۔

ہاں اگر کسی شبینے میں درج ذیل پانچ امور میں سے کوئی ایک پایا جائے تو ممنوع ہوگا۔

﴿1﴾ تیز رفتاری کے باعث، قرآن پاک کے معانی پر غور و تفکر کی مہلت نہ ملنا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿2﴾ لوگوں کا اس کے باعث کوفت وملال میں مبتلاء ہونا اور صرف مروت.. یا..مجبوری کی حالت میں پڑھنا۔جس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جماعت میں اولاً شامل نہ ہوا جائے بلکہ پیچھے بیٹھے باتیں کرتے رہیں، جب امام کو رکوع میں جاتا دیکھیں تب جلدی جلدی بھاگ کر شامل جماعت ہو جائیں۔

﴿3﴾ اس میں قرآن کریم کو اتنا تیز تیز پڑھنا کہ لفظ بالکل سمجھ میں نہ آئیں، نیز اس برق رفتاری کے باعث الفاظ وکلمات چب جائیں۔

﴿4﴾ واجباتِ قرأت کا ترک کرنا۔

﴿5﴾ بظاہر ہم آواز حروف مثلاً ث س ص، ت ط، ز ذ ظ، دض وغیرہ میں فرق نہ کرنا۔

**نوٹ:۔**

ان میں سے پہلا سبب ہمارے اطراف میں لوگوں کے عربی نہ جاننے کی بناء پر باعثِ ممانعت نہیں۔بقیہ چار کا لحاظ ضروری ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ

(i) تداعی کے ساتھ نفل کی جماعت مکروہ ہے۔[1]

(ii) مسلمانوں کو مسجد میں گالیاں بکنا بہت بڑا گناہ ہے،اور اس کا عادی فاسق معلن ہے۔

(iii) فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے۔

(iv) اس کے پیچھے نماز ادا کرنا گناہ اور غلطی سے ادا کرلی ہو تو لوٹانا واجب ہے۔

---

[1]۔یہاں مکروہ سے مراد مکروہِ تنزیہی ہے، جو گناہ نہیں۔نفل کی جماعت کے جواز وعدم جواز کی بہترین تحقیق کے لئے مکتبہ اعلیٰ حضرت سے شائع کردہ رسالے "نفل کی جماعت کرنا کیسا؟" کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

# حرام رزق سے سحری وافطار کرنا

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر ۔۳۳۱ جلد دہم جدید)

کسی نے حرام کھانا کھا کر روزہ رکھا اور حرام چیز سے افطار کیا فرض صوم اس پر سے ساقط ہوا ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

## الجواب

بیشک صورت مستفسرہ (یعنی پوچھی گئی صورت) میں فرض ساقط ہو گیا۔

**فان الصوم انما هو الامساك من المفطرات الثلثة من الفجر الى الليل** (کیونکہ روزہ صبح سے لے کر شام تک تین چیزوں (یعنی کھانے، پینے اور ہمبستری) سے رک جانا ہے۔)

سحری کھانا..یا..افطار کرنا روزے کی حقیقت میں داخل نہ اس کی شرائط سے، پھر اگر یہ مالِ حرام سے واقع ہوئی تو اس کا گناہ جدا رہا مگر سقوطِ فرض میں شبہ نہیں۔

**واللہ تعالی اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ چونکہ روزہ (بنیت) کھانے، پینے اور جماع سے تمام دن رک جانے کا نام ہے، لھذا حرام رزق سے افطار..یا..سحری کرنا گناہ ضرور ہے، لیکن اس سے روزے کی فرضیت کے سقوط پر کوئی فرق نہ پڑے گا۔

اللہ تعالی رزق حرام سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

# نابالغ اگر روزہ توڑ دے تو؟......

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر ۔۳۴۴ جلد دہم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نابالغ لڑکا کہ نوافل میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قرآن شریف پڑھتا ہے اگر بوجہ کثرت ضعف ومحنت دورہ، روزہ افطار کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

## الجواب

نابالغ پر تو قلم شرع جاری ہی نہیں، وہ اگر بے عذر بھی افطار کرے (تو) اسے گناہ گار نہ کہیں گے۔

**لقوله ﷺ رفع القلم عن ثلثة الی قوله ﷺ و عن الصبی حتی یحتلم۔**

(حضور ﷺ کے اس قول مبارک کے سبب کہ تین افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے۔ (یہاں تک کہ آپ نے فرمایا) اور بچے سے جب تک اسے احتلام نہ ہو جائے۔

(المستدرک للحاکم۔ رفع القلم عن الثلاث۔ الجلد الاول۔ صفحہ ۲۵۸)

مگر بیان کرنا اس کا ہے کہ بچہ جیسے آٹھویں سال میں قدم رکھے اس کے ولی پر لازم ہے کہ اسے نماز روزے کا حکم دے، اور جب اسے گیارھواں سال شروع ہو تو ولی پر واجب ہے کہ صوم وصلوۃ پر مارے بشرطیکہ روزے کی طاقت ہو اور روزہ ضرر نہ کرے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حضورِ پرنور سیدِ عالم ﷺ فرماتے ہیں:

**مروا اولاد کم بالصلوۃ و ھم ابناء سبع سنین و اضربوھم علیھا و ھم ابنا عشر۔**

(یعنی جب سات سال کے ہو جائیں تو اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو اور جب دس برس کے ہو جائیں تو انھیں ترک نماز پر مارو۔) (ابوداؤد)

تنویر الابصار میں ہے، **وجب ضرب ابن عشر علیھا۔** (یعنی ترک نماز پر دس سال کے بچے کو مارنا واجب ہے۔) (کتاب الصلوۃ)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ردالمحتار میں ہے،

ظاهر الحديث ان الامر لابن سبع واجب كالضرب والظاهر ايضا ان الوجوب بالمعنى المصطلح عليه لابمعنى الافتراض لان الحديث ظني فافهم ۔(یعنی ظاہری طور پر حدیث سے ثابت ہوا کہ سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دینا اسی طرح واجب ہے جیسے دس سال کے بچے کو ترک پر سزا دینا، اور یہ بھی واضح ہے کہ یہاں وجوب سے اصطلاحی وجوب مراد ہے نہ کہ بمعنی فرض، کیونکہ حدیث ظنی ہے۔ پس غور کیجئے۔)

(کتاب الصلوۃ)

درمختار میں ہے: والصوم كالصلوة على الصحيح (یعنی صحیح قول کے مطابق روزہ (حکماً) نماز کی مثل ہے۔) (کتاب الصلوۃ)

عالمگیری میں ہے: قال الرازی یؤمر الصبی اذا اطاقه (یعنی امام رازی نے فرمایا: (یعنی بچے کو (نماز روزہ کا) حکم دیا جائے، جب کہ وہ اس کی طاقت رکھتا ہو) (المتفرقات من باب الاعتکاف)

اسی میں ہے: هذا اذا لم يضر الصوم ببدنه فان اضر لايؤمر به ۔ (یعنی یہ حکم اس وقت ہے جب روزہ جسمانی تکلیف کا سبب نہ بن رہا ہو، پس اگر اسے ضرر دے، تو حکم نہ دیا جائے)

اور پُر ظاہر (یعنی بالکل واضح ہے) کہ یہ احکام، حدیث وفقہ میں مطلق وعام....تو ولی نابالغ ہفت سالہ (یعنی سات سالہ نابالغ بچے).. یا.. اس سے بڑے کو اسی وقت ترک صوم کی اجازت دے سکتا ہے جبکہ فی نفسہ روزہ اسے ضرر پہنچائے، ورنہ بلا عذر شرعی اگر روزہ چھڑائے گا.. یا.. چھوڑنے پر سکوت کرے گا، گنہ گار ہوگا کہ اس پر امر.. یا.. ضرب (یعنی حکم دینا.. یا.. مارنا) شرعاً لازم.. اور.. تارک واجب، بَزَہ کار و آثِم (یعنی خطا کار

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وگناہگار)

اور دورِ کلام اللہ کی محنت عذرِ افطار نہیں۔ (کیونکہ) اوّلاً اکثر (ایسا) ہوتا ہے کہ بچے، بہت جوان، قوی، تندرست لوگ ایسے امور میں کم ہمتی کو بے قدرتی سمجھ لیتے (ہیں) حالانکہ کمر ہمت چست باندھیں تو کھل جائے (یعنی ثابت ہو جائے) کہ عجز سمجھنا صرف وسوسہ تھا، اور واقعہ (یعنی حقیقت) میں عجز ہو بھی یعنی روزہ رکھ کر کلام اللہ شریف پر محنت شاقہ نہیں ہو سکتی تو راہ (یعنی اس مسئلے کا حل) یہ ہے کہ روزہ رکھوائیں اور قرآن مجید کا جتنا شغل بے کلفت (یعنی بغیر تکلیف) ہو سکے لیں، اور جس قدر کی طاقت نہ دیکھیں بعدِ رمضان، دورِ آئندہ پر ملتوی رکھیں کہ شرعاً صیام کے لئے ایام معین ہیں، جن کے فوت سے ادا فوت ہوگی اور دور کے لئے کوئی دن مقرر نہیں ہمیشہ و ہر وقت کر سکتے ہیں۔

فرض کیجئے اگر مردِ نو جوان (یعنی بالغ) تندرست مقیم کی یہی حالت ہوتی ہے کہ روزے کے ساتھ محنتِ دور نہ کر سکتا تو کیا شرع اسے اجازت دیتی کہ دور کے لئے روزہ ترک کرے؟ حاشا وکلا (یعنی ہرگز نہیں)، بلکہ لازم فرماتی کہ روزہ رکھ اور دور، دورِ دیگر پر موقوف رکھ.....تو معلوم ہوا اسی میں خیر ہے اور اس کے عکس میں شر.....اور ولی کو چاہیئے بچے کو ہر خیر کا حکم دے اور ہر شر سے باز رکھے۔

محشیانِ دُر، سادا تنا، حلبی وطحطاوی وشامی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

**مراده من هذين النقلين بيان ان الصبي ينبغي ان يومر لجميع المأمورات و ينهى عن جميع المنهيات۔** (یعنی ان دونوں تصریحات کا مقصد یہ ہے کہ بچے کو تمام اوامر کو بجالانے اور تمام منہیات سے باز رہنے کا حکم دیا جائے۔)

(ردالمحتار۔ کتاب الصلوۃ)

علامہ طحطاوی نے فرمایا،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

**فلا خصوصیة للصلوٰۃ والصوم والخمر کما یرشد الیہ التعلیل**۔(اس میں نماز، روزہ اور شراب ہی مخصوص نہیں جیسا کہ علت کا بیان اسے واضح کر رہا ہے۔)﴿کتاب الصلوٰۃ﴾

**ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی**۔(یعنی یہ میرے نزدیک ہے اور حق کا علم میرے رب کے پاس ہے۔) **انہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم**

## وضاحت و خلاصہ:۔

مذکورہ مسئلہ سے مندرجہ ذیل باتیں حاصل ہوئیں۔

﴿1﴾ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو سرپرست پر واجب ہے کہ اسے نماز و روزہ کا حکم دے، اگر اس سے روزہ چھڑوائے..یا..خاموش رہے تو گناہ گار ہوگا۔

﴿2﴾ جب بچہ دس برس کا ہو جائے تو حکم کے ساتھ ساتھ سرپرست پر لازم ہے کہ ادائیگی میں کوتاہی کی صورت میں بچے کو مار کر نماز و روزے کی جانب مائل کرے۔

﴿3﴾ چونکہ بالغ ہونے سے قبل کوئی چیز فرض..یا..واجب نہیں ہوتی لھذا اگر نابالغ روزہ رکھ کر توڑ بھی دے تب بھی گناہ گار نہ ہوگا۔

﴿4﴾ اگر نابالغ کمزور ہے..اور..حقیقۃً روزہ رکھنا اسے ضرر پہنچائے گا تو اب ولی اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دے سکتا ہے۔

﴿5﴾ اگر نابالغ سات، آٹھ سالہ بچے کے لئے قرآنِ پاک کا دور اور رات میں نوافل میں اس کا سنانا اس قدر ضعف کا باعث بنتا ہے کہ روزہ افطار کرنے کی نوبت آجاتی ہے تو حکم یہ ہے کہ روزہ رکھے اور قرآن اتنا پڑھے جتنا ضعف کے بغیر بآسانی ادا کیا جا سکے، کیونکہ دور، رمضان کے بعد بھی ممکن ہے کیونکہ اس کے لئے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کوئی وقت و مہینہ مخصوص نہیں، لیکن رمضان کے ایام کے روزے معین ہونے کی بناء پر بعد میں ادا کرنا بغیر قضا کئے ممکن نہیں، اور جان بوجھ کر انھیں قضا کر کے خیر و برکت سے محروم رہنا سمجھداری نہیں، نادانی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کے مطابق تربیت اولاد کی توفیق دے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## سفر وجنگ میں روزے کا حکم

**مسئلہ** :۔ (صفحہ نمبر۔۳۴۷ جلد دہم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سفر میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟ خاص کر کے لڑائی کے موقع پر جانا ہے۔ **بینوا توجروا**

### الجواب

جو اپنے گھر سے تین منزل کامل یا زیادہ کی راہ کا ارادہ کر کے چلے خواہ کسی نیت اچھی یا بری سے جانا ہو، وہ جب تک مکان کو پلٹ کر نہ آئے یا بیچ میں کہیں ٹھہرنے کی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت نہ کر لے مسافر ہے، ایسے شخص کو جس دن کی صبح صادق، مسافرت کے حال میں آئے اس دن کا روزہ ناغہ کرنا اور پھر کبھی اس کی قضا رکھ لینا جائز ہے، پھر اگر روزہ اسے نقصان نہ کرے نہ اس کے رفیق کو اس کے روزہ سے ایذا ہو، جب تو روزہ رکھنا ہی بہتر ہے، ورنہ قضا کرنا بہتر ہے۔

**فی الدرالمختار ، لمسافر سفرا شرعیا و لو بمعصية الفطر ، ويندب الصوم ان لم يضره فان شق عليه او على رفيقه فالفطر افضل لموافقة الجماعة ، و يجب على مقيم اتمام صوم يوم من رمضان سافر فی ذلك اليوم۔ اھ ملتقطا** (یعنی درمختار میں ہے وہ مسافر جس کا سفر شرعی (مقدار کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

برابر) ہو خواہ گناہ کی خاطر ہو روزہ چھوڑ سکتا ہے اور اگر اسے روزہ تکلیف نہ دے تو روزہ رکھنا مستحب ہے، اور اگر روزہ مشکل ہو.. یا..اس کے ساتھی پر مشکل ہو تو پھر جماعت کی موافقت میں افطار افضل ہے۔ مقیم پر اس روزہ رمضان کا اتمام (یعنی تمام کرنا) لازم ہے جس دن اس نے سفر شروع کیا۔) ﴿باب ما یفسد الصوم۔فصل فی العوارض﴾

یونہی غازی اگر یقیناً جانے کہ اب دشمن سے مقابلہ ہونے والا ہے اور روزہ رکھوں گا تو ضعف کا اندیشہ ہے تو وہ بھی ناغہ کرے اگر چہ سفر میں نہ ہو۔

**فی ردالمحتار عن النهر عن الخلاصة الغازی اذا کان یعلم یقینا انه یقاتل العدو فی رمضان و یخاف الضعف ان لم یفطر افطر۔**

(ردالمحتار میں نہر سے خلاصہ سے ہے کہ غازی جب یقینی طور پر جانتا ہو کہ رمضان میں دشمن سے مقابلہ ہوگا اور روزہ نہ چھوڑنے پر کمزوری کا خوف ہو، تو روزہ نہ رکھے)

﴿باب ما یفسد الصوم۔فصل فی العوارض﴾

مگر یہ اجازت، بلا سفر صرف اسی کو مل سکتی ہے جو حمایت.. یا..اعانتِ دینِ اسلام میں لڑتا ہو، باقی ملکی لڑائیاں.. یا..معاذ اللہ کفر کی حمایت.. یا..کافر کی طرف ہو کر اگر چہ دوسرے کافر ہی سے لڑنا، یہ سب گناہ ہیں۔ گناہ پر طاقت کے لئے روزہ قضا کرنے کی اجازت ممکن نہیں۔

**فی مستا من فتح القدیر ، فرع نفیس فی المبسوط لوا غار قوم من اهل الحرب علی اهل الدار التی فیهم المسلم المستا من لا یحل له قتال هؤلاء الکفار الا ان خاف علی نفسه لان القتال لما کان تعریضا لنفسه علی الهلاك لا یحل الالذلك اولا علاء کلمة الله تعالی وهو اذا لم یخف علی نفسه لیس قتاله لهؤلاء الا اعلاء لکفر۔**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(فتح القدیر کے باب المستامن میں ہے کہ مبسوط میں نہایت نفیس جزئیہ ہے کہ اگر اہل حرب میں سے کچھ لوگوں نے کسی ایسے علاقے پر حملہ کر دیا جس میں کسی مسلمان نے پناہ لے رکھی تھی تو اس مسلمان کے لیے ان کفار کے ساتھ لڑائی کرنا جائز نہ ہوگا، البتہ اس صورت میں جب اسے اپنی جان کا خوف ہو، کیونکہ قتال میں اپنے آپ کو ہلاکت پر پیش کرنا ہوتا ہے اور یہ جائز نہیں، مگر اس صورت میں جب اپنی جان کا خوف ہو.. یا.. کلمۃ اللہ تعالی کی سر بلندی کے لیے ہو، اور جب اسے اپنے نفس کا خوف نہیں تو اب اس کا قتال سوائے کفر کی بلندی کے کچھ نہ ہوگا۔)

﴿باب المستامن﴾

ہاں جب یہ لوگ سفر میں ہوں تو بوجہ سفر اجازت ہوگی اگر چہ وہ سفر جانب سقر (یعنی جانبِ جہنم) ہو۔

**کما قد منا عن الدرالمختار و الخلاف فیہ معروف بیننا و بین الشافعی رضی اللہ تعالی عن الجمیع ۔واللہ تعالی اعلم۔**

(جیسا کہ ہم نے درمختار کے حوالے سے پیچھے بیان کیا ہے اور اس میں ہمارے اور امام شافعی (اللہ تعالے ان تمام سے راضی ہو) کے درمیان مشہور اختلاف ہے۔) واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ،

{1} سفر کے باعث ملنے والی رخصتوں میں نیک و گناہ گار برابر ہیں۔

{2} جو اپنے شہر کی حدود سے تقریبا ساڑھے ستاون میل.. یا.. 92 کلومیٹر دور جانے کی نیت سے نکل گیا، وہ شرعا مسافر ہے۔

{3} اب اس کی مسافرت اس وقت ختم ہوگی کہ جب یہ دوبارہ اپنے شہر کی حدود میں داخل ہوگا.. یا.. کسی دوسرے مقام پر پہنچ کر کم از کم پندرہ دن قیام کی نیت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرے گا۔[1]

{4} دورانِ سفر افطار کی رخصت فقط اس صورت میں ہوگی کہ سحری کا وقت دورانِ سفر آئے۔ لھذا اگر کسی نے گھر میں سحری کھا کر دن میں سفر شروع کیا تو اب دورانِ سفر افطار نہیں کرسکتا۔

{5} دورانِ سفر روزہ رکھنے میں تکلیف محسوس نہ ہو، نیز شریکِ سفر بھی کسی قسم کی تنگی و مشکل میں گرفتار نہ ہوگا تو اب روزہ رکھنا افضل ہے اور یہ دونوں باتیں نہ ہو تو افطار مستحب۔

{6} جہاد میں مشغول شخص دو حال سے خالی نہ ہوگا۔

☆ حالتِ مسافرت میں ہے... ☆ نہیں ہے...

بصورتِ اول افطار کی اجازت ہے، چاہے جائز جنگ کر رہا ہو.. یا.. ناجائز۔...... اور ...... بصورتِ ثانی پھر دو حال سے خالی نہیں۔

(i) یہ جنگ اسلام کی سربلندی کے لئے لڑی جارہی ہے۔

(ii) اسلام کی حمایت مقصود نہیں بلکہ ملکی سیاسی لڑائی ہے.. یا.. کفر کی سربلندی کے لئے ہے.. یا.. کافروں کی طرف سے لڑ رہا ہے، چاہے سامنے مسلمان ہوں یا کافر۔

بصورتِ ثانی روزہ افطار کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

بصورتِ اول پھر دو حال سے خالی نہیں۔

(۱) ضعف کا صحیح اندیشہ ہے... (۲) نہیں ہے...

بصورتِ اول افطار جائز۔ بصورتِ ثانی ناجائز۔

---

[1] ۔ مسافرت ختم ہونے کی مزید صورتیں بھی ہیں لیکن فی الحال مذکورہ مسئلہ پیشِ نظر ہے۔ ۱۲ منہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

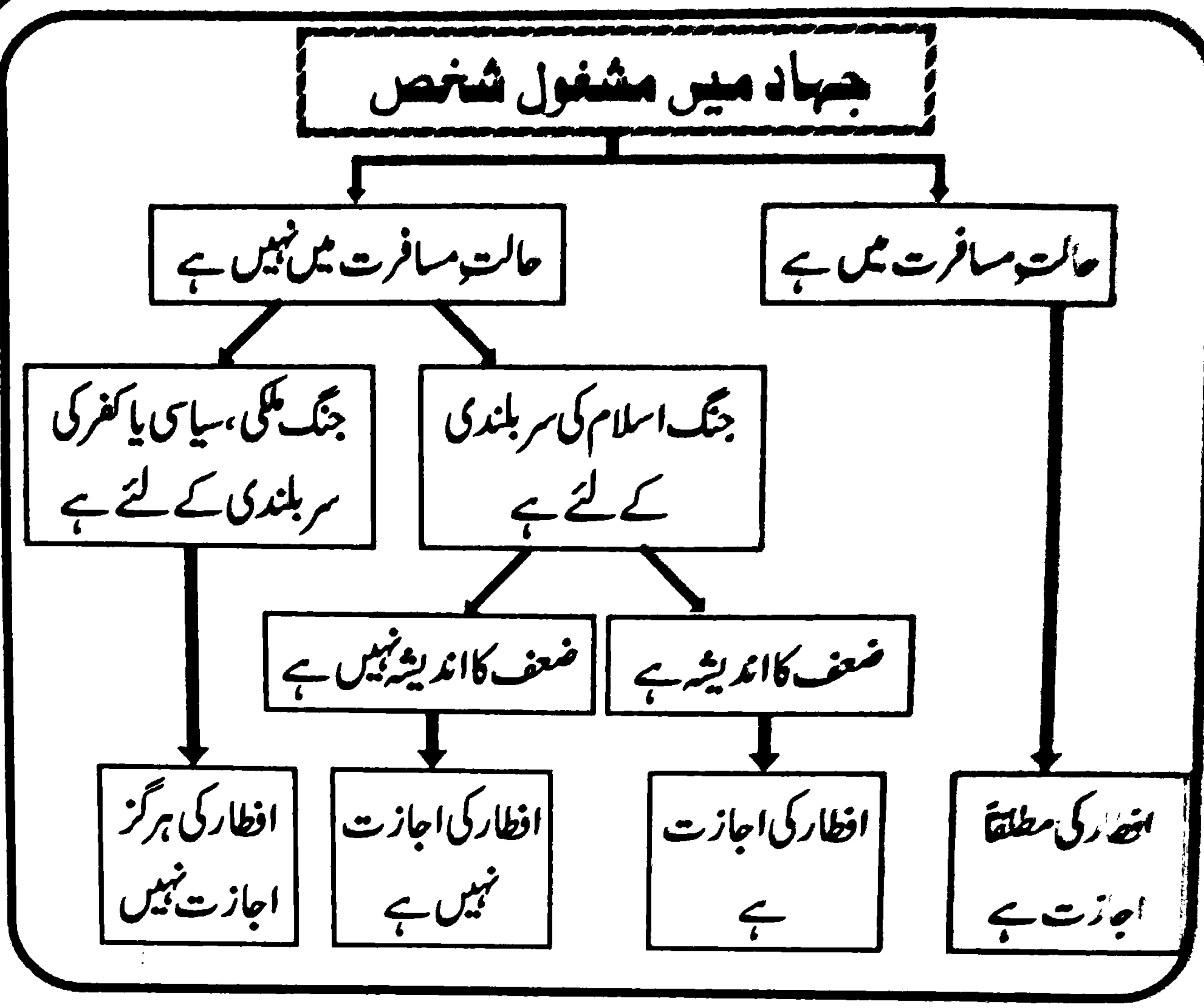


اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں شرعی احکام کو ترجیح دینے کا ذہن عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

# جھوٹی خبر پر روزہ افطار کرنے کا حکم

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر۔۳۴۷ جلد دہم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے جو کہ بوجہ اختلاف ہونے رؤیت ہلال کے ۳۰ تاریخ رمضان المبارک کو روزہ افطار کیا گیا اور بعد معلوم ہو جانے خبر تکذیب رؤیت کے روزہ قائم نہیں کیا گیا اور اکل و شرب (یعنی کھانا پینا) برابر (جاری) رکھا، اب اس روزے کے واسطے کفارہ لازم ہے.. یا.. قضا و نیز جن صاحبوں نے بعد خبر پانے تکذیب رویت کے پھر اپنے صوم کو کلی غرارہ سے دہن کو پاک کر کے قائم کر لیا ہے ان کو کیا امر لازم ہے آیا کفارہ.. یا.. قضا؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## الجواب

جنھوں نے اکل وشرب قائم رکھا حالانکہ کذب پر مطلع ہو چکے تھے وہ گنہ گار ہوئے لیکن کفارہ ان پر بھی نہیں، جنھوں نے فوراً کلی غرارہ کرلیا وہ ثواب پائیں گے اور ایک روزہ اس کے عوض کا وہ بھی رکھیں۔ واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض لوگوں کو رمضان کے تیسواں روزہ رکھنے کے بعد دن میں معلوم ہوا کہ رات، عید الفطر کا چاند نظر آ گیا تھا۔ یہ خبر سن کر سب نے کھانا پینا شروع کر دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ خبر جھوٹی تھی۔ اب یہ لوگ دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ نے تو فوراً کلی وغیرہ کر کے روزہ جاری رکھنے کی نیت کر لی۔ جب کہ دوسرے گروہ نے یہ سوچ کر کہ اب تو روزہ ٹوٹ ہی گیا، کھانا پینا جاری رکھا تو اب ان دونوں گروہوں کو فقط قضا رکھنی ہوگی.. یا.. کفارہ بھی ہے؟

خلاصۂ جواب یہ ہوا کہ دونوں گروہوں پر فقط قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔ ہاں جن لوگوں نے خبر کے جھوٹا ہونے کو جاننے کے باوجود کھایا پیا، وہ گناہ گار ہوں گے کیونکہ ان پر بقیہ دن کو مثل روزہ گزارنا واجب تھا۔

اللہ تعالی ہمیں لاعلمی کی بناء پر ہونے والے گناہوں سے بچائے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ وسلم

## عورت سے معانقہ.. یا.. خیال باندھنے کی بناء پر انزال کا حکم

**مسئلہ** :۔ (صفحہ نمبر ۔۴۸۱ جلد دہم)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: عورت کو لپٹایا.. یا.. خیال باندھا، کچھ دیر کے بعد جس وقت کہ خواہش بالکل نہ رہی بوندیں خارج ہو چکی ہیں، پیشاب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو جاتے وقت بعد پیشاب کے کچھ گاڑھا پانی سفید نکلے جس کی شکل منی کی سی ہو تو اس کو منی کہا جائیگا.. یا.. نہیں؟ اور روزہ اس سے ٹوٹے گا یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

## الجواب

منی اپنی رنگت اور بو اور قوام وغیرہا کے باعث اور پانیوں سے ممتاز ہو جاتی ہے بہر حال صورت مستفسرہ میں جو کچھ نکلا اگرچہ منی ہی ہو، جبکہ بالکل شہوت ساکن ہو جانے کے بعد بلاشہوت بعد پیشاب کے نکلا، تو اس سے نہ غسل واجب ہو نہ روزے میں کچھ خلل آیا....اور مُجرّد (یعنی محض) خیال باندھنے سے تو روزہ اصلاً نہیں جاتا اگرچہ اسی حالت تصور ہی میں شہوت کے ساتھ انزال ہو جائے۔

ہاں (عورت کو) لپٹانے.. یا.. بوسہ لینے.. یا.. ہاتھ لگانے کی حالت میں اگر انزال ہو، تو روزہ فاسد ہو کر قضا لازم آئے گی اور ان افعال کے ختم ہونے کے بعد شہوت ھَنُوز (یعنی ابھی تک) باقی رہی اور اس حالت میں کہ یہ عورت کے جسم سے جدا ہے منی اتری اور بشہوت نکل گئی تو اگرچہ غسل واجب ہوگا مگر روزہ نہ جائے گا کہ یہ انزال ان افعال سے نہ ہوا بلکہ مجرد تصور سے ہوا۔

**فی الدرالمختار انزل بفکر وان طال او نزع المجامع حال کونہ ناسیا فی الحال عند ذکرہ و کذا عند طلوع الفجروان امنی بعد النزع لانہ کالاحتلام لم یفطر اھ ملتقطا و بہ یعلم ما ذکرنا بالاولی کما لا یخفی**

(یعنی درمختار میں ہے کہ اگر سوچنے سے انزال ہو گیا اگرچہ وہ سوچ طویل تھی یا نسیانا جماع شروع کیا تھا، روزہ یاد آنے پر فورا چھوڑ دیا، اسی طرح اگر اس نے طلوع فجر ہوتے ہی جماع چھوڑ دیا، اگر چھوڑنے کے بعد منی کا خروج ہوا تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ یہ احتلام کی طرح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے اھ مختصرا۔ اس سے زیر بحث مسئلہ کا حکم بطریق اولیٰ معلوم ہو گیا، جو نہایت ہی واضح ہے۔ )

﴿باب ما یفسد الصوم﴾ واللہ تعالیٰ اعلم

وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ محض کسی تصور کی بناء پر بشہوت انزال ہو جانے سے روزے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ہاں اگر عورت کو چھوا.. یا.. بوسہ لیا تو اس میں چند صورتیں ہیں۔

{1} چھونے کی حالت میں ہی انزال ہو گیا۔ اس صورت میں روزہ گیا اور غسل بھی واجب ہوا۔

{2} چھو کر ہٹ گیا، شہوت باقی تھی کہ انزال ہو گیا تو اس صورت میں روزہ نہ گیا، ہاں غسل واجب ہو گا۔

{3} چھو کر ہٹ گیا اور شہوت بالکل ختم ہو گئی تھی، پھر بلا شہوت، بعدِ پیشاب قطرات خارج ہوئے تو اب نہ روزہ جائے گا، نہ ہی غسل واجب ہو گا۔

اللہ تعالیٰ شرعی مسائل کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## پان کھا کر سونا اور صبح اٹھ کر نیتِ روزہ کرنا کیسا؟

**مسئلہ**:۔ (صفحہ نمبر۔ ۴۸۵ جلد دہم جدید)

ایک شخص پان کھا کے اول شب میں سویا، صبح کو اٹھ کر نیت روزہ کی کرتا ہے، روزہ درست ہو گا یا نہیں؟

**الجواب**

اگر پان کھالیا تھا منہ میں صرف پَند دانے چھالیا کے دانتوں میں لگے رہ گئے تو روزہ صحیح ہو جائے گا اور اگر صبح کے بعد بھی ایسا اگال کثیر منہ میں تھا جس کا جرم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خواہ عرق، لعاب کے ساتھ حلق میں جانا مظنون ہے تو روزہ نہ ہوگا۔

## وضاحت و خلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ مذکورہ شخص غور کرے کہ سوتے میں جبڑے میں موجود پان کے ذرات۔۔یا۔عرق، حلق میں چلے گئے ہیں۔۔یا۔نہیں؟ اگر غالب گمان ہو کہ ایسا ہوا ہے تو روزہ نہ ہوا، ورنہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ایسے مسائل پر دیانت داری کے ساتھ عمل کی توفیق دے آمین

## حالت روزہ میں باحتیاط پان وتمباکو ونسوار کھانے کا حکم

**مسئلہ**:۔ (صفحہ نمبر۔۴۸۶ جلد دہم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ پان۔۔یا۔تمباکو۔۔یا۔نسوار کے عادی ہیں، وہ اگر روزہ کی حالت میں پان تمباکو نسوار منہ میں رکھ لیں اور اس کا جرم حلق کے اندر نہ جانے دیں تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔۔یا۔نہیں؟ اور بصورت ٹوٹ جانے کے قضا لازم آئے گی یا کفارہ؟ مدلل بیان کیجئے۔ بینوا توجروا

### الجواب

پان جب منہ میں رکھا جائے گا اس کا عرق ضرور حلق میں جائیگا، اور تمباکو جیسی کھائی جاتی ہے وہ اگر منہ میں ڈالی جائیگی تو یقیناً اس کا جرم لعاب کے ساتھ حلق میں جائے گا اور نسوار تو بہت باریک چیز ہے جب اوپر کو سونگھی جائے گی ضرور دماغ کو پہنچے گی اور ان طلب والوں کے مقاصد بھی بر آئیں گے اور فقہیات میں ایسا مَظنُون مثل مُتَیَقَّن (یعنی گمان کیا ہوا، یقین شدہ کی مثل) ہے، یہ سب شیطانی وسوسے ہیں، ان چیزوں کے استعمال سے جو روزہ جائے اس کی فقط قضا نہیں بلکہ کفارہ بھی ضرور ہوگا کہ ان میں صلاح بدن وقضائے شہوت ہے اور اگر بالفرض ان میں احتیاط یقینی کی صورت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

متصور بھی ہوتی جب بھی ممانعت میں شک نہ تھا جیسے مباشرت فاحشہ کہ بے انزال ناقص نہیں مگر ممنوع ضرور ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں،

**من وقع فی الشبہات وقع فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشك ان یرتع فیه** ۔(یعنی جوشبہات میں داخل ہوتا ہے وہ حرام میں داخل ہو جائے گا جیسا کہ ممنوعہ مقام کے قریب بکریاں چرانے والا قریب ہے کہ وہ ممنوعہ جگہ میں جانوروں کو چرا بیٹھے۔) ﴿مسلم۔باب اخذ الحلال وترک الشبہات﴾ **واللہ تعالی اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ پان وغیرہ چیزوں کے کھانے میں چاہے کتنی ہی احتیاط کر لی جائے ،ان کے باریک ذرات غیر محسوس طریقے سے بذریعہ لعاب حلق تک ضرور پہنچ جاتے ہیں۔چنانچہ ایسی صورت میں چاہے کوئی کتنی ہی زیادہ احتیاط کا دعویٰ کرے،نہ مانا جائے گا۔

اور بالفرض اگر کوئی ایسی صورت متصور کر بھی لی جائے کہ جس میں زبردست احتیاط سے ذرات وغیرہ حلق میں نہ جائیں،تب بھی شرعی لحاظ سے اس کی ممانعت تھی ،کیونکہ ہر وہ فعل کہ جس کے باعث روزہ دار کے روزے کے فاسد ہونے کا غالب گمان ہو ممنوع ہوتا ہے۔جیسا کہ مباشرت فاحشہ سے بے انزال روزہ نہیں جاتا،لیکن چونکہ اس کے باعث جماع میں مشغول ہونے کا غالب گمان ہے،لھذا شریعت نے اسے ممنوع قرار دیا ہے۔

اور چونکہ ہر وہ چیز جس سے قوت ونفع بدن کا فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہو، تیز اس کے کھانے کی طرف طبیعت بھی مائل ہوتی ہو اور خواہش باطنی پوری ہوتی ہو،روزہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یاد ہونے کی صورت میں کھانا.. یا.. پینا قضاء و کفارہ دونوں کو واجب کرتا ہے......اور
...... پان وغیرہ بھی ایسی ہی اشیاء میں شامل ہیں، چنانچہ ان کے کھانے سے بھی قضاء
وکفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خواہشِ نفس کو پورا کرنے کے لئے حیلے بہانے اختیار کرنے
سے بچائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## روزہ میں کھٹی ڈکار کا حکم، نیز روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟

**مسئلہ:۔** (صفحہ نمبر۔۴۸۶ جلد دہم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روزہ کس کس حالت میں نہیں ہوتا؟ مثلاً اگر کوئی شخص پچھلے کو (یعنی سحری میں) اتنا زیادہ کھالے کہ صبح کو اسے کھٹی ڈکاریں آئیں تو روزہ ہوا.. یا..نہیں؟...اگر نہیں ہوا تو کیا خرابی واقع ہوئی؟...دوسری یہ بات کہ روزہ کس کس حالت میں درست نہیں رہتا؟....

### الجواب

کھٹی ڈکار سے روزہ نہیں جاتا، یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ روزہ تین باتوں سے جاتا ہے۔

☆ جماع اگرچہ انزال نہ ہو..اور..

☆ مس (یعنی چھونا) جبکہ انزال ہو..اور..

☆ باہر سے کوئی چیز جوف (یعنی پیٹ) میں اس طرح داخل ہو کہ باہر اس کا علاقہ (یعنی تعلق) نہ رہے۔ مثلاً ڈورے میں بوٹی باندھ کر نگل لی اور ڈور باہر ہے تو اگر اسے نکال لے گا روزہ نہ جائے گا اور اگر ڈور باہر نہ رہی.. یا..نکالنے میں بوٹی..یا..اس کا کچھ حصہ جوف میں رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

كل ذلك منصوص عليه في الدرالمختار وغيره من الاسفار

(یعنی یہ تمام پر درمختار اور دیگر کتب میں تصریح ہے۔) واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ چونکہ روزہ مذکورہ تین چیزوں سے جاتا ہے،لھذا کھٹی ڈکار سے روزہ نہ جائے گا۔

اللہ تعالی ہمیں علم مسائل حاصل کرنے کی توفیق دے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## ہلاکت کے خوف کی بناء پر روزہ توڑ ڈالنے کا حکم

**مسئلہ:۔** (صفحہ نمبر۔۵۱۷جلد دہم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید رمضان شریف میں روزہ سے تھے،اخیر رمضان المبارک میں جبکہ وہ روزہ سے تھے ان کے درد صدر میں ہوا اور دست آئے اور استفراغ (یعنی فراغت حاصل کرنا) کئی بار ہوا،درد کی بہت سخت تکلیف تھی، بالآخر ۴ بجے بخوف ترقی مرض بعد ظہر ڈاکٹری ہوا حالت صوم میں پلا دی گئی،روزہ تڑوا دیا گیا،ایسی حالت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ روزہ توڑنے کی وجہ سے آیا ساٹھ روزے رکھے جائیں..یا..ساٹھ مسکین کھلائے جائیں..یا..کچھ نہ کیا جائے؟...

درد سے آرام ہونے کے بعد جو آٹھ سات روزے باقی تھے وہ بوجہ ضعف وناطاقتی کے نہیں رکھے گئے تاعید الفطر۔ایسی صورت میں شارع کا کیا حکم ہے؟...

بینوا توجروا

### الجواب

اس صورت میں نہ ساٹھ روزے ہیں نہ ساٹھ مسکین غرض کفارہ نہیں صرف اس روزہ کی جو توڑا اور ان روزوں کی جو نہ رکھے قضا ہے ہر روزہ کے بدلے ایک روزہ وبس۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فی الدرالمختار من مبیحات الفطر خوف ھلاك او نقصان عقل ولو بعطش او جوع شدید اولسعة حیة ۔(درمختار میں روزہ نہ رکھنے کومباح کرنے والی چیزوں میں سے یہ ہیں ہلاکت..یا. نقصان عقل کا خوف، یہ خوف خواہ پیاس سے ہو یا سخت بھوک کی وجہ سے یا سانپ کے کاٹنے سے ہو(ان صورتوں میں روزے کا ترک جائز ہے۔)

شامی میں ہے،فله شرب دواء ینفعه۔(روزہ دار کے لئے ایسی دوا کا پینا جائز ہے جو اسے نفع دے۔) ﴿فصل فی العوارض﴾

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اگر کسی کو روزے کی بناء پر ہلاکت..یا. عقل کے زائل ہونے کا خوفِ یقینی ہو تو اس کے لئے روزہ توڑ لینا جائز ہے۔اس صورت میں صرف قضاء لازم ہوگی، کفارہ نہیں۔

اللہ تعالی ہمیں معمولی معمولی وجوہات کی بناء پر روزہ توڑ ڈالنے سے بچائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## کسی کے مجبور کرنے سے روزہ توڑنے پر قضاء ہے..یا.. کفارہ؟

(صفحہ نمبر۔۵۲۰ جلد دہم جدید)

**مسئلہ:۔**

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر دو صاحب کسی شخص کا روزہ زبردستی تڑوادیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟...اور جو صاحب روزہ توڑیں وہ کیا کریں اور ان کے لئے کیا حکم ہے؟...دوسرے کسی صاحب کے بار ڈالنے سے روزہ توڑا جائے تو ہر دو صاحبان کے لئے کیا حکم ہوگا؟...

## الجواب

بلا ضرورت و مجبوری شرعی، فرض روزہ زبردستی تڑوانے والا شیطانِ مجسم و

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مستحق نارِ جہنم ہے اور بغیر سچی مجبوری کے فقط کسی کے بار ڈالنے.. یا.. زیر کرنے سے فرض روزہ توڑ دینے والے پر عذاب ہے ...اور روزہ ادائے رمضان تھا تو حسب شرائط اس پر کفارہ واجب جس میں ساٹھ روزے لگاتار رکھنے ہوتے ہیں۔

واللہ تعالی اعلم۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

پہلے یاد رکھیں کہ کسی کو کسی کام پر مجبور کرنا ''اِکْرَاہ'' کہلاتا ہے۔شرعی لحاظ سے وہ اکراہ کہ جس کی بناء پر مسائل میں تخفیف ورعایت ہوتی ہے یہ ہے کہ مجبور کرنے والا قتل.. یا.. کسی عضو کو کاٹ دینے .. یا..شدید مار پیٹ کی صحیح دھمکی دے اور مجبور کیا جانے والا جانتا ہے کہ اگر اس کا کہنا نہ مانا تو یہ جو کہہ رہا ہے کر گزرے گا۔

(بہارِ شریعت۔حصہ پنجم۔صفحہ۸۴)

اب خلاصہ یہ ہوا کہ اگر رمضان کا ادا روزہ تھا اور کسی کی جانب سے اکراہِ شرعی پایا گیا تو روزہ دار کے لئے روزہ افطار کرنا جائز تھا،اس صورت میں فقط قضاء تھی،کفارہ نہیں۔

لیکن اگر اکراہِ شرعی نہ تھا،فقط ویسے ہی زبانی زور دیا گیا کہ روزہ توڑ ڈالے اور توڑ دیا تو اب قضاء وکفارہ دونوں لازم آئیں گے۔

دونوں صورتوں میں روزہ تڑوانے والا سخت گناہ گار ہوگا۔

اللہ تعالی ہمیں ظلم اور اسکی آفتوں سے محفوظ فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## مریض کے لئے روزوں کا حکم اور ایک کا دوسرے کی طرف سے روزہ رکھنا کیسا؟

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر۔۵۲۰ جلد دہم جدید)

بخدمت شریف جناب عالی خاندان، دام اقبالکم بعد ادائے آداب کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عرض کمترین کی یہ ہے کہ جو شخص اس ماہ رمضان میں روزہ نہ رکھے اور بعد میں پورا روزہ رکھے جس طرح حکمِ رسول (ﷺ) ہو تحریر فرمائیں کیونکہ اس ماہ میں طاقت نہیں ہے رکھنے کی، کمزوری ناطاقتی بدن میں ہے۔ جناب کو اس وجہ کر تکلیف دیتا ہوں صاف تحریر فرمائیں، اور ایک شخص روزہ نہیں رکھتا ہے اپنے عوض ایک عورت کو روزہ رکھاتا ہے، آپ فرمائیں مرد کا مرد کو لازم ہے یا عورت کا عورت کو؟ غیر عورت ہے جس کو روزہ رکھاتا ہے۔ فقط

## الجواب

جو ایسا مریض ہے کہ روزہ نہیں رکھ سکتا روزہ سے اسے (باعثِ) ضرر ہوگا، مرض بڑھے گا یا دن کھینچیں گے، اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہو.. یا.. مسلم طبیبِ حاذق کے بیان سے جو فاسق نہ ہو تو جتنے دنوں یہ حالت رہے اگرچہ پورا مہینہ وہ روزہ ناغہ کرسکتا ہے اور بعد صحت اس کی قضا رکھے، جتنے روزے چھوٹے ہوں ایک سے تیس تک۔

اپنے بدلے دوسرے کو روزہ رکھوانا محض باطل و بے معنی ہے، بدنی عبادت ایک کے کیے دوسرے پر سے نہیں اتر سکتی، نہ مرد کے بدلے مرد کے رکھے سے نہ عورت کے۔ واللہ تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

اولاً مسئلہ ذہن نشین رہے کہ مرض اس وقت روزہ ترک کرنے کے عذر ثابت ہوگا، جب

مریض کو مرض بڑھ جانے.. یا.. دیر میں اچھا ہونے.. یا.. کسی عضو کے ضائع ہوجانے.. یا.. تندرست کو بیمار ہوجانے کا غالب گمان ہو۔

(عالمگیری۔ جلد اول۔ الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار۔ صفحہ ۲۰۷)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔

﴿1﴾ اس کی کوئی ظاہری نشانی پائی جاتی ہو۔ مثلاً روزہ رکھا، جس کے باعث مرض میں اضافہ شروع ہو گیا۔

﴿2﴾ ذاتی تجربہ ہو۔ مثلاً پچھلے سال روزہ رکھنے پر شدید بیمار ہو گیا تھا۔

﴿3﴾ کسی بہت ماہر اور خوفِ خدا رکھنے والے غیر فاسق ڈاکٹر نے اس کی خبر دی ہو۔ (عالمگیری۔ جلد اول۔ الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار۔ صفحہ ۲۰۷)

اللہ تعالی ہمیں چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے گھبرا کر روزہ چھوڑ دینے سے بچائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## مریض کو روزہ کا فدیہ دینا جائز..یا..ناجائز؟

**مسئلہ:** (صفحہ نمبر ۵۲۱ جلد دہم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفضلائے شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام اگر عذر سے روزہ نہیں رکھتا ہے پر اعادہ روزہ کا یقینی ایک مسکین کو ہمیشہ کھانا کھلا دیتا ہے مگر نماز تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور تراویح کے پڑھانے میں حرج تو نہیں ہے؟ جواب دو۔

### الجواب

بعض جاہلوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لئے جائز ہے جبکہ روزے میں اسے کچھ تکلیف ہو (یعنی تھوڑی بہت تکلیف کی بناء پر فدیہ دے کر روزہ نہ رکھنا جائز ہے)... ایسا ہرگز نہیں..

فدیہ صرف شیخ فانی کے لئے رکھا ہے جو بہ سبب پیرانہ سالی (یعنی بڑھاپے کی وجہ سے) حقیقۃً روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، نہ آئندہ طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ضعف بڑھے گا، اس کے لئے فدیہ کا حکم ہے....

اور جو شخص روزہ کو خود رکھ سکتا ہو اور ایسا مریض نہیں جس کے مرض کو روزہ مضر ہو، اس پر خود روزہ رکھنا فرض ہے اگرچہ تکلیف ہو۔ بھوک پیاس گرمی خشکی کی تکلیف تو گویا لازمِ روزہ ہے اور اسی حکمت کے لئے روزہ کا حکم فرمایا گیا ہے، اس کے ڈر سے اگر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو تو معاذ اللہ روزے کا حکم ہی یکسر معطل ہو جائے۔

امام مذکور اگر واقعی کسی ایسے مرض میں مبتلا ہے جسے روزہ سے ضرر پہنچتا ہے تو تا حصول صحت اسے روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے، اس کے بدلے اگر مسکین کو کھانا دے تو مستحب ہے ثواب ہے جبکہ اسے روزہ کا بدلہ نہ سمجھے اور سچے دل سے نیت رکھے کہ جب صحت پائے گا جتنے روزے قضا ہوئے ہیں ادا کرے گا... اس صورت میں وہ امامت کر سکتا ہے... اور اگر ویسا مریض نہیں اور کم ہمتی کے سبب روزے قضا کرتا ہے ،تو سخت فاسق ہے اور اسے امام بنانا گناہ، اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔

واللہ تعالی اعلم

## وضاحت و خلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ حالتِ زندگی میں روزے کے بدلے میں فدیہ ادا کرنے کی اجازت صرف شیخِ فانی کو دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی شخص چاہے کتنے ہی مہلک مرض میں مبتلاء ہو روزوں کا فدیہ نہیں دے سکتا ہاں اس کے لئے جائز ہے کہ حالتِ مرض میں روزے نہ رکھے، بعدِ صحت ان روزوں کی قضاء کرے..اور.. اگر ایسا شخص کسی مسکین کو روزے کے بدلے کی نیت کے بغیر کچھ کھلائے پلائے تو اس کا یہ عمل باعثِ ثواب ہوگا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لیکن اگر کوئی شخص ایسا مریض ہے کہ روزہ اس کے مرض میں اضافے..یا..
دیر سے تندرست ہونے کا سبب نہ بن رہا ہو اور وہ محض روزے کی وجہ سے حاصل
ہونے والی بھوک و پیاس اور دیگر تکالیف کے پیشِ نظر روزہ نہ رکھے تو اب وہ فاسق
وفاجر ہے، اسے امام بنانا گناہ ہوگا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ اور پڑھ لی تو اسے
دوبارہ پڑھنا واجب۔
اللہ تعالیٰ ہمیں، فاسقوں کے اعمال اختیار کرنے سے محفوظ فرمائے۔آمین
بجاہ النبی الامین ﷺ

## شیخِ فانی کی عمر اور اس کے لئے اعمال میں تخفیف کا حکم

**مسئلہ** :۔ (صفحہ نمبر۔۵۴۸ جلد دہم جدید)

شیخ فانی کی تعریف کیا ہے؟...اور اس کی عمر کی کچھ تعداد بھی معین ہے یا
نہیں؟...احکام شرعیہ مثل نماز روزہ، وضو غسل کے کیا حکم ہے؟...بینوا توجروا

### الجواب

شیخ فانی کی عمر اسی..یا..نوے سال لکھی ہے اور حقیقۃً بنائے حکم (یعنی شیخ فانی کے
لئے احکام کی بنیاد) اس کی حالت پر ہے....اگر سو برس کا بوڑھا روزہ پر قادر ہے، شیخ فانی
نہیں اور اگر وہ ستر برس میں بوجہ ضعف، بَیِّنَہ بڑھاپے (یعنی واضح بڑھاپے سے) سے
ایسا زار و نزار (یعنی سخت کمزور) ہو جائے کہ روزہ کی طاقت نہ رہے، تو شیخ فانی ہے۔
غرض شیخ فانی وہ ہے جسے بڑھاپے نے ایسا ضعیف کر دیا ہو، اور جب اس
ضعف کی علت بڑھاپا ہوگا تو اس کے زوال کی امید نہیں، (چنانچہ اب) اسے روزے
کے عوض فدیہ کا حکم ہے۔
باقی نماز و طہارت کے بارہ میں پیر و جوان سب کا ایک حکم ہے، جو جس وقت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جس حالت میں جتنی بات سے معذور ہوگا بقدرِ ضرورت، تا وقتِ ضرورت اسے تخفیف دی جائے گی۔قال تعالی لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (اللہ تعالی کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر) ﴿ترجمہ کنزالایمان البقرۃ ۲۸۶﴾ واللہ تعالی اعلم ۔

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ شیخ فانی کے لئے کسی عمر کی تعیین نہیں، بلکہ ہر وہ شخص جو بڑھاپے کی بناء پر اتنا کمزور ہو جائے کہ نہ اب روزہ رکھا جاتا ہے، نہ آئندہ رکھنے کی امید ہے وہ شیخ فانی ہے۔اسے اجازت ہے کہ ہر روزے کے بدلے میں فدیہ دے دے۔یعنی کسی ایک مسکین کو پیٹ بھر کر دو وقت کھانا کھلا دے..یا..ایک صدقہ فطر کی مقدار کسی مسکین کو صدقہ کر دے۔

باقی عبادات یعنی نماز و روزہ و غسل وغیرہ میں صاحبِ عذر نوجوان و بوڑھے سب کے لئے تخفیف کا ایک ہی حکم ہے۔

اللہ تعالی حکمِ شرع ہر حال میں پیشِ نظر رکھنے کی توفیق دے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

## حالتِ روزہ میں منجن ومسواک کا حکم

**مسئلہ** :۔ (صفحہ نمبر۔۵۵۱ جلد دہم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روزے میں منجن جو بادام، کوئلہ، سپاری وگل وغیرہ کا بنتا ہے اس کا استعمال کرنا کیسا ہے اور دربارۂ مسواک (یعنی مسواک کے بارے میں) کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

### الجواب

مسواک مطلقا جائز ہے اگر چہ بعد زوال....اور منجن ناجائز وحرام نہیں، جبکہ اطمینان کافی ہو کہ اس کا کوئی جزو حلق میں نہ جائے گا، مگر بے ضرورتِ صحیحہ، کراہت ضرور ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

درمختار میں ہے: کرہ لہ ذوق شئ الخ (روزہ دار کو بلا عذر کسی شے کا چکھنا مکروہ ہے۔) (باب ما یفسد الصوم)......واللہ تعالی اعلم

## وضاحت و خلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ حالتِ روزہ میں مسواک کا استعمال قبل و بعدِ زوال دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ حضرت عامر بن ربیعہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے بے شمار بار رسول اللہ (ﷺ) کو روزے میں مسواک کرتے دیکھا۔ (ابوداؤد)

اور منجن کے استعمال میں پہلے دیکھا جائے گا کہ کسی عذر کی بناء پر استعمال کیا جارہا ہے۔ یا نہیں۔ پھر ان دونوں صورتوں میں اس کے اجزاء حلق تک پہنچے یا نہیں۔ یوں چار صورتیں بنیں۔

(1) عذر کی بناء پر ہے اور کوئی جزء حلق تک نہ پہنچا۔

(2) عذر کی بناء پر ہے اور کوئی جزء حلق تک پہنچ گیا۔

(3) بلا عذر ہے اور کوئی جزء حلق تک نہ پہنچا۔

(4) بلا عذر ہے اور کوئی جزء حلق تک پہنچ گیا۔

پہلی صورت میں روزہ نہ گیا، نہ ہی کسی قسم کی کراہت ہے۔ دوسری صورت میں روزہ گیا۔ تیسری صورت میں فقط کراہت ہے۔ چوتھی صورت میں بھی روزہ گیا۔

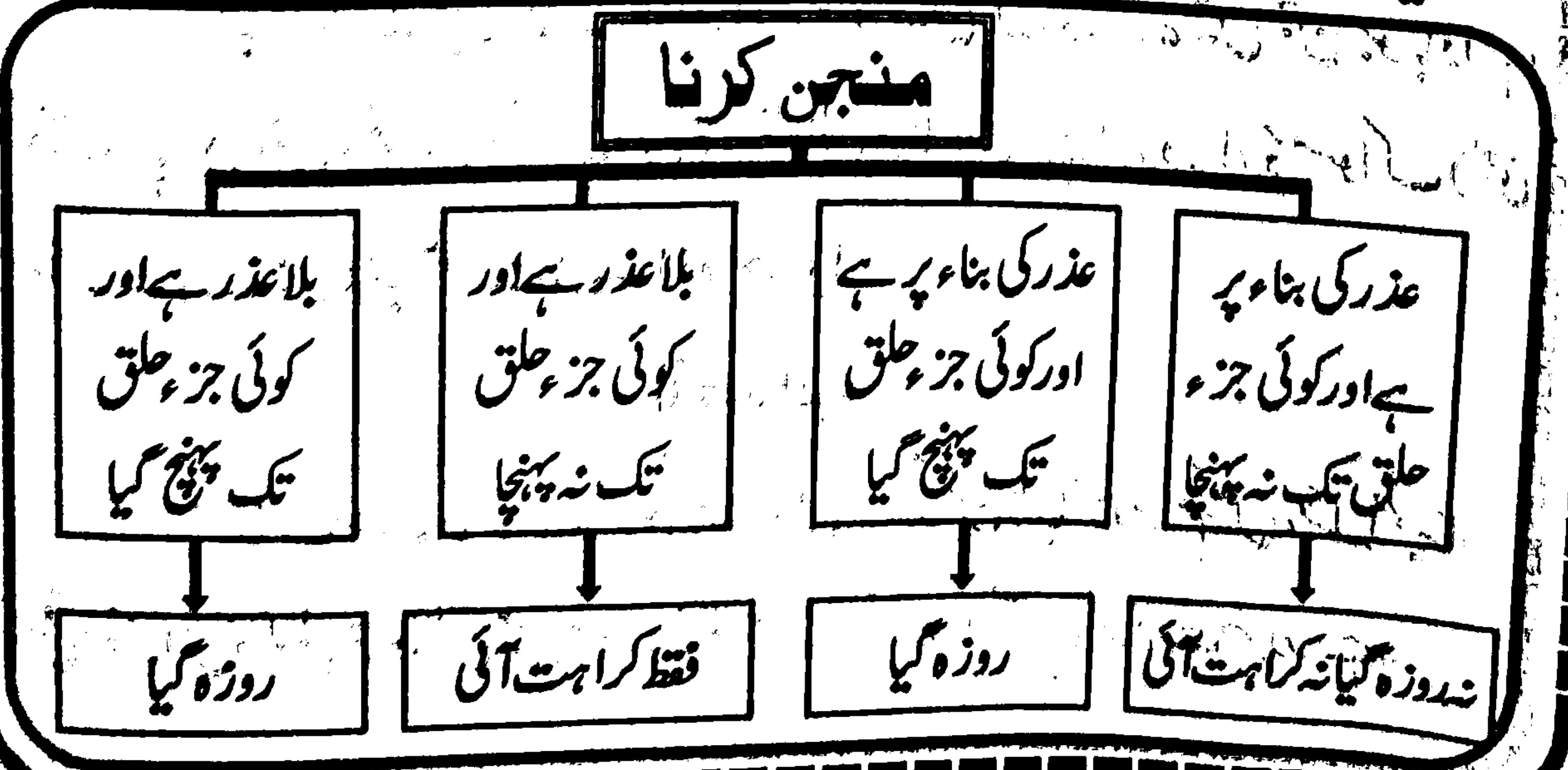


for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## ﴿حالتِ روزہ میں کسی چیز کے چکھنے کا مطلب اور اس بارے میں حکم﴾

اگر کسی نے چکھنے کا یہ مطلب لیا کہ تھوڑی سی چیز حلق سے نیچے اتار لینا، تو اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ لیکن اگر کسی چیز کو صرف زبان سے ذائقہ محسوس کر کے منہ سے باہر نکال دیا، حلق میں اس کا ذرہ بھی نہ جانے دیا، تو نہ جائے گا۔ اب اگر یہ چکھنا بلا عذر تھا تو مکروہ ہے اور اگر عذر کی بناء پر تھا تو بلا کراہیت جائز۔

(عالمگیری۔ جلد اول۔ الباب الثالث فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ۔ صفحہ ۱۹۹)

کسی بہن کا شوہر بد مزاج ہے، اگر کھانے میں نمک مرچ زیادہ ہوگئی تو لڑائی جھگڑا کرے گا.. یا.. کوئی ایسی چیز خریدی کہ جسے نہ چکھا تو نقصان ہو سکتا ہے تو اب چکھنا جائز ہے۔ (عالمگیری۔ جلد اول۔ الباب الثالث فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ۔ صفحہ ۱۹۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں حالتِ روزہ میں احتیاط کرنا نصیب کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## حالت روزہ میں مذی نکلنے اور زوجہ کی شرمگاہ دیکھنے کا حکم

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر۔ ۵۵۱ جلد دہم)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، بینوا توجروا:

(۱) روزے میں اپنی عورت کو لپٹانا.. یا.. پاس لیٹنا جس سے خواہش غالب ہو اور مذی نکلے تو روزہ مکروہ ہوگا.. یا.. جاتا رہے گا؟

(۲) عورت کی شرمگاہ دیکھنا روزے کو توڑے گا.. یا.. نہیں؟

### الجواب

(۱) ان افعال سے روزہ جانے کی تو کوئی صورت ہی نہیں، جب تک انزال نہ ہو۔

اور خالی پاس لیٹنا جس میں بدن چھونا.. یا.. بوسہ لینا کچھ نہ ہو مکروہ بھی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں۔

رہا لپٹانا.. یا.. بوسہ لینا.. یا.. بدن چھونا، ان میں اگر بہ سببِ غلبۂ شہوت، فسادِ صوم کا اندیشہ ہو یعنی خوف ہے کہ صبر نہ کر سکے گا اور معاذ اللہ جماع میں مبتلا ہو جائے گا.. یا.. بلا جماع ہی ان افعال کی حالت میں انزال ہو جائے گا تو یہ سب فعل مکروہ ممنوع ہیں اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔

مگر مباشرتِ فاحشہ یعنی ننگے بدن لپٹانا کہ ذکر فرج کو مس کرے روزے میں مطلقاً مکروہ ہے۔ اسی طرح سراج وہاج میں بوسہ فاحشہ کو بھی مطلقاً مکروہ فرمایا، بوسہ فاحشہ عورت کے لب اپنے لبوں میں لے کر چبائے، اور زبان چوسنا بدرجہ اولی مکروہ جبکہ عورت کا لعاب دہن جو اس کی زبان چوسنے سے اس کے منہ میں آئے تھوک دے، اور اگر حلق میں اتر گیا تو کراہت درکنار روزہ ہی جاتا رہے گا، اور اگر قصداً بحالتِ لذت پی لیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔

**فی الدرالمختار کرہ قبلۃ و مس و معانقۃ ان لم یأمن المفسدوان امن لاباس ملخصا** (یعنی درمختار میں ہے: بوسہ لینا، چھونا اور معانقہ کرنا مکروہ ہے اگر جماع یا انزال وغیرہ مفسدِ روزہ کا خوف ہو۔ اور اگر کسی مفسدِ روزہ کا خوف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔) ﴿باب مایفسد الصوم﴾

**و فی ردالمحتار جزم فی السراج ، بان القبلۃ الفاحشۃ بان یمضغ شفتیھا تکرہ علی الاطلاق ای سواء امن اولا ، قال فی النھر ، والمعانقۃ علی التفصیل فی المشھور و کذا المباشرۃ الفاحشۃ فی ظاھر الروایۃ و عن محمد کراھتھا مطلقا وھو روایۃ الحسن قیل وھو الصحیح اھ و اختار الکراھۃ فی الفتح وجزم بھا فی الولواجیہ بلا ذکر**

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خلاف ، وھی ان یعنقها و ھما متجردان ویمس فرجه فرجها بل قال
فی الذخیرۃ ان ھذا مکروہ بلاخلاف لانه یفضی الی الجماع غالبا اھ
و به علم ان روایة محمد بیان لکون مافی ظاھر الروایة ومامر عن النھر
بیس مما ینبغی ثم رایت فی التتار خانیة عن المحیط ، التصریح بما
ذکرته من التوفیق بین الروایتین وانه لافرق بینھما وللہ الحمد اھ
باختصار و فی الدر ، الضابط وصول ما فیه صلاح بدنه لجوفه و منه
ریق حبیبه فیکفر لوجود معنی صلاح البدن فیه ، درایة ، وغیرھا واللہ
تعالی اعلم۔

ردالمحتار میں ہے: سراج میں اس پر جزم کیا ہے کہ بوسہ فاحشہ یہ ہے کہ اس کے دونوں ہونٹ اپنے منہ میں لے کر دبانا مطلقا مکروہ خواہ فساد روزہ سے خوف ہو یا نہ ہو۔ نہر میں ہے مشہور روایت کے مطابق بوسہ میں تفصیل ہے ظاہر الروایۃ میں مباشرت فاحشہ کا بھی یہی حکم ہے اور امام محمد سے مطلق اس کی کراہت مروی ہے اور یہ روایت حسن سے ہے، بعض نے کہا یہی صحیح ہے اھ ذکر اختلاف کے بغیر فتح میں کراہت کو مختار قرار دیا ہے، اور ولوالجیہ میں کراہت پر جزم کا اظہار ہے۔ اور مباشرت فاحشہ سے مراد یہ ہے کہ مرد عورت دونوں معانقہ کریں اس حال میں کہ دونوں برہنہ ہوں اور مرد کا ذکر، عورت کی شرمگاہ کو مس کر رہا ہو، بلکہ ذخیرہ میں یہ کہا ہے کہ ایسا عمل بالاتفاق مکروہ ہے، کیونکہ یہ اکثر و بیشتر جماع کا سبب بن جاتا ہے اھ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام محمد کی روایت ظاہر الروایۃ کا بیان ہے اور جو کچھ نہر کے حوالے سے گزرا وہ مناسب نہیں، پھر میں نے تتارخانیہ میں محیط سے اس پر تصریح دیکھی جو میں نے دونوں روایات میں مطابقت دیتے ہوئے ذکر کی ہے کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں وللہ الحمد اھ اختصارا در میں ہے غذا اور دوا کی شناخت کا ضابطہ یہ ہے پیٹ میں ایسی شئی کا پہنچ جانا جو بدن کی اصلاح کا سبب ہو۔ محبوب کا لعاب دہن اسی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تقبیل سے سبب، اگر کوئی نکل جائے تو اس صورت میں چونکہ اصالۃً بدن سے بدن نہ ملا لہذا وہ کفارہ ادا کرے جیسا کہ درایۃ وغیرہ میں ہے۔ (باب ما یفسد الصوم) واللہ تعالٰی اعلم۔)

(۲) نہ۔ اگرچہ بار بار تکرار دیکھے، یہاں تک کہ دیکھنے ہی کی حالت میں بے چھوئے انزال ہو جائے، ہاں اس صورت میں کراہت ضرور ہے۔

**فی الدرالمختار انزل بنظر ولو الی فرجھا مرارا لم یفطر۔**

(یعنی درمختار میں ہے کسی کو نظر کرنے سے انزال ہو گیا اگرچہ عورت کی شرمگاہ کی طرف بار بار نظر کرنے سے ہو، روزہ نہ ٹوٹے گا۔) (باب ما یفسد الصوم) **واللہ تعالی اعلم**

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصۂ جواب سے قبل یاد رکھئے کہ

﴿1﴾ جماع کی دو قسمیں ہیں۔

☆ صورتاً جماع۔ ☆ معنیً جماع۔

(i) روزہ توڑنے کے لئے صورتاً جماع سے مراد یہ ہے کہ مرد کا روزہ یاد ہونے کی صورت میں کسی زندہ مرد.. یا.. عورت کے اگلے.. یا.. پچھلے مقام میں اپنے آلۂ تناسل کو کم از کم حشفہ تک داخل کرنا۔ چاہے انزال ہو.. یا.. نہ ہو۔ [1]

(ii) معنیً جماع سے درج ذیل تین باتیں مراد ہوتی ہیں۔

☆ اپنی شرمگاہ کو کسی دوسری شرمگاہ میں داخل کئے بغیر مادہ منویہ نکالنا۔ جیسے ہاتھ سے غسل واجب کرنا۔

☆ اپنی شرمگاہ کو کسی ایسی شرمگاہ میں داخل کر کے مادہ منویہ نکالنا جو عادۃً محل شہوت نہ ہو۔ جیسے کسی جانور سے بدفعلی کرنا۔

---

[1] اس صورت میں مفعول کا روزہ بھی ٹوٹ جائے گا، بشرطیکہ اکراہ شرعی نہ پایا جائے۔ ۱۲ منہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

☆اپنی شرمگاہ کے استعمال کے بغیر کسی عادۃ محل شہوت کے استعمال کے باعث انزال ہو جانا۔ جیسے زوجہ کا بوسہ لینے پر انزال ہو جانا۔

## ان کا حکم:۔

جب صورتاً جماع پایا جائے تو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے..اور..

جب معنوی اعتبار سے پایا جائے تو صرف قضا ہے۔..اور..

جب صورتاً اور معنیً دونوں طرح نہ پایا جائے تو روزہ نہ جائے گا۔ جیسے کسی کی طرف فقط نظر کرنے سے انزال ہو جانا۔

(ردالمحتار۔المجلد الثانی۔باب ما یفسد الصوم بہ و ما لا یفسدہ۔صفحہ۱۰۹۔بتغیر ما)

﴿2﴾ ہر وہ چیز جسے دوا..یا..غذا کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو، روزہ یاد ہونے صورت میں، بلا عذر منہ کے ذریعے جسم میں داخل کرنے سے نہ صرف روزہ ٹوٹ جاتا ہے بلکہ کفارہ بھی لازم آئے گا۔

ردالمحتار میں ہے کہ ''اس شے سے جسے بطورِ غذا استعمال کیا جاتا ہے، فقہاء کرام کی مراد یہ ہے کہ اس سے وہ چیز مراد ہے جو صلاحِ بدن کا سبب بنتی ہو بایں صورت کہ وہ ان اشیاء میں سے ہو کہ جنھیں بطور دواء..یا..غذا..یا..لذت کے لئے کھایا جاتا ہو۔''

(المجلد الثانی۔باب ما یفسد الصوم و ما لا یفسدہ۔صفحہ۱۱۸)

اس تفصیل کی روشنی میں خلاصہ یہ ہوا کہ

{1} اگر کوئی شخص زوجہ کے پاس فقط لیٹا بوسہ..یا..لپٹا نہ پایا گیا تو بالکل جائز ہے۔ اس سے روزہ پر کوئی فرق نہ پڑے گا۔

{2} اگر بوسہ لینے..یا..لپٹانے کی خواہش بیدار ہوئی اور خوف ہے کہ ان افعال کی بناء پر صورتاً..یا..معنیً جماع میں مبتلاء ہو جائے گا، تو اب یہ افعال مکروہ و ممنوع

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوں گے۔اور خوف نہ ہوتو جائز۔

{3} اگر مباشرتِ فاحشہ پائی گئی تو چاہے جماع میں مبتلاء ہونے کا خوف ہو..یا..نہ ہو ہر طرح مکروہ ہے۔

{4} چونکہ شرمگاہ زن کی جانب بار بار نظر کرنے سے انزال، نہ صورتاً جماع ہے نہ معنیً،لھذا اسے روزہ نہ جائے گا،ہاں ایسا کرنا مکروہ ضرور ہے۔

{5} اگر زوجہ کا لعاب قصدا بحالت لذت حلق سے نیچے اتار لیا تو چونکہ اس میں غذا والا معنی پایا جاتا ہے،لھذا روزہ ٹوٹنے کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مسائل شرع کو سیکھ کران پر کامل عمل کا ذہن عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## حالتِ جنابت میں روزہ رکھنے کا حکم

**مسئلہ:۔** (صفحہ نمبر۔۵۵۴جلد دہم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ ایک شخص ہے اس کو حاجت غسل کی ہے مگر روزہ اس نے رکھا مگر قصدا بوقت ظہر تک اس نے غسل نہ کیا، وقت نماز ظہر کے غسل کیا،کیا روزہ اس کا رہا..یا..گیا؟

## الجواب

روزہ ہو جائے گا اگر چہ شام تک نہ نہائے ، ہاں ترک نماز کے سبب سخت اشد کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔واللہ تعالی اعلم

**وضاحت وخلاصہ:۔**

چونکہ روزے کے لئے پاکی شرط نہیں،لھذا حالتِ جنابت میں روزہ شروع کرنا اسی طرح فرض ہے،جیسا پاکی کی حالت میں فرض ہوتا۔یونہی تمام دن ناپاک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رہنے کی بناء پر بھی روزے پر کوئی فرق نہ پڑے، ہاں اس صورت میں چونکہ نمازیں قضاء ہوں گی، لھذا اس وجہ سے گناہِ کبیرہ کا مرتکب ٹھہرایا جائے گا۔

اللہ تعالی، نمازیں ترک کرنے کے گناہ سے بچائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## سحری کے لئے جگانے اور وقت ختم ہونے کی خبر دینے کے لئے سائرن وطبل بجانے کا حکم

**مسئلہ** :۔ (صفحہ نمبر۔۶۲۵ جلد دہم جدید)

طعام سحری کا جب وقت نہیں رہتا ہے تو درِ مسجد پر نقارہ بجایا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اور بعض کہتے ہیں ناجائز ہے، اس میں کیا حکم ہے؟

### الجواب

سحری کا نقارہ اجازت یا ممانعت جس اصطلاح معروف پر مقرر کیا جائے اجازت ہے کہ کہیں ممانعت نہیں۔

درمنتقی شرح الملتقی میں ہے: ینبغی ان یکون بوق الحمام یجوز کقرب النوبۃ۔ (یعنی مناسب ہے کہ حمام کا بگل جائز ہونا چاہیئے جیسے نقارہ جائز ہے۔)

﴿فصل فی المتفرقات من کتاب الکراہیۃ﴾

ردالمحتار میں ہے،

ینبغی ان یکون طبل السحر فی رمضان لایقاظ النائمین للسحو رکبوق الحمام، تامل۔ (یعنی رمضان میں سحری کے وقت سونے والوں کو جگانے کے لئے طبل اسی طرح ہے جیسے حمام کے لیے بگل بجایا جاتا ہے، غور کیجئے۔)

﴿کتاب الحظر والاباحۃ﴾

واللہ تعالی اعلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

## وضاحت وخلاصہ:۔

معلوم ہوا کہ سحری کے لئے جگانے.. یا..وقت ختم ہونے کی اطلاع دینے کے لئے سائرن وطبل وغیرہ بجانا بالکل جائز ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں سحری وافطاری کے مسائل سیکھنے کی توفیق دے۔آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

# سنت ونفل اعتکاف کا وقت

**مسئلہ :۔** (صفحہ نمبر ۶۵۴ جلد دہم جدید)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اعتکاف آخر عشرہ رمضان شریف کا پورے دس روز میں ادا ہوتا ہے.. یا..تین چار روز آخر میں بھی جائز ہے؟.... ایک شخص کا بیان ہے کہ مقصودِ مشروعیتِ اعتکاف کے واسطے شرفِ ادراکِ لیلۃ القدر کی ہے، یہ کامل وَہے (یعنی دس دن) میں حاصل ہوگا۔....دوسرے شخص کا بیان ہے تین چار روز میں بھی جائز ہے، ایسا دیکھا گیا ہے۔

## الجواب

اعتکاف عشرہ اخیرہ کہ سنت مؤکدہ علی وجہ الکفایہ ہے، جس پر حضور پرنور سید عالم (ﷺ) نے مواظبت ومداومت (یعنی ہمیشگی) فرمائی پورے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف ہے، ایک روز بھی کم ہوتو سنت ادا نہ ہوگی۔
ہاں اعتکافِ نفل کے لیے کوئی حد مقرر نہیں، ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے، اگرچہ بے روزہ ہو۔ ولہذا چاہیئے کہ جب نماز کو مسجد میں آئے نیتِ اعتکاف کرلے کہ یہ دوسری عبادت مفت حاصل ہوجائے گی۔
درمختار میں ہے،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان اى سنة كفاية كما في البرهان وغيره۔ (یعنی (اعتکاف) رمضان کے آخری عشرہ میں سنت مؤکدہ ہے یعنی سنت کفایہ، جیسا کہ برہان وغیرہ میں ہے۔)

اسی میں ہے،

واقله نفلا ساعة من ليل اونهار عند محمد، وهو ظاهر الرواية عن الامام لبناء النفل على المسامحة و به يفتى والساعة في عرف الفقهاء جزء من الزمان لاجزء من اربعة و عشرين، كما يقوله المنجمون كما في غرر الاذكار وغيره۔

(امام محمد کے نزدیک کم سے کم نفلی اعتکاف دن ورات میں ایک گھڑی کا بھی ہوسکتا ہے اور امام اعظم سے بھی ظاہر الروایۃ میں ہے کیونکہ نفل کی بناء آسانی پر ہے اور اسی پر فتوی ہے، عرف فقہا میں ساعت کا مفہوم زمانے کا ایک جز ہے نہ کہ چوبیں گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ جو کہ اہل توقیت کا مؤقف ہے۔ جیسا کہ غرر الاذکار وغیرہ میں ہے۔) ﴿باب الاعتکاف﴾

فتح القدیر میں ہے،

الاعتكاف ينقسم الى واجب، وهو المنذور تنجيزا او تعليقا، والى سنة مؤكدة وهو اعتكاف العشر الا واخر من رمضان، و الى مستحب وهو ما سواهما۔ (یعنی اعتکاف واجب، سنت مؤکدہ اور مستحب پر منقسم ہے، واجب جس کی نذر مانی گئی ہو خواہ فی الفور یا معلق ہو، اور سنت مؤکدہ وہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہے، اور مستحب جو ان مذکورہ دونوں صورتوں کے علاوہ ہو۔) ﴿باب الاعتکاف﴾

ردالمحتار میں ہے

المسنون هو اعتكاف العشر بتمامه۔ (یعنی سنت اعتکاف وہ رمضان کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پورا عشرہ ہے۔) ﴿باب الاعتکاف﴾...... والله تعالی اعلم

## وضاحت وخلاصہ:۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی سنت پر عمل پیرا ہونا چاہے تو اسے آخری دس دن کا اعتکاف کرنا ہوگا۔ اگر کسی نے دو چار دن اعتکاف کیا تو یہ نفل اعتکاف ہوگا سنت ادا نہ ہوگا۔

نفل اعتکاف کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں جب بھی مسجد میں داخل ہوں نفلی اعتکاف کی نیت کرلیں، ثواب ملنا شروع ہوجائے گا۔

رمضان کے آخری دس دن کا اعتکاف سنتِ موکدہ علی الکفایۃ ہے۔ یعنی اگر شہر بھی بھر میں سے کسی ایک نے بھی اعتکاف کرلیا تو باقی افراد سے اس کا مطالبہ نہیں، ہاں اگر کسی نے بھی نہ کیا تو سب گناہ گار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اعتکاف کی سنت پر عمل پیرا ہونے کی سعادت نصیب کرے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari